نام کتاب	قیمت
دیوان عیشی معروف بہ تمکین معرفت	۸ر
دیوان مردان صفی اُردو۔	۵ر
شرح قصاید بدر چارچ اُردو۔	عہ
بہار سخن بطور گلدستہ	۵ر
دیوان مناقب خیر البشر	۲ر
ذولسانین مجمع البحرین فارسی و اُردو قصائد۔	عہ ۴ر

کلیات و دواوین و قصائد فارسی

نام کتاب	قیمت
دیوان شمس تبریز متوسط قلم	عہ ۴ر
کلیات عراقی۔	۱۲ر
دیوان ناصر علی سرہندی	۵ر
دیوان حافظ محشی جلی قلم محررہ منشی شمس الدین	عہ ۲ر
دیوان حافظ متوسط قلم محررہ منشی جوالا پرشاد۔	عہ ۴ر
شرح دیوان حافظ۔	۱۵ر
دیوان نعمت خان عالی۔	عہ
دیوان خواجہ قطب الدین بختیار کاکی	۱ر

نام کتاب	قیمت
حکیم اوحد الدین۔	ع ۴ر
کلیات مرزا بیدل۔ شامل چار کتاب	عہ ۹
دیوان بیدل۔	۱۲ر
دیوان عرفی شیرازی	۱۱ر
کلیات جامی۔	عہ ۸
کلیات نظم غالب دہلوی	عہ ۸
کلیات غلام امام شہید	عہ ۲ر
منتخب مجموعہ دواوین عناصر حضرات امیر خسرو	عہ ۹
کلیات صائب	عہ ۱۲ر
انتخاب دیوان صائب	۸ر
کلیات حزین	ع ۱۲
کلیات ظہیر فاریابی	۱۴ر
دیوان ظہیر فاریابی	۶ر
طیبات بدائع شیخ سعدی	۱۱ر
قصائد شیخ سعدی	۳ر
دیوان حضرت احمد جام۔	۹ر
دیوان حضرت خواجہ معین الدین چشتی	۴ر
دیوان حضرت غوث الاعظم۔	۲ر
رباعیات عمر خیام۔	۵ر

نام کتاب	قیمت
…ت دہلی۔ کاغذ دو قسم	
(۱) کاغذ سفید چکنا۔	۱۲/
(۲) کاغذ سفید رسمی۔	۱۰/
دیوان غافل۔	۰۶/
دیوان ذوق۔	۸/
دیوان فدا۔ جلد ثانی۔	۹/
دیوان رند۔	۲/
دیوان غالب۔	۵/
دیوان امیر۔ موسوم بہ مرآۃ الغیب	عہ/
دیوان خواجہ میر درد	۰۲/
دیوان بہار عرب۔	۲/۳
بہارستان سخن۔	۱۰/
دیوان لطف۔	۳/
دیوان نیاز	۳/
شرح یوسفی دیوان حافظ۔	۷/
دیوان نعت سرور ی	۶/
دیوان جرار	۵/
دیوان عاشق	۰۲/
دیوان ضامن	۳/
عشق معروف بہ دیوان قلق	۹/

نام کتاب	قیمت
دیوان شائستہ پاسخ۔	۱۰/
دیوان حمد ایزدی	۴۰/
دیوان چمنستان جوش۔	۱۰/
دیوان میر حسن۔	۸/
مجمع الاشعار۔	۶/
چمن بے نظیر۔	عہ/
گلدستۂ امانت۔	۱/
دیوان حیرت۔	۹/
دیوان سخن دہلوی جلی قلم	
کاغذ سفید گندہ۔	عہ/ ۴/
" کاغذ رسمی۔	۴/۱
اکسیر سخن۔	۵/
دیوان شہیدی۔	۵/
ریاض اکبر	۴/
گلدستہ حفیظ اللہ خان	عہ/ ۴
ترجمۂ شرح قصائد عرفی مترجمۂ مولوی ابو الحسن	۸/
دیوان سحر سامری حصۂ اول و دوم یکجائی۔	۷/
دیوان نعتیہ۔	۳/

خاتمة الطبع

انظیر ہے ذات خدای کبیر منزہ و مبرا ہی بدلیل اشھدان لا الہ الا اللہ اسی طرح صفات بنظیر اسکی احاطۂ تقریر و تحریر سے مبرا قول نبی لا احصی بمصداق شعر مری ذاتش از تہمت ضد و جنس + غنی ملکش از طاعت جن و انس + پھر کیون نہ محبوب مرغوب القلوب اسکا بھی بنظیر اکبر آباد عالم ہو نام نامی جسکا احمد مجتبیٰ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہوا اشھدان محمدا رسول اللہ مصداق مقال پر گواہ شعر حبیب خدا اشرف انبیا + کہ عرش مجید ش بود متکا + اما بعد ارباب صافی مذاق کو مژدۂ طرب افزا ہو کہ اس زمان مسرت اقتران مین **کلیات نظیر اکبر آبادی** جسمین مصنف باکمال نے ہزارون طرح کے پند و نصائح کو چٹکلون اور مثالون مین نظم فرمایا ہی خواب غفلت دنیا کی میٹھی نیند سونے والون کو کس کس حسن ادب سے جگایا ہی - حق تو یہ ہی کہ اگلے لوگون کا کلام بھی عجب پر تاثیر ہی کہ ہر زمانہ اور ہر وقت مین اسکا مداح ہر صغیر و کبیر ہی یہی کلیات ہی کہ اگر چشم ظاہر سے اسکو دیکھو تو طرح طرح کی دل لگی کی باتون اور مذاق کی حکایتون سے مملو ہی اور اگر دیدۂ حق بین سے بغور و تامل ملاحظہ ہو تو سراسر دنیاے ناپائدار کی مذمتون اور چرخ کجرفتار کی شکایتون کا دریا گویا بہ سبو ہی وہ کون دل ہی جسمین محبت دنیا کا تخم نہ بویا گیا اور وقت درو ثمرۂ ناکامی اُس کو نہ ملا اور وہ کون سر ہی جسمین الفت گیتی اور اُسکی نیرنگیونکا سودا نہ سمایا اور آخر مین وہ سنگ حوادث سے چکنا چور ہوا الغرض یہ کلیات صنعت آیات مطبع نامی گرامی منشی **نولکشور** واقع شہر لکھنؤ مین حسب الحکم معلی القاب عالی جناب منشی **بشن نرائن** صاحب بہار گو مالک مطبع دام اقبالہ بماہ فروری ۱۹۲۲ء باہتمام **کیسری داس** سیٹھ سپرنٹنڈنٹ دسوین مرتبہ حلیۂ طبع اور زیور انطباع سے آراستہ و پیراستہ ہوا

آ کر کسی کو پکڑے ہیں دیں ہیں کسی کو چھوڑ
یہ دیکھ دیکھ کشن کا آپس میں جوڑ توڑ

ہر آن گوپیوں کا یہی مکھ بلاس ہے
دیکھو بہار میں آج کنہیا کی راس ہے

ناچیں ہیں اِس بہار سے بن ٹھن کے نند لال
سر پر مکٹ براجے ہے پوشاک تھیں لال
ہنستے ہیں چھیڑتے ہیں ہر اک کو دکھا جمال
سکھیوں کے ساتھ دیکھ سکے یہ کا ہو جی کا حال

ہر آن گوپیوں کا یہی مکھ بلاس ہے
دیکھو بہار میں آج کنہیا کی راس ہے

ہے روپ کشن جنکا جو دیکھو بہت انوپ
اور اُنکے ساتھ چمکے ہے سب گوپیوں کا روپ
مہتابیاں چھٹیں ہیں گویا کھلی ہے دھوپ
اس روشنی میں دیکھئے وہ روپ اور سروپ

ہر آن گوپیوں کا یہی مکھ بلاس ہے
دیکھو بہار میں آج کنہیا کی راس ہے

ہنستی ہوئی جو پھرتی ہیں سب اُنکے گوپیاں
ہیں اُنمیں رادھا ایسی کہ تاروں میں چندرماں
کرتی ہیں کرشن جی سے ہر اک آن آن بان
آپس میں اُنکے رمز و اشارات کر سکھیاں

ہر آن گوپیوں کا یہی مکھ بلاس ہے
دیکھو بہار میں آج کنہیا کی راس ہے

اس شہر میں نظیر جو بیکس غریب ہے
رہتا ہے مست حال میں اپنے قریب ہے
شب کو گیا تھا راس میں کچھ کر کے راہ بیچ
جا کر جو دیکھتا ہے تو واں بیچ ہو کر کے بیچ

ہر آن گوپیوں کا یہی مکھ بلاس ہے
دیکھو بہار میں آج کنہیا کی راس ہے

کنھیا جی کی راس

کیا آج رات فرحت و عشرت اساس ہے
ہر گلبدن کا رنگین و زریں لباس ہے
محبوب دلبروں کا ہجوم آس پاس ہے
بزم طرب ہے عیش ہے پھولوں کی باس ہے
ہر آن گوپیوں کا یہی مکھ بلاس ہے
دیکھو بہاریں آج کنھیا کی راس ہے

بکھرے پڑے ہیں فرش پہ نقشیں او زری
بجتے ہیں تال گھنگرو مردنگ خنجری
سکھیاں پھرے ہیں ایسی کہ جوں حور اور پری
سن سن کے اس ہجوم میں موہن کی بانسری
ہر آن گوپیوں کا یہی مکھ بلاس ہے
دیکھو بہاریں آج کنھیا کی راس ہے

آئے ہیں دھوم سے جو تماشے کو گلبدن
کرتے ہیں ترت کنج بہاری بصد ہرن
گویا کہ کھل رہے ہیں گلوں سے چمن چمن
اور گھنگرؤں کی سنکے صدائیں چھنن چھنن
ہر آن گوپیوں کا یہی مکھ بلاس ہے
دیکھو بہاریں آج کنھیا کی راس ہے

پہونچے ہے آسمان تئیں مردنگ کی گمک
کرتی ہے مست دل کو مکٹ کی ہر اک جھلک
آواز گھنگرؤں کی قیامت جھنک جھنک
ایسا سماں بندھا ہے کہ ہر دم الک پلک
ہر آن گوپیوں کا یہی مکھ بلاس ہے
دیکھو بہاریں آج کنھیا کی راس ہے

حلقہ بنا کے کشن جو ناچیں ہیں ہاتھ جوڑ
پھرتے ہیں اس مزے سے کہ لیتے ہیں دل مروڑ

جب شیو نے واں یہ حکم کیا طیاری ہو اب چلنے کی
یہ بات بدا کی سنتے ہی واں گورا کی ماں یوں بولی
من اس کا بہت رکھیو خوشی مت میلا کیجو اسکا جی
یوں کہکر بولی گورا سے مل مجھسے میری پیاری بیٹی
وہ ماں بھی روئی دیکھ اسے اور روئیں بہنیں بھی تھیں بھر کی
تو آنکھیں رو رو لال نگر میں ہر سے دکھ کی بلہاری
پھر آخر واں اس روئی کو کر پیار بہت سا گھڑی گھڑی

اور آپ مندر رکے بیچ گئے تو ہو کی بد واں ان دولھن کی
سب طور تم اسکے مالک ہو یہ چیری میں نے تمکو دی
پیاری ہے من کی میری اور روشنی میری آنکھوں کی
جب گورا پیاری دوڑ گلے واں اپنی ماں کے آلپٹی
ماں دیکھکے روئی گورا کو کر پیار اسے یوں کہتی تھی
کچھ اپنے منکے بیچ نہ لائیں تجکو جلد بلاؤں گی
چنڈول منگا کر ڈیوڑھی پر واں سب نے روتی بٹھلائی

سچ پوچھو تو ماں باپ کے تئیں ہے بیٹی سے یاں پیار بہت
جسوقت وہ بیاہی جاتی ہے جب ہوتے ہیں ناچار بہت
اب یاں سے آگے سنو اتنی یہ بھی بات
جیسے واں اس دیس سے شیو کی چلی برات

جب ڈیوڑھی سے چنڈول اٹھا دروازے پر سو خوبی سے
اسوقت بہت خوشوقتی سے شیو شنکر بھی اسوار ہوئے
اسوار ہوئے دولھا آگے چنڈول دولھن کا تھا پیچھے
اسباب دئے جو راجہ نے تھے اسکے جاتے اونٹ لدے
وہ ہاتھی گھوڑے ہر جانب انبار رہیں جھمکتے تھے
ہر کوٹھے کوٹھے بھیڑ لگی اور رستے رستے لوگ بھرے
جسطور خوشی سے بیاہ کے شیو آئے گھر میں راجہ کے

بوچھار تنی کی سیر کل موتی پھول رہی بکھرے
وہ خوبی حشمت چار طرف سب ساتھ براتی ہیں بھرے
وہ باجے لائے ساتھ جو تھے سب ہر دم بجتے ساتھ چلے
وہ جتنے چیرا چیری تھے سب ساتھ اور میانوں میں بیٹھے
اس دیس کے رہنے والے بھی سب دیکھنے نکلے گھر گھر سے
غل شور خوشی ہے چار طرف سب دیکھیں ان ٹھاٹھ وہ ٹھاٹھ بڑے
پھر ویسی ہی خوشوقتی سے کیلاس کے اوپر جا پہنچے

یوں ٹھاٹھ ہوا یوں بیاہ ہوا اب آگے رہی بولو
ڈنڈوت کرو ہر آن نظیر اور ہر دم شیو کی جے بولو

وہ چیرے خوب لباسونکے اور گنتی مین بہتیرے
وہ کنچن جھول جھلکتی کی انباری جنپر اور ہودے
چنڈول جھلکتے وہ جنپر بانات زری کے تھے پردے
وہ رنگین جھالردار رتھین وہ بیل بہت سجے اونچے
وہ چیریان اچھی صورت کی سر پانون تلک زیور پہرے
وہ گھوڑے گلگون مثل ہوا زر دوزی جنپر زین پڑے
رتھ بہلین اور گھوڑ بہلین سب ٹھاٹھ چمکنے جنکے تھے
یہ ٹھاٹھ رکھا دروازے پر اور بغدی بوجھ اُٹھانیکے

تھے جتنے شادی بیاہ نمت سامان جو وان تیار ہوے
ہر ٹھاٹھ کے وان دروازے پر ہر جانب سو انبار ہوے

اب یان سے آگے سُنو راجہ نے اُس آن
جو باتین شیو سے کہین اُنکا کیا بیان

یہ ٹھاٹھ کیے دھن دولت کے تب راجہ شیو سے یون بولے
کس لائق ہین جو دیتے ہم اب سب تمھارے لائق کے
ہین بھاگ ہمارے بہت بڑے جو چرن تمھارے ہم دیکھے
تم تھام نہ لیتے جو ہمکو پھر کہیے کیونکر ہم تھمتے
ہم جیسے نہین کچھ گنتی کے اور تم ہو لاکھون خوبی کے
ہر وقت ہماری بانہہ رہو گر کرپا سے اپنی گہنے
تم لاج ہماری رکھنے کو ہر آن رہو کرپا کرتے
کچھ بن نہین آیا جو ہمسے من بیچ ہوے ہم شرمندے
تم اچھے جگ مین ایسے ہو جو پاہو لاکھون ہمسے
اس نگری مین اس منڈل مین تم آئے اپنی کرپا سے
جو کرپا تمنے ہم پر کی کب استت اسکی ہو ہمسے
اس آن دیا جو آنے کی وہ دیکھی کاہے کو ہم نے
من بیچ ہوے ہم بہت خوشی اور بھاگ ہمارے جاگ اُٹھے
جو من مین تھی سو بات کہی اب اور کہین کیا ہم آگے

جب راجہ نے یہ بات کہی در ہر دم ادھک ادھینی کی
تب شیو نے ہنسکر راجہ کے وان من کی بہت تسلی کی

اب یان سے آگے سنو من ایدھر کو لائے
پاربتی وان جسطرح گھر سے ہوئی بدائے

جب پھیرے چار ہوے آ کر کل عیش و طرب کی دھوم مچی
ہر چار طرف جھمکی جھمکی خوشحالی خوبی خوشوقتی

آ ہر من سو سو عیش بھرے اور فرحت سے پہچان ہوئی
ہے جگ مین جو آنند خوشی وہ ظاہر سب اس آن ہوئی

اب یان سے آگے سنو اور بچن دو چار
آئے باہر شاد ہو دولھا جس اطوار

وہ پھیرے بھی جس وقت ہوے اِس خوبی اور خوشوقتی سے
جو رسمین اور رمعین واں تھین اُنسے بھی سب شاد ہوے
دس روز رہے ہو ہلیے مین اور چاؤ بڑے آئے سب دل کے
شیو باہر آ کے منڈل سے جون سورج وقت سحر نکلے
وہ چیرا سر پر چمک رہا وہ مکٹ جڑاؤ بھی مکے
تن با کا جھلکے ہر ساعت اور لعلون کی مالا جھلکے
کچھ کانون موتی چمک رہے کچھ مانک جھمکے بازو کے
سو زیب جھمک سے خوش ہو ہو آ مندر پر اپنے بیٹھے
وہ خوبی سو بھا دولھا کی سب دیکھین واں ٹھنکے لوگ کھڑے
سب ہو کر خوش یہ بات کہین یہ دولھا اور یہ ٹھاٹھ بڑے
اور دیکھین اپنی آنکھون سے ہون جگ مین بھاگ تری جنکے
وہ راجہ رانی شاد بہت اور لوگ خوشی سب گنبے کے
وہ چیرا چیری بھی خوشدل اور نوکر چاکر خوش پھرتے
اُس نگری کے طالع چمکے اُن لوگون کے بھی بخت کھلے

جس طور ہوئی وہ خوشحالی کب اسکی حالت جائے کہی
ہر چار طرف خوشوقتی کی شور ہوے اور دھوم ہوئی

اب یان سے آگے سُنو بات خوشی آمیز
جو جو راجہ نے دیا اُس جا دان دہیز

جس آن ہوے شیو چلنے کو تب لا کر یہ اسباب دھرے
پوشاکین رنگین زیب بھرین ہر تار طرح جنکا جھمکے
زر زیور کے وان ڈھیر لگے جو باہر ہین وہ گنتی سے
وہ موتی ہیرے انمولے وہ لعل زمرد کے ڈلے
وہ کلسے نئے نئے چاندی کے وہ تھال کٹورے سونے کے
وہ فرش سنہرے نقش بھرے جو بچھتے محلون بیچ بڑے

اب یان سے آگے سنو اُسکا بھی بستار
جس طور سے آنکر ٹھہری وان جیونار

جسوقت براتی بیٹھ چکے تب راجہ نے وان لوگون کو
سب جاکر نوکر جلد چلے اور خیما سے مین آکر دو
اب تم بھی جیمون اور انکو دلواؤ جنھین دلوانی ہو
اس بات کو سنکر ہنس بولے یہ خوب براتی بات سنو
دو گود اٹھا کر خوش ہوتے جیونار مین لائے دونونکو
اک ڈھیر نوالا کر بیٹھے پھر مچلے اب کچھ اور رکھو
یہ بات کہی جب راجہ سے تب وہ بھی اپنی سُدھ بُدھ کھو

یہ حکم کیا اب خوبی سے ان سب کو جاکر بھوجن دو
یون بولے اب سب کر پا کر جیونار مندر کے بیچ چلو
رکھتے ڈھیر مٹھائی کے درکار ہون جتنے اتنے دو
یہ دو بالک جو بیٹھے ہین تم پہلے انکو جموا دو
تھے جتنے وان انبار لگے اور ڈھیر مٹھائی کے تھے جو
اُن لوگونکے تب ہوش گئے اور بھاگ گئے وان سے لرزان ہو
حیران ہوا اور چپ رہ گئے من بیچ بہت شرمندہ ہو

مغرور ہوے تھے کہکر یون جا بھوجن کے انبار کرین
سو اُسکی تو یہ شکل ہوئی اب کاہے کو جیونار کرین

اب یان سے آگے سنو خوش ہوکر یہ شان
جیسے دولھا دولھن کے ہوئی پھیرون کے سامان

جب ساعت آئی پھیرونکی تب ٹھہری اُس جا یہ خوبی
کچھ بیٹھے لوگ ادھر اودھر سب اپنے من کے بیچ خوشی
جب دولھا دولھن مل بیٹھے تب ریت ہوئی گٹھ جوڑے کی
سب پنڈت بیٹھے بید پڑھین کوئی بیٹھا ڈالے اگر گھی
پھر مال جواہر نیگ ملین ہین جلد سوا اور نیگی
یہ ساعت نیک مہورت سے وہ دولھا دولھن بیچ رچی

پھر بیچ بلایا دولھا کو اور پھیرون کی تیاری کی
جو فرش مقرر ہے اُسپر آ بیٹھے دولھا دولھن بھی
وہ پنڈت آئے ہوم کیا سب لاکر اسکی چیز بھی
گنیش کی پوجا کرکے وان پھر پوجا کی نوگرہ کی
اور لے نے نیگ دعائین دی سب دولھا دولھن نے لی
اسطور پھر اُس مِل سمین ہے ریت جو ہوتی پھیرون کی

جب باجہ کے دروازے پر ہوئی آن برات اِسطور کھڑی
جب سمدھی آئے ملنے کو اور من ملاو کی ٹھہری
جب دولھا ڈیوڑھی بیچ گئے تب نکلی سُندر سو چیری
وہ چاند سا مکھ وہ سہرا وہ پہونچی کنگنا تار زری
کوئی بولا دولھا خوب ملا اُس دولھا کی مین بلہاری
کوئی دیکھے ہوئی شاد بہت کوئی وار کے پانی پیتی تھی
اس طور کہی چھن خوبی سے جو ہر اک منھ کو دیکھ رہی

سب باجے باجے دیر تلک اور چھوٹی آتشبازی بھی
اسوقت بُلایا دولھا کو تو ہووے زینت مندر کی بھی
لے آئین مندر مین دولھا کو تو ہووے زیب وہ مندر کی بھی
وہ روپ سُہانا جب دیکھا ہوئی سبکے من کے بیچ خوشی
کوئی بولی مین اس دولھا پر اب وارون من سن کر ہوتی
چھن کہکر اُس جا دولھا نے نیگ اشرفی بہتیری
سب محلون مندر بیچ ہوئی آنند خوشی اور خوشوقتی

جب بیٹھے دولھا مندر مین من بیچ خوشی کی بات لیے
جنماسے بیچ برات اُتری وہ ٹھاٹھ خوشی کا ساتھ لیے

اب یان سے آگے سنو اِس صورت کی بات
جنماسے مین جسطرح بیٹھی آن برات

جب جنماسے کے بیچ گئے کچھ بیٹھے جا دالانون مین
کچھ آن براجے ڈیوڑھی مین مشغول خوشی کی باتون مین
سُر تھور بچن کرنا سرنا اور ترئی طبلن بھی محلون مین
اور باجین نوبت جھانجھ بڑی اور شادی کے رنگ رلیون مین
کچھ میانے رتھ اور گھوڑ بہلین لا آن کھڑی کردین راہون مین
تھے جتنے وان بازار نئے کچھ اُتری ان بازارون مین
جب جگہ نیائی بستی مین کچھ اُترے شہر سوادون مین

کچھ آنگن مین کچھ بیٹھک مین کچھ بیٹھے بالا خانون مین
کچھ باہر آکر بیٹھ رہے کچھ بیٹھے رتھ اور بانون مین
ہر جانب دھون دھون بج رہے نقارے بیٹھے کوچون مین
کچھ بات سمجھ کان بھری اُن باجون مین اُن دھونسون مین
کچھ گھوڑے اُچھلے بیل لڑے کچھ ہاتھی جھومے گلیون مین
اور جتنے وان تھے باغ لگے کچھ اُترے جا اُن باغون مین
وان ڈیرے تمبو تان لیے اور بیٹھے خوش بنگلون مین

وہ تھے وان جس جس طور اوپر کل فرحت آنگ ہے	غل شور کہا اور ناچ ہوا اور راگ ہوا اور رنگ ہوئے

کوئی کہتا بہت براتی ہین اور ساتھ لیے ہین ٹھاٹھ بڑا
کوئی کہتا گھوڑے ہاتھی ہین انبوہ ٹھٹھ نکالے آتا
یان لوگ بہت سے آتے ہین خیمہ کے بیچ کہان یہ جا
پردھان کھڑے تھے جو آگے جب اُنسے اپنا بھید کہا
کوئی کہتا اتنے ہاتھی ہین کچھ چھور نہین جنکا ملتا
یہ باتین سُنکر راجہ نے گھر آکے من کے بیچ کہا
یہ پھیر کب اُسمین مل بیٹھے کچھ بن نہین آتا کریے کیا
کچھ ٹھاٹھ جواب یان آتا ہے کچھ تمنے اسکا فکر کیا

وہ بولے کیا تدبیر کرین اور کیا کیا اسکا دھیان کرین
آجاوے اتنا ٹھاٹھ جہان وان کس کس کا سامان کرین

اب یان سے آگے سُنو باتین ہین یہ ٹھیک
آئے شیو جس طرح وان دوارے کے نزدیک

جس آن برات آئی ور پر یہ خوبی ٹھہری سیہرے کی
وہ ڈنکے لگتے دھونسے پردھن کرنا سُرنا کی ریجی
کل زیب براتی چار طرف اور بیچ سواری دولہا کی
سب شاہ کرین اور چاہ کرین اور ٹھاٹھ کو دیکھین گھڑی گھڑی
وہ آتے تھے جو ساتھ لدے اور آتشبازی تھی چھوٹی
اک سہرے تلک دروازے پر وان پھول رہی پھلواری سی
وہ طبل بجین اور ڈنکے بھی نقارے تاشے اور ترئی
وہ پریان ناچین تختوں پر جھنکارین پایل جھجریوں کی
دروازے کوٹھے گونج رہے آواز سہانی اُنکی تھی
سب پیچھے چھجے کوٹھوں پر وان دیکھین زینت اور خوبی
ہون دیکھکے صورت دولہا کی وان سو دل سے بلہاری
مہتاب انار اور پھلجھڑیان ہین پھول ہتھ پھول ہوائی خوب کڑی
سب ہاتھی گھوڑے بیل اُچھلین غل شور ہوا اور دھوم مچی
وہ ڈھول طبل جھانجھ بجے اور گھر گھر مین آواز گئی

سب شاد ہوئے خوش وقت ہوئے یہ دیکھ تماشے خوبی کے
کر وصف بہت بلہار ہوئے اُس دولہا کی محبوبی کے

اب یانسے آگے سنو شادی کے رسم اور
جسکی ہر اک رسم سے جی خوشی ہو فی الفور

وہ جھاڑ مشعلیں نخشبانے سب روشن اور پُر مشعلوں کے
وہ صحرا جھمکا کوسون تک ایسا بر اُجالی جا پہونچے

وہ گھوڑے میانے گھور کھلیں رتھ او نچے پہیے ڈھلتے تھے
سب باجے بجتے جاتے تھے اور ہولے ہولے چلتے تھے

اب یاں سے آگے سنو چلے جو بھولا ناتھ
اور براتی بھی ہوئے ایسے اُنکے ساتھ

پھر اور ہزاروں ساتھ چلے جو بھوت پری اور راچھس تھے
جو مل ونچے انکے برہمن اور رشین بھی ننگ گٹ سے
ہر بکٹر انکا سومن کا اور موٹے رسو سینگ ٹیلے
اور بگڑ دان پر طروان کسطرح تھے ساکھو کے بر رکھے
کوئی ننگے سر وہ بال سکے جو انس کے دانس کر کے
کوئی ہنڈ کوئی رنڈ اور کوئی بن پانون پا اور کوئی
کوئی ہاتھی رکھے کاندھے پر کوئی اونٹ بغل میں لٹکائے
کوئی ارنا بھینسا گود لیے کوئی گینڈا اسپر بٹھلائے
کوئی سانپ گلے میں لٹکائے پہن اُنکے دم پر دم جھومے
کچھ لمبے سونٹے لوہے کے کچھ ہاتھ لیے بھاری لکڑ سے
کوئی گاوے پھاڑ گلا اپنا کوئی نرت کرے کچھ پھیری لے
کوئی شور کرے خوشحالی سے یوں جیسے ہاتھی چنگھاڑے
کوئی ہاتھ نچاوے رہ رہ کر کوئی ہنس خوشی سے منہ واکے
کوئی لمبے لمبے ڈگ کھلے کوئی دیس گگن کی جستا کرے

کچھ رنگ عجب کچھ ڈھنگ نئے سب بس بھرس اور صبح دکھلاتے تھے
تھے دھوم مچاتے رستے میں ہر آن اُچھلتے جاتے تھے

اب یاں سے آگے سنو شادی کے اطوار
چلے سدا شیو جسطرح پاربتی کے دوار

جب دیکھا انکے لوگوں نے وہ کوسوں تک کا اُجیالا
وہ سرنا کی آواز سنی و نقاروں کا شور سنا
سب بولے برات آتی ہے یہ شور اُجالا ہے اُسکا
تب راجہ نے بھی بھیجے یا ہر کا رہ وہاں پر ہر کارا
وہ آتے جاتے جلد بہت جو دیکھتے وان سو کہتے آ
کوئی کہتا اب نزدیک آ پہونچے کوئی کہتا آئے آپہنچا

اور مہگزا اور برسہپت بھی اور نانوں سنیچر بھی جنکا
اُسوقت خوشی سے مندر پر شیو بیٹھے بنکر یوں دولھا
ہر تار چمکتا چیرے کا اور تاش سنہرے کا باگا
ہر کلغی مرصع کندن تھے اور مکھ پر سونے کا سہرا
وہ موتی مالی گلے جھلیں اور اُنمیں لعلوں کی مالا
جب بیٹھے شیو یوں دولھا بن سب پر یونکا واں ناچ ہلا

وہ روپ سروپ اور شوبھا کیں وہ اونچی شان زیب فزا
مکھ بانکی لال کرے منہدی اور آنکھوں بیچ لگا کجرا
اُس تار زری کے چہرے پر جوں مہر چمکتا مکٹ دھرا
وہ سہرا مکھ پر یوں چمکے جوں سورج ہووے کرن بھرا
وہ مانگ جڑاؤ بازو پر اور لٹکنا پیچھے جھمک رہا
اور کنر ناسر ناچ جھانجھ بجے نقارہ گونجے شور مچا

یہ ٹھاٹھ بنا کر دکھلایا جب شیو نے مایا اپنی کا
ہر چار طرف آنند ہوے غل شور رہا خوش وقتی کا

اب یاں سے آگے سنو اس شادی کے طور
دیکھ اسے جی سے خوشی لوگ ہوئے ہر ٹھور

یہ دھوم مچی واں آپس میں کیوں لوگو کیسا یہ جوگی
ہر ناری نکلی چھوڑ مندر رکھ من میں چاہ تماشے کی
سب دیکھنے کو واں آن کھڑے سو ٹھٹھ ہوئے اور بھیڑ لگی
جب دیکھا تو واں کوسوں تک ہے زور برات کر اُتری
ہوئی محلوں مندر بیچ خوشی اور عیش طرب کی دھوم مچی
منہ دیکھ کے خوش ہو بیٹی کا اور ماتھا چومیں گھڑی گھڑی
کوئی دھن دھن بھاگ کہے رہ رہ کوئی واری ہو سو سو باری

ہم سمجھے اُسکو جوگی تھے اور نکلا یہ تو راج پتی
اور بوڑھیا بوڑھے طفل جوان اور کہر لنگڑے چیری بھی
یہ بات سنی جب راجہ نے تب چڑھ کر کوٹھے پر جلدی
خوشوقت ہوئے خوشحال ہوئے بر آئی سب منتا من کی
دل شاد ہوئے سب کہنے کے ما گورا کی بھی شاد ہوئی
کوئی بار رتی کے پانوں چھو کوئی ہو وے ہر دم بلہاری
اب جاؤں ہی اوچاؤں ہی جو دیکھیں صورت دولہا کی

تھے جیسے جوگی دیکھ انھیں واں غمسے دل پامال ہوئے
جب ٹھاٹھ یہ دیکھے شاد کئے سب شاد ہوئے خوشحال ہوئے

تن راکھ ملے گدڑی اوڑھے کیا راکھو دھتورے کی گولی — لٹکیس میرے لال نین جون لال مدار کی کولی
نے محل مکان نے زر زیور نے ہیل سیانہ رنڈولی — چڑھ بیل بجاتا سنکھ پھرے بن پربت کھاتا جھکجھولی
اب لاج گئی کل میں ہولی سب دشمن بولیں کٹ بولی — تدبیر نہیں کچھ بن آتی تقدیر جو ہونی تھی ہولی

تھی میری گورا پیاری کی یہ بات چھٹی کی لکھی
کچھ باور ہو ہو انت وہی جو ماتھے میں ہو بات لکھی

اب یان سے آگے سنو شیو نے جب اُس آن
اپنی مایا سے کیے کیا کیا وہاں سامان

جب راجہ نے بھی ترش ہو کو ربار بر روت ملوائے — جب آئے تو یہ بات کہی یہ کیسا ٹیکا کر آئے
سب لوگوں نے بھی تاؤں دھرے تب جیب ہو شیو کے پاس گئے — لجیا ناد کچھ بر روت کو وان ٹھاٹھ یہ شیو نے دکھلائے
جو بادل نے جھاڑ جھلا رو خسک ربا ولایتی چھڑکائے — بانات قنات دیئے شامیانے دل بادل تنبو تنوائے
نگیرے جھالر موتی کے کمخواب مشجر جھلکائے — کل فرش حریر اور دیبا کے خوشرنگ جھلکتے بچھوائے
مقیش زری کے لچھے بھی بھر جا گہ جا گہ لٹکائے — گل عطر و گلاب اور پان دھرے کستوری عنبر رکھوائے
بھر تھال لائچی لونگوں کے بھر خوب طرح سے چنوائے — گنگیر دھرے ین سوزیب بھرے اور طرہ ہار بھی گندھوائے
ہر جا ہر طرف تیار کیے اسباب طرب کے ٹھہرائے — جو ٹھاٹھ پڑے تھے شاہی دیکھے اک پل بھر میں سب جھمکائے

آکاس کے دیوت جتنے ہیں سو خوب براتی آن بھرے
وہ پہلا ہی میدان بھرا اور ویسے دس میدان بھرے

اب یان سے آگے سنو خوش ہو کر اس آن
جیسے شیو دولہا نے اُس کا کیا بیان

جب بیٹھے شیو کی شاہی میں کل تینتیس کوٹ دیوتا — تب آپ آگے اور برہما اور اندر نارد من اُس جا

کچھ ٹھاٹھ نہ باجا گاجا تھا اور کوئی سنگ نہ ساتھی تھا
وہ آپ سداشیو دولہا تھے اور نادیا بیل براتی تھا

اب یان سے آگے سُنو اُس جوگی کی بات
لوگون نے جسدم سُنی ملے ہر ایک نے ہات

وان لوگ براتی آنکلے تھے دن رات بھی تھے مشتاق پر تلے — معلوم نہ تھا یہ دولہا ہیں راہ خوشی کی سب تکتے تھے
ہر چار طرف خوشوقتی سے کچھ بیٹھے تھے کچھ پھرتے تھے — وان سب نے جوگی جان اُنھیں اُن دیس نگر میں ہیں پھرتے
یون اُنسے پوچھا جوگی جی کوئی دیکھی رات برات آتے — اُسوقت سداشیو ہنس ہنس بولے ہین بیاہ ہم ہین تو آئے
یہ بات سُنی جب لوگون نے تب ہا ہا کرکے سب ہوش گئے — دل شکست ہوئے اور من بھی گھٹے پھر جاکر آگے راجہ کے
یہ بات کہی اس جوگی کی تب راجہ بھی حیران ہوئے — تحقیق کیا تو ٹھیک یہی تقدیر سے روئے ہاتھ ملے
سب محلون مندر شور مچے یہ بھاگ تھے کیسے گورا کے — کوئی ماتھا کوٹے سیس دھنے کوئی آنسو ہر دم بھر لائے
کوئی دیکھ کے صورت گورا کی روئے کہ ٹھنڈی سانس بھرے — کوئی بولی کرم یون لکھا نے جو کرم لکھی ہو سو ہووے

وان جن جن نے یہ بات سُنی افسوس سے اُنکے فی الفور ہوا
جو چاہا تھا کچھ اور ہی تھا اور پر گھٹ یان کچھ اور ہوا

اب یان سے آگے سنو دھیان ادھر کو لائے
آزردہ جی سے ہوئی پاربتی کی ماے

رد جھینک ادھر مان گورا کی سُن جو گتی یون اُٹھ بولی — یہ کیسی بپتا آن بنی کس مشکل نے صورت کھولی
یہ میری گورا پاربتی بالی نکی سُندر بھولی — یہ بالی دھن اور دولت کی یہ پھول آزردگی تولی
مکھ جسکا چمکے چاندی میں اور مصری ہو نو تمین گھولی — وہ انگن مکھ پر چھوٹ رہین کستوری جیسے بولی
ہر کنگن جسکا بیش بہا ہر پہونچی جسکی انمولی — سو پلے باندھے ایسے کے جو پہنے کنٹھا اور جھولی

وان کتنے راجہ نے آکر اس ٹیکا کی آبات کہی
سُن نانوُن نندا شیو شنکر کا ہوئی راجہ کے گھر بہت خوشی

سب خویش کٹم دلشاد ہوئے اور پرجا کو ہوئی خوشوقتی
کوئی بولی ہردم خوش ہوکر ہو آئی سگائی گوراکی
کوئی آنکھین جوسے پیار کرے کوئی دوڑ بلائین لیتی تھی
تب راجہ نے پھر پنڈت سے وان لگن مہورت کی پوچھی
ادن ٹھہرایا ہے آنیکا ہر ساعت شادی لگن گھڑی
وہ تیری شیو کے پاس گئی لے ہاتھ انہوں نے سب باچی

گھر بار مندلی ڈھول بجا آنند خوشی کی دھوم مچی
کوئی گود چڑھا کر کہتی تھی آمیری گورا پیاری تبی
جب گھر گھر مین مشہور ہوئی یہ بات خوشی آنند بھری
سب بولے ماہ مہینے کی ساعت ہے اور نیک گھڑی
تب راجہ نے شیو شنکر کو اس بات کی تیری لکھ بھیجی
ہوناویا را سوار چلے اور آئے نگری راجہ کی

جو ان کے اترے بیاہ منے کو تھا اُس جا اِک پرمان بڑا
خوشوقت نویلی چاؤ بھری کر جوگی کا سامان بڑا

اب یان سے آگے سنو یہ برنن ایسس آن
جب وان سے شیو نے کیا جوگی کا سامان

وان جانے لوچھے کون انھین تھے یہ تو اتر جوگی بن
اک میلی گدڑی پیٹھ پڑی اور اکھو ہتورنگا ہو جن
جلیان کر نین وان شیو جیسے وہ تو ٹھیا تو بنی کا برتن
کلمہ راکھ بھرا اور لال آنکھین کس سندرے کر من ایک سرن
وہ راکھ ملی جو مکھ تن پر وہ راکھ نہ تھی وہ تھا اُبٹن
وہ سمرن تھی کی یو ان بھونچیا سر جون باندھی دوتھا ہاتھ کنگن
وہ مندرے کانون بیچ پڑے جیسے کہ ان موتی ہو کانن

ترسول چکر تھا کاندھے پر اک پھر سب مکہم ادتن
وہ منکہ پدم تھا مال متاع وہ کھپتا کہتے چھوٹی ادھن
اور سیس لٹائین بکھر رہین مرگ چھالا کا ڈالی آسن
اس جوگی پن مین شیو جی کا تھا دو لھا کا نیسی درن
اور لال لبھانا باگا تھا وہ گیروا رنگا پیراہن
وہ سیس لٹا ہو بکھر جن باندھے سہرا نیک لچھن
وہ لڑیان سیلی کی انسی ان زیور ہو کر زیب بدن

یہ بات کہی جب راجہ نے لے آؤ پروہت کو جاکر
سر پاگ جڑائی کی سوہے اور چندن روپے ماتھے پر
مکھ پان گلے موتی مالا اور مندکا سونا ہے اکثر
مکھ دیکھ پروہت کا اپنے یون راجہ بولے خوش ہوکر
ہیں جتنے شہر پھرو اُنمین اور سیر کرو ملک اور نگر
ٹھہراؤ سگائی گورا کی سبھ ساعت سے تم اپنے گھر

اُسوقت پروہت آپہونچے آشیر بچن راستا لاکر
تن جامہ خاصہ ململ کا کلائی رنگین پٹکا سر پر
خوش صورت سیرت نیک بچن قابل عاقل دانشور
تم جاؤ سگائی گورا کی ڈھونڈھو اچھی ساعت دیکھ کر
جن دیس میں دیکھو راج پتی ہو اونچا گھر اور ہو سندر
جب ٹھہر چکے وان خوبی سے دو اُسکی ہمکو آن خبر

جسوقت پروہت سے اپنے یہ راجہ نے فرمان کیا
خوشحال پروہت نے ہوکر وان ڈھونڈھنے کا سامان کیا

اب یان ہے آگے سُنو بات پروہت آن
چلے سگائی ڈھونڈھنے گورا کی رکھ دھیان

ہو شاد پروہت چلنے کو اِس شہر سے جب تیار ہوئے
ہر دیس گئے ہر نگر گئے ہر شہر بسے ہر دیس پھرے
مقدور تلک تو دیکھ پھرے اور اپنے تئیں ڈھونڈ ہو چلے
جو بات لکھی ہو کرم میں ہر طور وہی آکر ہوئے
جب پہنچی باگ نصیبوں نے پھر اُسکے آگے ہار گئے
کیا دیکھیں وان کیلاس اوپر سو آپ اکیلے ہیں بیٹھے
جب من کو سُکھ آنند ہوئی پھر تھوڑی سی وان آگے گئے

یون جلد چلے اُس نگر سے جون پون کی گت چلے
پر ایک نہ پایا ایسا جو راجہ کے پرسند پڑے
تدبیر بہت سی کی لیکن جو چاہے ہے سو تقدیر کرے
جو چاہے پھرے کوئی اے کیا بات جو تل بھر ہے
وان پھر پھرتے آخر کو کیلاش اوپر جا پہونچے
کی سعت اور خوشوقت ہو سکھ پایا اُنکے درشن سے
کر ٹیکا اُسکا جلد بہت خوش ہوکر ماتھے پر سوہے

جس آن پروہت پہنچ چکے دھ گیس ٹیکا شاد کیا
پھر وان سے اپنے دیس پھر کر کاج بیاہ کا یاد کیا

سکھ بھوجن نورس اور میوے کھوان مٹھائی دودھ دہی — سو ساٹھ سہیلی ساتھ پھرین ہین بھی بالی بھولی
سب پیار کرین تن من وارین سنگ کھیلین جیسین پہلے جی — گہنے مین سر پانون لدی سوہا سالو اور چنری
کوئی اُچھلے کودے سوانگ کرے کوئی ہنس ہنس کرتی ٹھٹھولیا — ذرا آتے ہنسین اور ناچین کرین پھران کی خوبی خوشوقتی

تھی رہتی گورا پاربتی ان روپ سروپون ابرن مین
سب حور خوشی سے پھرتی تھی نت اپنے گھر اور آنگن مین

اب یان سے آگے سنو اُسکی یہ تقریر
جیسے گورا کی نسبت کی ہوئی تدبیر

اِک رات وہ راجہ رانی تھے کچھ بیٹھے اپنے مندر مین — کچھ پان پرا جین دونون کے اور ہنس ہنس باتین کرتے تھے
وہ بالی سندر پاربتی خوش بیٹھی آگے دونون کے — سر چیری باندھے ہاتھ کھڑی پوشاکین پہنے اور گہنے
کچھ دیکھ دلارہی کنیا کا یون بولے راجہ رانی سے — اب اپنی گورا پیاری کی کچھ فکر سگائی کی کرلیے
تب بولی رانی راجہ سے کر جوڑ بہت بنتی کر کے — جو آپکے منمین سوچ ہوا ہے وہی من آئی ہے میرے
تم صاحب ہو تم مالک ہو گھر سو کہنا ابکی یہ تم سے — دو حکم پروہت کو اپنے رکھ دھیان سگائی کا اُسکے
جو راج پتی گھر اونچا ہو ہر شہر نگر مین جاہ ہو — وہ بر بھی ایسا سندر ہو جو میری گورا کو سوہے
ہے جیسے گورا چندر مکھی ویسا ہی اُسکا ہووے — یہ بات جو ٹھہری دونون کو منمین انکو ہوئے ہے

جب صبح ہوئی تو راجہ کے من مین تھا وہی دھیان بھرا
دربار مین آئے خوش ہوتے سنگاسن اوپر پانون دھرا

اب یان سے آگے سنو اور بچن اِس آن
نسبت گورا کی ہوئی جگ مین جس عنوان

جب راجہ اپنے محلون سے سنگاسن پر بیٹھے آ کر — دربار ہوا کل لوگ سب حاضر نوکر اور چاکر

سننے والے بھی رہیں ہنسی خوشی دن رین — اور پڑھیں جو یاد کر اُنکو بھی سُکھ چین
ور جنے اِس بیاہ کی مہمان کہی بنائے — اُسکے بھی ہر حال میں شیوجی ہیں سہائے
خوشی رہے دن رات وہ کبھی نہو دلگیر — مہمان اُسکے بھی رہیں جسکا نام نظیر

آغاز قصّہ

ن کہتے ہیں اس دنیا میں اک راجہ تھے ہماچل تھا — وہ دھرمی عدلی نیک جیو گھر چند ولا در بھج بل تھا
ڑھ کوٹ بڑے گڑھ پربت کے اور فوج سپہ کا دنگل تھا — گج ہستی اونچی جھول زری انباری ہودے کنچل تھا
تھ بہلیں میانے لال بچھیں چنڈول پر اطلس مخمل تھا — خوش رنگ تمنگا تیز قدم ہر زین جھمکتا ہر پل تھا
ساز جڑاؤ گج کا ہن کوئی چنچل تھا کوئی کوتل تھا — ہر بستر چیز جھلا جھل کا دھن دولت پلو آنچل تھا
کھراج زمرد لعل مثون من مکتا بھی انکل تھا — محلات سنہرے رنگ بھرے دربار اور سکھ منڈل تھا
ل برتن سونے روپے کے اور چیرا چیر بکادل تھا — باغات بڑی تیاری کی ہر ڈالی پر گل اور پھل تھا
ر زیور ٹھاٹھ اسباب بہت اور عیش خوشی کا پھل تھا — گھر جگمگ جگمگ کرتا تھا سکھ چین انند اور منگل تھا

ہر آن طرب ہر دم چہلیں جی جان ہر ایک وقت خوشی
وہ راجہ بھی ہر وقت خوشی اور پرجا بھی دن رات خوشی

اب یان سے آگے سُنو خوبی سے رکھ دھیان
پاربتی کے وصف کا جتنا ہوا بیان

اس راجہ ہماچل کے گھر میں اک لاڈلی سُندر بیٹی تھی — مکھ اسکا چندر لگن تھا نام اُس کا گوراپاربتی
لب لعل یمن اور غنچہ دہن تن برگ سمن قد سرو سہی — پوشاک جھلکتی تاش زری ان گنتی پہنے موتی
و کٹھلے کنگن کنڈن کے وہ بازو چھلے اور مُندری — وہ چھاجھن بجتی چاندی کی اور جھومر گھنگرو جڑاؤ کی
ماں باپ کی پیاری ناز بھری آنکھوں آگے نت پھرتی — نت رہتی ہاتھوں چھانوں میں اور مانی آس مراد کی

اک دو کپڑے کے تار سوا کچھ ساتھ نہ تیرے جاویگا
اے لوبھی بندے لوبھ بھبر تو مر کر بھی پچھتاویگا

جب آسا نستا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوئے آنند ہوئے بم شنکر بولو ہری ہری

اس حرص و ہوا کی جھولی سے ہے تیری شکل بھکاری کی
پر تجھکو اتنک خبر نہیں ہے لوبھی اپنی خواری کی
سنتوکھی سادھو سرو بن تج منت نر اور ناری کی
لے نام کشن منموہن کا جی بول اٹل نبواری کی

جب آسا نستا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوئے آنند ہوئے بم شنکر بولو ہری ہری

ہے جب تک تجھ میں لوبھ بھرا تو چور اُچکا ٹھگڑا ہے
ہر آن کسی سے قصہ ہے ہر وقت کسی سے جھگڑا ہے
ہے ہیچ پرانی پگڑی سے جو سر پہ تیرے پگڑا ہے
کچھ میں نہیں کچھ سیکھ نہیں سب حرص ہوا کا جھگڑا ہے

جب آسا نستا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوئے آنند ہوئے بم شنکر بولو ہری ہری

اب دنیا میں کچھ خیر نہیں اس لوبھی کے نستاری کی
ہے کیچڑ اُس پر لٹ رہی سب حرص و ہوا کے گاری کی
کیا کہیے واکی بات نظیر اس لوبھی کی بد سنواری کی
سب یار و مل کر جے بولو اس بات پہ نندلال کی

جب آسا نستا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوئے آنند ہوئے بم شنکر بولو ہری ہری

مہادیو کا بیاہ

پہلے تانون گنیش کا لیجے سیس نوائے
جاسے کارج سدھ ہوں سدا مہورت لائے
بول بچن آنند کے پریم پیت اور چاہ
سن لو یارو دھیان دھر مہادیو کا بیاہ
جو گی جنگی سے سنا وہ بھی کیا بیان
اور کتھا میں جو سنا اُسکا بھی پرمان

جب آسا تسنا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوئے آنند ہوئے بم شنکر بولو ہری ہری

اِس حرص ہوا کے بیجون کو جو لوبھی لمبی بوتے ہین
جو ہاتھ پسارے لالچ کر وہ ماتھا کوٹے روتے ہین
رہ چنتا مارے لوبھ بھرے وہ خوار ہمیشہ ہوتے ہین
اور ہاتھ جھنجھوٹے کھینچ لیا وہ پانوں پسارے سوتے ہین

جب آسا تسنا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوئے آنند ہوئے بم شنکر بولو ہری ہری

اس لوبھ بھری کی گلیون کی جب منھ پر تیرے دھوڑ گری
چل لوبھ کے سر پر جوتی مار اور لوبھی تن مار چھڑی
بیچین رہیگا ہر ساعت آرام نہوگا ایک گھڑی
کر سمرن گنج بہاری کی جے بول مکٹ کی گھڑی گھڑی

جب آسا تسنا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوئے آنند ہوئے بم شنکر بولو ہری ہری

یہ شہد بُرا ہے لالچ کا اِس میٹھے کو مت کھا پیارے
جو مکھی اِس مین آن پھنسی پھر پنکھ پرے ہے لپٹا پیارے
یہ شہد نہین یہ زہر بُرا اس زہر او مت جا پیارے
سر ٹپکے روئے ہاتھ ملے ہے لالچ بُری بلا پیارے

جب آسا تسنا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوئے آنند ہوئے بم شنکر بولو ہری ہری

یہ لوبھ [illegible] پت کھوتا ہے اُس لوبھی لالچ ہاری کی
تو ایک ٹیک کر لالچ پر بن صورت لال نگاری کی
یہ لوبھ چمک کھو دیتا ہے ہر آن چمکتے تارے کی
کر یاد مدن متوارے کی جے بول کنھیا پیارے کی

جب آسا تسنا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوئے آنند ہوئے بم شنکر بولو ہری ہری

گر حرص و ہوا کے پھندے مین تو اپنی عمر گنواوے گا
نا کھانے کا پھل دیکھیگا نے پانے کا سکھ پاویگا

اے بیکسوں کے والی میری مدد کو آنا | تیرے سوا کسی جا میرا نہیں ٹھکانا

تیری سرن گہی ہے کر تو نہال بھیروں
اے پرتپال دیوت مدمست کال بھیروں

پوجا کتھا میں تیرے میں کچھ نہ جانتا ہوں | تجھکو ہی پوجتا ہوں تجھکو ہی مانتا ہوں
وصول اب ترے چرن کی تج پہ سانتا ہوں | تیرا ہی ہو رہا ہوں تجھکو ہی جانتا ہوں

تیری سرن گہی ہے کر تو نہال بھیروں
اے پرتپال دیوت مدمست کال بھیروں

تو شاہ میں بھکاری میں کیا کہوں کہ کیا دے | جو دل میں تیرے آوے داتا مجھے دلا دے
مجھسے بگڑ چلے کو اب مہر کر بنا دے | اب جس طرح سے چاہے چنتا مری مٹا دے

تیری سرن گہی ہے کر تو نہال بھیروں
اے پرتپال دیوت مدمست کال بھیروں

اب غم مرے جگر کو تیروں سے چھانتا ہے | اور گرد بیکسی کی تت سر پہ چھانتا ہے
کس سے کہوں میں جا کر کون آہ مانتا ہے | جو دکھ ہے میرے جی پر سو تو ہی جانتا ہے

تیری سرن گہی ہے کر تو نہال بھیروں
اے پرتپال دیوت مدمست کال بھیروں

جو دکھ ہے میرے جی پر اب کس کو جا سناؤں | کس سے پناہ مانگوں یہ دکھ کسے دکھاؤں
اب بیکسی میں اپنی جا کر کسے سناؤں | تیرا کہا کے اب میں کس کا بھلا کہاؤں

تیری سرن گہی ہے کر تو نہال بھیروں
اے پرتپال دیوت مدمست کال بھیروں

تیری سرن گئی ہے کر تو نہال بھیرون
ای پرتپال دیوت مدہ مست کال بھیرون

تو راچھسوں کے تن سے ہر آن سر اُکھاڑے | چاہے جسے بساوے چاہے جسے اُجاڑے
جو تجھ سے دو بدو ہو اک آن میں لتاڑے | دانوں کو چیر ڈالے زینت کو پچھاڑے

تیری سرن گئی ہے کر تو نہال بھیرون
اے پرتپال دیوت مدہ مست کال بھیرون

غصے میں تو جو اگر اپنی جٹا ہلادے | دھرتی اکاس پربت پاتال ہل جاوے
سر کاٹ راچھسوں کے جھونٹے پکڑ ہلاوے | جھانکے کلال خانہ کتنوں کو خون چٹاوے

تیری سرن گئی ہے کر تو نہال بھیرون
ای پرتپال دیوت مدہ مست کال بھیرون

جوگی اتیت جنگم تیرے چرن سے لاگین | سیوں جو تجھکو اُنکے سوتے نصیب جاگین
جب نام لیکے تیرا بھیرو کاویں تب کی آگین | جن ہاتھ دیو جوڑین بھوت اور پلید بھاگین

تیری سرن گئی ہے کر تو نہال بھیرون
ای پرتپال دیوت مدہ مست کال بھیرون

ہے کون اب جو نکلے تجھ مست سے اکڑ کر | دشٹوں کو لات مکی سو دیکے سر کو ٹکر
کر پایا ہے تیری میرے حق میں تو قند و شکر | اب سب طرح سے میں نے تیری پاکو تک کر

تیری سرن گئی ہے کر تو نہال بھیرون
اے پرتپال دیوت مدہ مست کال بھیرون

میرا تو کوئی اسجا اپنا ہے نے یگانا | بیکس ہوں بے ہنر ہوں اور ہے برانا

جو چیزین میلو نمین ملتین سب اُسجا آن جھمکتی ہین
پوشاکین جنکی زرین ہین وُہ تن پر خوب جھلکتی ہین
بھولون سے بھی حسینون کی ہر آن نگاہین بکتی ہین
لون نام نظیر اب کس کس کا جو خوبیان آ چمکتی ہین

پر سند بہت من ہوتے ہین یہ ریت رچی ہے برسن کی
تعریف کہونمین کیا کیا کچھ اب درگا جیکے درشن کی

تعریف بھیرون کی

دیکھا ہے جب سے مین نے تیرا جمال بھیرون
رکھتا ہون تب سے دل مین تیرا خیال بھیرون
خیرات ہے یہ میرا تجھسے سوال بھیرون
اب درد و غم سے آکر مجھکو سنبھال بھیرون

تیری سرن گئی ہے کر تو نہال بھیرون
اے برتپال دیوت مدمست کال بھیرون

انکھونمین چھا رہا ہے تیرا سروپ کالا
تن من بھبھوت ملکر گل بیچ سندڑ الا
انکھین دیا ہے روشن ہاتھونمین کا پیالا
ہون دل سے داس تیرا اُسن آ مرے دیالا

تیری سرن گئی ہے کر تو نہال بھیرون
ای برتپال دیوت مدمست کال بھیرون

کیا کیا مچی ہین تیرے دربار کی بہارین
بھگتی کلا یہ تیرے جی جان اپنا وارین
سب اپنا اپنا کارج من مانگا سنوارین
سیوک چیرن کو جو بین اشٹی گھڑی پکارین

تیری سرن گئی ہے کر تو نہال بھیرون
ای برتپال دیوت مدمست کال بھیرون

تجھے یہ تیرے ٹیکا سیندور کا براجے
مدمد ہیں تیرے پاس گھٹا و جو تو کری سو چھاجے
رسول کا مدمد او بڑ مدور گی گت یہی باجے
سب بیچ کے تمن لے اٹھو تیری پائکے کاجے

دھن پوجا کتھا کی اُنستی نوبت نوبا جت ہین — اُس مندر مورت دیکھی جو برنن ہو سب چھاجت ہین

پر سند بہت من ہوتے ہین یہ ریت رچی ہے برسن کی
تعریف کہو نہین کیا کیا کچھ اب درگا جی کے درشن کی

جو مہر سنی اس دیبی کی وہ دور رو سا سے دھاوت ہی — جو دھیان لگا کر دھاوت ہے سب واکی من بھاوت ہے
جب کرپا واکی ہووت ہے تب درشن واکے پاوت ہی — مکھ دیکھت ہے جا سورت کا من تن مین سیس نوا دت ہے

پر سند بہت من ہوتے ہین یہ ریت رچی ہے برسن کی
تعریف کہون مین کیا کیا کچھ اب درگا جی کے درشن کی

جو نیمی ہین وا مورت کے وہ اُنکی بات سدھارن ہے — سکھ ہین جو داتین مانگت ہین وہ انکی چنتا ہارن ہے
ہر گیانی واکی سرتن ہی ہر دھیانی سادھو اوھارن ہے — جو سیوک ہین وا مورت کے وہ اُنکے کاج سنوارن ہے

پر سند بہت من ہوتے ہین یہ ریت رچی ہے برسن کی
تعریف کہو نہین کیا کیا کچھ اب درگا جی کے درشن کی

جب ہولی یا چھٹی یہ اُس جاگہ آن کر منگل ہوتا ہے — ہر چار طرف اُس بول مین انبوہ جنگل ہوتا ہے
ٹک دیکھو جیدھر آنکھ اُٹھاتا ہر ریکا دل ہوتا ہے — ہر تن مین منگل ہوتا ہے آنند بر جیوہیل ہوتا ہے

پر سند بہت من ہوتے ہین یہ ریت رچی ہے برسن کی
تعریف کہو نہین کیا کیا کچھ اب درگا جی کے درشن کی

جو باغ لگے ہین مندر تک وہ لوگون سے سب بھرتے ہین — وہ پھیلین تی ہین جتنی سب من کے رنج بسرتے ہین
کچھ بیٹھے ہین خوشوقتی سے دل عیش و طرب سے دھرتے ہین — کچھ دیکھ بہارین خوبان کی ساتھ اُنکے سیرین کرتے ہین

پر سند بہت من ہوتے ہین یہ ریت رچی ہے برسن کی
تعریف کہون مین کیا کیا کچھ اب درگا جی کے درشن کی

لیتا ہے نام تمام گورو گنج بخش کا

خوبی کچھ اُنکے لطف کی جاتی نہیں کہی
کر یاد اپنی رکھتے ہیں ہر آن ہر گھڑی
کہتے ہیں جسکو بھائی بہت ہوتے ہیں خوشی
کہتے ہیں جسکو لطف کی مسند ہوئی وہی

ہے دل سدا مقام گورو گنج بخش کا

رکھ اُنکی لحظہ لحظہ تو کر یاد اور نظر
وہ اپنے گنج لطف سے دیتے ہیں سیم و زر
جو چاہیے مُراد اُنھیں سے تو عرض کر
جو دل سے پوچھتے ہیں تو اُن سب کے حال پر

الطاف ہے مدام گورو گنج بخش کا

اُنکی شرن میں آیا تو پھر دُکھ نہ ہو کبھو
رکھ لینگے اپنی مہر سے وہ تیری آبرو
رکھ اپنے جی سے اُنکی ہی کرپا کی آرزو
ارداس کر کے سر کو جھکا اُنکے در پہ تو

لطف و کرم ہے عام گورو گنج بخش کا

کر عرض اُنسے اپنا تو احوال اے نظیر
اپنے کرم سے لینگے تجھے پال اے نظیر
رکھ اُنکی یاد جی میں تو ہر حال اے نظیر
رہتا ہے جگ میں خوشدل و خوشحال اے نظیر

ہے دل سے جو غلام گورو گنج بخش کا

درگاجی کے درشن

من باش نہ کیسے کیونکہ جی اب کاشی نگری سنتن کی
ہر تیرتھ گیانی دھیانی کا ہر تیرتھ دوج برہمن کی
جو بستی ہر دوار کی ہیں یہ ہم وہاں ان نہرنکی
اس دیو پوری ہے تن من کی ہی چھبا جیسے آن بھون کی

پرشاد بہت من بھاوتے ہیں ہر ریت رچی ہے ہر من کی
تعریف کہوں میں کیا کیا کچھ اب درگا جی کے درشن کی

آنند کی آوے چھٹ میں جو ہر ایک پہ چھپ رہتے ہیں
[illegible]

اس بخشش کے اس عظمت کے ہیں بابا نانک شاہ گرو
سب سیس نوا ارداس کرو اور ہر دم بولو واہ گرو

جو ہر دم اُن سے دھیان لگا امید کرم کی دھرتے ہیں
اسباب خوشی اور خوبی کے گھر بیچ اُنھوں کے بھرتے ہیں
وہ اُن پہ لطف و عنایت سے ہر آن توجہ کرتے ہیں
آنند عنایت کرتے ہیں اور سیس کی چنتا ہرتے ہیں

اس بخشش کے اس عظمت کے ہیں بابا نانک شاہ گرو
سب سیس نوا ارداس کرو اور ہر دم بولو واہ گرو

جو لطف عنایت اُن میں ہیں کب وصف کسی سے اُنکا ہو
الطاف جنھوں پر ہیں اُنکے سو خوبی حاصل ہو اُنکو
وہ لطف و کرم جو کرتے ہیں ہر جا پر ظاہر ہیں وہ
ہر آن نظیر اب یاں تم بھی بابا نانک شاہ کہو

اس بخشش کے اس عظمت کے ہیں بابا نانک شاہ گرو
سب سیس نوا ارداس کرو اور ہر دم بولو واہ گرو

تعریف گرو گنج بخش کی

ہو رہ دلا مدام گورو گنج بخش کا
کر یاں میں اہتمام گورو گنج بخش کا
خوبی میں ہے قیام گورو گنج بخش کا
لے دل ہمیشہ نام گورو گنج بخش کا
رکھ دھیان صبح و شام گورو گنج بخش کا

ہر دم اُنھوں کی یاد کا رکھ دل میں تو خیال
کھوتے ہیں سب کے دل کے وہی رنج اور ملال
اور رکھ سرت تو اپنی انھیں کے چرن سے نال
سیوک کو اپنے کرتے ہیں اک آن میں نہال
بخشش میں ہے یہ کام گورو گنج بخش کا

آتے ہیں وہ مدد کے تئیں جبکہ ہر کہیں
یہ بات ٹھیک ہے اسے کر جی میں تو یقین
اُنکا ہوا جو دل سے اُسے کچھ خطر نہیں
کرتا ہوا جو نام لے اُنکا تو اُسکے تئیں

مدح نانک شاہ گرو

ہین کہتے نانک شاہ جنھین وہ پورے ہین آگاہ گرو
وہ کامل رہبر جگ مین ہین یون روشن جیسے ماہ گرو
مقصود مراد امید سبھی بر لاتے ہین دلخواہ گرو
نت لطف وکرم سے کرتے ہین ہم لوگون کا نرباہ گرو
اس بخشش کے اِس عظمت کے ہین بابا نانک شاہ گرو
سب سیس نوا ارداس کرو اور ہر دم بولو واہ گرو

ہر آن دلون بیچ یہان اپنے جو دھیان گرو کا لاتے ہین
اور سیوک ہو کر انکے ہی ہر صورت بیچ کہاتے ہین
گر اپنی لطف و عنایت سے سکھ چین اُسے دکھلاتے ہین
خوش رکھتے ہین ہر حال اُنھین سب من کا کاج بناتے ہین
اِس بخشش کے اِس عظمت کے ہین بابا نانک شاہ گرو
سب سیس نوا ارداس کرو اور ہر دم بولو واہ گرو

جو آپ گرو نے بخشش سے اِس خوبی کا ارشاد کیا
ہر بات وہی اِس خوبی کی تاثیر نے جس پر صاد کیا
یہان جس جس نے ان باتون کو ہے دھیان لگا کر یاد کیا
ہر آن گرو نے دل اُنکا خوشوقت کیا اور شاد کیا
اِس بخشش کے اِس عظمت کے ہین بابا نانک شاہ گرو
سب سیس نوا ارداس کرو اور ہر دم بولو واہ گرو

دن رات جنھون نے یہان دل سے ہے نانک گرو سے کام لیا
سب من کے مقصد بھر پایا خوشوقتی کا ہنگام لیا
دکھ درد مین اپنے دھیان لگا جس وقت گرو کا نام لیا
پل بیچ گرو نے آن اُنھین خوشحال کیا اور تھام لیا
اِس بخشش کے اِس عظمت کے ہین بابا نانک شاہ گرو
سب سیس نوا ارداس کرو اور ہر دم بولو واہ گرو

یہان جو جو دل کی خواہش کی کچھ بات گرو سے کہتے ہین
وہ اپنی لطف شفقت سے نت ہاتھ اُنھون کے گہتے ہین
الطاف سے اُنکی خوش ہو کر سب خوبی سے سکھ لیتے ہین
دکھ درد اُنھون کے دور ہوئے ہین سکھ سے جگ مین رہتے ہین

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

سیکڑوں رنگ رنگ کی چھڑیان
کہین چھوٹین انار پھلجھڑیان
کہین اُلفت سے انکھڑیان لڑیان
عیش عشرت کی لُٹ رہین دھڑیان

پھول گیندو نکے ہار کی لڑیان
کہین کھلتی ہین دل کی گلجھڑیان
کہین باہین گلے مین ہین پڑیان
دال موٹھین منگوچے اور بڑیان

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

لگ رہی بھیڑ اسقدر ٹھٹھہ ہو
جو جہان تھا وہین پھنسا پھردو
بیٹھے کہتے ہین کھاکے دھکّون کو
اور گنوار دل پکار کر ہو ہو

راہ آگے کو اور نہ پیچھے کو
جس کو کھینچے ہین گر پڑے ہے دو
بےمہار اج رام رام بھجو
اب تو ٹھوار ہے لگانے کو

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

کیا مچی ہے بہار جے بلدیو
دھوم لیل و نہار جے بلدیو
ہر زبان پر ہزار جے بلدیو
کہ نظیر اب پکار جے بلدیو

عیش کے کاروبار جے بلدیو
ہر کہین آشکار جے بلدیو
دمبدم یادگار جے بلدیو
سب کہو ایک بار جے بلدیو

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

کچھ نہین مول تول کیا مانی
پانی کا دودھ دودھ کا پانی

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

کتنے کچے ہین کتنے پکے ہین
چورنٹ کھٹ ہین اور اُچکے ہین
بھیڑ انبوہ اور بھڑکے چھپتے ہین
پالکی ہاتھی گھوڑے ڈنکے ہین

اُن کے مُنہ اور اُچھال چھکے ہین
دودھ کھویا ملائی چکھے ہین
دھوم دھون سون کی اور دھڑکے ہین
سو تماشے ہین سو جھمکے ہین

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

لاکھون بیٹھے بساطی اور منہارہ
چوڑی نیکڑی کی اک طرف جھنکار
ٹوٹے پڑتے گنواری اور گنوار
کرکے دی گالی یون کہے ہے پکار

اپنا سب گرم کر رہے بازار
نوگرہی پونہچہ انگوٹھی چھلے ہار
جس گنواری کو چلیے دھکّا مار
گیسو اٹھلا چلے ہے داڑھی جار

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

مٹی اور کاٹھ کے کھلونے ڈھیر
کوئی کمھار سکے کر رہا ہتھ پھیر
کوئی کنجڑن سے لڑ رہا منہ پھیر
گالی دے مار کوٹ سانجھ سویر

کوئی لیوے ہے کوئی دیوے پھیر
کوئی کا چھین کے چُن رہا ہے بیر
کوئی بنیے کو مارتا ہے سیر
لاٹھی پاٹھی ہے شور غل اندھیر

ہے کوئی درشنون کا متوالا
کوئی ڈنڈوتین کر رہا لالا
کوئی جپتا ہے دھیان مین مالا
کوئی جے جے کرے ہے دھن والا

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

ہے جو مندر مین آپ رہ لائن
نئی پوشاک اور نئے بھوجن
آرتی کی کہین مچی ٹھن ٹھن
تال مردنگ جھانجھ کی جھن جھن
ہر گھڑی مین بدل رہے ہین برن
نئی جھانکی ہے اور نئے درشن
کہین گھنٹون کی ہو رہی چھن چھن
خاص پرشاد مصری اور ماکھن

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

کوئی چنچل چلے ہے ٹھمکی چال
آنکھون مین جسکی نشے رنگ کے لال
کچھ وہ پوشاک کچھ وہ حسن وجمال
بدھی ہو کر لین صاف دل کو نکال
کچھ وہ پتلی کمر وہ لنبے بال
مصری ماکھن کے ہاتھون اوپر تھال
ڈالدین ہار کا گلے مین جال
پھیکین عاشق اوپر عبیر و گلال

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

بسکہ آئے ہین راجہ اور رانی
بھیڑ انبوہ کی فراوانی
پالکی ہاتھی گھوڑے رتھ بانی
اور لاکھون مین رالی اور نانی
اور ہجومون کی لاکھ طغیانی
جوگی بیراگی گیانی اور دھیانی

پانی سے ہاتھ منھ کو دھوتے ہین
کتنے جا کر نبون مین سوتے ہین
ان بہارون مین ہوش کھوتے ہین
کتنے کنٹھی کھڑے پروتے ہین
نند رون مین چنون کو بوتے ہین
سو مزے سو تماشے ہوتے ہین

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

کوئی آ کر بہانے اور مس سے
ہوتے ہین آملاپ جس تس سے
کوئی کھویا گیا ہے مجلس سے
کہتی بازو مین لگ رہے گھس سے
مل رہا ہے ملا ہے دل جس سے
لڑ رہا ہے کوئی کہین رس سے
کون چلّائے پوچھئے کس سے
اور دھکا پیل اور کمان گھس سے

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

ناچ اور راگ کے کھڑاکے ہین
نقلین قصّے کہانی ساکے ہین
کہین آغوش کے لپاکے ہین
تھرتھری دانت پر کڑاکے ہین
گھنگرو اور تال کے چھپاکے ہین
کھنڈ دوہرے کست کتھا کے ہین
کہین بوسون کے سو چھپاکے ہین
تسپہ جاڑے کے سو جھڑاکے ہین

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

صحن مندر کا سب سے ہے اعلا
ہو رہا جھانکیون کا اُجیالا
اُسکا گنبد ہے عالمِ بالا
ٹڑے جیسے ہین چاند پر ہالا

ہر طرف گلبدن رنگیلے ہین
بات کے ترچھے اور رٹیلے ہین
خشک تر نرم سوکھے گیلے ہین
جوڑے بھی سرخ سبز پیلے ہین
نک پلک غنچہ لب چھبیلے ہین
دل کے لینے کو سب ہٹیلے ہین
ٹیڑھے بلدار اور نکیلے ہین
پیارے الفت بہانے حیلے ہین

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

خلق آتی ہے سب جڑی ہی جڑی
کوئی دوڑے ہے ہاتھ لے لکڑی
جیب کتری کہین گئی پکڑی
چور کی تاک سے کہین پکڑی
چیز رکھتے ہین باندھ کر چکڑی
دوڑیو چور لے چلا گٹھڑی
کہین لوٹی دوکان اور ہٹری
سو تماشے ہنسی خوشی پھکڑی

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

نازنین ہین وہ سانوری گوری
کر کے چتون نگاہ کی ڈوری
دھوم ناز و ادا جھکا جھوری
گھونگھٹون مین ہین کر رہی چوری
جنکی نازک ہر اک بری پوری
دل کو چھینے ہین سب برا زوری
برج مین جیسے مچ رہی ہوری
چوری کیسی کہ صاف سرزوری

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

گنڈ پر ہی نہان ہوتے ہین
جسمین گنگا برن کے سوتے ہین

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

بسکہ اُمڈے ہین خلقتون کے دل
چوک بازار فوج اور دنگل
کوئی انبوہ مین رہا ہے کچل
کتنے کرتے ہین جست کود اُچھل
جا بجا بھر رہے ہین جر جنگل
جنگلون مین ہین مچ رہے منگل
کوئی دھکّون مین کر رہا ملدل
کتنے کرتے ہین مورچھل جھل جھل

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

ہین ہزارون ہی جنس کے ہٹّے
پیڑے لڈّو جلیبی اور گٹّے
کوئی تو کر رہا ہے چھل بٹّے
پُر ہین مندر کے کوٹھے اور اٹّے
موتی مونگا اور آرسی بٹّے
کولے نارنگی سنگترے کھٹّے
کوئی چڑھاتا ہے کھیر کے چٹّے
بوڑھے لڑکے جوان اور سٹّے

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

لوگ چارون طرف کے آتے ہین
دل سے سب درشنون کو جاتے ہین
جھانجھ مردنگ دف بجاتے ہین
دل مین پھولے نہین سماتے ہین
آکے عیش وطرب مناتے ہین
اپنے دل کی مُراد پاتے ہین
راس منڈل بھجن سُناتے ہین
سب یہ ہنس ہنس کے کہتے جاتے ہین

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

کہین نکلا ہے سیر کو بن بن
کہین کہتا پھرے ہے یون بن بن

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

آج میلے کا یان جو ہے سامان
کوئی درشن کوئی دعائین مانن
ہر طرف کھل رہے گل و ریحان
بھیڑ انبوہ غل دُکان دُکان

آئے ہین دور دور سے انسان
سب کی ہوتی ہین مشکلین آسان
ہار بدھی مٹھائی اور پکوان
اور یہی شور ہر گھڑی ہر آن

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

ہر طرف حُسن کی پُکارین ہین
اک طرف نوبتین جھنکارین ہین
سیر ہے دید ہے بہارین ہین
کہین عاشق نظارے مارے ہین

دلربا سو برن سنوارین ہین
جھانجھ مردنگ راس دھارین ہین
کر کے جے جے یہی پکارین ہین
سونگا ہون کی جیت ہارین ہین

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

اتنے لوگون کے ٹھٹھ لگے ہین آ
لے کے مندر سے دو دو کوس لگا
ہین ہزارون بساطی اور سودا
بھیڑ انبوہ اور دھم دھکا

جو کہ تل دھرنے کی نہین ہے جا
باغ و بن بھر رہے ہین سب ہر جا
لاکھون بکتے ہین گہنے اور مالا
جسطرف دیکھیے اہا ہا ہا

نرسی کی سانول ساہ نے جب اسطرح کی پت رکھی
لہاری ترسی ہو گئے سیکشن نے کرپا یہ کی
اور یون کہان آگے کو تم لکھتے رہو ہنڈی بڑی
جسکو نظیر ایسونکی ہی جی جان سے چاہت لگی
وہ سب طرح ہر حال مین اُسکے نباہن ہار ہین

بلدیو جی کا میلا

کیا وہ دلبر کوئی نویلا ہے
موتیا ہے چنبیلی بیلا ہے
شہر قصباتی اور گنویلا ہے
ایک کیا کیا وہ کھیل کھیلا ہے
ناتھ ہے اور کہین وہ چیلا ہے
بھیڑ انبوہ ہے اکیلا ہے
زر اشرفی ہے پیسا دھیلا ہے
بھیڑ ہے خلقتون کا ریلا ہے
رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

ہے کہین یار اور کہین اغیار
کہین بستی ہے اور کہین گلزار
وہی بھگتی ہے اور وہی اوتار
آپ آتا ہے دیکھنے کو بہار
کہین عاشق ہے اور کہین دلدار
کہین جنگل ہے اور کہین بازار
اُسکی لیلائین کس سے ہون اظہار
آپ کہتا ہے یون پکار پکار
رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

ہین کہین رام اور کہین لچھمن
کہین باراہ کہین مدن موہن
سب سروپون مین ہین آسکی جتن
کہین کچھ مچھ ہے اور کہین راون
کہین بلدیو اور کہین کشن
کہین نرسنگھ ہے وہ نارائن

رتھ کی جھلک سے اُسکی وان روشن عجب انوار ہین

وہ سادھو دیکھ اس ٹھاٹھ کو کچھ من مین گھبرا گئے
جلدی اُٹھے اور سامنے رتھ کے ہو آگر کھڑے
پوچھا اُنھون نے کون ہو تب شیاما دھو کہنے لگے
نرسی کی ہنڈی درشنی ہے جوگ سانول ساہ کے

سو ہمکو وہ ملتے نہین اب ہم بہت ناچار ہین

یہ کہتے ہنڈی درشنی جسدم اُنھون نے دی دکھا
سوکشن جی نے پیار سے ہر حرف ہنڈی کا پڑھا
جتنے روپے تھے وان لکھے وہ سب دیے انکو دلا
وہ خوش ہوے جب کشن جی نے یون ہنسکے سادھو کو کہا

یہ اب جنھون نے ہے لکھی ہم تسے رکھتے یار ہین

اب جو ملوگے اُنسے تم کہیو ہماری اور سے
جو تھے روپے تمنے لکھے وہ ہمنے سب اُن کو دیے
یہ کام کیا تمنے کیا تھوڑے روپے جو اب لکھے
آگے کو اب بھیجو ہی اِتنے روپے کیا چیز تھے

لاکھون لکھوگے تم اگر دینے کو ہم تیار ہین

وہ سادھو اپنے لے روپے پھر شہر کے بھیتر گئے
کارج جو کرنے تھے اُنھین من مانتے وہ سب کیے
پھر دوارکا سے چلکے وہ نرسی کی نگری مین گئے
نرسی سے لوگون نے کہا نرسی بہت دل مین ڈرے

دونگا کہان سے مین روپے یہ تو بہت کی بھار ہین

جب سادھو ملنے کو گئے نرسی کہین چھپنے لگے
وہ منتیان کرنے لگے اور پانون نرسی کے چھوئے
پرشاد لائے اور روپے کچھ روبرو اُنکے دھرے
اور جو سند لیا تھا دیا سب وہ بچن اُنسے کہے

نرسی نے جانا کشن کی کرپا کے یہ اسرار ہین

من مین جو نرسی خوش ہوے سب سادھو یون کہنے لگے
سب ہمنے بھرپائے روپے اور کے ہر درشن بھی کیے
ہنڈی بڑی لکھتے رہو ہمنے کہا ہے آپ سے
نرسی یہ بولے اُن سے وان اب کس سے ہو کر پا سکے

جو جو کہا سب ٹھیک ہے وہ تو مہا اوتار ہین

...نے ہے مر گئی آڑھتہ کہین نے میت میرا ہے کوئی — نے پاس میرے لیکھنی نے ایک ٹوٹی سی بہی

یہ بات وان کہیے جہان نت ہنڈیان ہر بار ہین

...جاکر لکھاؤ اور سے پرتیت سادھو کیا مری — ہی میرے پڑ رہنے کو یان ٹوٹی سی اک چھپری
...ن پر مر کر پڑا انہین نے گھر مین تھالی کرچھلی — مین توشری خطی ساہون کیا ساکہ میری باتکی

سب نانؤن رکھتے ہین مجھے جو میرے ناتے دار ہین

...یہ بات سنکر سادھو وان نرسی سے بولے اسگھڑی — لکھدو ہمین کرپا سے تم ہمکو یہ ہنڈی درشنی
...کر یاد سانول ساہ کی نرسی نے وان ہنڈی لکھی — سادھون نے ہنڈی لیکے وان سے دوارکا کی راہ لی

کہتے چلے لینے روپے اب وان تو بے تکرار ہین

لوگون نے جانا ہے بہت نرسی کی خواری ہووگی — لکھدی انھون نے اب جو یان کاہی کو یہ ہنڈی بٹی
پھر دوارکا سے سادھ یان آوینگے پھر کر جسگھڑی — پکڑینگے انکو آن کر لوگون مین ہووگی ہنسی

کھوئے ہین تب انسان کی چھوٹے جو کاروبار ہین

نرسی نے وہ لیکر روپے رکھ دھیان ہر کی آس کا — تھے جتنے سادھ اور سنت وان سکو لیا اسدم بلا
پوری کچوری اور دہی شکر مٹھائی بھی منگا — سب کو کھلایا کتنے دن اور سب سے یون کہا

من مانتا کھاؤ پیو یہ جو لگے انبار ہین

...رفی جلیبی اور لڈو سب کو وہان برتا دیے — جب سوچ آیا منہین یون ہوتا ہی کیا اب دیکھیے
وہ سادھ ہنڈی درشنی لے دوارکا مین جب گئے — کوٹھی کو سانول شاہ کی وان ڈھونڈھتے ہو جا بجے

ہم جنکو ہین یان ڈھونڈھتے یان وہ نہین زنہار ہین

...بے آس ہو کر جسگھڑی وہ ساہ بیٹھے سر جھکا — اتنے مین دیکھا دور سے اک رتھ ہے وان آتا چلا
...لسی جھمکتی جگمگا چھتری سنہری خوشنما — اک شخص بیٹھا اسمین ہے سانول برن موہن ادا

دن رات کی مالا پھیری سیکشن جی سیکشن جی — تھا زبان پر ہر گھڑی سیکشن جی سیکشن
کہتا سدا سینہ مین جی سیکشن جی سیکشن جی — جاتے جہان کہتے یہی سیکشن جی سیکشن
جو پیم کے پورے ہوے انکے یہی اطوار ہین

کہتے ہین یون اک دیس مین رہتے جو کتنے سادھو تھے — وہ دوستونکے واسطے جب دوارکا جی کو
آپہونچے اُس نگری مین جب نرسی جہان تھے تب بھرے — اُترے خوشی سے آن کر اور وان کئی دن تک
پوجا بھجن کرنے لگے سادھون کے جو اطوار ہین

وہ سادھو جو اُترے تھے وان کچھ تھی روپے انکی گرہ — چاہا اُنھون نے درشنی ہنڈی لکھا لین سیٹھ سے
لیوین روپے ہنڈی دکھا جب دوارکا مین پہونچکے — کارج سنوارین دھرم کے جو نیکنامی وان
کرتے ہین کارج پیم کے جو جا کے اُس دربار ہین

لوگون سے جب اس بات کا سادھون نے وان چرچا کیا — اور پھر سبھی سے اُسگھڑی گھر پوچھا ساہوکار
اُس چھوٹی سی نگری مین جو نرسی کا بڑا بیوپار تھا — سیکشن جی کی چاہ مین بیٹھے تھے سب اپنا گنوا
مفلس سے کب وہ کام ہون کرتے جو اب زردار ہین

کتنے جو ٹھٹھے باز تھے جسدم اُنھون نے یہ سُنا — بولے ہنسی ہی کی راہ سے سادھوؤن سے یون جا
اک نرسی مہتا ہین بڑے صراف یان کے واہ وا — تم درشنی ہنڈی جو ہے لو ہاتھ سے انکے
ہے ساکھ اُنکی یان بڑی جتنے یہ ساہوکار ہین

وہ سادھو کیا جانے کہ یان کرتے ہین ہم سے سب ہنسی — لے کر روپے اور پوچھتے آئے بہت ہو کر
نرسی کے آئے پاس جب یہ دلکی بات اپنی کہی — لکھدو ہمین کر پا سے تم اُسوقت ہنڈی درشنی
ہم دوارکا کو آجکل جلدی سے چلنے ہار ہین

نرسی نے یون سنکر کہا مین تو غریب ادنی ہون جی — سادھو مری دوکان تو مدت سے خالی

جو بات کرنی جوگ ہے اُسمین بڑے ہشیار ہین

رہتے ہین خوش جسمین سدا دلگیر کچھ رہتے نہین
بیوپار کرتے ہین بڑے ہر آن رہتے ہین وہین
جھگڑا نہین کرتے ذرا غصہ نہین ہوتے کہین
مت کی سُنی سے من لگا سکھ چین ہے جیسے تئین
کھوٹے ملت سے کام کیا اُنکے کھرے ہتکار ہین

کرتے ہین نت اس کام کو جو ہے سمایا گیان مین
جو دھیان ہے منمین سدا دھارتے ہین خوش اُس ملین
سندیہ کا پیسا انکا رکھتے نہین دوکان مین
نت من کی سمرن سادھ کر ہر وقت ہین ہر آن مین
جس نار کا آدھار ہے اُس نے لگائے تار ہین

جس من سے ہرن محبوب ہے من کی لگائی چاہ ہے
سب لین کی ور دین کی اُنکو اُسی سے راہ ہے
جو دل کی لیکھن سے لکھا اُس سے وہی آگاہ ہے
اُن کو اُسی سے سلکھ ہے اُنکی وہی اک راہ ہے
کوڑی سے لیکر لاکھ تک اُنکے وہی بیوپار ہین

اِس بھید کا اے دوستو اس بات مین لکھیے پتا
تھے نرسی مہتا ایک جو صرافی کرتے تھے سدا
محظوظ تھے خوشحال تھے دوکان مین زر تھا بھرا
سیکشن جی کے دھیان مین رہتا تھا اُنکا من لگا
سُن لو یہ اُنکی پیت اور پرتیت کے اُپکار ہین

جون جون بڑھا ہردے مین پریت پریم کا پیالا پیا
پیسا انکا جو پاس تھا سب وہ سنتون کو دیا
سب کچھ تجا ہر دھیان مین اور نام ہر کا لے لیا
نت واس بنواسے سبھی ہر کا بھجن ہر دم کیا
پرگٹ کیے سب بھید یہ جو بیتہ کے آتار ہین

سب تجدیا ہر دھیان مین یہ پیت کا ٹھہرا جتن
کرتے بھجن سیکشن کا ہر حال مین رہتے مگن
نرسی کی بیٹی ہو گئی دے کر مٹو ہن کو بہن
چاہت مین سانول شاہ کی بنا بھلا یا تن بدن
سب بھگت باتین ساتھ لین جو اشٹ مین درکار ہین

کتنے اسی بازار میں زر کے ہی پیشہ دار ہیں
بیٹھے ہیں مکر کر کوٹھیاں زر کے لگے انبار ہیں
سب لوگ کہتے ہیں اُنھیں یہ سیٹھ ساہوکار ہیں

ہیں فرش کوٹھی میں بچھے تکیے لگے ہیں زرفشان
بہیاں کھلیں ہیں سامنے لکھتے ہیں لکھی کاروان
کچھ سیٹھ کی کچھ بیرت کی آتی ہیں باتیں درمیان
لاکھوں کی لکھتے درشنی سو سیکڑوں کی ہنڈیان
کیا کیا متی اور سود کی کرتے سدا تکرار ہیں

کچھ مول کے مذکور ہیں کچھ بیاج کا ہے ٹھک ٹھکا
پھیلاؤ ہیں گھر بیچ کے بجک کا چرچا ہو رہا
دلال ہنڈی سیٹھ کی بامن بھی پرکھے سد بد سوا
آڑت بٹھا کے ہر جگہ چٹھی لکھاتے جا بجا
کچھ رکھنے والے کے تئیں کچھ جوگ کے اقرار ہیں

تھوڑی سی پونجی جن کی ہے بیٹھیں ہیں وے بھی کر تلی
ادھر کھلے دمڑی پیسے ادھر دمڑی ہیں کوڑیاں
اور جو ہیں جدھر میں بیٹھے وہ کوڑیوں کی تھیلیاں
کاندھوں پہ رکھ جاتے ہیں وان لگتی جہاں ہیں گٹھڑیاں
دیکھا تو یہ سب پیٹ کے دھندے ہیں اور بستار ہیں

ہے یہ جو صرافہ میاں ہیں ان میں کتنے اور بھی
ہٹ کے پرکھیے کا ورپ چاہت کی جو کھلی اشرفی
جو گیانی دھیانی ہیں بڑے کہتے انھیں کو سیٹھ جی
دھن دھیان کی ٹکسال ٹھیٹر من کوٹھی ہی ہے کوٹھی بڑی
من کی پریم لعد بیت کا کرتے سدا بیوپار ہیں

من روپ درشن آس کے جھلکے روپے منہیں بھرے
ہنڈی لکھیں اُس سار کو جاتے ہی جو پل میں ملے
لکھن ہے لیکھا چاہ کا چیت کے سر بسے لکھ رہے
جس لوگ میں بیچ من لگا اُس باس کی بستی بچے
نت پیم کی ہوتی ہیں بہیاں دھرین دوچار ہیں

بیچک لگاتے ہیں جہاں دھوکا نہیں ٹھہرا ذرا
جس ہاٹ کی مد ہیں لکھیں وہ ٹھیک ٹھیک ہیں سدا
ہے جمع دل ہر بات سے من اصل مطلب سے لگا
حاجت تقاضے کی نہیں لینا سبھی آتا سہج چلا

سیکشن بھر و جب نرسی یہ بات جو من کہہ بیٹھے ۔ کیا دیکھتے ہیں ان آتر سب ٹھاٹھ وہ اسجا آ پہونچے
کچھ چھکڑوں پر اسباب کسے کچھ بیلوں پر کچھ اونٹ لدے ۔ تھے ہنسلی کھڑوے سونے کے اور تاش کی ٹوپی اور کرتے
کل گٹھڑ روپیہ انبار ہوے اور ڈھیر کناری گوٹوں کے ۔ گہنے جھمکے چار طرف کچھ جھمکے جیسے جھلا جھل کے
تھا نیگ ہیں دنیا ایک جسے سو اسکو بتیس اور تیس دیے ۔ اب واہ واہ کی اک دھوم مچی اور شور اہا ہا کے ٹھہرے

تھی وہ جو ٹھکنی اسکی مان وہ بھولی جسدم حیران پڑی
سو اسکے لیے پھر اوپر سے اک سونے کی سل آن پڑی

وان جسدم ہر کی کرپا نے یوں نرسی کی پت لاج رکھی ۔ اس نگری بھیتر گھر گھر میں تب نرسی کی تعریف ہوئی
بھتیرے آدرمان ہوے اور نام بڑائی کی ٹھہری ۔ جو لگھو بھی تھی طعنہ سے ہر ماہا سے وہ سانچ ہوئی
سب لوگ کٹم کے شاد ہوے خوش وقت ہوئی پھر بیٹی بھی ۔ وہ بیٹی بھی خوشحال ہوی تعریفیں کر کر نرسی کی
وان لوگ سب آئے دیکھنے کو اور دوارے پر بھیڑ لگی ۔ ٹھاٹھ جو تھے سب چھو چھک کے سب بستی بھیتر دھوم پڑی

جو ہر سے کام رکھیں انکا پھر پورا کیونکر کام نہ ہو
جو ہر دم ہر کا نام جپیں پھر کیونکر ہر کا نام نہ ہو

سیکشن نے وان جب پوری کی سب نرسی کے من کی آشا ۔ اس پل میں کوئی دو رہی جانے من کی تھی یہ چنتا
یہ ایسی چھو چھک لے جاتے سو انمیں تھا مقدور یہ کیا ۔ یہ آدرمان وہاں پاتے یہاں یہ کب ہو سکتا تھا
جو ہر کرپا نے ٹھاٹھ کیا وہ ایک انس بھی آتا ۔ یہ اتنی جسکی دھوم مچی سو ٹھاٹھ وہ تھا ہر کرپا کا
یہ کرپا ان پر ہوتی ہے جو رکھتے ہیں ہر کی آسا ۔ ہر کرپا کا جو وصف کہوں وہ باتیں ہیں سب ٹھیک بجا

ہیں شاہ نظیر اب ہر دم وہ جو ہر کی نت بلہاری ہیں ۔ سیکشن کہو سیکشن کہو سیکشن بڑے اوتاری ہیں

بیان سیکشن و نرسی اوتار

دنیا کے شہروں میں میاں جس جگہ بازار ہیں ۔ کس کسطرح کے ہیں ہنر کس کسطرح کے کار ہیں

وہ لکھنا کیا تھا واں لوگوں نے چہل ہنسی پر دھرنا تھا
واں چیزوں کے لکھ بھیجنے سے شرمندہ اُنکو کرنا تھا

جب چٹھی نرسی پاس گئی تب باچتے ہی گھبرائے گئے
یہ ایک نہیں بن آتا ہے ہاں جو جو چٹھی بیچ لکھے
وہ بھیجے ایسی چیزوں کو یاں کچھ بھی ہو مقدور جسے
اس وقت بڑی ناچاری ہے کچھ بن نہیں آتا کیا کیجے

پچھتائے من میں اور کہا یہ ہو سکتا ہے کیا مجھ سے
ہے یہ تو کام کٹھن اس دم واں کیونکر میری لاج رہے
کچھ چھوٹی سی یہ بات نہیں اس آن بھلا کس سے کہیے
پھر دھیان لگا ہر آسا پر اور من کو دھیرج انبد دے

وہ ٹوٹی سی اک گاڑی تھی چڑھ اُس پر بے وسواس چلے
سامان کچھ اُنکے پاس نہ تھا رکھ شیام کی من میں آس چلے

ہر نام بھروسا رکھ منمین چل نکلے واں سے جب نرسی
تھی سر پر میلی سی پگڑی اور چولی جامہ کی مسکی
تھے جاتے رستے بیچ چلے تھی آس لگی ہر کرپا کی
واں اتنا کچھ لکھ بھیجا ہے میں فکر کروں اب کس کس کی

گو تھیلے میں کچھ چیز نہ تھی پر من میں ہر کی آس تھی
کچھ ظاہر میں اسباب نہ تھا کچھ صورت بھی بتلائی سی
کچھ اس دم میرے پاس نہیں وُہ آن چاہیں چیزیں بہتیری
جو دھیان نہیں اپنے لاتے تھے کچھ بات نہیں بن آتی تھی

جب اُس نگری میں جا پہونچے تب لوگ کہے نرسی آئے ہیں
آلات کی جو کچھ بات کہو اک ٹوٹی گاڑی لائے ہیں

کوئی بات سنا یا پوچھنے کو جب جاتے دیکھا نرسی کو
جب بیٹی نے یہ بات سنی کہہ بھیجا کیا کیا لائے ہو
دو ہنس ہنس اپنے ہاتھوں سے یاں دینا ہے اب جس جس کو
تھا پاس ہمارے کیا بیٹی سب لانیکی کچھ مت پوچھو

اور جتنا جتنا دھیان کیا کچھ پاس نہ دیکھا انکی تو
جو چھوچھک کے سامان گئے سب گھر میں جلد ہی بھجوا دو
یہ پہونچے تب اس بیٹی سے کہہ کر یا اوپر دھیان دھرو
کچھ دھیان نہ لانیکا ہووے سنکشٹ کہو سنکشٹ کہو

اس آن جو تُنے چاہا ہے اک پل میں ٹھاٹھ بنا دینگے
ہے جو جو یاں لکھ بھیجا اک آن میں سب بھجوا دینگے

...دھن جتنی لین اور دین کی تھی سب من کو بھولی دلبری
نت دھیان لگا ہر کرپا سے ہر آن خوشی اور خوشوقتی

تھی من مین ہر کی پیت بھری اور اٹھیلی کر تو رہتے تھے
کچھ فکر نہ تھا سندیہ نہ تھا ہر نام بھروسے جیتے تھے

...ت مین ہر گاہن دھری خوش رہتے تھے وان نرسی
...در بیٹی کے گھر جب شادی ہوان ٹھہری بالک ہونیکی
...ن ٹھین گھر مین ڈھول بجا آنند خوشی کی دھوم مچی
...چھ شادی کی خوشوقتی تھی کچھ سونٹھ سنٹھورے کی ٹھہری
اک بیٹی الکھ جنی تھی سنو دوکہین وہ بیاہی تھی
تب آئین ادھر ادھر سے سب ناریان اسکے کہنے کی
سب ناچین گائین آئین سمین ہے ریت جو شادی کی ہوتی
کچھ چھنک چھمک تھی ابرنکی کچھ خوبی کاجل مہندی کی

ہے رسم یہی گھر بیٹی کے جب بالک منہہ دکھلاتا ہے
تب بالک اُسکی چھوچھک کا ننہال سے بھی کچھ جاتا ہے

...وان ناریان جتنی بیٹھین تھین سمدھیانے مین آ نرسی کے
...کچھ ریت نہین آئی ابتک اے لال تمہارے میکے سے
...تب بولی بیٹی نرسی کی ان ناریونکے آگے
...وہ بولین کچھ تو لکھ بھیجو یہ بولی کیا اُن کو لکھے
جب نرسی کی وان بیٹی سے یہ بولین ہنسکر طعنہ دے
اور دین تھلین یہ جانتی سب وہ کیا ہین اور کیا بھیجینگے
وہ بھگتی ہین بیراگی ہین جو گھر مین تھا سو کھو بیٹھے
کچھ انکے پاس دھرا ہوتا تو آپ ہی وہ بھجوا دیتے

جو چٹھی مین لکھ بھیجوگے وہ بانچ اُسے پچھتاوینگے
اک دمڑی اُنکے پاس نہین وہ چھوچھک کیا بھجواوینگے

...ان ناریون کو تو کرنی تھی اُس سوت ہنسی اُن نرسی کی
...سامان ہین جتنے چھوچھک کے سب اُنکی چٹھی پڑھتی ہی
...کچھ جیٹھ جٹھانی کا کہنا کچھ باتین ساس اور نندونکی
...تھی ایک سہیلی گھر کی جو سب بولین تو بھی کچھ کہتی
بلواکے لکھیا جلدی سے یہ بات اُنھون نے لکھوادی
وہ چیزین اتنی لکھوائین بن آئین نہ اُنسے ایک کبھی
کچھ دیورانی کی بات لکھی کچھ اُنکے جو جو تھے سنگی
وہ بولی اُنسے ہنسکر وان منگواؤن کیا مین تم جی

کچھ دھیان نہ ادھر ادھر کا آہر سا پر ہین دھن من مرتے جس کام سے ہر کا دھیان رہے ہین کام وہی ہر دم کرتے
کچھ آن اٹک جب پڑتی ہی من بیچ نہین چنتا کرتے نت آس لگا کے رہتے ہین سن سب ہر کی کرپا کرتے

ہر کارج مین ہر کرپا سے وہ منمین بات نہارت ہین
منموہن اپنی کرپا سے نت انکے کاج سنوارت ہین

سی کشن کی سو جو کرپا ہین کب مجھ سے انکی ہو گنتی ہین جتنی انکی کرپا مین اک یہ بھی کرپا ہے انکی
مذکور کرون جس کرپا کا وہ بنتی ہے اس بھانت سنی جو اک بستی ہے جوناگڑھ وان رہتے تھے مہتا نرسی
تھی نرسی کی اس نگری مین دوکان بڑی صرافی کی بیوپار بڑا صرافی کا تھا بستا لیکھن اور بہی
تھا روپے گھٹا اور فرش بچھا پر ترتیب بہت سا اور کوڑی تھے ملتے جتنے ہر اک سے اور لوگ تھے انسے بہت خوشی

کچھ لیتے تھے کچھ دیتے تھے اور بہیان دیکھا کرتے تھے
جو لین دین کی باتین تھین پھر انکا لیکھا کرتے تھے

دن کتنے مین پھر نرسی کا سیکھن جب ہے اپنے دھیان لگا جب بھگتی ہر کی کہلائے سب لیکھا جو کھا بھو لگیا
سب کاج بسارے کام تجے ہرنام بھجن سے من لاگا جا بیٹھے سادہ اور سنتو مین نت سنتے رہتے کشن کتھا
تھا جو کچھ دکان بیچ رکھا وہ سب جمع اور پونجی کا مدھ سیم کے ہاتھ کرتو لے اسباب دھون کو ہر نانون دیا
ہو بیٹھے ہر کے دوارے پر سب منت کے کم سے ہاتھ اٹھا سب چھوڑ کے بیٹھے دنیا کے نت ہر سمرن کا دھیان لگا

ہر سمرن سے جب دھیان لگا پھر اور کسیکا دھیان کہان
جب چاہت کی دوکان ہوئی پھر پہلی وہ دوکان کہان

کیا کام کسی سے اس من کو جس من کو ہر کی آس لگی پھر یاد کسی کی کیا اسکو جس من کو ہر کی لگن لگی
سکھ چین ہے ہر کے دوارے پر سنتو کو بڑا آنند ہوئی بیوپار ہوا جب چاہت کا پھر کیسی لیکھن اور بہی
نے کپڑے لتے کی پروا نہ چنتا لوٹیا تھالی کی جب من کو ہر ہیت ہوئی پھر اور ہی کچھ ترتیب ہوئی

پنڈت بلا سگن سے دو پھیرے دیے پھرا

بیٹھے تھے دوارکا کے وہان خسرو اور کبیر — ہوتے تھے راگ رنگ خوشی تھے جوان و پیر
سامان تھے ہزارون ہی شاد کیے دلپذیر — جو خوبیان ہوئین سو وہ کیا کیا کہے نظیر

اس ٹھاٹھ سے وہ بیاہ عجب کشن کا ہوا

ہر کی تعریف مین

مین کیا کیا وصف کہون یارو اُس شام برن اوتار کی — سری کشن کنہیا مُرلی دھر من موہن کنج بہاری کی
گوپال منوہر سانولیا گھنشام اٹل بنواری کی — نندلال دُلارے سندر چھب برج چند مکٹ جھلکاریکی
کر دھوم لٹیا دھ ماکھن چھور نول گردھاری کی — بن کنج پھریا راس رچن سکھدائی کا ندمراریکی
ہر آن دکھائے روپ نئے ہر لیلا نیاری نیاریکی — پت لاج رکھیا دُکھ بھنجن ہر بھگتی بھگتا دھاریکی

نت ہر بھج ہر بھج رے بابا جو ہر سے دھیان لگاتے ہین
جو ہر کی آسا رکھتے ہین ہر اُنکی آس بجاتے ہین

جو بھگتی ہین سو اُنکو تو نت ہر کا نانو سہاتا ہے — جس گیان مین ہر سے نیو بڑھے وہ گیان انھین خوش آتا ہے
نت مین اہر سمرچتے ہین ہر بھجنا اُنکو بھاتا ہے — سکھ مین اُنکے لاتا ہے دُکھ اُنکے جی سے جاتا ہے
من اُنکا اپنے سینے مین دن رات بھجن ٹھہراتا ہے — ہر نام کی سمرن کرتے ہین سکھ چین اُنھین دکھلاتا ہے
جو دھیان بندھا ہے چاہت کا وہ انکا من بہلاتا ہے — دل اُنکا ہر ہر کہنے سے ہر آن نیا سکھ پاتا ہے

ہر نام کے جپنے سے من خوش نیم دھرم سے رکھتے ہین
نت بھگتی جتن مین رہتے ہین اور کام بھجن سے رکھتے ہین

جو من مین اپنے نشچہ کرین دوار ہر کے آن پڑے — ہر وقت مگن ہر آن خوشی کچھ نہین منمین ہین لاتے
ہر نام بھجن کی پرواہ ہے اور کام اُسی سے ہین رکھتے — ہے جی مین ہر کی یاد لگی ہر سمرن مین خوش ہین رہتے

اتنے مین رکمنی جو تھی ہر کے لیے کھڑی
درشن جو پائے آگیا وان اُسکے جی مین جی
ہر نے پکڑ کے ہاتھ لیا رتھ مین وان بٹھا

سسپال اپنے لیکے دھنک آگیا وہان
یان اُسکی ہر نے کاٹ بھگایا اُسے ندان
آیا رکم جو یان یہ دھنک لیکے اور سنان
اُسکو بھی ہر نے باندھ لیا کاٹ اُسکی بان
نیتی سے رکمنی نے دیا اُسکا جی چھٹا

سسپال کا بھی ہر نے دیا ہیبین گربھ کھو
جو تھا غرور اُسکا سو سب ڈالا دم مین دھو
آیا رکم بلی جو بہت کرکے گربھ کو
بالون سے اُسکے ہاتھ بندھے اور رہا رو
سچ کہتے ہین کہ گربھ ہے جگ مین بہت بُرا

جب رکمنی سے کہنے لگے ہنسکے وان یہ ہر
سسپال کو گربھ نے کیا سب مین خوار تر
کھویا رکم کو اور جراسندھ کو اودھر
آئے تھے جس گربھ سے وہ لڑنے کو ادھر
آخر اُسی گربھ نے دیا ان کا سر جھکا

سسپال اور رکم کا ہوا جب یہ حال وان
بلدیو جی نے انکی کٹک سب بھگائی وان
لے رکمنی کو ہر ہوئے پھر دوارکا روان
جب آن پہونچے خوش ہوے سب نر و ناریان
دیکھا جمال اُن کا تو پایا بہت بھلا

پھر دیوکی جو آئین بہت ہوکے خوش ادھر
پانی پیا اُنھون نے وہین ہر پہ وار کر
سب ناریان بھی آن کے بیٹھین ادھر اُدھر
جتنا سخن تھا گھر کا رہا سب وہ اُس سے بھر
شادی کے باجے بجنے لگے شور و غل مچا

سب دوارکا مین دھوم یہ شادی کی مچ گئی
باجے مجیرے طبلے دمامین بھی اور تُرئی
دربار ہاتھیون کی بہت بھیڑ آ لگی
سو بھا سے دوار پر وہ بندھن وار بھی بندھی

اُدھمین کمندپور کے جو ہر آئے عنقریب — جھلکی کلس وہ رتھ کی ہوئی روشنی عجیب
خوش رکمنی کا جی ہوا جون گل سے عندلیب — بولی خوشی ہو من مین کہ جاگے مرے نصیب
باہمن نے بھی وہ آنے کو ہر کے دیا سُنا

بن ٹھن کے جب خوشی ہو وہ پوجا کے تئین چلی — ساتھ اُسکے ناریان چلین گاتین بہت خوشی
سندر رکی جاتی پانؤن کی پائل جو باجتی — روپ اور سروپ اُسکا بیان کیا کرے کوئی
پہونچی خوشی سے وان جہان تھی پوجنے کی جا

جس جس کو پوجا وان یہی اُسنے کیا بیان — کرپا کرو جو مجھکو ملین ہر جراج یان
لینے کو درشن اُسکے ہوئی ہو نین نچان — جلدی ملاؤ تم جو رہے لاج میری یان
ہر دیوتا سے وہ یہی کرتی تھی التجا

جب دیوی دیوتا کی وہ پرکر ملو چکی — سندر رنگ لاری آگے کو چل کر ٹھٹھک رہی
واسواسطے کہین مجھے درشن دین کرشن جی — تو دیکھ وہ سروپ مری ہووے زندگی
بچ جاوے جی یہ لاج بھی میری رہے بجا

سندر رنوبلی سروپ کا مین کیا کرون بیان — مکھ وان جھمک رہا تھا کہ جون ماہ آسمان
پوشاک بھی بدن پہ چمکتی تھی زرفشان — سر پانؤن سے بھری تھی وہ گہنے کے درمیان
کیا وصف اُسکا ہو سکے زیب و نگار کا

دیکھا کمندپور کے جو لوگون نے ہر کو وان — سب درشن اُنکے پاکے ہوے جیمین شادمان
آپس مین ناسب وہ کہتے تھے نر اور ناریان — بر رکمنی کے یہ ہون تو ہر من کو سکھ ہو یان
ہر دم اِسی مُراد کی مانگین تھے سب دعا

بھیکم جو ہر کے لینے کو آیا بہت خوشی — درشن جو ہر کے پائے تو منتی بہت سی کی

ہرنے پڑھا اُسے کہ جو احوال اُسمین تھا

اے برجراج کشن منوہر مدن گوپال
مین درشنون کی آپکے مشتاق ہون کمال
دن رات تمسے ملنے کو رہتی ہون نڈھال
درشن سے اپنے مجھکو بھی آکر کرو نہال
سب دھیان مین تمھارے ہی رہتا ہے من لگا

سسپال بیاہنے کو مرے اب جو آتا ہے
سب راج اور ساتھ جرا سند لاتا ہے
یہ غم تو میرے دلکو نہایت ستاتا ہے
اس اپنی بے بسی پہ مجھے رونا آتا ہے
تم ہر ہو میرے من کی کرو دور سب بتھا

اے کشن جی تم آؤ کہ اب وقت ہے یہی
اپنے چرن سے لاج رکھو میری اِسگھڑی
ہرنے وہ چٹھی پڑھ کے منگا رتھ وہ جگبگی
ہوکر سوار جلد چلے وان سے کشن جی
باہمن بھی اپنے ساتھ وہ رتھ مین لیا بٹھا

سسپال اسمین آن کے پہونچا شتاب وان
اگوانی اسکی لینے کو بھیکم گیا دوان
باجے بجنے لگے گھر مین لگین گانے ناریان
آنکھون سے رکمنی کے وہ آنسو ہوے روان
سندر کا مُنھ وہ آنسو کے بہنے سے بھر گیا

جون جون وہ ہر کے آنے مین وان دیر ہوتی تھی
کوٹھے پہ اپنے رکمنی وان چڑھ کے روتی تھی
تکتی تھی ہر کی راہ نہ کھاتی نہ سوتی تھی
بیکل کسطرح پھرتی تھی اور ہوش کھوتی تھی
کچھ رکمنی کو رونے سوا ین نہ آتا تھا

کہتی تھی کیون یہ کشن مراری نے دیر کی
موہن نولکشور بہاری نے دیر کی
برجراج روپ مکٹ سنواری نے دیر کی
یا چاہ بے اثر یہ ہماری نے دیر کی
باہمن جو مین نے بھیجا تھا وہ بھی نہین پھرا

رشن دیے وہ راجہ جو قید ہی تھے سہگمین　　پھر کنس کے بھی کیس پکڑ کھینچ کر وہین

سر اُس کا اِک اشارے مین تن سے جدا کیا

ھر آئے وان جہان تھے وہ بسدیو دیوکی　　چرنون پہ سیس رکھ کے بہت سی ستُتی ایا کی

باتین ہر کی سُن کے وہان رُکمنی نے بھی　　چاہا یہی کہ دیکھون مین صورت کرشن کی

بے تاب و بے قرار لگی رہنے سُدھ گنوا

سکو یہ باتین کشن کی خوش آئی تھین سبھی　　سُنتی وہ ساتھیون سے انھین کو گھڑی گھڑی

ن باپ رکمنی کے بھی اور چارون بھائی بھی　　پر رکمنی کی ہون وہی تھی چاہتی یہی

پر وہ رکم جو تھا سو پسند اسکو یہ نہ تھا

ھتا تھا نام اسکا تو جدونبس ہے جنم　　کاندھے پہ اسکے کامری رہتی تھی دمبدم

ین چراتا پھرتا ہے بن بن مین رکھ قدم　　دولت مین اور ذات مین اس سے بڑے ہین ہم

سِسپال چندیری کا جو بَر ہو تو ہے بھلا

باتین وان رُکم سے جو سُنتی تھی رُکمنی　　بیکل وہ بہت ہوتی تھی اور دل مین کڑھتی تھی

ب بیکلی بہت ہوئی اور رہ سکا نہ جی　　اک چٹھی اپنے حال کی ہر کے تئین لکھی

بامن کے ہاتھ دوارکا مین دی وہین بھجا

ن جو ہر کی ڈیوڑھی پہ آ پہونچا راہ سے　　دیکھا وہان ہین چیری و چاکر بہت کھڑے

نے مین تھے مندر کے جو دربان روکتے　　سُنکر خبر یہ ہر نے بلایا وہین اُسے

پرنام کر کے اونچے مکان پر بٹھا دیا

ن کی بنتی کر کے لگے کہنے کرشن جی　　تمنے ہمارے حال پہ کرپا بڑی یہ کی

نے زبانی کہکے جو احوال تھا سبھی　　پھر رکمنی کی چٹھی جو لایا سو ہر کو دی

دکھلائی اپنی ہرنے جو لیلا وہ بچہ ہرن | دیکھ اُسکو سب نے چوم لیے کشن کے چرن
دھنک راچھس آیا پھر جو بنا کر وہ مکر و فن | مارا اُسے بھی ہرنے جان ہے یہ تال بن

کالے کو وہ مین ناتھ کیا سبز نرملا

گوئین کھڑے چراتے تھے بن مین جو شیام جی | اِس بن مین اکدن جو ہین آگ آن کر لگی
سب گوال بال چھنگری گوئین کھڑی سبھی | لیلا سے وان بھی ہرنے وہ دیکھ اُنکی بے بسی

اُس آگ سے سبھون کو لیا آن مین بچا

پھر کی جو لیلا چیر پہرن ہرنے خوب تر | سرپٹ نے پھر وہ کوپ کیا اُن پہ آن کر
سرپٹ کو وان اُٹھا لیا بنسی اور پرا دھر | پھر سرون اُسمین شیام نے لی ناریان مُسند

ہرنے بجا کے ترت کیا راس کو بنا

مارا وہ سانپ پانوٗن پہ لپٹا جو نند کے | لین گو پیان چھوڑا دہین پھر سنگھ چور ے
سرکا سر اور کیسی و بھوما سُر آ گئے | اپنے سے مکر سہر سے اُنھون نے بہت

ہرنے اُنھین بھی مار کے بھون پر دیا گرا

اک روز بندرابن سے آئے اُنھین جو وان | چلنے کو ساتھ اُنکے ہٹین سب وہ گوپیا
جمنا مین پھر نہائے جو اک روز شادمان | ہرنے کھائے وان اُنھین لیلا یہ نشیا

جو ہر ہی ہر دکھائی دیے اُن کو جا بجا

جب بندرابن مین آئے تو دھوبی کنس کی | مارا وہین اور اُسکے لئے چیر جتنے تھے
سو جی سے لے لباس یے پھر بہت اُسے | چندن جو کبجا لائی تو خوش ہوکے شیام

سب کھو دیا جہان تئین کبر اتن اُسکا تھا

ڈیوڑھی پہ آگے جب تو وہ توڑا دھنک کے تئین | رنگ بھوم مین گرا دیا پربل کو بر زمین

اُسکے پران گڑمد گئے اور کچھ نہ بس چلا

کاگا سر آیا ڈشٹ لیا اُسکو مار بھی — پھر تو نادنت کی بھی ہوا دور گے سبھی
سکٹا سر آیا اسکی بھی گاڑی ٹوٹ ہی گئی — آیا سری دھر اسکی بھی مٹی خراب کی
جتنے وہ ڈشٹ آئے سبھو نکو لُٹ دیا

پھر پانوں چلنے لاگے جو دھرتی پہ نندلال — آئے وہ جنگل کو دین اُنکو کیا نہال
سیانے ہوئے تو ساتھ لیے اپنے گوال بال — مُرلی کی دُھن سُنا کے کیا سبکا جی نڈھال
گوئین چرائین بن مین وہ بنسی بجا بجا

دھمکا کے گوالنون سے لیے دودھ اور دہی — کھانے کھلائے اُنکو جو تھے ساتھ مین سبھی
جب گوالنون نے آکے جسودا سے یہ کہی — جھڑکا اُنھون نے ساٹی اُٹھا کر جو آکھڑی
ترلوک کھول منہ اُنھین ہر نے دکھا دیا

جملا وارجن اور وہ دو دیوتا جو تھے — دو تاڑ بن گئے تھے کسی کی سراپ سے
مدت تلک وہ بن مین یونہین تھے کھڑے ہوئے — لیلا سے اپنی کنس نے اس بن مین آن کے
ویسا ہی دیوتا اُنھین اک پل مین کر دیا

راچھس بہت جو کشن پہ آنے لگے وہان — نند اور جسودا کی لگی دیکھ اُن سے جان جان
لیکر کٹم سب اپنا جو تھے خرد اور کلان — آکر وہ بندرابن کے لگے رہنے درمیان
گوکل کا پاس سب نے اُسیدن سے پھر تجا

ے گوال بال جانیگے شیام من ہرن — گوئین لگے چرانے جہان ہے یہ گوبردھن
وان بھی بنا سر آیا بکا سر بھی تلملا بن — مارا اور اُسکی چونچ کو چیرا سمیت تن
آیا اگھا سر اُسکے بھی سر کو اُڑا دیا

لیلا اُسنا ئین وہ سبھی روپ و سروپ کی		جب رکمنی نے خوبی وہ سیکشن کی سنی
	سُنتے ہی اُنکی ہو گئی جی جان سے فدا	
ٹھہری یہ رکمنی کے وہین دل مین آن کر		بر نی جبھی مین جاؤن ملے جب وہ مجکو بر
دن رات دھیان اپنا لگی رکھنے وہ اُدھر		آنکھونکو اپنی کرنے لگی آنسوؤن سے تر
	بیچین دل مین رہنے لگی سب سے ہو خفا	
چھپتی نہین چھپائے سے صورت جو چاہ کی		سکھیان سہیلیان جو تھین اور لڑکیان سبھی
دیکھی جو رکمنی کی اُنھون نے یہ بے کلی		جانا کہ رکمنی کا لگا ساتھ ہر کے جی
	کہنے لگین اُنھون کی وہ باتین بنا بنا	
بولے وہ سب کرشن تو اوتار ہین بڑے		جو خوبیان ہین انمین کہانتک کوئی کہے
روپ اور سروپ اُنکے کی کیا کیا صفت کرے		لیلا ہوئین ہین اُنسے جو ہون کب وہ اور سے
	ماد یو کی ہے اُنکی وہ بسدیو جی پیتا	
جنمی وہ بدھ پوریمین تو جب آدھی رات تھی		بسدیو اُنکو لے چلے گوکل اُسی گھڑی
جمنا نے اُنکے چھو کے چرن جلد راہ لی		پہونچے جو گھر مین نند جسودا کے کانھ جی
	سب نیگیون نے نیگ بدھائی کا وان لیا	
بسدیو جی نے بھیجا گرگ پنڈتا کو وان		تو نام اُنکا جا کے وہان پر کرے بیان
سمّیہ نام جو کہ ہووے بیان کر اُسے عیان		گوکل مین آ مصر نے بہت ہوتے شادمان
	ان کا کرشن نام بہت سودھ کر رکھا	
تھے بالپن مین جھولتے ہر دم کرشن جی		جب کنس نے وہ پوتنا بھیجی کہ لیوے جی
اُسنے جو چھاتی زہر بھری اُنکے منھ مین دی		منھ لگتے ہی اُنھون نے وہ جان اُسکی کھینچ لی

...ت دوائیں اُنھوں نے کہیں ان پہ فائدہ نے نہ سر نکالا | پھر آپ ہو من نے بیٹھ کہہ دوا کی تھیلی کو وان سنبھالا

پکارے برسانے بیچ جا کر کہ اچھی کرتے ہیں ہم دوائی

...ہر تھے ہارے دوائیں کرکے سنی اُنھوں نے جو بات انکی | بلا کے جلدی ہی مندر کے بھیتر دکھائی رادھا جو وہ دکھی تھی

...نھوں نے وان کچھ دوا بھی کی اور دکھائی جو تھوڑی سی تھی | غرض صنت کیا تھی وہ اک کلا تھی ہوئیں وہ اچھی مہکلا بھی

ہر اک نے کی واہ واہ ہر دم اور اپنی گردن بہت جھکائی

...ئی جو چنگی وہ رادھکا جی تو جب وہ مندر میں خوشی کی ٹھہری | وہ برکھبھان اور سبھی گئے تم کے یہ بات من بیچ آکے ٹھہری

...رادھکا کی سگائی انسے کریں تو ہیگی یہ بات اچھی | جو رسم ہوئی سگائی کی ہے وہ سب انھوں نے خوشی سے کر دی

نظیر کہتے تھے اس طرح سے ہوئی ہے کشن کی سگائی

دسم کتھا

...ے دوستو یہ حال سنو دھیان رکھ ذرا | اور ہر طرف سے دھیان کے تئیں کھینچ ادھر کو لا

...چاہے اسکا واسطہ سب کے تئیں بھلا | کہتا ہوں میں یہ اگلے زمانے کا ماجرا

ہے نام اس بیان کا یارو دسم کتھا

...ھد نے تو کتھا یہ پرچیت سے ہے کہی | اُسنے سنی تو اُس کا ہوا دل بہت خوشی

...نر ملک ایک راجہ مندر کی تھی مندری | تھے پانچ بیٹے اُسکے بہت سندر اور بلی

گھر بار اُس کا دولت و حشمت سے بھر رہا

...ا بڑا تھا اُسکا سو اُسکا رکم تھا نام | اور رکمنی ہے بیٹی بہت خوب خوشخرام

...پ در سروپ ایسی تھی سر پانوں سے تمام | سکھیوں سہیلیوں میں وہ رہتی تھیں خوشخرام

گہنا لباس تن پہ رہا تھا جھمک رہا

...دمن اکدن آئے جہان پر تھی رکمنی | اور اُس سے بات اُنھوں نے وہ کشن کی سنی

جو کہہ چکیں یہ ادھر ادھر کی تو پھر سگائی کی بات کھولی
ہے جیسا سندر انھوں کا لڑکا تمہاری رہے ویسی لڑکی
بڑے ہو تم بھی ذی ہین وہ بھی یہ بات ہووے تو خوب
ادھر بھی ولت ادھر بھی حشمت خوشی و خوبی طرح طرح
انھوں نے اپنی بہت جمائی پر انکے دلمین نہ کچھ سمائی

جو رادھکا کی وہ ماں تھی کیرت یہ سنکے باتین وہ بولی ہنسکر
ہین جیسے وہ تو سوا ہے سنگ ہے ہمارے گو کے تو کتنے جا کر
وہ ایسی کیا ہین جواب ہمارے جس اور دیکھے ہوں برا
ہم اپنی لڑکی انھین نہ دینگے وہ ایسا کیا گھر وہ ایسا
کرو ہمارے نہ گھر مین تم یان اب اس سگائی کی بات کہائی

سنا جب ان ناریوں نے یہ تو چلین ادھر سے وہ شرم کہائین
سنی جو باتین تھین ان انھوں نے وہ سب جسودا کو آ سنائین
بہت ہی نہین انکو ہوستا نپے وہ پھر کے گوکل کے بیچ آئین
یہ باتین سنکر جسودا نین بہت خفا ہو بہت لجائین
سوائے خفگی کے آگے کچھ وان جسودا مائی سے بن نہ آئی

جب اس سگائی نہ ہونے سے وان برا جسودا نے منہین مانا
کہا یہ منہین کہ کوئی لیلا کو چاہیے اب ادھر کھلانا
جو بھید انکا کلا سے انپے یہ بن جتائے ہی جا
بنا کے موہن سروپ نٹ پر خوشی سے بر
گئے وہین ہر پھر اس مکانمین اور اپنی بنسی وہ جا بجائی

بجی جو موہن کی بانسری ان تو دھن کچھ ایسی عجب نکالی
جھلائی بنسی نے کچھ تو سدھ بدھ ادھر جھلک سروپ کی تھی
پڑی وہ جس جس کے کان مین آ اسے سدھ اپنے تن کی
ہر اک طرف کو ہر اک مکان پر جھلک وہ ہر کی کچھ ایسی
کہ جسکی ہر اک جھلک کے دیکھے تمام بستی وہ جگمگائی

سہیلیوں سنگ رادھکا جی کہین ادھر کو جو آن نکلی
جو ہین وہاں رادھکا جی آئین سوا ایسی ہی ہمن موہنی کی
سروپ دیکھا وہ کشن جیکا ادھر سے انکی سنی وہ مر
دکھایا اپنا سروپ ایسا کہ انکی صورت کو دیکھتے
ادھر تو رادھا گئے ہوش کھو کے ہر اک سہیلی کی سدھ بھلائی

دکھا کے روپ اور بجا کے مرلی پھر آئے گوکل ہین نندلال
پھر اک کلائی کی وہ تیکھے دنین کہ رادھا گوری کو

شادی کنھیّا

…ھا ئین جسوقت کشن جی کی اِستا سُدھ بُدھ کی یاد آئی
سنبھالا ہوش اور ہوسیار وہ بالپن کی دابلائی
…واقعہ اُنکا کچھ اسطرح ہے کہ تمری جسکی فدا کھائی
نکالین طرز بن پھر اور رہی کچھ پدنکی سج دھج نئی بنائی
ہوی خوشی نند کے جو منمین بہت ہوئین خوش جسودا مائی

…سدھ بدھ سنبھالی تو کشن کیا کیا لگے پھر اپنی پھبن دکھانے
جگہ جگہ پر لگے بھٹکنے ادا سے بنسی لگے بجانے
…پھر پڑے گوؤن کو ساتھ لیکر خوشی خوشی سے بنون چرانے
جو دیکھا نت اور جسودا نے یہ کہ شیام اب تو ہوے سیانے
یہ ٹھہری دونون کے منمین آکر کرین اب انکی کہین سگائی

…پھر آئی منمین سو چنا نکی ایسی جا ہووے انکی نسبت
بڑا ہو گھر در بڑے ہون ساماں بہت ہو دولت بہت ہو حشمت
…رے گوکل مین ہے جو خوبی اِسی طرح کی ہو انکی حرمت
وہ لڑکی جس سے کہ ہو سگائی سو وہ بھی ایسی ہو خوبصورت
ہین جیسے سُندر کشور موہن نول دولارے کنور کنھائی

…ی جو ناری وہ بوڑھیان تھین جسودا جی نے انھین بلایا
کسیکو ادھر کسیکو ادھر سگائی ڈھونڈھن کہین بھیجایا
…بھید تھا اپنے من کے بھیتر سو دان سبھوں کے تئین جتایا
پھرین بہت ڈھونڈھتی وہ نارین جسودا نے جو انھین سنایا
نہ دیکھا ویسا گھر اک انھون نے نہ ویسی کوئی دولاری پائی

…نا ریان جب نہین پھر آئین تو بولی یون اور اک ناری
ہی یہ جو برسانا ہے اسمین ہے اک برکھبان کی نول دولاری
…ین رادھکا نام اسکا کہتی بہت ہے سُندر پیاری
کہی یہ سُنکر تو بات اُنسے اب آگے مرضی جو ہو تمہاری
کرو سگائی لگن کی اُسجا کہ اُسمین ہے یگی بہت بھلائی

…سُن جسودا نے انمین جب پھر ادھر کو ناری کئی پٹھائین
چلین وہ گوکل سے دلمین خوش ہو وہ برسانے بیچ آئین
…ان وہ گھر کو بیان کیا تھا وہ ناریان سب ادھر کو دھائین
انھون نے آدر بہت سا کرکے سُندر کی ان وہ سب بٹھائین
جو منمین یہ تو لگین سنانے ادھر ادھر کی بہت بڑائی

جس دہ مین کودے منموہن وان آن چھپا تھا اک کالی
پھن مارے پھونچا زور کیے اور پھر دن تک وان کشتی کی
سر پانون سے اُنکے آلپٹا اُس دہ کے بھیتر دیکھتے ہی
پھنکارین لین بل تیج کیے پر کشن رہے وان ہنستے ہی

یہ لیلا ہے اُس نندللن منموہن جسمت چھیا کی
رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بولو کشن کنہیا کی

جب کالے نے سو پیچ کیے پھر ایک کلا وان شیام نے کی
پھر ناتھ لیا اُس کالے کو اک پل بھر مین نلو پر لگی
اس طور بڑھایا تن اپنا جو اُسکا نکسن لاگا جی
وہ وار کیا اور اُستت کی ناگن بھی پھر پانون پڑی

یہ لیلا ہے اُس نندللن منموہن جسمت چھیا کی
رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بولو کشن کنہیا کی

اُس دہ مین سندر شیام برن اُس کالی کو جب ناتھ چکے
کرا نبے بس مین کالے کو مسکیا نے مُرلی دھر دھر کے
لی ناتھ کو اُسکے ہاتھ اپنے ہر پھن کے اوپر ڈٹ گئے
جب باہر آئے منموہن سب خوش ہو جے جے بول اُٹھے

یہ لیلا ہے اُس نندللن منموہن جسمت چھیا کی
رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بولو کشن کنہیا کی

تھے جمنا پر اُسوقت کھڑے وان جتنے نر ناری
دکھ جتنا من سے دور ہوے آنند کی آئی پھر باری
دیکھ اُنکو سب خوشحال ہوے جو جب باہر نکلے بنواری
سب درشن پاکر شاد ہوے اور بولے جے جے بلہاری

یہ لیلا ہے اُس نندللن منموہن جسمت چھیا کی
رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بولو کشن کنہیا کی

نند اور جسودا کے من مین سُدھ بھولی بسری پھر آئی
سب برج باسی کے ہردے مین آنند خوشی اس دم چھائی
سکھ چین ہوئی گہ بھولگئی کچھ وان بن کی ٹھہرائی
اُس روز اُنھوں نے یہ بھی نظیر اک لیلا اپنی دکھلائی

یہ لیلا ہے اُس نندللن منموہن جسمت چھیا کی
رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بولو کشن کنہیا کی

اِس بانسری کا آن کے جس جا ہوا بجن
کیا جل پون نظیرؔ پکھیرو و کیا ہرن

سب سننے والے کہہ اُٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنھیا نے بانسری

لہو و لعب کنھیا

تعریف کروں میں اب کیا کیا اُس مُرلی دھر بجیا کی
گوپال بہاری بنواری دکھ ہرن کرپا کی
نت سیوا کنج پھرایا کی اور بن بن گئو چرایا کی
گردھاری سندر شیام برن اور سُندر چھیا کی

یہ لیلا ہے اُس نند للن منموہن جسمت چھیّا کی
رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بولو کشن کنھیا کی

اک روز خوشی سے گیند تری کی موہن جمنا تیر گئے
جو گیند تری جا جمنا میں پھر جاکر لاوے جو پھینکے
وان کھیلن لاگے ہنس ہنس کے یہ کہہ کر گوال اور بالن سے
وہ آپی انترجامی تھے کیا اُنکا بھید کوئی پاوے

یہ لیلا ہے اُس نند للن منموہن جسمت چھیّا کی
رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بولو کشن کنھیا کی

وان کشن مدن منموہن نے سب گوالن سے یہ بات کہی
پھر آپی جھپ سے کود پڑے اور جمنا جی میں ڈبکی لی
اور آپی سے جھٹ گیند اُٹھا اُس کالی دہ میں ڈال دئی
سب گوال سکھا حیران رہے پھر بھید نہ سمجھے اک رتی

یہ لیلا ہے اُس نند للن من موہن جسمت چھیّا کی
رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بولو کشن کنھیا کی

یہ بات سنی برج ناری نے تب گھر گھر اُسکی دھوم مچی
آ جمنا پر غل شور ہوا اور ٹھٹھ بندھے اور بھیڑ لگی
نند اور جسودا آ پہونچی سُدھ بھول گئی اپنے تن کی
کوئی آنسو ڈالے ہاتھ ملے بھید نہ جانے کوئی بھی

یہ لیلا ہے اُس نند للن منموہن جسمت چھیّا کی
رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بولو کشن کنھیا کی

سب سُننے والے کہہ اُٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کِشن کنھیّا نے بانسری

گوالون مین نندلال بجاتے وہ جسگھڑی — گَو تَوین دھن اُسکی سُنتے گور ہجابین سب کھڑی
گلیون مین جب بجاتے تو وہ اُسکی دُھن ٹری — لے لے کے اتنی لہر جہان کان مین پڑی

سب سُننے والے کہہ اُٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کِشن کنھیا نے بانسری

بنسی کو مُرلی دھر جی بجانے گئے جدھر — پہلے دھن اُسکی روز ہر اک دل مین کر اثر
سنتے ہی اُسکی دھن کی حلاوت ادھر اُدھر — مُنہ جنگ اور نے کی دُھنین ڈال سے بھولکر

سب سُننے والے کہہ اُٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کِشن کنھیّا نے بانسری

بن مین اگر بجاتی تو وان تھی یہ اُسکی چاہ — کرتی دُھن اُسکی ہمنہی ٹھوکے دل مین راہ
بستی مین جو بجاتی تو کیا شام و کیا پگاہ — پڑتی ہی دھن وہ کانمین بلہاری ہو جاہ

سب سُننے والے کہہ اُٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کِشن کنھیّا نے بانسری

کتنے تو اُسکی دھن کے لیے رہتے بے قرار — کتنے لگائے کان اُدھر رکھتے بار بار
کتنے کھڑے ہو راہ مین کر رہتے انتظار — آتے جدھر بجاتے ہوے شیام جی مُرار

سب سُننے والے کہہ اُٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کِشن کنھّیا نے بانسری

موہن کی بانسری کی مین کیا کہوں سجن — لے اُسکے من کی موہنی دُھن اُسکی جیت ہار [illegible]

سب مِلکے یار کشن مُراری کی بولو جے — گوبند چھیل کنجبہاری کی بولو جے
دوچور کماری ناتھ بہاری کی بولو جے — تم بھی نظیر کشن بہاری کی بولو جے

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیّا کا بالپن

بانسری

سب مُرلی دھر نے مُرلی کو اپنی ادھر دھری — کیا کیا پریم میت بھری اسمیں دھن بھری
لے سین رادھے نام کی ہر دم بھری کھری — لہرائی دُھن جو اُسکی اِدھر اور اُدھر دری

سب سُننے والے کہہ اُٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنھیّا نے بانسری

کتنے تو اُسکے سُننے سے دھن ہو گئے دھنی — کتنوں کی شُدھ بسر گئی جس دم وہ دھن سُنی
کتنوں کی من سے کل گئی اور بیاکلی چُنی — کیا نر سے لیکے ناریاں کیا کوڑھ کیا گُنی

سب سُننے والے کہہ اُٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنھیّا نے بانسری

س آن کانھ جی کو وہ بنسی بجاؤنی — جس کان میں وہ آوتی وان بھی بھلاؤنی
من کی ہو کے موہنی اور چت لبھاؤنی — نکلی جہان دُھن اُسکی وہ میٹھی سُہاؤنی

سب سُننے والے کہہ اُٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنھیا نے بانسری

ں آن سے اپنی بنسی وہ سیکشن نے آسجی — اس سانورے بدن پہ نیٹ آنکر سجی
لی بھلایا آپ کو ناری نے سدھ تجی — انکی اُدھر سے آکے وہ بنسی جدھر بجی

ماتا جسودا اُنکی بہت کرتی منتیان — اور کانہ کو ڈراتی اُٹھا بن کی سانٹیلان
جب کانہ جی جسودا سے کرتے یہی بیان — تم سچ نہ جانو ماتا یہ ساری ہین جھوٹیان

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیا کا بالپن

ماتا کبھی یہ مجھکو پکڑ کر لجاتی ہین — گانے مین اپنے ساتھ مجھے بھی گواتی ہین
جب ناچتی ہین آپ مجھے بھی نچاتی ہین — آپ ہی تمھارے پاس یہ فریادی آتی ہین

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیا کا بالپن

ماتا کبھی یہ میری چھنگلیا چھپاتی ہین — جاتا ہون راہ مین تو مجھے چھیڑ جاتی ہین
آپ ہی مجھے رُٹھاتی ہین آپی مناتی ہین — مار و انھین یہ مجھکو بہت ساستاتی ہین

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بال پن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیا کا بالپن

اک روز منھ مین کانہ نے مکھن چھپا دیا — پوچھا جسودا نے تو وہین منھ بنا دیا
منھ کھول تین لوک کا عالم دکھا دیا — اک آن مین دکھا دیا اور پھر بھلا دیا

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بال پن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیا کا بال پن

تھے کانہ جی تو نند جسودا کے گھر کے ماہ — موہن نولکشور کی تھی سب کے دل مین چاہ
اُنکو جو دیکھتا تھا سو کہتا تھا واہ واہ — ایسا تو بالپن نہ ہوا ہے کسی کا آہ

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بال پن — کیا کیا کہون مین کشن کنھیا کا بال پن

گر مارنے کو ہاتھ اُٹھاتی کوئی ذرا
چلّاتے گالی دیتے مچل جاتے جا بجا
تو اُسکی انگیا پھاڑتے گھونسے لگا لگا
ہر طرح وان سے بھاگ نکلتے اُڑا چھڑا

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں مین کشن کنھیّا کا بالپن

غصے مین کوئی ہاتھ پکڑتی جو آن کر
جو آپی لا کے دھرتی وہ ماکھن کٹوری بھر
تو اُسکو وہ سروپ دکھاتے تھے من اُدھر
غصہ وہ اُنکا آن مین جاتا وہین اُتر

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں مین کشن کنھیّا کا بالپن

انکو تو دیکھ گوالنین جی جان پاتی تھین
ظاہر مین اُنکے ہاتھ سے وہ غل مچاتی تھین
گھر مین اسی بہانے سے اُنکو بلاتی تھین
پردے مین سب وہ کشن کے بلہاری جاتی تھین

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں مین کشن کنھیّا کا بالپن

کہتی تھین دل مین دودھ جو اب ہم چھپائینگے
اور جو ہمارے گھر مین یہ ماکھن نہ پائینگے
سیکشن اسی بہانے ہمین منھ دکھائینگے
تو اُنکو کیا غرض ہے یہ کاہیکو آئینگے

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں مین کشن کنھیّا کا بالپن

سب مل جسودا پاس یہ کہتی تھین آکے بیر
دیتا ہے ہمکو گالیان پھر مارتا ہے چیر
اب تو تمھارا کانھ ہوا ہے بڑا شریر
چھوڑے وہی نہ دودھ نہ ماکھن مہی نہ کھیر

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں مین کشن کنھیّا کا بالپن

جب پاؤن چلنے لاگے بہاری نولکشور
منہ ہاتھ دودھ سے بھرے کپڑے بھی شور بور

ماکھن اُچکے ٹھہرے ملائی دہی کے چو[ر]
ڈالا تمام برج کی گلیون مین اپنا شور

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہو نمین کشن کنھیّا کا بالپن

کرنےلگے یہ دھوم جو گردہاری نندلال
ماکھن دہی چرانے لگے سب کے دیکھ بھال

آک آپ اور دوسرے ساتھ اُنکے گوال بال
دی اپنے دودھ چوری کی گھر گھر مین دھوم ڈال

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیّا کا بالپن

تھے گھر جو گوالنون کے لگے گھر سے جابجا
ماکھن ملائی دودھ جو پایا وہ کھالیا

جس گھر کو خالی دیکھا اسی گھر مین جا[کے] [illegible]
کچھ کھایا کچھ خراب کیا کچھ گرادیا

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہو نمین کشن کنھیّا کا بالپن

کوٹھی مین ہووے پھر تو اُسی کو ڈھنڈورنا
اونچا ہو تو بھی کاندھے پہ چڑھکر نہ چھوڑنا

گولی مین ہو تو اُسمین بھی جا منھ کو بو[ر]
پہونچا نہ ہاتھ تو اُسے مُرلی سے پھوڑ[نا]

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیّا کا بالپن

گر چوری کرتے آگئی گوالن کوئی وہان
مین تو ترے دہی کی اُڑاتا تھا مکھیان

اور اُسنے آ پکڑ لیا تو اُس سے بولے یان
کھاتا نہین مین اُسکی نکالے تھا چیونٹیان

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیّا کا بالپن

بد شکل سے تو لوگ سدا دور ہٹتے تھے — اور خوبرو کو دیکھ کے ہنس ہنس چمٹتے تھے
جن ناریون سے اُنکے غم و درد بٹتے تھے — اُنکے تو دوڑ دوڑ گلے سے لپٹتے تھے

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیّا کا بالپن

ب گھٹنیون کا اُنکے مین چلنا بیان کرون — یا میٹھی باتین مُنھ سے نکلنا بیان کرون
بالکون مین اسطرح پلنا بیان کرون — یا گودیون مین اُنکا مچلنا بیان کرون

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیّا کا بالپن

نی پکڑ کے چلنے لگے جب مدن گوپال — دھرتی تمام ہو گئی اک آن مین نہال
بسک چرن چھوؤن کو چلے چھوڑ کر نہال — آکاس پر بھی دھوم مچی دیکھ اُنکی چال

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیّا کا بالپن

ھی ان کی چال کی تو عجب یارو چال ڈھال — پاؤن مین گھنگرو باجتے سر پر جھنڈولے بال
لتے ہمک ہمک کے جو وہ ڈگمگاتی چال — تھانبین کبھی جسودا کبھی نند لین سنبھال

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیّا کا بالپن

ے جگا گلے مین جو وہ دکھنی جبیر کا — گہنے مین بھر رہا گویا لڑکا امیر کا
تا تھا ہوش دیکھ کے شاہ و وزیر کا — مین کسطرح کہون اُسے چھورا اہیر کا

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن — کیا کیا کہون مین کشن کنھیّا کا بالپن

اُس روپ کو گیانی کوئی دیکھتا جو آ | ڈنڈوت ہی وہ کرتا تھا ماتھا جھکا جھکا

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیا کا بالپن

پردہ نہ بالپن کا نہ کرتے اگر ذرا | کیا تاب تھی جو کوئی نظر بھر کے دیکھتا
جھاڑ اور پہاڑ دیتے سبھی اپنا سر جھکا | پر کون جانتا تھا جو کچھ اُنکا بھید تھا

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیّا کا بالپن

موہن مدن گوپال ہرے بنس من ہرن | بلہار ہی اُنکے نام پہ میرا یہ تن بدن
گردھاری نند لال ہری ناتھ گوردھن | لاکھوں کیے بناؤ ہزاروں کیے جتن

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیّا کا بالپن

پیدا تو مدتوں میں ہوئے شیام جی مُرار | گوکل میں آکے نند کے گھر میں لیا قرار
نند انکو دیکھ ہووے تھا جی جان سے نثار | پالی جسودا پیتی تھی پانی کو وار وار

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیّا کا بالپن

جب تک کہ دودھ پیتے رہے گوال برج راج | سبکے گلے کے کٹھلے تھے اور سبکے سر کے تاج
سُندر جو ناریاں تھیں وہ کرتی تھیں کام کاج | رسیا کا اُن سبھوں کو عجب رس کا تھا مزاج

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیا کا بالپن

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیّا کا بالپن

مالک جو ہووے اُسکو سبھی ٹھاٹھ یاں سرے
سب روپ ہیں اُسی کے جو کچھ چاہے سو کرے
چاہے وہ ننگے پانوں پھرے یا مکٹ دھرے
چاہے جوان ہو چاہے لڑکپن سے من بھرے

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیّا کا بالپن

بالے ہو برج راج جو دنیا میں آگئے
اُس بالپن کے روپ میں کتنوں کو بھا گئے
لیلا کے لاکھ رنگ تماشے دکھا گئے
اک یہ بھی لہر تھی کہ جہان کو جتا گئے

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیّا کا بالپن

یوں بالپن تو ہوتا ہے ہر طفل کا بھلا
اُس بھید کی بھلا جی کسی کو خبر ہے کیا
پر اُنکے بالپن میں تو کچھ اور ہی بھید تھا
کیا جانے اپنے کھیلنے آئے تھے کیا کلا

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیّا کا بالپن

رو ہاروں کے یاروں عجب جائے غور تھے
آپ ہی وہ پربھو ناتھ تھے آپ ہی وہ ور تھے
لڑکوں میں وہ کہاں ہیں یا جو کچھ نہیں ور تھے
اُنکے تو بالپن ہی میں تیور کچھ اور تھے

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیّا کا بالپن

وہ بالپن میں دیکھتے جیدھر نظر اُٹھا
پتھر بھی اکبار تو بن جاتا موم کا

جو نگی جوگی تھے اُنکو اُس آن نپٹ خوشحال کیا — پھر آئے باگے ریشم کے اور زر بھی بخشا بھید
اور جتنے ناچنے والے تھے اسباب اُنھین بھی خوب دیا — مہمان جو گھر مین آئے تھے سب اُنکو بھی ارمان ر...

دن رات چھٹی کے ہونے تک من خوش دل لوگ لگائی کا
تھال روپے اور مہر دین جب نیگ چکا یادائی کا

نند اور جسودا بالک کو وان ہاتھون بیچ کھلاتے رکھتے — نت پیار کرین تن من واریں سنہری ان کے ب...
جی بہلاتے من پرچاتے اور خوب کھلونے منگواتے — آنہن جھلاتے پالنے مین وہ ادھر اور اُدھر ...

کر یاد نظیر اب ہر ساعت اُس پالنے اور اُس جھولے کی
آنند سے بیٹھو چین کرو جے بولو کان جھنڈ ولے کی

بالپن بانسری بجیّا

یارو سنو یہ دودھ کے لٹیّا کا بالپن — اور مدھپوری نگر کے بسیّا کا بالپن
موہن سروپ کرت کریّا کا بالپن — بن بن کے گوال گوؤن چریّا کا بالپن

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیّا کا بالپن

ظاہر مین ست وہ نند جسودا کے آپ تھے — ورنہ وہ آپ مائی تھے اور آپ ہی با...
پردہ مین بالپن کے یہ اُنکے ملاپ تھے — جوتی سروپ کہیے جنھین سو وہ آپ ...

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیّا کا بالپن

اُنکو تو بالپن سے نہ تھا کام کچھ ذرا — سنسار کی جو ریت تھی اُسکو رکھا ...
مالک تھے وہ تو آپی اُنھین بالپن سے کیا — وان بالپن جوانی بڑھاپا سب ایک تھا

کوئی کھٹی ٹھیی گرم کرے کوئی ڈالے سپند اور بھوسی کوئی لائی ہنسلی اور کھڑوے کوئی کرتا ٹوپی میوہ گھی
کوئی دیکھے روپ اس بالک کا کوئی ماتھا چومے بھر بھر جی کوئی بھوؤں کی تعریف کرے کوئی آنکھوں کی کوئی پلکوں کی
کوئی کہتی عمر بڑی ہووے اس بیر تمھارے بالک کی
کوئی کہتی بیاہ بہو لاؤ اس آس مرادوں والے کی

کوئی کہتی بالک خوب ہوا آہے بہنا تیری سنگت تی یہ بالے انکو ملتے ہیں جو دنیا میں ہیں بڑبھاگی
اس جسنے کی بھی شان بڑھی اور بھاگ بڑے اس گھر کو بھی یہ باتیں سب کی سن سن کر یہ بات جسودا کہتی تھی
یہ بیر یہ بالک جو ایسا اب میرے گھر میں جنما ہے
کچھ اور کہوں میں کیا تمسے بھگوان کی مو پر کرپا ہے

تھی کونے کونے شوقی اور طبلے تال کھٹکتے تھے کوئی ناچ رہی کوئی کود رہی کوئی ہنس ہنس کے کچھ روپ بہے
ہر چار طرف آنند تھیں وان گھر میں نند جسودا کے کچھ آنگن بیچ برا جے تھیں کوئی بیٹھی کوئی ٹھاڑی کوئی جھجے
سو خوبی اور خوشحالی ہے دکھلاتی تھی سامان کھڑی
سچ بات ہے بالک ہونیکی ہے دنیا میں آنند بڑی

پھر اور خوشی کی بات ہوئی جب بیت ہوئی دو گھڑی کی دکھوائی دودھ کی مٹکی پھر اور ڈالی ہلدی بہتیری
بر اُسپر چھینٹکے پھر بھر کر وہ اُسپر ڈالے گھڑی گھڑی کوئی پوچھے منہ اور باہن کو کوئی سنہری چھینٹے اور بڑی
اس دودھ کی بھی رنگ لیونین سپ اور ہو انز نار یکا
اور تن کی ابرن یوں بھیگے جو رنگ ہو کیسر کیا ریکا

کچھ منڈل میں یہ دھوم مچی اور دھر سنگیا اور جوگی بھی کچھ ناچیں بھاند بھیگے بھی کچھ بجری پاؤں میں پائیں بھی
نندبدھاوا باج رہے نر سنگھے سرنا اور ترئی زنگین سنہرے بانے بھی ہاتھ کھڑے کتنے پر بھی
پھر ان بھاتی تھیں مانگ کیا گنتی روپے سونیکی نند اور جسودا نے ایسی کی شادی بالک ہونے کی

اِک اور اچنبھا یہ دیکھو جو رات جنم کی کشن کی تھی
اُس رات جسودا کے گھر میں تھی جنمی یارو اک لڑکی
واسو نے دیکھ جسودا کو اور بدلی کر اس بالک کی
اُس لڑکی کو وہ آپ اٹھا لے نکلے آئے متھرا جی
جب لڑکی لائے مندر میں سب تالے مندر لاگ اُٹھے
جو چوکی دینے والے تھے وہ بھی پھر اُس دم جاگ اُٹھے

جب بھور بھئی تب پھر اکر سدھ کنس نے اس مندر کی
جب تالے کھلوا بیچ گیا تب لڑکی جنمی اک دیکھی
نے ہاتھ پھرایا چکر دی تو ٹلکے وہ بن ٹیکے ہی
یوں جیسے بجلی کوندے ہے جب چھوٹ ہوا پر جا پہونچی
یہ کہتے نکلے اے مورکھ کیا تو نے سوچ بچارا ہے
وہ جیتا اب تو سیس مکٹ جو تیرا مارن ہارا ہے

جب کنس نے واں یہ بات سنی من بیچ بہت سا لجیایا
جو کارج ہونیوالا ہے وہ ٹالے سے کب ہے ٹلتا
سو فکر کرو سوچ کرو سو بات سناؤ حاصل کیا
ہر آن وہی یاں ہوتا ہے جو ماتھے کے ہے بیچ لکھا
ہیں کہتے بدھ جسے اب یاں وہ سوچ بڑی ٹھہراتی ہے
تقدیر کے آگے پر یارو تدبیر نہیں کام آتی ہے

اُس نند کے گھر کی بات سنو واں ایک اچنبھا یہ ٹھہرا
جو رات کو جنمی تھی لڑکی اور بھور کو دیکھا تو لڑکا
گھڑتالیں چھوٹیں ناچ ہوا اور نوبت کا غل شور مچا
پھر کشن کنہیا نام رکھا سب گنیے کے مل بیٹھے آ
نند اور جسودا اور گوات کرنے واں ہر بیر لگے
پکوان مٹھائی میوے کے پرتاری آگے ڈھیر لگے

سب ناریں آئیں گونے کی اور پاس ہیں آ بیٹھیں
کچھ ڈھول مجیرے لاتی تھیں کچھ گیت جنم کا گاتی تھیں
کچھ ہر دم مکھ اس بالک کا بلہاری ہو کر دیکھ رہیں
کچھ تھال پنجیری کے رکھتیں کچھ سونٹھ سٹھورا کرتی تھیں
کچھ کہتی تھیں ہم بیٹھے ہیں نیگ آج کے دن کا لینے کو
کچھ کہتی تھیں ہم تو آئے ہیں آنند بدھاوا دینے کو

ہے آدھی رات ابھی تو یاں لیجاؤ اِسے تم جلد اُدھر
لِٹا لو اپنی چھاتی سے دی آؤ جا کے اور کے گھر
من بیچ انھوں کے تھا ڈر یہ دِن ہووےگا تو کنس آکر
اِک آن میں اُسکو ماریگا رہجاوینگے ہم آنسو بھر
یہ بات نہ تھی معلوم اُنھیں یہ بالک جگ نستاریگا
کب مار سکیگا کنس اسے یہ کنس کو آپ ہی ماریگا

جب دیو کی نے بسدیو وان سے رو رو کر یہ بات کہی
وہ بولے کیونکر لے جاؤں ہے باہر تو چوکی بیٹھی
اور دوار لگے ہیں تالے کل کچھ بات نہیں بن سکتی
نت دیو کی بولی لیجاؤ من ایشر کی رکھ آس ابھی
وہ بالک کو جب لے نکلے سب بانکر پٹ پٹ چھوٹ گئے
تھے تالے جتنے دوار لگے اُس آن جھڑا جھڑ ٹوٹ گئے

جب آئے چوکیدار و نمیں تب وان بھی یہ صورت دیکھی
سب سو گئے پائے اُس ساعت ہر آن جو دیتے تھے چوکی
جب سوتا دیکھا اُن سکو ہو نربھو نکلے وان سے بھی
پھر آئے جمنا پہ جو ہیں یہ جمنا دیکھی بہت چڑھی
یہ سوچ ہوا من بیچ اُنھیں پر اِس جل میں کیسے دھریے
ہے رین اندھیری سنگ بالک اِس بپتا میں اب کیا کریے

یوں منمیں گھبرا پھر چلیے پھر آپ ہی من مضبوط ہوا
بھگوان دیا پر آس لگا وان جمنا جی پر دھیان دھرا
جوں جوں پانوں بڑھاتے تھے وہ پانی چڑھتا آتا تھا
یہ بات لگی جب ہونے وان بسدیو گئے منمیں گھبرا
جب پانوں بڑھائے بالک نے جو آپ تھے اور بھیگے جل میں
جب جمنا نے پگ چوم لیے جا پہنچے پار وہ اک پل میں

جب آن برج گوکل میں سب پھاٹک تھان بھی پائے کھلے
تب وان سے چلتے چلتے وہ پھر نند کے دوارے آ پہنچے
اِن نند محل کے دروازے بھی سب دیکھے تب تب دو کھڑکے
جو چوکی والے سوتے تھے اب کون اُنھیں دیوے ٹوکے
جب بیچ محل کے جا پہنچے سب سوتے وان گھر والے تھے
ہر چار طرف اُجیالی تھی جیوں سانجھ میں دیوے بالے تھے

بھو بیٹھا تھا جو کنس کے من وہ بھر کر منید نہ سوتا تھا
اُس مندر مین اُن دونو نکے جب کوئی بالک ہوتا تھا

کچھ بات سہاتی نا اُسکو نت اپنی پلک بھگوتا تھ
کنس آن اُسے چھپ مار رہتا من بات بتا کارو تاتھ

اک مدت تک اُن دونو نکا اُس مندر مین یہ حال رہا
جو بالک اُنکے گھر جنما سو مارتا وہ چنڈال رہا

پھر آیا وان اک وقت ایسا جو آئے گرب مین منموہن
گھنشیام مراری ہنواری گردھاری سُندر شیام برن

گوپال منوہر لیدھر سکرشن کشورن کیول نیر
پربھو ناتھ بہاری کان للا سکھدائی جگ کے دُکھ بھنجن

جب ساعت پرگٹ ہونیکی وان آئی مکٹ دھریا کی
اب آگے بات جنم کی ہے جے بولو کشن کنھیا کی

تھا نیک مہینا بھادونکا اور دن بدھ گنتی آٹھن کی
سب ساعت نیک مہورت سے وان جنمے آ کر کشن جبھی

پھر آدھی رات ہوئی جسدم اور ہوا اندھیرا
اُس مندر کی اندھیاری مین جو اُجالا آئی

بسدیو سے بولین دیو کی جی مت دربھون مین دیر کرو
اِس بالک کو تم گوکل مین لے پہونچو اور مت دیر کرو

جو اُسکے تم لیجا تمین یان تک بھی دیر لگاؤ گے
اِس آن سنبھلکر تم اسکو جو گوکل مین پہونچاؤ گے

وہ دُشٹ اسے بھی مار یگا بچپا ہی رہجا
اسبات مین یہ پھل پاؤ گے جو اسکی جان

وان گوکل باشی جو اُس کو لے اپنی گود سنبھالیگا
کچھ نام وہ اُس کا رکھ لے گا اور پھر دیا سے پالیگا

جو حال یہ وان جا پہونچے گا تو اُسکا جی بچ جاویگا
جس گھر کے بیچ پلیگا یہ وہ گھر ہمکو تبلاوے گا

جو کرم لکھی ہے تو پھر بھی کچھ ہمکو آن دکھا
ہم اُس سے ملنے جاوینگے یہ ہمسے ملنے آو

نہ کام ہمین کچھ دعوی سے نہ جھگڑا اور کچھ سے
جب کھینے کو من تنہیا کا سکھ پاوینگے اُسکے دیکھ

[illegible] وہ ایسے کتنے ہی جو بول گربھ کے کہتا تھا — سب لوگ سبھا کے سنتے تھے کیا تاب جو بولے کوئی ذرا

تھا ایک پُرکھ وہ یون بولا تو بھولا اپنے بل پر کیا — جو تیرا مارن ہارا ہے سو وہ بھی جنم اب لیوے گا

تو اپنے بل پر ہا رے مورکھ اس آن عبث ہنکار لیا

وہ تجھکو مار گراویگا یون جیسے بھنگا مار لیا

[illegible] یہ بات سُنی جب کنس نے وان تب سُنکر اُسکے ہوش اُڑے — بھوس کے بھیتر آن بھرا اور بول گربھ کے بگرے بسرے

[illegible] یون پوچھا وہ کس بس مین ہے اور کون بنون گر جنمے — کون اُسکے مات پتہ ہو وین جو پالین اُسکو چاہت سے

وہ بولا متھرا نگر مین اِک روز جنم وہ پاوے گا

جب سیانا ہوگا تب تجھکو اِک پل مین مار گراویگا

[illegible] یہ بات سُنائی کنس کو پھر اور آٹھ لکیرین اُن کھینچین — بسدیو پتا کا ناؤن کہا اور دیوکی کا ماتا اُن

[illegible] اُن آٹھ لکیرونکی باتین پھر کنس کو اُسنے سمجھائین — تب چھوٹا چھوڑ دیوتی کیلئے ہین جنمین ہوتی آٹھ یوین

بل بیچ گرب مین تو نے تو سب کارج گیان بسارا ہے

جو پاپ چھپے رکھا کھینچی ہے وہ تیرا مارن ہارا ہے

[illegible] اس بات کو سُنکر کنس بہت تب من مین اپنے گھبرایا — جب نارد من اُس پاس گئے تب اُن سے اُسنے بھید کہا

[illegible] نارد من نے اُسکو بھی کچھ اور طرح سے سمجھایا — پھر کنس کو وان اُس بات سوا کچھ اور نہ مارگ بن آیا

جو اپنی جان بچانیکا کر سوچ یہ اُسنے پھند کیا

بلوا بسدیو اور دیوکی کو اِک مندر بھیتر بند کیا

[illegible] جب قید کیا اُن دونون کو تب چوکیدار دیے تھلا — اِک آن نئے نکسن پاوین پھر اُن سبکو یہ حکم دیا

[illegible] اُن رسوئی کا جو تھا سب اُنکے پاس دیا رکھوا — اور دوار دیے اُس مندر کے تب تالے بھی جڑوا

ہشیار لگے یون رہنے وان تب چوکی دینے ہارے — کیا تاب جو کوئی اُٹھ جتنے پر اِک آن نہ پہرا مارے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جنم کنھیا جی — مسدس

ہے ریت جنم کی یون ہوتی جس گھر مین بالا ہوتا ہے
اُس منڈل مین ہر من بھیتر سکھ چین دوبالا ہوتا ہے
سب بات بدھا کی بھولے ہے جب بھولا بھالا ہوتا ہے
آنند مندیلی باجت ہین نت بھون اُجالا ہوتا ہے
یون نیک نچھتر لیتے ہین اِس دنیا مین سنسار جنم
پر اُنکے اور ہی لچھن ہین جب لیتے ہین اوتار جنم

سبھ ساعت سے یون دنیا مین اوتار گربھ مین آتے ہین
جو نارد منی ہین دھیان بھلے سب اُنکا بھید بتاتے ہین
وہ نیک مہورت سے جس دم اِس سرشٹ مین جنمے جاتے ہین
جو لیلا رچنی ہوتی ہے وہ روپ یہ جا دکھلاتے ہین
یون دیکھنے مین اور کہنے مین وہ روپ تو بالے ہوتے ہین
پر بالے ہی پن مین اُنکے اُپکار نرالے ہوتے ہین

یہ بات کہی جو مین نے اب یون اُسکو تو اب دھیان لگا
ہر پنڈت پستک بیچ لکھا تھا کنس جو راجا متھرا کا
دھن دھیر بہت بل تیج پرتاپ مان انیک اور دل بڑا
گج اور ترنگ جتنے نکلے انباری ہودے زین جڑا
جب بن ٹھن اونچی ہستی پر وہ باہر آن نکلتا تھا
سب ساز جھلا جھل کرتا تھا اور سنگ کٹک دل چلتا تھا

اک روز جو اپنی مجلس بیچ وہ کچھ کچھ بہت مغرور ہوا
اور ہنس کر بولا دنیا مین ہے دوجا کون بلی مجھسا
اک دن گربھ کو چاہے ہو سنکلپ تو اُن کی دل مین گرا
اس لیس ڈھونڈھ بل جتنے ہین کون جو مجھسے ہووے سوا
جو درشٹ کوئی آتا ہے گر ہے سنسار کا جو ڑ چلے
وہ سامنے میرے ایسا ہو جون چینٹی ہاتھی پانو تلے

سونیکے وقت جھنگا گدڑا رہا نہ چادر
کہنی پہ سر کو رکھکر سوئے فقط زمین پر
تکیہ ملا تو ایسا بستر ملا تو ایسا

جو صبح اور سورج جب آکے منھ دکھاوے
لے شام تک اسی کے گھر بیچ دھوپ جاوے
آندھی چلے تو گھر مین سب خاک دھول جاوے
برسے جو مینھ تو باہر اک بوند پھر نجاوے
پھوٹے نصیب دیکھو چھپر ملا تو ایسا

جس دل جلے کے اوپر دن مفلسی کے آئے
پھر دور بھاگے اس سے سب اپنے اور پرائے
آخر کو مفلسی نے یہ دکھ اسے دکھائے
کھانا جہان بٹتا تھا وان جاکے دھکے کھائے
کمبخت کو جو کھانا اکثر ملا تو ایسا

تعظیم تھی ہر اک جا تھا پاس جب تلک زر
مفلس ہوا تو کوئی دیکھے نہ پھر نظر بھر
کپڑے پھٹوں سے بیٹھا جس بزم مین وہ جاکر
سب فرش سے اٹھا کر بٹھلایا جوتیوں پر
مفلس کو ہر مکان مین آدر ملا تو ایسا

گر مفلسی مین اسنے دو تین لڑکے پائے
اور کنبے والے لڑکے وان کھیلنے کو آئے
دیکھ انکے گہنے پاتے آنکھوں مین آنسو لائے
سرکی کو چھیل بیچے نتھ اور کڑے بنائے
بدبخت کے بچون کو زیور ملا تو ایسا

اسباب تھا تو کیا کیا رکھتے تھے لوگ رشتا
مفلس ہوا تو ہرگز رشتہ رہا نہ ناتا
نے بھائی بھائی کہتا نے بیٹا کہتا بابا
اسیر نظیر مجھکو رونا بہت ہے آتا
اِس مفلسی زدے کو ٹٹّر ملا تو ایسا

جب مفلسی کا آکر سر پر پڑا ہے سایا ۔۔۔ پھرتا ہے مرد کیا کیا در در خراب رس
بنتا ہے مفلسی مین مفلس کا آیہ نقشا ۔۔۔ پورا ہنر جو سیکھا تو بھیک مانگنے ر

یہ بد نصیبی دیکھو جو ہر ملا تو ایسا

مفلس نے گرچہ مرکر کی نوکری کسی کی ۔۔۔ کیسی ہی محنتین کین لیکن طلب نیاد
جیدھر کو ہاتھ ڈالا پائی نہ پھوٹی کوڑی ۔۔۔ کی عاشقی تو سر پر ہے اک ٹریسی نو

سودا ابھی اُسنے سے لے دلبر ملا تو ایسا

آخر کو تنگ ہوکر جب مفلسی کے مارے ۔۔۔ چیلا ہوا کسی کا اور پہنے سیلی تا
دانسے سوا لنگوٹی ہر گز نہ پائی اُسنے ۔۔۔ ون کو دلائی جھاڑو شب کو منگائے ٹکڑ

مفلس کو پیر و مرشد رہبر ملا تو ایسا

آٹا ملا تو ایندھن چولھا رہا ندارد ۔۔۔ روٹی پکائے کسپر گھر مین توا ندار
گر ٹھیکری پہ تھوپے تو پھر مزا ندارد ۔۔۔ تو چھید ہنڈی غائب جسپر گلا ندار

پانی کا گر میو نمین جھجھر ملا تو ایسا

قلیے پلاؤ زردے دودھ اور ملائی کھوئے ۔۔۔ پوری کچوری لڈو سب مفلسی نے کھوئے
جب کچھ ہوا میسر دن رات روئے دھوئے ۔۔۔ یا خشک ٹکڑے چابے یا پانی کے بھگو

سوکھا ملا تو ایسا اور تر ملا تو ایسا

اب تاش مشروع تن زیب خاصہ ململ ۔۔۔ سب مفلسی کے ہاتھون گئے اپنے ہاتھ ململ
پگڑی رہی نہ جامہ ٹپکا رہا نہ آنچل ۔۔۔ ے ٹاٹ کی قبا پر جوڑا پرانا کمل

ابرا ملا تو ایسا استر ملا تو ایسا

جب پائی بیچ کھائی اور بان کو جلا کر ۔۔۔ روٹی پکائی رو رو اور کھائی آہ بھر

کنار و جیب کی سب دھجیان کرڈالین تا بسر | اُڑ کر گرد ملکر خاک نکلا گھر سے پھر باہر
پڑھا یہ بند اور ہو کر کے نالہ آہ کا مارا

چنان اکنون زخود رفتم نمیدانم کجا ہستم | برنگ جان گذشتم از سر راہ از کہ پیوستم
ز رہ بگزت اکنون این زمان شور جنون ستم | ہجوم محشر ہنگامہ ام دیوانہ ام ستم
نہ از پا سے شناسم سر نمیدانم ز سر پا را

یہ پڑھتے ہی ہوئی بحر جنون کی ورسائی | عجب دیوانہ پن کی کے مچ آنکھوں میں لہرائی
جو ہین دریلے دل نے آکے پھر چلنے کی ٹھہرائی | قضا نے لا وہین اک سقدر زنجیر پہنائی
کہ جسکے غل کا پہونچا عرش کے کانوںمین جھنکارا

خدا جانے اُڑا لائی قضا جا کر کہان سے وہ | زمین سے نکلی کا فریاکہ اُتری آسمان سے وہ
نرالی تھی غرض ای یار و زندان جہان سے وہ | کھٹکتی دور تک جاتی تھی اِس شور و فغان سے وہ
مگر گرجا زمین کے رعد کی نوبت کا نقارا

لیا آکر جنون نے دل کا وان یہ غلغلہ برپا | کہ بنکر آگ اور خس بن جلا یا گھر رقیبوں کا
نہ وہ انبوہ رہا نے وہ مزا نے دھوم نے چرچا | نظیر آیا جو ہین پھر ہوش مین تو کہکے یہ بولا
کہ آخر مر گہاسے راز دانی پیشو دیارا

خمسہ

کچھ بوجھ سر پہ نکلا اشتر ملا تو ایسا | گھیرا خرا ہیون نے لشکر ملا تو ایسا
بڑھ گئے جو بال سر کے افسر ملا تو ایسا | مفلس کا زر دھیرا جو زر ملا تو ایسا
آنسو جو غم سے ٹپکا گوہر ملا تو ایسا

ہان ناخن اور بال بڑھاتی ہے مفلسی

جب مفلسی ہوئی تو شرافت کہان رہی
کپڑے پھٹے تو لوگون مین عزت کہان رہی
وہ قدر ذات کی وہ نجابت کہان رہی
تعظیم اور تواضع کی بابت کہان رہی

مجلس کی جوتیون پہ بٹھاتی ہے مفلسی

رکھتی نہین کسی کی یہ غیرت کی آن کو
سو محنتون مین اُسکی کھپاتی ہے جان کو
سب خاک مین ملاتی ہے حُرمت اور شان کو
چوری پہ آکے ڈالے ہے مفلس کے دھیان کو

آخر ندان بھیک منگاتی ہے مفلسی

دنیا مین لیکے شاہ سے اے یارو تا فقیر
اشراف کو بناتی ہے اِک آن مین فقیر
خالق نہ مفلسی مین کسی کو کرے اسیر
کیا کیا مین مفلسی کی خرابی کہون نظیر

وہ جانے جسکے دل کو جلاتی ہے مفلسی

خمسہ ولہ

کرون احوال کا اپنے بیان کیا تجھسے مین یارا
پھرا از بس جو کوہ و دشت مین رات دن آوارا
مراھی نقد دل جسدن بساط عشق مین ہارا
سحر آیا چمن مین کلبۂ احزان مین بیچارا

وہین یکبارگی جوش جنون نے دلکو للکارا

کہ بس کیا کر چکا عمر اپنی صرف اے شعلۂ آتش
نہین نالہ تو ہے دریا سے شرف اے شعلۂ آتش
دیا آیا تری گرمی مین حرف اے شعلۂ آتش
پڑا ہے کیا فسردہ مثل برف اے شعلۂ آتش

بہار آئی دکھا گر تجھ مین ہے کچھ قوت دیارا

یہ سنتے ہی بھبوکا ہو گیا دل طیش مین آکر
دیا اِک ایسا چکر جسطرح ہو بگولا [illegible]

...ان پیچھے ایک میلی چدر اوڑھے جاتی ہے | بیٹیا بنا ہے دولہا تو باوا براتی ہے
مفلس کی یہ برات چڑھاتی ہے مفلسی

...ر بیاہ کر چلا ہے سحر کو تو یہ بلا | شہدار نانا ہیجڑا اور بھاٹ منڈ چڑا
...ھینچے ہوئے اُسے چلے جاتے ہین جابجا | وہ آگے آگے لڑتا ہوا جاتا ہے چلا
اور پیچھے تھڑیون کو بجاتی ہے مفلسی

...روازے پر زنانے بجاتے ہین تالیان | اور گھر مین بیٹھی ڈومنی دیتی ہین گالیان
...لن گلے کی ہار ہو دوڑ ہی ہے ڈالیان | سقہ کھڑا سناتا ہے باتین رزالیان
یہ خواری یہ خرابی دکھاتی ہے مفلسی

...وئی شوم بے حیا کوئی بولا نکھٹو ہے | بیٹے نے جانا باپ تو میرا نکھٹو ہے
...یٹے پکارتے ہین کہ بابا نکھٹو ہے | بی بی یہ دلمین کہتی ہے اچھا نکھٹو ہے
آخر نکھٹو نام دھراتی ہے مفلسی

...لھا توا نہ پانی کے مٹکے مین آبی ہے | بیٹے کو کچھ نہ کھانے کو اور نے رکابی ہے
...فلس کے ساتھ سب کے تئین بیحجابی ہے | مفلس کی جورو سچ ہے کہ یان سبکی بھابی ہے
عزت سب اُسکے دل کی گنواتی ہے مفلسی

...یسا ہی آدمی ہو پر افلاس کے طفیل | کوئی گدھا کہے اُسے ٹھہراوے کوئی بیل
...پڑے پھٹے تمام بڑھے بال پھیل پھیل | منہ خشک دانت زرد بدن پر جمے میل
سب شکل قیدیون کی بناتی ہے مفلسی

...ر اُن دوستونکی محبت گھٹاتی ہے | جو آشنا ہین اُنکی تو اُلفت گھٹاتی ہے
...پنے کی مہر غیر کی چاہت گھٹاتی ہے | شرم و حیا و عزت و حرمت گھٹاتی ہے

کیسے ہی دھوم دھام کی رنڈی ہو خوش جمال | جب مفلسی ہو کان پڑے سر پہ اُسکے جال
دیتے ہین اُسکے ناچ کو ٹھٹھے کے بیچ ڈال | ناچے ہے وہ تو فرش کے اوپر قدم سنبھال
اور اُسکو اُنگلیون پہ نچاتی ہے مفلسی

اُسکا تو دل ٹھکانے نہین بھاؤ کیا بتائے | جب ہو پھٹا دوپٹہ تو کاہے سے منھ چھپائے
لے شام سے وہ صبح تلک گو کہ ناچ گائے | اور دن کو آٹھ سات تو وہ دو ٹکے ہی پائے
اِس لاج سے اُسے بھی لجاتی ہے مفلسی

جس کسبی رنڈیکا ہو ہلاکت سے دل حزین | رکھتا ہے اُسکو جب کوئی آکر تماشبین
اک پون پیسے تک بھی وہ کرتی نہین نہین | یہ دُکھ اُسی سے پوچھئے اب وہ جسکے تئین
صحبت مین ساری رات جگاتی ہے مفلسی

وہ تو یہ سمجھے دل مین کہ دھیلا جو پاؤن گی | دمڑی کے پان دمڑی کی مسّی منگاؤن گی
باقی رہی چھدام سو پانی بھراؤن گی | پھر دل مین سوچتی ہے کہ کیا خاک کھاؤن گی
آخر چبینا اُس کا بھُناتی ہے مفلسی

جب مفلسی سے ہووے کلاونت کا دل اُداس | پھرتا ہے لے طنبورے کو گھر گھر کے آس پاس
اک پاؤ سیر آٹے کی دل مین لگا کے آس | گوری کا وقت ہووے تو گاتا ہے وہ بِ[illegible]
یاں تک حواس اُسکے اُڑاتی ہے مفلسی

مفلس جو بیاہ بیٹی کا کرتا ہے بول بول | پیسا کہان جو جا کے وہ لاوے جہیز مول
جورو کا وہ گلا ہے کہ پھوٹا ہو جیسے ڈھول | گھر کی حلال خوری تلک کرتی ہے ٹھٹھول
ہیبت تمام اُسکی اُٹھاتی ہے مفلسی

بیٹے کا بیاہ ہو تو نہ بیاہی نہ ساتھی ہے | نے روشنی نہ باجے کی آواز آتی ہے

مردے کو بے کفن کے گڑاتی ہے مفلسی

کیا کیا مین مفلسی کی کہون خواری پھکڑیان
جھاڑو بغیر گھر مین بکھرتی ہین جھکڑیان
کونون مین جالے لپٹے ہین چھپر مین مکڑیان
پیسہ نہو وے جنکے جلانے کو لکڑیان
دریا مین انکے مردے بہاتی ہے مفلسی

بی بی کی نتھ نہ لڑکونکے ہاتھون کڑے رہے
کپڑے میانکے بنیے کے گھر مین پڑے رہے
جب کڑیان بک گئین تو کھنڈر مین پڑے رہے
زنجیر نے کواڑ نہ حقیر کھڑے رہے
آخر کو انیٹ کھُداتی ہے مفلسی

نقاش پر بھی زور جب آ مفلسی کرے
سب رنگ دم مین کردے مصوّر کے گر ے
صورت بھی اُسکی دیکھ کے منھ کھنچ رہے پرے
تصویر اور نقش مین کیا رنگ وہ بھرے
اُسکے تو منھ کا رنگ اُڑاتی ہے مفلسی

جب خوبرو پہ آن کے پڑتا ہے دن سیاہ
پھرتا ہے بوسے دیتا ہے ہر اک کو خوامخواہ
ہرگز کسی کے دل کو نہین ہوتی اُسکی چاہ
گر حُسن ہو ہزار روپیہ کا تو اُسکو آہ
کیا کوڑیونکے مول بکاتی ہے مفلسی

اُس خوبرو کو کون دے اب دام اور درم
جو کوڑی کوڑی بوسہ کو راضی ہو دمبدم
ٹوپی پُرانی دو تو وہ جانے کلاہ جم
کیونکر نہ جی کو اُس چمن حُسن کے ہو غم
جسکی بہار مُفت لُٹاتی ہے مفلسی

عاشق کے حال پر بھی جب آ مفلسی پڑے
معشوق اپنے پاس نہ دے اُسکو بیٹھنے
آوے جو رات کو تو نکالے وہین اُسے
اِس ڈر سے یعنی رات کو دھنا کہین نہ دے
تہمت یہ عاشقون کو لگاتی ہے مفلسی

پوچھے کوئی الف تو اُسے بے بتاتے ہین
وہ جو غریب غربا کے لڑکے پڑھاتے ہین
اُنکی تو عمر بھر نہین جاتی ہے مفلسی

مفلس کرے جو آنکے محفل کے بیچ حال
سب جانین روٹیون کا یہ ڈالا ہی اسنے جال
گر گر پڑے تو کوئی نہ لیوے اُسے سنبھال
مفلس مین ہو وین لاکھ اگر علم اور کمال
سب خاک بیچ آکے ملاتی ہے مفلسی

جب روٹیونکے بٹنے کا آکر پڑے شمار
مفلس کو دیوین ایک تونگر کو چار چار
گر اور مانگے وہ تو اُسے جھڑکین بار بار
اس مفلسی کا آہ بیان کیا کرون مین یار
مفلس کو اس جگہ بھی چباتی ہے مفلسی

مفلس کی کچھ نظر نہین رہتی ہے آن پر
دیتا ہے اپنی جان وہ ایک ایک نان پر
ہر آن ٹوٹ پڑتا ہے روٹی کے خوان پر
جسطرح کتے لڑتے ہین اک استخوان پر
ویسا ہی مفلسونکو لڑاتی ہے مفلسی

کرتا نہین حیا سے جو کوئی وہ کام آہ
مفلس کرے ہے اُسکے تئین انصرام آہ
سمجھے نہ کچھ حلال نہ جانے حرام آہ
کہتے ہین جسکو شرم و حیا ننگ و نام آہ
وہ سب حیا و شرم اُڑاتی ہے مفلسی

یہ مفلسی وہ شے ہے کہ جس گھر مین بھر گئی
پھر جتنے گھر تھے سب مین اُسی گھر کے در گئی
زن بچے روتے ہین گویا نانی گذر گئی
ہمسایہ پوچھتے ہین کہ کیا دادی مر گئی
بن مردے گھر مین شور مچاتی ہے مفلسی

لازم ہے گر غمی مین کوئی شور غل مچائے
مفلس بغیر غم کے ہی کرتا ہے ہائے ہائے
مرجاوے گر کوئی تو کہان سے اُسے اٹھائے
اس مفلسی کی خواریان کیا کیا کہون مین ہائے

ستر ہزار تک بھی سودا نہین کرین گے
اسّی ہزار دیگا تو ہم بھی دے چلین گے

سب بیچتے ہین آکر چیتے کھرے کا بچّا
ہم بیچتے ہین یارو لواڑدے ہے کا بچّا

سب اُٹھ گئے جہانسے وہ تھے جو لوگ جسیا
وہ رہ گئے ہین جنکے گھر مین نہین ہے ہنسیا
اِس بات کو تو عمدہ ہو بھوگ کا بلسیا
جو اژدہے کو پالے ایسا ہے کون رسیا

سب بیچتے ہین آکر چیتے کھرے کا بچّا
ہم بیچتے ہین یارو لواژدہے کا بچّا

آگے تو گھر بہ گھر تھے اکثر تمام داتا
سیمرغ پالتے تھے کرنے کو نام داتا
اپنے تو کوئی ہرگز آیا نہ کام داتا
سچ ہے نظیر آخرا جگر کے رام داتا

سب بیچتے ہین آکر چیتے کھرے کا بچّا
ہم بیچتے ہین یارو لواژدہے کا بچّا

در بیان مفلسی

جب آدمی کے حال پہ آتی ہے مفلسی
کس کس طرح سے اُسکو ستاتی ہے مفلسی
پیاسا تمام روز بٹھاتی ہے مفلسی
بھوکا تمام رات سولاتی ہے مفلسی

یہ دُکھ وہ جانے جسپہ کہ آتی ہے مفلسی

کہیے تو اب حکیم کی سب سے بڑی ہے شان
تعظیم جسکی کرتے ہین نواب اور خان
مفلس ہوے تو حضرت لقمان کیا ہے یان
عیسٰی بھی ہو تو کوئی نہین پوچھتا میان

حکمت حکیم کی بھی ڈوباتی ہے مفلسی

جو اہل فضل عالم و فاضل کہاتے ہین
مفلس ہوے تو کلمہ تلک بھول جاتے ہین

سب بیچتے ہین آکر چیتے کھرے کا بچا
ہم بیچتے ہین یارو لوا اژدہے کا بچا

گاہک نہ کوئی بولا ہے یہ بُرا زمانا
آج اسکو سر پہ رکھکر سب شہر ہے چھانا
اب بھی بکا تو بہتر نہین پھر پڑیگا لانا
ہے اِسی ہی ہماری نت روٹی کا ٹھکانا

سب بیچتے ہین آکر چیتے کھرے کا بچا
ہم بیچتے ہین یارو لوا اژدہے کا بچا

ہے ڈر ہم اسکو رکھین یا پھیرتے بجاوین
تو کیا ہم آپ کھاوین یا آپ کو کھلاوین
کچھ بن نہین ہے آتا یہ دکھ کسے سناوین
جی چاہتا ہے اب تو یہ شہر چھوڑ جاوین

سب بیچتے ہین آکر چیتے کھرے کا بچا
ہم بیچتے ہین یارو لوا اژدہے کا بچا

سو من گیہون کا ہر دن اسکو کھانے آوے
اور سو پکھال پانی کب تک کوئی پلاوے
جب رات ہو تو ہر دم یہ خوف جی مین آوے
شاید اسے چرا کر کوئی چور لے نچاوے

سب بیچتے ہین آکر چیتے کھرے کا بچا
ہم بیچتے ہین یارو لوا اژدہے کا بچا

روزی کی ہے تو ایسی گھر گھر مین ہین کسالے
ہاتھی و گھوڑے اپنے دیتے ہین لوگ ڈھالے
جب تنگ ہووے روزی کون اژدہے کو پالے
اسکی بھی اور ہماری یارو خبر خدا لے

سب بیچتے ہین آکر چیتے کھرے کا بچا
ہم بیچتے ہین یارو لوا اژدہے کا بچا

نو لکھ ہزار تک تو چھوٹا اسے نہ دینگے
اتنے روپے تو اس کے اک پہر کے ہم نہ لینگے

دیکھی جو نرم و نازک اِس حُسن کی کلائی
بیچے بہت کھلونے اور جو جوبن پہ آئی
منھیاریا بنکے چوڑی ہاتھوں مین کھن کھنائی
آخر بھکاری بنکر کی حُسن کی گدائی
سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

لازم ہے اُسکو یارو عاشق وہی کہاوے
بہروپیا بھی اپنا بہروپ بھولجاوے
جو اسطرح کہانی کر حُسن کو بڑھاوے
آگے نظیر کیا کیا عاشق کی دھن بناوے
سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

اژدہے کا بچّا

بیچے ہے اتبو کوئی بلبل بئے کا بچّا
مینا بیا لٹورا اور ابلقے کا بچّا
اور بیچتا ہے کوئی طوطے ہرے کا بچّا
تیتر بٹیر سارس شکرے لوے کا بچّا
سب بیچتے ہین آکر چیتے کھرے کا بچّا
ہم بیچتے ہین یارو لو اژدہے کا بچّا

کھاتے تھے ہمتو اِس سے آگے پلاؤ قلیا
پھرتے ہین سر پہ رکھکر چالیس من کی تھلیا
یارو وہی سوکھی روٹی یا باجرے کا دلیا
اب کوئی آگرے مین ایسا نہین ہے بلیا
سب بیچتے ہین آکر چیتے کھرے کا بچّا
ہم بیچتے ہین یارو لو اژدہے کا بچّا

جب بیچتے تھے یارو ہم اژدہا پرانا
اب کا ہلا جو کم ہے تو بھی یہ دلمین ٹھانا
سو سو طرح کا جب تو آتا تھا ہم کو کھانا
اک بچا روز لانا اور روز بیچ کھانا

میلوں میں آم جامن سیب و انار بیچے
گھاٹوں میں جا چبینے نقد و اُدھار بیچے
سیروں میں دال موٹھیں پاپڑ اچار بیچے
چکلوں میں نکلے مالی پھولوں کے ہار بیچے

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبانکی دید کرنا

گر آپڑے کسی دن کچھ سیتلا برائی
پھر نکلے پجاری کر حسن کی اُدگائی
تو بھکر دیا کی دلکی سر پر آئی
اِس سیتلا کی مت میں اپنی ہی مت گنوائی

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

ہولی کی پھر بہاریں پہونچی دائیں بائیں
آزاد بنیوا ہو پھر کیں ندا صدائیں
تو نکلے جوگی چیلے باندھی عجب ہوائیں
اُس حال قال ہی سے دیں حسن کو دعائیں

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبانکی دید کرنا

خوبی کا لہر کھاتا دیکھا جو حسن لہری
کی بات وہ ہی جو کچھ اُسکے پسند ٹھہری
پالے بٹیر طوطے نکلے سب ہی گلہری
اُس لہر کی ہے دیکھی کیا کیا بہار گہری

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

دیکھا جو حسن سیانا تو بن گئے دوانے
لڑکوں کے سنگ کھانے اور شور و غل مچانے
لاگے ہر اک کو اپنا دیوانہ پن جتانے
دیکھے ہزار جھگڑے آخر اسی بہانے

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبانکی دید کرنا

پایا جو رنگ بھولا تو ننکے رنگ بھر لیے ۔ چھلے انگوٹھی ڈھالے سانچے کی کر کے بھر لیے
بولا کوئی تو اسمین کچھ تو خدا سے ڈر لیے ۔ تو اُس سے ہنس کے کہنا کچھ بات یان نکر لیے

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

دیکھا جو حسن کوئی بلدار لہر کھایا ۔ تو بن گئے سپیرے اور سانپ کو جلایا
تو بین بجا کے ہر دم سا پونکا پھن ہلایا ۔ اُس سانپ کے ہی فن سے اپنا بھی من منایا

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

دیکھا جو حسن سرکش سیانے ہی ہو کے آرے ۔ دھونی فلیتے لکھے اور بھوت جن اُتارے
پھونکی چڑیل خندی دیو و پری ہاتھ مارے ۔ اک چھوٹے منتروں میں کیسے کیسے نظارے

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

جو حسن بالا دیکھا تو ملڑیاں بنائیں ۔ ڈبیوں میں ڈال رکھی اور گڑیاں بنائیں
کچھ چینیاں منگائیں کچھ تیلیاں سنجائیں ۔ اِن تیلیوں کی خاطر کیا تیلیان بنائیں

سو مکر و فن بنانا سو رنگ روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

پھر اِک پلنگ اُتارا شیشے میں جڑے ماشا ۔ لکڑے کے پھول کترے اور سنگترہ تراشا
مولی کا ہنس بگاڑا گاجر کا مور باشا ۔ دیکھا پھر اک بہانے اِس حسن کا تماشا

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا ۔ عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

جمنا پہ جبکہ دیکھیے اس حُسن کے پناپے
چندن دکھا کے ہردم درپن دکھا کے بھاپے
تو بنگے باہمن اسجا چھاپے تلک ہی چھاپے
اُس گھاٹ پر بھی آ خراُنپے ہی چھاپے چھاپے

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

جادو جو حسن دیکھا تو سیکھے جادو ٹونے
یا رکھو یری کے کاجل چانول سندور مونے
بیرو بنگے تیئن جگا کے بٹھایا کونے کونے
جادو مین دیکھ ڈالے کافر کئی سلونے

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبانکی دید کرنا

دیکھا جو حسن قابل تو ریختہ بنائے
سکھیونکی بحث ڈالی اور کھنڈ بھی جمائے
کچھ مکریان بنائین اور کچھ کبت بنائے
جب جھولنے بنائے پھر تو مزے اُڑائے

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

جو حسن شیر دیکھا تو رکھیہ کو نکالا
کُشتی سے کھڑکھڑایا اور آپ کو اُچھالا
اور بنگے رکھیہ والے سو ٹھاکر ڈالا سنبھالا
اُس رکھیہ سے بھی کتنے گلرو کو دیکھ ڈالا

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبانکی دید کرنا

کھڑکی کا حُسن دیکھا تو پھر نچا کے بندر
جب ڈگڈگی بجائی کوچہ گلی کے اندر
بکرا بھی لا نچایا اس کام کا سمندر
لڑکے ہزارون بولے آؤ میان قلندر

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبانکی دید کرنا

کلیونمین سیر دیکھی میلونمین جا لگائی
اس شکل سے ہی اکثر کی حسن کی کمائی

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبانکی دید کرنا

لقمے کی طرح دل کو جس حسن نے مروڑا
دکھلا مکھی کا پٹھا یا شست رو کا جوڑا
تو پال کر کبوتر اُس سے ہی دلکو جوڑا
ایسا ہی پر کھڑ اتھا پر موٹھ سے نچوڑا

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبانکی دید کرنا

دیکھا جو حسن یار و جون لعل یا انگارا
کل یا کہ حال رو کا اوس لعل کو اُتارا
تو لعل چینی کا ہے پھر پالنا بچارا
اُس لعل کے ہی ڈھب مین اُسپر جیا ہارا

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

بازاری حسن دیکھا تو کرکے دلفگاری
ڈالے ہنڈو سے اُسمین رنگین رنگ کاری
پنجرے بنائے خاصے رنگین اور بھاری
اُن پنجرون ہی مین کرلی اپنی دکانداری

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبانکی دید کرنا

اچھا لگا جو دل کو سیمین بدن پیارا
دکھلا کے چاندی سونا جیسے چمکتے تارا
تو کیمیا گری کا پھر ٹھاٹھ کا سنوارا
یارا ہی تھا تو اُسکو اِس ڈھب مین بانُتارا

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبانکی دید کرنا

آ یار چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

دید بازی

بھبتا ہے اسکو یارو دم عاشقی کا بھرنا ۔ ہو یا دجسکو سو گل پھول کا کت[illegible]
جس گھاٹ حسن اترے اس گھاٹ ہو اترنا ۔ جس ڈھب کا حسن دیکھا اس ڈھب ہی [illegible]

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

دیکھا جو حسن بھاری شہدیار جھاڑا ۔ تو پہلوان بنکر کھودا وہیں اکھ[illegible]
ڈنڈ بیل بھان مگدر لیزم سے خم کو جھاڑا ۔ اس پیچ سے ہی گلرو بیٹھے کو دم [illegible]

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبانکی دید کرنا

[illegible] حسن [illegible] قاتل کا مشل کتا ۔ تو مگدری باز بنکر پھینکا پھری [illegible]
[illegible] اور [illegible] محنت سے ہو کے [illegible] ۔ [illegible] ہی بنکے مارا اُسپر بھی [illegible]

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

دیکھا جو حسن بانکا تو بنکے ٹیڑھے بانکے ۔ تیغ و سپر تمنچے باندھے ہیں سب جہ[illegible]
گر خانہ جنگی اُس سے کھائے ہد پٹہ بانکے ۔ بانکے تو کھائے لیکن بنکے بھی خوب [illegible]

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

تصویر سی کسیکی صورت جو دی دکھائی ۔ تو بنکے پھر مصور تصویر ہی بنا[illegible]

تس پر یہ ابر باران اور گل ہے اور چمن ہے — عاشق کے دل سے پوچھو کیا عیش کا چلن ہے

آ یار چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

شہروں کے بیچ ہر جا عمدہ جو مکان ہیں — باران کے دیکھنے کی بام و اٹاریاں ہیں
بیٹھے ہوئے بغل میں معشوق دلستان ہیں — ہر رنگ و ہر طرح کی ہے گی گلکاریاں ہیں

آ یار چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

چھجے سبھوں کے ہر جا اونچے چھوائے زردے — میوے مٹھائی آنبہ انگور اور سردے
پکوان تازے تازے خاصے پلاؤ زردے — برسے ہے ابر باراں کھلوا دیئے ہیں پردے

آ یار چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

اب شہر میں جہاں تک اوباش شہرہ ور ہیں — بیٹھے دکان اوپر بے خوف و بے خطر ہیں
معشوق ہیں بغل میں محبوب سیمبر ہیں — اور سب غریب و غربا دلشاد اپنے گھر ہیں

آ یار چلکے دیکھیں برسات کا تماشا

آگے دکان کے نالا ہے موج مار چلتا — عالم طرح طرح کا آگے سے ہے نکلتا
کوئی چھپکتا پانی اور کوئی ہے پھسلتا — ٹھٹھا ہے اور مزا ہے آب عنب ہے ڈھلتا

آ یار چلکے دیکھیں برسات کا تماشا

معمور ہیں جہاں کی سب تال اور تلیاں — سب بھر رہا ہے پانی ہون نہر یا نہریاں
ڈالیاں چمن کی بوندوں سے جھک رہیاں ہیں — بادل بھرے ہیں جیسے معشوق ہیں دگھنیاں

آ یار چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

ہے جو نظیر جنکی دھومیں اور مستیاں ہیں — سب سے زیادہ اسکو اب عیش و مستیاں ہیں
معشوق ہیں بغل میں اور مے پرستیاں ہیں — شعروں سے موتیوں کی بوندیں برستیاں ہیں

ہر کوہ کی کمر تک سبزہ ہے لہلہاتا | برسے ہے مینھ جھڑ جھڑ پانی بہا ہے جا
وحش و طیور ہر اک ململ کے ہے نہاتا | غوغا کرین ہین مینڈک جھینگر بھی غل مچ

آ یار چلکے دیکھین برسات کا تماشا

گلشن مین آ پھرے ہین سب گلبدن نکیلے | ساتھ اُنکے لگ رہے ہین عاشق جو ہین
کہتا کوئی کسی سے اے دلربا ہٹیلے | ایک ہی گلابی اے کی ہاتھو آن ہیرے

آ یار چل کے دیکھین برسات کا تماشا

کالی گھٹا ہے ہر دم برسے ہین مینھ کی دھارین | اور بن بنی رہی ہین جگنو کی سو قطار
کوئل پپیہے کوکین اور کوک کر پکارین | اور مور مست ہو کر جون کوکلا چنگھا

آ یار چلکے دیکھین برسات کا تماشا

کالی گھٹائین آ کر ہو مست تل رہی ہین | دستارین سرخ اُنمین کیا خوب کھل رہ
رخساروں پر بہارین ہر اک کے ڈھل رہی ہین | شبنم کی بوندین جیسے ہر گل پہ تل رہ

آ یار چل کے دیکھین برسات کا تماشا

ساونوں کی کالی راتین اور برق کے اشارے | جگنوں چمکتے پھرتے جون آسمان پہ
لپٹے گلے سے سوتے معشوق ماہ پارے | گرتی ہے چھت کسیکی کوئی کھڑا پکار

آ یار چلکے دیکھین برسات کا تماشا

ہاتھوں مین ہر اک کے پھولوں کی لال چھڑیاں | بجلی چمکتی پھرتی اور لگ رہی ہین جھڑ
گل بوٹونکے جو اوپر بوندین ہین مینھ کی چھڑیان | برسین گویا ہزاروں اب موتیوں کی لڑ

آ یار چلکے دیکھین برسات کا تماشا

ہر ایک اُنمین بہتر محبوب گلبدن ہے | خوبی مین برگ گل سے بہتر ہر اک کا

آیا رچل کے دیکھیں برسات کا تماشا

ساون نے بادلوں سے پھر آ گھٹا جو چھائی　　بجلی نے اپنی صورت پھر آن کر دکھائی
ہو مست رعد گرجا کوئل کی کوک آئی　　بدلی نے کیا مزے کی رم جھم جھڑی لگائی

آیا رچلکے دیکھیں برسات کا تماشا

جن صاحبوں کے دل کو کچھ عیش سے ہے بہرا　　وہ اس ہوا میں جا کر دیکھے ہیں کوہ و صحرا
ہر طرف آب سبزہ اور گلبدن سنہرا　　جنگل میں آج منگل کس کس طرح کا ٹھہرا

آیا رچلکے دیکھیں برسات کا تماشا

کوئی اپنے دلربا سے کہتا ہے دیکھیں جنگلا　　چہرے کو تو گلابی یا گل انار رنگ لا
اور ساغر و صراحی مے کی تو اپنے سنگ لا　　پی پی نشوں میں سیریں دیکھیں بنا کے بنگلا

آیا رچلکے دیکھیں برسات کا تماشا

ہر گلبدن کے تن میں پوشاک ہے اکہری　　پگڑی گلابی ہلکی یا گل انار گہری
صحن چمن میں ہے جو بارہ دری سنہری　　اس میں سجن کی آکر ہے بزم عیش ٹھہری

آیا رچل کے دیکھیں برسات کا تماشا

معشوق عاشقوں میں کیا بزم با تمک ہے　　شیشہ گلابی ساقی اور جام اور گزک ہے
جھنکار تال کی ہے اور طبلے کی کھڑک ہے　　ہوری ملار کیسا آواز کی گمک ہے

آیا رچل کے دیکھیں برسات کا تماشا

اک سمت کھیں مزے کی ننھی پھوہار برسے　　چہروں کا رنگ چھٹکر حسن نگار برسے
اک طرف اولتی کی باہم قطار برسے　　بھیا جون اُمنڈ کے پانی موسل کی دھار برسے

آیا رچل کے دیکھیں برسات کا تماشا

عاشق و معشوق بھی ٹکیا کے ہین درمیانمین — پھنس رہے ہین سبکے دل روٹی کے دسترخوانمین

دو چپاتی کے ورق مین سب ورق روشن ہوے
اک رکابی مین ہمین چودہ طبق روشن ہوے

ہو مرید اپنا کسی درویش کو کرتا ہے پیر — یعنی کچھ دیکھے تجلی کی کرامت دلپذیر
کھاتے ہی دو روٹیان دل ہو گیا بدرمنیر — کوئی روٹی سا نہین اب پیر و مرشد اہی نظیر

دو چپاتی کے ورق مین سب ورق روشن ہوے
اِک رکابی مین ہمین چودہ طبق روشن ہوے

برسات کا تماشا

اہل سخن کو ہے گا اک بات کا تماشا — اور عارفون کی خاطر ہے ذات کا تماشا
دنیا کے صاحبون کو ونرات کا تماشا — ہم عاشقون کو ہے گا سب گھات کا تماشا

آ یار چل کے دیکھین برسات کا تماشا

خورشید گرم ہو کر نکلا ہے اپنے گھر سے — لیتا ہے مول ہلول کر کر تلاش زر سے
آئی ہوا بھی لیکر بادل کو ہر نگر سے — آدھے اساڑھ تو اب دشمن کے گھر سے برسے

آ یار چل کے دیکھین برسات کا تماشا

قاصد صبا کے دوڑے ہر طرف منہ اُٹھا کر — ہر کوہ و دشت کو بھی کہتے ہین یون سنا کر
ہان سبز جوڑے پہنو ہر دم نہا نہا کر — کوئی دم کو میگھ راجا دیکھے گا سبکو آکر

آ یار چل کے دیکھین برسات کا تماشا

جب یہ نوید پہونچی صحرا مین ایکباری — ہونے لگی وہان پھر برسات کی تیاری
چشمونمین کوہ کے بھی ہوئی سبکی انتظاری — موسم کے جانور بھی آتے ہین باری باری

دو چپاتی کے ورق مین سب ورق روشن ہوے
اک رکابی مین ہمین چودہ طبق روشن ہوے

جب تلک روٹی کا ٹکڑا ہو نہ دسترخوان پر
راتدن روٹی چڑھی رہتی ہے سبکے دھیان پر
نے نمازون مین لگے دل اور نہ کچھ قرآن پر
کیا خدا کا نور برسے ہے پڑا ہر نان پر

دو چپاتی کے ورق مین سب ورق روشن ہوے
اک رکابی مین ہمین چودہ طبق روشن ہوے

گر نہون دو روٹیان اور اک پیالہ دال کا
گر نہو روٹی تو کس کا پیر کس کا بالکا
کھیل پھر بگڑا پھرے یان حال کا اور قال کا
وصف کس منہ سے کرون مین نان کے احوال کا

دو چپاتی کے ورق مین سب ورق روشن ہوے
اک رکابی مین ہمین چودہ طبق روشن ہوے

پیٹ مین روٹی نہ تھی جب تک دو عالم تھا سیاہ
کھل گئے پردے تھے جتنے ماہی سے تا ماہ
جب پڑی روٹی تو پہونچی عرش کے اوپر نگاہ
کیا کرامت ہے فقط روٹی مین یارو واہ واہ

دو چپاتی کے ورق مین سب ورق روشن ہوے
اک رکابی مین ہمین چودہ طبق روشن ہوے

یون چمکتا ہے پڑا ہر آن گردہ نان کا
چاند کا ٹکڑا کہون مین یا کہ ٹکڑا نان کا
جان آتی ہے لیے سے نام دسترخوان کا
روح ناچے ہے بدن مین نام سنکر خوان کا

دو چپاتی کے ورق مین سب ورق روشن ہوے
اک رکابی مین ہمین چودہ طبق روشن ہوے

حسن جتنے ہین جہان مین سب بھرے ہین خوان مین
خوبیان جتنی ہین لا کر سب بھری ہین نان مین

پیر و مرید و شاہ و گدا امیر اور وزیر
مفلس غریب صاحب تاج و علم سریر
سب آنکر اجل کے ہوئے دام میں اسیر
کون اس جہان میں زندہ رہا ہے میاں نظیر
کوئی ہزار دن عیش کی ٹھہرا کے مرگیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آکے مرگیا

در صفت چپاتی

جب ملی روٹی ہمیں سب نور حق روشن ہوئے
زندگی کے تھے جو کچھ نظم و نسق روشن ہوئے
رات دن شمس و قمر شام و شفق روشن ہوئے
اپنے بیگانوں کے لازم تھے جو حق روشن ہوئے
دو چپاتی کے ورق میں سب ورق روشن ہوئے
اک رکابی میں ہمیں چودہ طبق روشن ہوئے

وہ جو اب کھاتے ہیں باقر خانی کلچہ شیرمال
یہ جو روٹی دال کا رکھتے ہیں ہم گردن میں جال
ہیں وہ خاص الخاص درگاہ کریم ذو الجلال
جب ملی روٹی وہیں ہم ہو گئے صاحب کمال
دو چپاتی کے ورق میں سب ورق روشن ہوئے
اک رکابی میں ہمیں چودہ طبق روشن ہوئے

وہ تو اب مرد خدا ہیں قوت جنکا نور ہے
دل ہمارا تو فقط روٹی کا اب رنجور ہے
وہ ملائک ہیں وہاں روٹی کا کیا مذکور ہے
ہم شکم بندوں کا یارو بس یہی دستور ہے
دو چپاتی کے ورق میں سب ورق روشن ہوئے
اک رکابی میں ہمیں چودہ طبق روشن ہوئے

پیٹ میں روٹی پڑی جب تک تو یارو خیر ہے
کھاتے ہی دو تر نوالے آسمان پر سیر ہے
گر نہ ہو کچھ غیر کا اپنے ہی جیسے بیر ہے
آسمان کیا پھر تو خاصے لامکاں کی سیر ہے

عاشق ہوکر کسی نے کسی گل کی چاہ کی
اور جب اجل کی دونون سے آکر لگن لگی
معشوقی کام آئی کسیکی نہ عاشقی
عاشق نے اپنے عشق بڑھانیمین جان دی
دلبر بھی اپنے حُسن کو چمکا کے مرگیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آکے مرگیا

کتنون مین بڑھکے ایسی بڑھی اُلفتونکی چاہ
عاشق ہوا تو مرگیا معشوق خواہ مخواہ
جو جسم و جان ایک ہوے اُنکے واہ واہ
معشوق مرگیا تو وہ عاشق بھی کرکے آہ
اِس گلبدن کی قبر او پر جا کے مرگیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آکے مرگیا

کیا کالے پیلے شکل کے کیا گورے گلعذار
عاقل حلیم و عامل و فاضل رسالدار
عاشق کوئی ہے اور کوئی معشوق طرحدار
پنڈت نجومی بید جیہ ناداں جیہ ہوشیار
دودن کی شان ہر کوئی دکھلا کے مرگیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آکے مرگیا

کیا اوچھی ذات پاک کے اشراف کیا نجیب
جسدم قضا کے ہاتھ نے بند آنکھ کی حبیب
قسمت سے چھوٹی کوڑی کسی کو نہو نصیب
کیا ہوشیار و عاقل و دانا و کیا طبیب
کوئی خزانہ خاک مین گڑوا کے مرگیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آکے مرگیا

مرنیسے پہلے مرگئے جو عاشقان زار
کیا کاتبان اہل قلم خوشنویس کار
وہ زندۂ ابد ہوے تا حشر برقرار
جتنی کتابین دیکھئے ہو لاکھ یا ہزار
کوئی لکھ کے مرگیا کوئی لکھوا کے مرگیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آکے مرگیا

کوئی زیادہ عمر سے اک دم نہین جیا | سوکھی کسی نے روٹی چبا غم مین جی د…

قلیا پلاؤ زردہ کوئی کھا کے مرگیا

جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مرگیا

پہنا لباس خوب اگر عطر کا بھرا | یا چیتھڑونکی گدڑی کوئی اوڑھ کا…

آخر کو جب اجل کی چلی آن کر ہوا | پولے کے جھوپڑے کو کوئی چھوڑ کر…

باغ و مکان محل کوئی بنوا کے مرگیا

جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مرگیا

گیسو بڑھا کے کوئی مشائخ ہوا ایہان | یا بینوا ہو کوئی ہوا خود منڈا ایہا…

جب مرشد اجل کا قدم آیا درمیان | کوئی تو لمبی داڑھی لیے ہو گیا روا…

مونچھین بھوین تلک کوئی منڈوا کے مرگیا

جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مرگیا

گر ایک بیوقار ہوا ایک قدردار | سر پہ لگا جب آن کے تیغ اجل ک…

بے قدری کام آئی کسی کا نہ کچھ وقار | تھا بچیا سو وہ تو موا کھو کے ننگ و…

اور جسکو شرم تھی سو وہ شرما کے مرگیا

جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مرگیا

کوئی ٹھڈی چاہتا تھا کوئی مونڈھا اور ٹر | جسدم قضا نے ہاتھ مین لی تیغ او…

کام آئی کچھ فقیری نہ کچھ تخت اور چھتر | یہ خاک پر موا وہ موا تخت کے ا…

تھی جسکی جیسی قدر وہ بتلا کے مرگیا

جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مرگیا

وہ بھاگتے مین تیغ و تبر کھا کے مر گیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آکے مر گیا

یدا ہوئے ہین خلق مین اب جتنے جزو کل — یا جب گذاری عمر و یا دھوم کر چہل
ب آنکر فنا نے کھلایا اجل کا گل — کام آئی کچھ کسی کو خموشی نہ شور و غل

چپکے کوئی موا کوئی چلّا کے مر گیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آکے مر گیا

ر لاکھ عشرتون سے ہے دلمین یہ دھوم دھام — یا سو مصیبتون سے ہوا غم کا اژدہام
خر کو جب اجل نے کیا آن کر سلام — غم مین کسی حسین کے کوئی ہو گیا تمام

کوئی حور پریان چھاتی سے لپٹا کے مر گیا
جیتا رہا نکوئی ہر اِک آکے مر گیا

ھکر نماز کوئی رہا پاک باوضو — کوئی شراب پی کے رہا مست کو بکو
پاکی پاکی موت کی ٹھہری نہ روبرو — کوئی عبادتون سے موا ہو کے سُرخرو

ناپاک روسیاہ بھی پچتا کے مر گیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آکے مر گیا

دل کے آئینہ کے تئین صاف یکبا — کشفِ قلوب دل پہ کیا اپنے آشکار
ب پیک نے اجل کے کیا آنکر گذار — کام آئی روشنی نہ کرامات کی بہار

کامل فقیر خلق مین کہلا کے مر گیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آکے مر گیا

رض گر کسی کو ہوئی یاد کیمیا — یا مفلسی مین ایک نے خونِ جگر پیا

بھاگے ہے کہین رنگ کسی پر جو کوئی ڈال — وہ پوٹلی مارے ہے اُسے دوڑ کے فی الحا…
یہ ٹانگ گھسیٹے تو وہ کھینچے ہے پکڑ بال — وہ ہاتھ مروڑے تو یہ توڑے ہے کھڑا گ…

اس ڈھب سے ہر اک جا پہ رہے ڈھنگ زمین پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمین پر

بیٹھے ہین سب آپس مین نہین ایک بھی کڑوا — پچکاری اُٹھا کر کوئی چمکا وے ہے کٹو…
پھرتے ہین کہین مشک کہین رنگ کا گڑوا — کیا شاد وہ ہوتا ہے جسے کہتے ہین …

سُنتے ہین یہانتک نہین اب تنگ زمین پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمین پر

ہولی کی **نظیر** اب جو بہارین ہین ہاہا — محبوب رنگیلون کی قطارین ہین ا…
کپڑون پہ جمی رنگ کی دھارین ہین اہاہا — سب ہولی ہی ہولی ہی پکارین ہین…

کیا عیش ہے کیا رنگ ہے کیا ڈھنگ زمین پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمین پر

در بیان موت

دنیا مین اپنا جی کوئی بہلا کے مرگیا — دل تنگیونسے اور کوئی اُکتا کے مرگ…
عاقل تھا وہ تو آپکو سمجھا کے مرگیا — بیعقل چھاتی پیٹ کے گھبرا کے مرگ…

دکھ پا کے مرگیا کوئی سکھ پا کے مرگیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اِک آ کے مرگیا

دن رات رن مچے ہی یہان اور پڑے ہے جنگ — چلتی ہے نت اجل کی سنان گولی اور تفنگ…
جسکا قدم بڑھا وہ ہوا وہین بے درنگ — جو جی چھپا کے بھاگا تو اُسکا ہوا یہ ن…

ار اہے نپٹ ہولی کے رنگون نے عجب جوش
ہین ناچ کہین راگ کہین رنگ کہین نوش
جو رنگ مین اک خلق نبی پھرتی ہے گل پوش
پیتے ہین نشئے عیش مین سب لوٹین مین ہین ہوش
معجون کہین پیتے ہین کہین بنگ زمین پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمین پر

یخانمین دیکھو تو عجب سیر ہے یارو
مستی سے سوا عیش نہین ہوش کسی کو
وان مست پڑے لوٹے ہین اور کرتے ہین ہو ہو
شیشونمین پیالونمین صراحی مین خوشی ہو
اُچھلے ہے پڑی بادۂ گلرنگ زمین پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمین پر

لا گاکے پچکارین کہین رنگونکی چھڑک ہے
بلونکی صدائین کہین تالونکی جھنک ہے
مینائی بھبک اور کہین ساغر کی جھلک ہے
تالی کی بہارین کہین ٹھلیا کی کھڑک ہے
بجتا ہے کہین دف کہین مرچنگ زمین پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمین پر

ستی مین اُٹھا آنکھ جدھر دیکھو ہاہا
چلتے ہین کہین جام کہین سوانگ کا چرچا
ملچے ہے طوائف کہین مٹکے ہے بھویّا
اور رنگ کو گلیونمین جو دیکھا تو ہر اک جا
بہتی ہین اُمنڈ کر چمن و گنگ زمین پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمین پر

معمور ہین خوبان سے گلی کوچہ و بازار
چھایا ہی گلالونکا ہر اک جا پہ دھوان دھار
اُڑتا ہے عبیر اور کہین پچکاریکی ہے مار
پڑتی ہے جدھر دیکھو اُدھر رنگ کی بوچھار
ہے رنگ چھڑکنے سے ہر اک رنگ زمین پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمین پر

جز سوختن کے آہ نہین کچھ اسے طلب
سمجھے تو جان دے ہے یہ اب وصل کے سبب
یھان ہکوئی دم کا یہ جلیتا ہے تشنہ لب
اِس جلے پر تو تجھکو بھی لازم ہے یہ کہ اب
اُٹھکر بھیے تو آکے ہر اک سر کے آس پاس

جنت مین جبکہ جاوینگے سب خرد اور کبیر
کہدینگے اپنے دل کا جو کچھ ہو دیگا ضمیر
یعنے کہ جام مانگین گے ہر اک جوان و پیر
کیا کیا ہجوم ہونگے مجھونکے اے نظیر
محشر کے روز ساقی کوثر کے آس پاس

در بیان ہولی

پھر آنکے عشرت کا مچا ڈھنگ زمین پر
اور عیش نے عرصہ ہے کیا تنگ زمین پر
ہر دل کو خوشی کا ہوا آہنگ زمین پر
ہوتا ہے کہین راگ کہین رنگ زمین پر
بجتے ہین کہین تال کہین زنگ زمین پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمین پر

گھنگرو کی پڑی آن کے پھر کانون جھنکار
سارنگی بھی ہوتی ہین طنبوروں کی مددگار
طبلونکے تھکے طبل یہ سازونکے بجے تار
راگونکے کہین غل کہین ناچونکے ہین دھے تار
ڈھولک کہین جھنکار رہے ہے مردنگ زمین پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمین پر

اِس رات چمن پر بھی عجب رنگ چڑھا ہے
اور جنگل و بن پر بھی عجب رنگ چڑھا ہے
ہر شوخ کے تن پر بھی عجب رنگ چڑھا ہے
عاشق کے بدن پر بھی عجب رنگ چڑھا ہے
سب عیش کے رنگون مین ہے ہم رنگ زمین پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمین پر

دو دو پہر مین سرو صنوبر کے آس پاس

نکلے گی آہ سینے سے جسوقت جون شرار
اک آن مین جلائیگی غیرونکے گھر ہزار
تنہا پڑیگا شور طپش کا نہ بے شمار
رو دینگے ہم جو دیکھیو کوچہ مین اپنے یار
پانی ہی پانی ہوگا ہر اک گھر کے آس پاس

خلوت مین گاہ گاہ وہ ہے دسترس مجھے
جو ہاتھ جوڑ پانؤن پہ دلبر کے جا پڑے
کثرت مین دیکھتا نہین ہر چند دل مجھے
اُس شوخ کی طرف مین رقیبونکے خوف سے
دیکھون بھی ہون تو آہ نظر بھر کے آس پاس

مقدور غیر کا نہین جو ساتھ پھر سکے
کیا غیر اپنے ساتھ نہ سایہ کو لگنے دے
پھرتی ہے گرد گل کے صبا جسطرح سے
ہم تو کمر بندھا نیکے حیلے سے پھر لیے
ٹیکے کے ساتھ ساتھ ستمگر کے آس پاس

بلبل کی طرح کب تئین نالہ کیا کرون
اب جیمین ہے پتنگ کی مانند جل اُٹھون
گو شعلہ رو کے گرد سراور پانونسے چلون
مثل بنٹی آہ کا چکر سا باندھ دون
پھرنے دے گرد اپنے مجھے سر کے آس پاس

دو چار روز مٹھ سکون کب ہین دلفگار
اُس بن تو ایکدم نہین دلکو مرے قرار
تم مانو یا نہ مانو یہ باتین ہین بے شمار
باران ہو گرچہ بادھو مجھ ہو پر ایکبار
پھر آنا اُس صنم کے مجھے گھر کے آس پاس

نے سر کی سدھ تجھے ہے نہ بالونکی ہی پری
شاید کسی سے آج تری آنکھ ہے لڑی
س کی لگن مین جلتی ہے کیا جانے تو کھڑی
ای شمع ٹک تو دیکھ کہ پروانہ اُس گھڑی
کس کس طرح پھرے ہے ترے سر کے آس پاس

کریں ہم آن کے تمسے بیان کوٹھے پر

ہوئے ہین ہم تو تمھاری محبتون مین تباہ
سنو جی خوب سمجھتے ہین ہم تمھاری چاہ
وے تمھاری وہی ہے دغا و مکر کی راہ
لڑاؤ غیر سے آنکھین کہو ہو ہمسے آہ
اگر تھا ہمین تو تمھارا ہی دھیان کوٹھے پر

یہ دم کی بات جو کہنا ہو اب تو اُس سے کہو
ہمین تو دھر سے معلوم آپ کی خو بو
نہ جانتا ہو تمھاری جو کوئی باتون کو
خدا کے واسطے اتنا تو جھوٹ مت بولو
کہین نہ ٹوٹ پڑے آسمان کوٹھے پر

یہ سُنکے باتین مری ہنس پڑا وہ ماہ منیر
پھر اپنے ناز و ادا مین سمجھ کے مجھکو اسیر
لگا یہ کہنے کہ تو بھی کوئی بڑا ہے شریر
کمند زلف کی لٹکا کے اُس صنم نے نظیر
چڑھا لیا مجھے اپنے ندان کوٹھے پر

خمسہ بر غزل خود

کیا دوڑ دوڑ پھرتے ہو اِس گھر کے آس پاس
دیکھا ہے ہمنے خوب نظر کر کے آس پاس
تم بھی تو آگے دیکھو کبھی در کے آس پاس
زلفین یہ دو نہین رُخ دلبر کے آس پاس
ابر سیہ ہے ماہ منور کے آس پاس

عنبر کی بو کا آہ یہ کب فیض ہے عمیم
جانبخش عاشقون کی ہے اب تیرے شمیم
جس سے شگفتہ ہو لب زخم دل بدو نیم
تجھ مین تو یہ شمیم نہ تھی ہیچ گہ اے نسیم
کس کے پھری تو زلف معنبر کے آس پاس

تیرے سوا تو کوئی نہین ایسا نامہ بر
کہیو صبا تو غنچہ دہن سے کہ ہر سحر
جو میرے حال زار کی دیوے اُسے خبر
گلشن مین جا کے پھرتا ہون اُس قد کو یاد کر

تمھاری مجھ سے تو اُلفت نہ چھوٹے جیتے جی
یقین ہے بلکہ مری جان جب کہ نکلے گی
تو آ رہے گی تمھارے ہی جان کوٹھے پر

تمھیں خبر نہیں پیارے ابھی ہو تم لڑکے
یہ وقت شام ہے اور دونوں وقت ہیں اٹھکے
گلاب و عطر ملا ہے جو تمنے کپڑوں سے
مجھے یہ ڈر ہے کسی کی نظر نہ لگ جاوے
پھرو نہ تم کھلے بالوں سے جان کوٹھے پر

اُدھر سے زلف بھی آ کر ہوا سے لہراوے
اُدھر سے چاند سا مکھڑا جھلک جو جھمکاوے
اُدھر سے پان و مسی بھی جو رنگ دکھلاوے
بشر تو کیا ہے فرشتہ کا جی نکلجاوے
تمھارے حُسن کی دیکھ آن بان کوٹھے پر

جہان دلونکی محبت کا کارخانہ ہے
یہ بار بار کے آنے سے ہمنے جانا ہے
وہان تو لاکھ طرح دیکھنا دکھانا ہے
جھمک دکھا کے ہمین اور بھی پھنسانا ہے
جبھی تو چڑھتے ہو تم جانجان کوٹھے پر

میاں یہ ہے سر بازار کچھ تو خوف کرو
نشے مین پیار سے ہنس ہنس کے مجھسے مت اینٹھو
گلابی پیتے ہوے کی لٹک کنارے ہو
تمین تو کیا ہے ولیکن مری خرابی ہو
کسی کا آن پڑے اب جو دھیان کوٹھے پر

پڑی ہین اُسپہ یہ چھینٹین گئی جو شنگرفی
ہزارون دیکھی ہین ہمنے منڈیر چونے کی
نہین تمھاری سر بام رنگ کی سُرخی
کہ چونے کاری مین سرخی ہوئی ہے اور ایسی
کسی کے خون کا یہ ہے نشان کوٹھے پر

تمھارے ہجر نے اے جان مجکو کیا ہی گرد
بہا کے آنکھون سے آنسو جگر سے بھر دم سرد
حواس باختہ نمناک چشم منھ ہے زرد
یہ آرزو ہے کسی دن تو اپنے دل کا درد

اُمس مین تو لازم ہے کہ پنکھا نہ ہوا ہو
اور رکمیون کے واسطے گڑ تن سے ملا ہو
اک کوٹھری ہو جسمین دھوان آن کے بھرا ہو
اُسوقت مزا دیکھیے اُمس کا کہ کیا ہو
برسات کے موسم مین نپٹ زہر ہے اُمس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

اس رت مین تو واللہ عجب عیش ہے دلخواہ
جنگل بھی ہرے گل بھی کھلے سبز چراگاہ
مینھ برسے ہے اور سرد ہوا آتی ہے ہر گاہ
اُمس ہی مگر دل کو ستاتی ہے نظیر آہ
برسات کے موسم مین نپٹ زہر ہے اُمس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

خمسہ بر غزل خود

خوشی سے دلکی منگا عطر و پان کوٹھے پر
بچھا کے فرش لگا سائبان کوٹھے پر
ہمارے ملنے کا رکھ دل مین دھیان کوٹھے پر
کبھی تو آؤ ہماری بھی جان کوٹھے پر
لیا ہے ہمنے اکیلا مکان کوٹھے پر

ادائے تیغ بھرن کی کمان کوٹھے پر
مژہ کا تیر نگہ کا سنان کوٹھے پر
بنا کے ناز و کرشمے کی شان کوٹھے پر
کھڑے جو ہوتے ہو تم آن آن کوٹھے پر
کرو گے حسن کی کیا تم دکان کوٹھے پر

تمھاری یاد مین ٹکڑے کیا جگر مین نے
تمھارے ہجر مین چھانا ہے دربدر مین نے
کھڑا ہو دور سے ٹھہرا کے ٹک نظر مین نے
تمھین جو شام کو دیکھا تھا بام پر مین نے
تمام رات رہا میرا دھیان کوٹھے پر

اگرچہ ہمکو ستاتے ہو تم بہت ساجی
جھڑک جھڑک کے اُٹھاتے ہو بزم سے ا

رُکنے سے ہوا کے جو بُرا ہوتا ہے احوال
دم دھوکنے لگتا ہے لُہار و نگی کو یکمال
پنکھا کوئی آنچل کوئی دامن کوئی رومال
کچھ روح کو بیتابیان کچھ جان کو جنجال

برسات کے موسم مین نپٹ زہر ہے اُمس
سب چیز تو اچھی ہے پر اِک قہر ہے اُمس

گھبرا کے کبھی آتا ہے دم جاتا ہے بھولا
آتا ہے کبھی ہوش کبھی جاتا ہے بھولا
آرام جو دل کا ہے سبھی جاتا ہے بھولا
کپڑے بھی بُرے لگتے ہین جی جاتا ہے بھولا

برسات کے موسم مین نپٹ زہر ہے اُمس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

ہوتی ہے اُمس جو کبھی اک رات کو آکر
یدھر تو ہوا بند اُدھر پسو و مچھر
گر ڈالتی ہے پھر تو قیامت ہی مقرر
پانی کوئی پیوے تو وہ اوہن سے بھی وہ تیز

برسات کے موسم مین نپٹ زہر ہے اُمس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

اُس وقت ہوا بند ہو اور آ کے گھٹا چھائے
اوڑھو تو پسینا جو نہ اوڑھو تو غضب آئے
پھر کہیے دل اُس گرمی مین کسطرح نہ گھبرائے
پسو کبھی مچھر کبھی کھٹمل ہی لپٹ جائے

برسات کے موسم مین نپٹ زہر ہے اُمس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

پر اِس مین ہوا کھل گئی اور پانی بھی لائی
تو جسمین جی اور جان مین کچھ جان سی آئی
پر اسمین جو پھر ہو گئی اُمس کی چڑھائی
تو پھر وہی رونا وہی غل شور دُہائی

برسات کے موسم مین نپٹ زہر ہے اُمس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

پیر مغان نے جب سے دیے جام نو بنو — جب سے کلاہ دان و مصلا ہوا گرو
مثل نظیر اب تو لگی دلکو سے کی لو — حافظ مرید جام مے ست اے صبا
وز بندہ بندگی برسان شیخ جام را

در بیان اُمس

کیا ابر کی گرمی مین گھڑی پہر ہے اُمس — گرمی کے بڑھانے کی عجب لہر ہے اُمس
پانی سے پسینون کی بڑی نہر ہے اُمس — ہر باغ مین ہر دشت مین ہر شہر ہے اُمس
برسات کے موسم مین نپٹ زہر ہے اُمس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

کہنے تو اِس اُمس کے تئین کہتے ہین گرماؤ — یعنی کہ گھرا ابر ہو اور آکے رُکی باؤ
اُس وقت تو پڑتا ہے غضب جانمین گھبراؤ — دل سینے مین بیکل ہو یہی کہتا ہے کھاتاؤ
برسات کے موسم مین نپٹ زہر ہے اُمس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

بدلی کے جو گھر آنے سے ہوتی ہے ہوا بند — پھر بند سے گرمی وہ غضب پڑتی ہے یکچند
پنکھے کو کوئی پکڑے کوئی کھولے ہے کھڑا بند — دم رُک کے گھلا جاتا ہے کر نیسے ہر اک بند
برسات کے موسم مین نپٹ زہر ہے اُمس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

ادھر تو پسینون سے پڑی بھیگے ہین کھاٹین — گرمی سے اُدھر میل کی کچھ چیونٹیان کاٹین
کپڑا جو پہنیے تو پسینے اُسے پاٹین — ننگا جو بدن رکھیے تو پھر مکھیان چاٹین
برسات کے موسم مین نپٹ زہر ہے اُمس — سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

عشق مین آرام دل ہوتا ہے کب
کوئی دن مثل نظیر اس غم مین اب
یان تو ہر دم غم ہے اور رنج و تعب
صبر کن حافظ بہ سختی روز و شب
عاقبت روزے بیابی کام را

خمسۂ دیگر

تاکے بدلق و سجہ کنی فکر دام را
بگذار یک نفس تو چنین مکر خام را
آری بحلقہ در کف خود خلق عام را
صوفی بیا کہ آئینہ صافست جام را
تا بنگری صفاے مے لالہ فام را

یہ صید گاہ عشق ہے دیر و حرم نہین
باز آ تو اس خیال سے سنتا ہے ہمنشین
یان لاکھون جال اُڑ گئے اور سیکڑون کہین
عنقا شکار کس نہ شود دام باز چین
کانجا ہمیشہ باد بدست ست دام را

کیفیت شراب نہ ہر مے پرست پرس
سیر جہان نہ از دل از عقل پست پرس
یا آنکہ در ازل شدہ جامے بدست پرس
راز درون مرو ز رندان مست پرس
کین حال نیست صوفیِ عالی مقام را

گر زیر آسمان تجھے فرصت ہے ایک جو
گرچہ شراب ناب کی اسجا لگی ہے لو
گر اپنے دل کے عیش تو ایک ایک دم مین سو
در بزم دور یک دو قدح درکش و برو
یعنی طمع مدار وصال دوام را

تجھکو گر جوانی کو جو ہوا یار اب قریش
آتا ہے تجھکو دیکھ مرے جی مین اب تو طیش
پیری کا اب تو آن پڑا تیرے سر پہ بیش
اے دل شباب رفت نچیدی گلے ز عیش
پیرانہ سر مکن ہوس ننگ و نام را

خمسہ دیگر بر غزل حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

کیست تا آن ساقیِ گلفام را　　از من بیدل دہد پیغام را
تشنہ لب نگذار این ناکام را　　ساقیا برخیز و دردہ جام را
خاک بر سر کن غم ایام را

گو کہ مے پینے سے ہیں بدنامیاں　　عزت و حرمت کا جاتا ہے نشاں
ہم تو سمجھے ہیں بلا ساقی میاں　　گرچہ بدنامیست نزد عاقلاں
ما نمے خواہیم ننگ و نام را

دیکھکر نالے ہمارے شعلہ زن　　عابد و زاہد کے بھولے مکر و فن
کیوں نہ اب جل جلکے ہوں دشمن کے تن　　دود آہ سینہ سوز ان من
سوخت این افسردگان خام را

یہ جو میں پہنا ہے جبہ سر بسر　　ہے بھرا اس میں سراپا مکر و شر
دب خدا کے واسطے اے مغ پسر　　سلغمی برکشم نہ تا زسر
برکشم این دلق ازرق فام را

ننگ دارم منزل و ماوائے خود　　کردہ ام کوئے مغاں را جائے خود
عاشقم برطرز بے پروائے خود　　محرم راز دل شیدائے خود
کس نمی بینم ز خاص و عام را

یہ جو یاں خوباں رکھتے ہیں بند و بست　　دل کو لیتے ہیں بصد افسون و دست
انکا میں عاشق نہیں اے خود پرست　　با دلارامے مرا خاطر خوش است
کز دلم یکبار برد آرام را

مطرب بگو کہ کار جہان شد بکام ما

زاہد تو کم خوری سے کریں تن کو اپنے کاست — ہم رند پی شراب کریں عیش و لکے راست
جسدم کہ آگے ہوویگا دیوان حشر راست — ترسم کہ صرفہ نبرد روز بازخواست
نان حلال شیخ ز آبِ حرام ما

جامے ز دست ساقی رنگین کشیدہ ایم — غم را بہ پشت پا زدہ عشرت خریدہ ایم
زاہد خبر ندارد ازان گل کہ چیدہ ایم — ما در پیالہ عکس رخ یار دیدہ ایم
اے بے خبر ز لذتِ شُرب مدام ما

چرخ و فلک جہان میں خرامندہ شد بہ عشق — شمس و قمر بھی نور میں تابندہ شد بہ عشق
قائم وہی رہیگا جو پایندہ شد بہ عشق — ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بہ عشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

کیا کیا کریں ہیں ناز و ادا سیمتن یہاں — آوے ابھی وہ شوخ تو ہو جاویں سب نہاں
دیکھا جو خوب سب ہیں یہ دھوکے کی ٹٹیاں — چندان بود کرشمہ و ناز سہی قدان
کاید بجلوہ سرو صنوبر خرام ما

زاہد ہمیں خدا نے کیا ہے جو مے پرست — مست الست ہم ہیں نہیں آجکل کے مست
دیکھیں کس طرح کی تری ہے نگاہ مست — مستی بچشم شاہد دل بند ما خوش است
زان رو سپردہ اند بہ مستی قیام ما

جیسے جدا ہوا فلک حسن کا وہ چاند — روتے ہی روتے ہمکو یہ گذرا تمام چاند
مشکل نظیر ہجر کی سختی سے ہو سکے ماند — حافظ ز دیدہ دانہ اشکے ہمی فشاند
باشد کہ مرغ وصل کند قصد دام ما

کیا سیر دیکھتے ہیں یہ طفل شیر خورے

گل کی طرح سے ہر دم سینے پہ پھولتے تھے — پی پی کے دودھ ماں کا خوش ہو کے بولتے تھے
ماں باپ انکی خدمت سر پر ٹنبولتے تھے — ہاتھوں میں کھیلتے تھے جھولوں میں جھولتے تھے

کیا سیر دیکھتے ہیں یہ طفل شیر خورے

نے دوستی کسی سے نے دل میں اُنکے کینا — جانیں نہ بے قرینا سمجھیں کچھ قرینا
نے گرمیوں سے واقف نے جانتے پسینا — چھاتی سے ماں کی لپٹے خوش اُن کو دودھ پینا

کیا سیر دیکھتے ہیں یہ طفل شیر خورے

جو دیکھے اُنکی صورت لے پیار سے کھلاوے — ہاتھوں اوپر اُچھالے اور چھیڑ کر ہنساوے
چومے کبھی دہن کو چھاتی کبھی لگاوے — کوئی چوسنی منھ میں دے کوئی جھنجھنا لگاوے

کیا سیر دیکھتے ہیں یہ طفل شیر خورے

چھوٹا سا کوئی اُنکا کرتا نکالتا ہے — یا چھوٹی چھوٹی ٹوپی سر پر سنبھالتا ہے
ماں دودھ ہے پلاتی اور باپ پالتا ہے — نانا گلے لگاوے دادا اُچھالتا ہے

کیا سیر دیکھتے ہیں یہ طفل شیر خورے

کیا عمر ہے عزیزو اور کیا یہ وقت ہیگا — جب گھٹنیوں پہ آئے پھر اور کچھ تماشا
پانوں چلے تو واں سے پھر اور پیار ٹھہرا — سب زندگی کا حظ ہے اُنکو نظیر اہاہا

کیا سیر دیکھتے ہیں یہ طفل شیر خورے

خمسہ بر غزل حافظ رحمۃ اللہ علیہ

آمد نگار دلبر شیرین کلام ما — رشک ارم ز نزہت او شد مشام ما
زورو زگار سکّہ دولت بنام ما — ساقی بہ نور بادہ برافروز جام ما

کہ بینوا اونکے دیکھین جمال ہولی مین

ہوئی جو سب مین شریف و رذیل مین ہولی | تو پہلے رنگ کی پچکاریونکی مار ہوئی
کسی کا بھر گیا جامہ کسیکی پگڑی بھری | کسی کے منھ پہ لگائی گلال کی مٹی

تو رفتہ رفتہ ہوئی پھر یہ چال ہولی مین

گھٹائین مشک پکھالونکی جھوم کر آئین | سنہری بجلیان پچکاریون کی چمکائین
صبا نے رنگ کی بوچھارین آکے برسائین | ہوا نے آنکے ساونون کی جھڑیان بندھوائین

لگے برسنے کو مشک دیکھال ہولی مین

ادھر گلال کا بادل بھی چھا گیا گھنگھور | صدائے رعد ہوئی ہر کسی کا غل اور شور
یہ لڑکے نازنین یوسے ہین کو کلا جون مور | تمام رنگ کی بوچھار سے ہے شور ابور

عجب ہے رنگ لگی برشکال ہولی مین

لگا کے چوک سے اور چار سو تلک دیکھا | کہ جا کہ ایک بھی تل دھرنے کی نہین ہے ذرا
تمام بھیڑ سے ہر طرف بند ہے رستا | تس اوپر رنگ کا بادل ہے اسقدر برسا

کہ ہر گلی مین بہا ڈھول کھال ہولی مین

نظیر ہولی تو ہے ہر نگر مین اچھی خوب | ولیک ختم ہوا آگرے پہ یہ اسلوب
کہان ہین ایسے صنم اور کہان ہین یہ محبوب | جنھونکے دیکھتے عاشق کا ہووے تازہ قلوب

تری نرالی ہے یان چال ڈھال ہولی مین

در بیان عشرت ایام طفلی

کیا وقت تھا وہ ہم تھے جب دو دو چھوڑ سے | ہر آن آنکھون سے معمور تھے کٹورے
یا بونہین کانے ٹیکے ہاتھون مین ملے ڈورے | یا چاند سی ہو صورت یا سانورے و گورے

یہ سن کے اُنسے وہین اپنا اک منگا جوڑا — پھر اپنے ہاتھ سے جوڑے کو چھڑکوان رنگ

کہا کہ دونون رہو شامل حال ہولی مین

پھر اپنے تن مین جو پہنا وہ خلعت رنگین — سبھونکو حکم ہوا تم بھی پہنو اب یوہین
ہزارون لڑکون نے پہنے وہ جوڑے پھولدین — پکاری خلق کہ انصاف چاہیے یوہین

ہوا پھر اور ہی حسن و جمال ہولی مین

میان مین کیا کہون پھر اس مزے کی ٹھہری بہار — جدھر کو آنکھ اُٹھاکر نظر کرو اکبار
ہزارون باغ روان مین کرورون مین گلزار — چمن چمن پڑے پھرتے ہین سرو گل رخسار

عجب بہار کے ہین نونہال ہولی مین

جو لہر حسن کی ہے موج مار چلتی ہے — علم لیے ہوے آگے بہار چلتی ہے
اگاڑی مست صف گلعذار چلتی ہے — پچھاڑی عاشقون کی سب قطار چلتی ہے

سبھونکے دل مین خوشی کا خیال ہولی مین

گلال عبیر سے کتنے بھرے ہین چوپائے — تمام ہاتھون مین گڑوے بھی رنگ کے لا…
کوئی کہے ہے کسی سے کہ ہم بھی لو آئے — تو اُس سے کہتا وہ ہنسکر کہ آمری جا…

ہنسی خوشی کا ہے قال و مقال ہولی مین

اسی بہار سے گوکل پورے مین جا پہنچے — اور منڈی نائی کی اور سید خانکی منڈی…
سب عام گنج مین شاہ گنج و تاجگنج پھرے — ہین شہر مین نہین اور گرد شہر کے ر…

ہوا ہجوم کا پھر کمال ہولی مین

سبھونکو لیکے کناری بزار مین آئے — پھر موتی کٹڑہ بیلے کے لوگ سب …
کہ میل منڈی و بینی گلی کے بھی آئے — جہان تہانسے یہ گھر گھر کے لوگ سب …

کہا سفید سے آخر کو زرد نے یہ پیام — کہ اے سفید تو اب چھوڑ دے جہاں کا مقام
میں آیا اب تو ہرا بند و بست ہوگا تمام — تو مجھسے آن کے مل چھوڑ اپنی ضد کا کلام
وگرنہ کھینچے گا تو انفعال ہولی میں

ملے گا مجھسے تو میں تجھکو پھر بڑھاؤں گا — بنا کے آپ سا پاس اپنے بٹھلاؤں گا
کہا سفید نے میں مطلقاً نہ آؤں گا — تجھی کو بعد کئی دن کے میں بھگاؤں گا
تو اپنا دیکھیو کیا ہوگا حال ہولی میں

یہ سنکے طیش میں آ زرد کا سپہ سالار — چڑھ آیا فوج کو لیکر سفید پر یک بار
ادھر سفید بھی لڑنے کو ہو کے آیا سوار — صفیں مقابلہ دونوں کی جب ہوئیں تیار
ہوا اگرخت جواب و سوال ہولی میں

پلا ادھر سے سفید اور اُدھر سے زرد ہلا — گھٹائیں رنگ برنگ فوجوں کی جھمکیں جھنکار
نکالیں مشکیں چھٹیں رنگ کی پڑی بوچھار — اور چار طرف سے پچکاریوں کی مار امار
اڑا زمیں سے زماں تک گلال ہولی میں

یہاں تو دونوں میں آپس میں ہو رہی تھی جنگ — اُدھر سے آیا جو اک شوخ بارُخ گل رنگ
ہزاروں نازنیں معشوق اور اُسکے سنگ — نشہ میں مست کھلی زلف جوڑے رنگ برنگ
کہا کہ پوچھو تو کیا ہے یہ حال ہولی میں

کہا کسی نے کہ اے بادشاہ مہرویاں — سفید و زرد یہ آپس میں لڑ رہے ہیں یہاں
یہ سن کے آپ وہ دونوں کے آگیا درمیاں — ادھر سے تھاما اُسے اور اُدھر سے اُسکو کہا
تم اسقدر نہ کرو اختلال ہولی میں

کہا تمہاری خصومت کا ماجرا ہے کیا — کہا سفید نے ناحق یہ زرد ہے لڑتا

گر اک مصیبت مین رہا اور دوسرا دلشاد ہے
یا لذتین یا راحتین یا ظلم یا بیداد ہے
وان عیش عشرت کے مزے یان نالہ فریاد ہے
کچھ رہ نہین جاتا میان آخر کو سب برباد ہے
اگر یون ہوا تو کیا ہوا اور وون ہوا تو کیا ہوا

جو عشرتین آکر ملین تو بھی وہ گزر جانا میان
یان سُکھ مین یا دکھ مین غرض یان ہے گذر جانا لیکن
جو درد و دکھ آکر پڑین تو بھی وہ پھر جانا میان
یان چار دن کی زندگی آخر کو مر جانا میان
گر یون ہوا تو کیا ہوا اور وون ہوا تو کیا ہوا

اب دیکھ کسکو شاد ہوا اور کسکی آنکھین نم کرے
یا دلکو رو بیٹھکر یا درد دکھ مین کم کرے
یہ دل بچارا ایک ہے کس کس کا اب ماتم کرے
یا نکا ہی طوفان ہے اب کسکی جوتی غم کرے
گر یون ہوا تو کیا ہوا اور وون ہوا تو کیا ہوا

گر تو نظیر اب ہووے ہر حال مین بھی شاد ہو
آزادگی بھی دیکھ ہے جنجال مین بھی شاد ہو
دستار مین بھی ہو خوشی رومال مین بھی شاد ہو
اس حال مین بھی شاد ہو اُس حال مین بھی شاد ہو
گر یون ہوا تو کیا ہوا اور وون ہوا تو کیا ہوا

در بیان ہولی

جدا نہ ہے ہوائے خوش جمال ہولی مین
ہر ایک عیش سے ہیگا بحال ہولی مین
کہ یار پھرتے ہین یارونکی نال ہولی مین
بہار اور کچھ اکی ہے سال ہولی مین
مزا ہے سیر ہے ہر سو کمال ہولی مین

سبھونکے عیش کو پھاگن کا یہ مہینا ہے
طلا کا زرد کنے سر بسر خزینہ ہے
سفید و زرد مین لیکن کمال کینہ ہے
سفید پاس فقط سیم کا دفینہ ہے
ہر ایک دل مین ہے رستم و زال ہولی مین

ہمارے جام کی شاید جھلک نہ دیکھ سکا

کبھی ادھر کو جو قاصد ترا گذر ہووے
تو آہ بھر کے یہ کہیو تو اُس پری رو سے
و یا کہ راہ میں جاتے کہیں وہ تجھ سے ملے
نظیر تجھ سے نہ ہوتا کبھی جدا پیارے
مگر یہ عشق حسد سے فلک نہ دیکھ سکا

وله در بیان بے ثباتی مراتب دُنیا

گر بادشہ ہو کر عمل مُلکوں ہوا تو کیا ہوا
غل شور ملک و مال کا کوسوں ہوا تو کیا ہوا
دھوں کا نرسنگا بجا بھوں بھوں ہوا تو کیا ہوا
یا ہو فقیر آزاد کے رنگوں ہوا تو کیا ہوا
گر یوں ہوا تو کیا ہوا اور دوں ہوا تو کیا ہوا

دو دن تو یہ چرچا ہوا ہاتھی ملا ماہی ملا
آگے نقارہ اور نشان پیچھے کو فوج کا پرا
بیٹھا اگر ہودے اوپر یا پالکی میں جا چڑھا
دیکھا تو پھر اک آن میں ہاتھی نہ گھوڑا نے گدھا
گر یوں ہوا تو کیا ہوا اور دوں ہوا تو کیا ہوا

یا عشرتوں کے ٹھاٹھ تھے اور عیش کے اسباب تھے
یا بیکسی کے درد سے بیحال تھے بیتاب تھے
ساقی صراحی گلبدن جام شراب ناب تھے
یا اضطراب حال سے وہ صورت سیماب تھے
گر یوں ہوا تو کیا ہوا اور ووں ہوا تو کیا ہوا

یا ایک دن وہ دھوم تھی نکلے تھا جب اسوار ہو
یا ایک دن دیکھا اُسے تنہا پڑا پھرتا ہے وہ
ہر دم پکارے تھا نقیب آگے بڑھو پیچھے رہو
بس کیا خوشی کیا ناخوشی یکساں ہیں سب اے دوستو
گر یوں ہوا تو کیا ہوا اور ووں ہوا تو کیا ہوا

یا نعمتیں کھاتا رہا دولت کے دسترخوان پر
یا باندھ جھولی بھیک کی ٹکڑوں کی خاطر دھر نظر
میوہ مٹھائی یا مزے حلوے تر شیر و شکر
ہو گر گدا پھرنے لگا ٹکڑوں کی خاطر دربدر
گر یوں ہوا تو کیا ہوا اور ووں ہوا تو کیا ہوا

خوشی ہو اب کہ حدِ انتظار آپہونچی

خمسہ بر غزل خود

قمر خجل ہوا خوبی کی تھلک نہ دیکھ سکا
سنہرے رنگ کی کُندن ڈلک نہ دیکھ سکا
گہر بھی لب کے سجن کی ڈھلک نہ دیکھ سکا
ترے جمال کی سورج جھلک نہ دیکھ سکا
کھلی نقاب رہی جب تلک نہ دیکھ سکا

ترے الم مین نہو دخل سو مہورت کو
نہ ہمسری ہو کبھی صاف سے کدورت کو
ملاپ تجھ سے کہاں آب و گل کی صورت کو
تو وہ ہے نور سراپا کہ تیری صورت کو
بشر تو کیا ہے مریجان ملک نہ دیکھ سکا

غم فراق مین جینے سے ہم جو اُکتائے
ندان یار کے کوچے مین جا کے کام آئے
تو وان بھی ذرّے ہمارے ہوا نے اُڑوائے
گلی کی خاک بھی ہو کر نہ ٹھہرنے پائے
ہمین تو آہ فلک یان تلک نہ دیکھ سکا

ہوا ہون سُوکھ کے کانٹا مین ہجر مین یارو
نہ بال اور کمر اب مرے مقابل ہو
کمال ضعف کا اپنے کہو مین کیا یارو
یہ ناتوان ہون کہ آیا جو یار ملنے کو
تو صورت اُسکی اُٹھا کر پلک نہ دیکھ سکا

پڑا ہے آہ مجھے جب سے شوخ سے پالا
نہ جی کو چین ہوا اور نہ دل نے سکھ پایا
لگا لگا کے نگاہ ہونکا تیر اور بھالا
گھڑی ہی تو دلکو پرویا گھڑی جگر چھیدا
کبھی خوشی مجھے وہ اک پلک نہ دیکھ سکا

ابھی تو آہ خمو ںمین شراب ہے باقی
صبوحی عیش کی یان ہو رہی ہے سیاقی
ہمارے یار کو ظالم یہ چین مشتاقی
لگا گھٹانے جواب سے کو دمبدم ساقی

اِس دھوم مین بھی مجھکو جو کچھ خیال آیا

لازم نہ تھی یہ حرکت اے خوش سفیر تجھکو
کرتے ہین اب ملامت خرد و کبیر تجھکو
اظہر ہے سب کہے ہین مل کر شریر تجھکو
لاحول پڑھکے شیطان بولا نظیر تجھکو
اب ہولی کھیلنے کا پورا کمال آیا

مخمس

چمن مین آج نسیم بہار آپہونچی
صدائے قمری وصوت ہزار آپہونچی
نوید نکہت گل بے شمار آپہونچی
جنونکے فوج کی دلپر پکار آپہونچی
ہزار شکر کہ فصل بہار آپہونچی

گئی نسیم کے ہاتھون نکلکے بادسموم
تمام صحن چمن مین عجب مچی ہے دھوم
گھٹائین ابر بہاری کی تُل رہی ہین جھوم
اِدھر گلونکے اوپر بلبلین کرین ہین ہجوم
اُدھر سے مست صفت گلعذار آپہونچی

چمن کی سیر کو آئے ہین ملکے بادہ کشان
نکالتے ہین نشے مے کے دلکا سب ارمان
ہوا ہے بادہ کشی کا بھی خوب سا سامان
ہوئی ہے گرم چمن بیچ مغبچونکی دکان
شراب و شیشہ و ساغر کی یار آپہونچی

کھلے ہے چارون طرف زور تختہ گلزار
خبر سنی ہے کہ آتا ہے وہ گل بے خار
چلے ہے سرد صبا اور نسیم عنبر بار
گئی مصیبت روز فراق سب اک بار
کہ اب قریب شب وصل یار آپہونچی

کوئی ہے وصف کرے گل کی تاجداری کا
نہین یہ وقت مری جان اضطراری کا
کسی کو ذکر ہے بلبل کی بیقراری کا
نہین یہ وقت مری جان آہ وزاری کا

گویا نکل شفق سے بدر کمال آیا | جب منھ میں وہ پری رو ملکر گلال آیا

اک دم تو دیکھ اُسکو ہولی کو حال آیا

عیش و طرب کا سامان ہے آج سب گھر اُسکے | اب تو نہیں ہے کوئی دنیا میں ہمسر اُسکے
از ماہ تا بماہی بندے ہیں بے زر اُسکے | کل وقت شام سورج ملنے کو منھ پر اُسکے

رکھکے شفق کے سر پر طشت گلال آیا

خالص کہیں سے تازی اک زعفران منگا کر | مشک و گلاب میں بھی ملکر اُسے بسا کر
شیشے میں بھر کے نکلا چپکے لگا چھپا کر | مدت سے آرزو تھی اک دم اکیلا پا کر

اِک دن صنم پہ جاکر میں رنگ ڈال آیا

ارباب بزم پھر تو وہ شاہ اپنے لیکر | سب ہمنشین حسبِ دلخواہ اپنے لیکر
چالاک چست کافر گمراہ اپنے لیکر | دس بیس گلرخون کو ہمراہ اپنے لیکر

یوہیں بھگونے مجھکو وہ خوش جمال آیا

عشرت کا اُسگھڑی تھا اسباب سب مہیا | بہتا تھا حسن کا بھی اُسجا یہ ایک دریا
ہاتھوں میں دلبرونکے ساغر کسی کے شیشا | کمروں میں جھولیوں میں سیروں گلال باندھا

اور رنگ کی بھی بھر کر مشک و پکھال آیا

عیارگی سے پہلے اپنے تئیں چھپا کر | چاہا کہ میں بھی نکلوں اُنمیں سے چھٹ چھٹا کر
دوڑے گئے یہ کہکر جاتا ہے دم چھپا کر | اتنے میں گھیر مجھکو اور شور و غل مچا کر

اُسدم کمر کمر تک رنگ و گلال آیا

یہ چہل تو مجھ اپنی قسمت سے مچ رہی تھی | یہ آبرو کے پردے حرمت سے بچ رہی تھی
کیسا سماں تھا کیسی شادی سی مچ رہی تھی | اُسوقت میرے سر پر اک دھوم مچ رہی تھی

بنی ہے گوکہ نادر خوب ہر سردار کی راکھی ۔۔۔ سلونو مین عجب رنگین ہے اُس دلدار کی راکھی
نہ پہونچے ایک گل کو یار جس گلزار کی راکھی

عیان ہے اب تو راکھی بھی چمن بھی گل بھی شبنم بھی ۔۔۔ جھمک جاتا ہی موتی اور جھلک جاتا ہی ریشم بھی
تماشا ہی اہا ہا ہا غنیمت ہے یہ عالم بھی ۔۔۔ اُٹھانا ہاتھ پیارے واہ وا ٹک دیکھ لین ہم بھی
تمھاری موتیونکی اور زریکے تار کی راکھی

مچی ہے ہر طرف کیا کیا سلونو کی بہار اب تو ۔۔۔ ہر اک گلرو پھرے ہے راکھی باندھے ہاتھ مین خوش ہو
ہوس جو دلمین گذری ہی کہون کیا آہ مین تمکو ۔۔۔ یہی آتا ہے جیمین بنکے باہمن آج تو یارو
مین اپنے ہاتھ سے پیار یکے باندھون پیار کی راکھی

ہوئی ہے زیب و زینت اور خوبان کو تو راکھی سے ۔۔۔ ولیکن تمسے اے جان اور کچھ راکھی کے گل پھولے
دِوانی بلبلین ہون دیکھ گل چننے لگین تنکے ۔۔۔ تمھارے ہاتھ نے مہندی نے انگشتون نے ناخن نے
گلستان کی چمن کی باغ کی گلزار کی راکھی

ادا سے ہاتھ اُٹھتے ہین گل راکھی جو ہلتے ہین ۔۔۔ کلیجے دیکھنے والونکے کیا کیا آہ اُچھلتے ہین
کہان نازک یہ پہنچی اور کہان یہ رنگ ملتے ہین ۔۔۔ چمن مین شاخ پر کب اسطرح کے پھول کھلتے ہین
جو کچھ خوبی مین ہے اُس شوخ گل رخسار کی راکھی

پھرین ہین راکھیان باندھے جو ہر دم حسن کے مارے ۔۔۔ تو اُنکی راکھیون کو دیکھ اے جان چاؤ کے مارے
پہن زنار اور قشقہ لگا ماتھے اوپر بارے ۔۔۔ نظیر آیا ہے باہمن بنکے راکھی باندھنے پیارے
بندھا لو اُس سے تم ہنسکر اب اس تہوار کی راکھی

مخمس ہولی

قاتل جو میرا اوڑھے اِک سُرخ شال آیا ۔۔۔ کھا کھا کے پان ظالم کر منھ کو لال آیا

ترا ایلا بھی جب کرنے لگا وان جا سنگساری — یہی کلمہ بناویگا ترے ایلے کو وان بھاری

پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمد کا

پڑیگا العطش کا شور اُس دن جب آکر — پھرینگے پانی پانی کرتے مارے پیاس کے اکثر
ترے بھی جب لگینگے سوکھنے تالو زبان یکسر — یہی کلمہ تجھے پانی پلاویگا میاں بھر بھر

پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمد کا

یہی کلمہ تجھے دیدار حق کا بھی دکھاویگا — محمد کی شفاعت سے بھی تجھکو بخشواویگا
بہشتی کر کے حلہ نور کا تجھکو پنہاویگا — بڑی عزت بڑی حرمت سے جنت بیچ لیجاویگا

پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمد کا

یہی کلمہ تجھے وان جام کوثر کا پلاویگا — یہی کلمہ تجھے گلزار جنت کے دکھاویگا
یہی کلمہ ترا منھ چاند سے روشن بناویگا — یہی کلمہ ترے ہر وقت وان پر کام آویگا

پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمد کا

یہی کلمہ نجات اور مغفرت کا ہے ترے چارا — اسی کلمہ سے تیری روح ہوگی عرش کا تارا
اسی کلمہ سے ہم تم سب گنہگاروں کا چھٹکارا — اسی کلمہ سے ہوگا دین اور دنیا میں نستارا

پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمد کا

میاں اب جو یہ کلمہ ہے یہ حق کی خاص رحمت ہے — یہ صدقے سے رسول اللہ کی ہر پر عنایت ہے
اسے یان نظیر عزت اسی سے وان شفاعت ہے — یہی سب مومنوں کے واسطے افضل عبادت ہے

پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمد کا

راکھی

چلی آتی ہے اب تو ہر کہین بازار کی راکھی — سنہری سبز ریشم زرد اور گلنار کی راکھی

چلیگا چھوڑ کر تو جسگھڑی یہ عالم فانی ‏ پڑیگا قبر کے جا کر اندھیرے میں ہو زندانی
نکیر و منکر آ کر جب کرینگے تجھ پہ طغیانی ‏ یہی کلمہ کرے گا وان تری مشکل کی آسانی

پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

اسی کلمہ نے عزرائیل کی ہیبت کو ٹالا ہے ‏ اسی کلمہ نے تنگی کو لحد کی کھول ڈالا ہے
پڑیگا قبر کا تجھ پر میاں وہ دن جو کالا ہے ‏ یہی کلمہ ترا وان بھی اندھیرے کا اُجالا ہے

پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

صف محشر میں جب دہشت کا تجھ پر وار اُتریگا ‏ یہی کلمہ ترا اُس جا رفیق اور یار اُترے گا
گناہوں کا ترا جتنا ہے بوجھ اور بھار اُتریگا ‏ اسی کلمہ کی دولت سے میاں تو پار اُتریگا

پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

یہاں جب پل صراط اوپر تو اپنا پیر جائے گا ‏ تو وہ تلوار کی ہو دھار تیرا پاؤں کھائے گا
لگے گا جب تو وان گرنے تو یہ کلمہ بچائے گا ‏ یہی بازو پکڑے گا یہی تجھکو سنبھالے گا

پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

سوا نیزے کے اوپر جسگھڑی ہوگا آفتاب آیا ‏ ہر اک گرمی کی تابش سے پھریگا سخت گھبرایا
پڑیگا جب ترے تن پر بھی شعلہ اُسکا گرمایا ‏ یہی کلمہ چھتر بنکر کریگا تجھ پہ وان سایا

پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

ملینگے جب وہاں سب کے عمل ہر اِنکے پلّے پر ‏ جو لکھے ہیں پڑینگے آتشیں گرز اُنکے کلّے پر
تجھے تو لینگے جسدم اُس ترازو کے محلّے پر ‏ یہی کلمہ میاں وان بھی ترے ہوویگا پلّے پر

پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

ہو پورے میں میاں اُنکی تو ہوگی گرم بازاری ‏ کمی ہے جنس جنکی اُنکی وان ہوگی بڑی خواری

دربیان کلمہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

رکھ اپنے دل میں آدم کے بن کلمہ محمدؐ کا
پڑھے ہیں سب پری اور دیو جن کلمہ محمدؐ کا
اور اپنی انگلیوں اوپر بھی گن کلمہ محمدؐ کا
مسلماں ہے تو مت بھول ایک چھن کلمہ محمدؐ کا
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

اسی کلمہ سے کھلتا ہے سدا جنت کا ہر اک در
اسی کلمے کو پڑھتے ہیں شجر پھول سب کھلکر
یہی کلمہ لکھا ہے عرش اور کرسی کے ماتھے پ[illegible]
یہ سب کلموں سے بہتر ہے یہ سب کلموں سے ہے بر[illegible]
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

یہ وہ کلمہ ہے جس کا ہے ہر ارمان نبیوں کو
اسے حور و ملک غلمان پڑھتے ہیں سحر منھ کو
اسی کلمے کے پڑھنے سے گئے ہیں لوگ عا[illegible]
وہ بیشک جنتی ہیں ایک باری جو پڑھیں اس[illegible]
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

اسی کلمے کی برکت سے تو یاں بھی سلامت ہے
پڑھے گا جو اسے اسکا دل و جان بھی سلامت ہے
اگر یاں سے تو جاویگا تو پھر واں بھی سلامت ہے
اسی کی عاقبت بھی خیر و ایمان بھی سلامت ہے
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

اسی کے نور سے خورشید کہلاتا ہے نورانی
اسی کلمہ کے باعث دین و دنیا میں ثنا خوانی
اسی کلمہ کے باعث چاند کی روشن ہے پیشا[illegible]
اسی کلمہ کو پڑھتے ہیں فلک زمین یوں با[illegible]
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

اسی کلمہ سے اے دل ہیں زمین و آسمان روشن
اسی کلمہ سے ہیں جنت کے باغ اور باغبان روشن
مہ و خورشید تارے عرش و کرسی لامکان ر[illegible]
غرض جنت تو کیا اس سے تو ہیں دونوں جہان رو[illegible]
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

ہے بہم دور دور کا عالم — سبز و سُرخ و سفید و زرد بہم
سب خوشی ہو کے جوں گل شبنم — دیکھ شیرین یہ کہتے ہین ہردم

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عُرس حضرت سلیم چشتی کا

بھیڑ انبوہ خلق کی تکثیر — بادشاہ و گدا و میر و وزیر
طفل و پیر و جوان غریب و فقیر — پر سبھونکی زبان پہ یہ تقریر

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عُرس حضرت سلیم چشتی کا

کتنے دان سیمتن بھی پھرتے ہین — غنچہ لب گلبدن بھی پھرتے ہین
شوخ گل پیرہن بھی پھرتے ہین — دلربا دل شکن بھی پھرتے ہین

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عُرس حضرت سلیم چشتی کا

کتنے نظرون سے زخمی ہوتے ہین — کتنے دل اپنا مفت کھوتے ہین
کتنے اُلفت کے تخم بوتے ہین — کتنے موتی کھڑے پروتے ہین

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عُرس حضرت سلیم چشتی کا

با نشین ہین جو صاحب مسند — عارف الحق میان علی احمد
نکی خوبی نظیر ہے بے حد — سب پکارے ہین خلق بیحد و عد

رشک ہے گلشن بہشتی کا — عُرس حضرت سلیم چشتی کا

صحن درگاہ ہے باغ اور بُستان — اور ہین زردار سب گل و ریحان
جی مین سب پھول پھول ہو شادان — یہی کہتے ہاین ہر گھڑی بھر آن

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عُرس حضرت سلیم چشتی کا

بسکہ خلقت بھری ہے لالون لال — گھر مکان ہے گلون سے مالامال
حُسن راگ اور مشائخونکے حال — بھیڑ غل شور اور یہ قال مقال

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عُرس حضرت سلیم چشتی کا

کھل رہا ہے چمن جو فیض بھرا — جھرنا گویا ہے حوض کوثر کا
قدسیان دیکھ وہ بہشت سرا — سب پکارے ہین یون اہا ہا

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عُرس حضرت سلیم چشتی کا

کتنے درگہ مین فیض اُٹھاتے ہین — کتنے جھرنے مین جا نہاتے ہین
کتنے نذر و نیاز لاتے ہین — کتنے خوش ہو یہی سُناتے ہین

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عُرس حضرت سلیم چشتی کا

عُرس درگاہ کے جو دیکھی واہ — اور رہی گل کھلے ہین خاطر خ[illegible]
بلبلونکی طرح چہک کر آہ — سب یہی کہہ رہے ہین کر کے نگ[illegible]

رشک ہے گلشن بہشتی کا — عُرس حضرت سلیم چشتی کا

چشم و چراغ ہو تم اب جملہ مومنین کے
روشن ہین تم سے ہر دے سب آسمان زمین کے
بیشک ضیائے دل ہو ہو صاحب یقین کے
ذرہ نہین تفاوت تم آسمان ہو دین کے
ہو آفتاب رخشان حضرت سلیم چشتی

عالم ہے سب معطر تیرے کرم کی بو سے
حرمت ہے دوستون کو حضرت تمہارے رو سے
یہ چاہتا ہون اب مین سو دل لگی آرزو سے
رکھیو نظیر کو تم دو جگ مین آبرو سے
اے موجدِ ہر احسان حضرت سلیم چشتی

در بیان عرس حضرت سلیم چشتی

ہے یہ مجمع نکو سرشتی کا
ذکر کیا یان گنہ کی زشتی کا
بحر ہے عارفون کی کشتی کا
فخر ہے حرف سرنوشتی کا
رشک ہے گلشن بہشتی کا
عرس حضرت سلیم چشتی کا

باغ جنت ہے آج یہ درگاہ
پھول پھولے ہین فیض کے دلخواہ
دیکھ رضوان بہاریان کی واہ
دل مین کہتا ہے دمبدم واللہ
رشک ہے گلشن بہشتی کا
عرس حضرت سلیم چشتی کا

یہ تجلی نہ سیم و زر سے ہے
ابر رحمت کا نور برسے ہے
حور و غلمان کی روح ترسے ہے
اور اشارہ یہی نظر سے ہے
رشک ہے گلشن بہشتی کا
عرس حضرت سلیم چشتی کا

ہے تم سے زیب امکان حضرت سلیم چشتی

شاہ و گدا ہیں تابع سب تیری مملکت کے
پروردہ ہیں تمہارے سب خوان مکرمت کے
لائق تمہیں ہو شاہا اس قدر و منزلت کے
شاہا شرف تو بخشے خالق کی سلطنت کے
اور تم ہو میر سامان حضرت سلیم چشتی

ہے نام پاک تیرا مشہور شہروں میں
ہیں خلق کی تمہارے خوشبو گل سمن میں
کرتی ہیں یاد تمکو یہ جانیں ہیں جو تن میں
خدمت میں ہیں تمہاری فردوس کے چمن میں
جنت کے حور و غلمان حضرت سلیم چشتی

کعبہ سمجھکے اپنا مشتاق تیرے در کو
وھاں تیرے ہو وم لاتے ہیں سیم و زر کو
کرتے ہیں آ زیارت دل سے جھکا ک
پڑھتے ہیں مدح تیری گلشن میں ہر سحر ک
ہر بلبل خوش الحان حضرت سلیم چشتی

ہے سلطنت جہاں کی سب تیرے زیر فرمان
خوان کرم پہ تیرے ہے خلق ساری مہمان
چاکر ہیں تیرے در کے فغفور اور خاقا
ہیں حکم میں تمہارے جن و پری و انسا
ہو وقت کے سلیمان حضرت سلیم چشتی

تم سب سے ہو معظم اور سب سے ہو مکرم
اور خوبیاں جہاں کی تم پر ہوئیں مسلم
خلقت ہوئی تمہاری سب نور سے مج
ابر کرم سے تیرے دائم ہے سبز و خر
عالم کا سب گلستان حضرت سلیم چشتی

پشت و پناہ ہو تم ہر اک گدا و شہ کے
منزل پہ آکے پہونچے سالک تمہاری رہ کے
محتاج ہیں تمہارے اک لطف کی نگ
خاک قدم تمہاری اور چشم مہر و مہ
ہو روشنی کے سامان حضرت سلیم چشتی

حیرت مین ہون کہ حیدرِ صفدر کو کیا لکھون

اور جو کہون کہ چشمۂ آبِ حیات ہے
یا خضر ہے تو یہ کوئی کہنے کی بات ہے
اُسکے عرق سے جسم کے یہ قطرہ جات ہے
اور اُسکی اُسکے فضل سے یار و نجات ہے

حیرت مین ہون کہ حیدر صفدر کو کیا لکھون

اُس شاہ کے اگر لب و دندان کی صفا
کہوے کوئی کہ لعل و گہر ہین یہ بے بہا
سو وہ تو صدقے ہوکے رہا خاک مین گڑا
اور یہ بھی ہوتا رہ سدا آب مین رہا

حیرت مین ہون کہ حیدر صفدر کو کیا لکھون

شاہا تری جو مدح بناتا ہے اب نظیر
تیرے سوا کسی کا کہاتا ہے کب نظیر
لیکن قلم کو ہاتھ لگاتا ہے جب نظیر
صلوٰۃ پڑھکے یہ ہی سُناتا ہے تب نظیر

حیرت مین ہون کہ حیدر صفدر کو کیا لکھون

در مدح حضرت سلیم چشتی ولی خدا قدس اللہ سرہٗ

ہین دو جہانکے سلطان حضرت سلیم چشتی
عالم کے دین و ایمان حضرت سلیم چشتی
سر دفتر مسلمان حضرت سلیم چشتی
مقبول خاص یزدان حضرت سلیم چشتی

سردار ملک عرفان حضرت سلیم چشتی

برق اسد کی رونق عرش برین کے تارے
گلزار دین کے گلبن اللہ کے سنوارے
یہ بات جان و دل سے کہتے ہین سب پکارے
تم وہ ولی ہو برحق جو فیض سے تمھارے

عالم ہے باغ و بُستان حضرت سلیم چشتی

شاہونکے بادشاہ ہو یا تاج بالوا ہو
اور قبلۂ صفا ہوا و کعبۂ ضیا ہو
خلقت کے رہنما ہو دُنیا کے مقتدا ہو
تم صاحب سخا ہو محبوب کبریا ہو

نبوت کے جو مالک ہین امامت اسکو کہتے ہین

اسی نے ایک حملہ سے گرایا باب خیبر کا ‏ ‏ کروڑون کافرون سے جا لڑا وہ اکـ
پیہ بیر العلم مین کوہ کے دیوون کو جا مارا ‏ ‏ ہزارون پہلوانون سے کبھی پایا نہ منہ موڑا

بہادر بے بدل یکتا شجاعت اِسکو کہتے ہین

کہا اُس شاہ نے روز قیامت مین جو آؤنگا ‏ ‏ وہان عرصات مین اپنے محبون کو جو پاؤنگا
کھڑا ہو عرش کے آگے سبھونکو بخشواؤن گا ‏ ‏ پلا کر جام کوثر سب کو جنت پہونچاؤنگا

علی کے دوستون سُن لو شفاعت اِسکو کہتے ہین

نظیر آوے وہ دن جو شاہ کو سب دوستان دیکھین ‏ ‏ تو پھر حسنین کے صدقے سے اُنکو ہم بھی وان دیکھین
اور اب دنیا مین آنکھون سے نجف کا آستان دیکھین ‏ ‏ سرون پر اپنے وہ دامان عالی سایبان دیکھین

قسم ایمان کی ہم عین راحت اسکو کہتے ہین

در منقبت امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ

نور ظہور خالق اکبر کو کیا لکھون ‏ ‏ روح روان جسم پیمبر کو کیا لکھون
دریائے معرفت کے شناور کو کیا لکھون ‏ ‏ دونون جہان کے گوہر انور کو کیا لکھون

حیرت مین ہون کہ حیدر صفدر کو کیا لکھون

گر نور اُسکا دیکھ کہون شمس اور قمر ‏ ‏ وہ اُسکا ذرہ نور کا وہ اُسکا فیض
تارے تو جو ستارے ہین اُس نقش پا اوپر ‏ ‏ اور قطب بھی تو اُس سے ہی قائم ہے بے خبـ

حیرت مین ہون کہ حیدر صفدر کو کیا لکھون

گر فی المثل مین اسکو کہون رضوان جنان ‏ ‏ جھکتی ہین بار عجز سے جنت کی ڈالیان
اور جو بھلا مین خوبی رضوان سے دون نشان ‏ ‏ سو وہ بھی اُس کے باغ کا ادنیٰ ہی باغبان

گر ایک غم پڑے تو اُسے جی مزا اُٹھائے — اُس آسمان بیٹھے کو کہوں کس سے اب مین ہائے

فرصت تو سانس کی بھی نہین آہ کیا کرون
کیا بے بسی ہے اے مرے اللہ کیا کرون

چاہون کہ تجھکو عشق مین اپنے کرون اسیر — تو دور بھاگتا ہے مجھے جان کر حقیر
تُو نے مجھکو قتل کرتا ہے ظالم نہ دستگیر — کیا بے طرح کے غم مین پھنسا ہون مین اے نظیر

فرصت تو سانس کی بھی نہین آہ کیا کرون
کیا بے بسی ہے اے مرے اللہ کیا کرون

خمسہ در منقبت حضرت علی علیہ السلام

علی کی یاد مین رہنا عبادت اسکو کہتے ہین — علی کا وصف کچھ کہنا سعادت اسکو کہتے ہین
علی کی مدح کا پڑھنا کرامت اسکو کہتے ہین — علی کے نام کا لینا حلاوت اِسکو کہتے ہین

علی کی حب مین مرجانا شہادت اُسکو کہتے ہین

اُسی کو سر جھکا سجدہ کیا خورشید انور نے — اُسی کو لافتی ہر دم کہا اللہ اکبر نے
اُسی کو لحمک لحمی کہا جان پیمبر نے — اُسی کو دمک دمی کہا اُس شاہ برتر نے

خدا و مصطفی سے ہم قرابت اِسکو کہتے ہین

کیا مولا نے میرے گر کسی نے اک سوال آکر — جو مانگا اِک شتر اُسکو دلائے سیکڑون اشتر
اگر کچھ زر کی خواہش کی تو بخشے اسقدر گوہر — کہ اُسکا گھر بھرا اور اُسکے ہمسایونکا گھر باہر

کریم و اہل ہمت ہین سخاوت اِسکو کہتے ہین

امیر المومنین گردشت مین پڑھنے نماز آوے — وہین قامت کے کہنے کے لیے جبریل آجاوے
صفین حور و ملک غلمان و جن و انس کی لاوے — مرا مولا ہر اک سجدہ مین وصل حق ہی دکھلاوے

فرصت تو سانس کی بھی نہین آہ کیا کرون
کیا بے بسی ہے اے مرے اللہ کیا کرون

گر یار کی خوشی نکرون تو وہ ہو خفا ۔ اور جو اجل کو رد کرون تو مانے ہے وہ
عرصہ تھا زندگی کا سو گھڑیو نپہ آ لگا ۔ اِس دو گھڑی مین آہ مین کیا کیا کرون بھلا

فرصت تو سانس کی بھی نہین آہ کیا کرون
کیا بے بسی ہے اے مرے اللہ کیا کرون

گر اپنی زندگانی کا کرتا ہون مین حساب ۔ پل مارنے کی دیر ہے پانی کا جون حباب
کیونکر بہے نہ غم سے مرے آنسوؤن کا آب ۔ اتنی سی زندگی مین بھی کیا کیا سہون عذاب

فرصت تو سانس کی بھی نہین آہ کیا کرون
کیا بے بسی ہے اے مرے اللہ کیا کرون

جو جی چھپا کے اب نہ سہون یار کی جفا ۔ تو عاشقون کے بیچ کہاتا ہون بے د
اور جی کو دیکھتا ہون تو اکدن کی ہی ہوا ۔ ان مشکلون کے بیچ کرون آہ اب مین کیا

فرصت تو سانس کی بھی نہین آہ کیا کرون
کیا بے بسی ہے ای مرے اللہ کیا کرون

گر ہاتھ دھو کے بیٹھ رہون اب مین گیر کر ۔ تو لوگ طعنہ دیتے ہین نہین اس سے گھر بہ گھ
اور یار سے کہون تو وہ کرتا نہین نظر ۔ اِس بیکسی مین آہ نہ کیون ٹپکون اپنا سر

فرصت تو سانس کی بھی نہین آہ کیا کرون
کیا بے بسی ہے اے مرے اللہ کیا کرون

نے آہ کا مکان ہے نہ رونیکی ہے جائے ۔ نے دلکو میرے صبر نہ دلدار منہ لگا

ہوتی ہین زر کے واسطے ہر جا چڑھائیان
بندوقین اور ہین کہین توپین لگائیان
کٹتے ہین ہاتھ پانون گلے اور کلائیان
کُل زر کی ہو رہی ہین جہان مین لڑائیان
جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلائے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہائے زر

جتنی جہان مین خلق ہے کیا شاہ کیا وزیر
سب ہنگئے زر کے جال مین جی جان سے اسیر
پیر و مرید مفلس و محتاج اور فقیر
کیا کیا کہون مین خوبیان زر کی میان **نظیر**
جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلائے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہائے زر

در بیان شکوہ گذاری محبوب

اُس شوخ کے ستم کا گلہ آہ کیا کرون
بہتے ہین اشک شام و سحرگاہ کیا کرون
تن سوکھ کر ہوا ہے مرا کاہ کیا کرون
ملتا نہین ہے تو بھی وہ گمراہ کیا کرون
فرصت تو سانس کی بھی نہین آہ کیا کرون
کیا بے بسی ہے اے مرے اللہ کیا کرون

جس دن سے اُس سے لڑکے چھُٹا ہے مرا نصیب
ہون جانکنی مین تو بھی نہین جاگتا نصیب
دل بھر کے ایکدن نہوا دیکھنا نصیب
کن سختیون مین آن پڑا اب مین یا نصیب
فرصت تو سانس کی بھی نہین آہ کیا کرون
کیا بے بسی ہے اے مرے اللہ کیا کرون

ایدھر تو مجھکو قتل کرے ہے وہ نیک نام
اب یار کو مناؤن کہ رکھون اجل کو تھام
اودھر کو آ رہے ہین اجل کے مجھے پیام
اِس کشمکش مین اب کہو کیا کیا کرون مین کام

جا لوگ روم شام میں زر کو کماتے ہیں
دکھن سے زر کے واسطے سب یاں کو آتے ہیں
ماچین چین زر کے جہاز آتے جاتے ہیں
اور یاں سے زر کے واسطے دکھن کو جاتے ہیں

جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلا سے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہائے زر

سونے کی جدولیں جو کتابوں میں عام ہیں
جنکے ورق ہی سنہرے تمام ہیں
وہ جدولیں وہ رنگ وہ سونے کے کام ہیں
سب میں زیادہ انکی ہی قیمت ہیں نام ہیں

جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلا سے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہائے زر

اب جنکے گھر میں ڈھیر ہے سونے کے دام کے
سب ملکے پاؤں چومے ہیں اسکے غلام کے
ہر اک امیدوار ہیں اُن کے سلام کے
کیا رتبے ہیں طلا سے علیہ السلام کے

جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلا سے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہائے زر

کتنوں کے دلمیں دھن ہے کہ زر ہی ملیئے
کہتا ہے کوئی ہائے کہاں زر کو پائیے
کچھ کمائیے کھلائیے اور کچھ بنائیے
کیا کیجیے زہر کھائیے اور مر ہی جائیے

جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلا سے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہائے زر

سونا اگرچہ زرد ہے یا سرخ فام ہے
سب میں زیادہ حسن کی الفت کا دام ہے
لیکن تمام خلق کو اس سے ہی کام ہے
زر وہ ہے جسکا حسن بھی ادنیٰ غلام ہے

جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلا سے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہائے زر

کتنے تو زر کو نقش طلسمات کہتے ہین
کتنے خدا کی عین عنایات کہتے ہین
اور کتنے زر کو کشف و کرامات کہتے ہین
کتنے اسیکو قاضی الحاجات کہتے ہین
جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلا ے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہاے زر

آبِ طلا کی بوند بھی اب جسکے ہاتھ ہے
دنیا مین عیش مین بھی عشرت کے ساتھ ہے
وہ بوند کیا ہے چشمۂ آب حیات ہے
زر وہ ہے جس سے دونون جہا مین نجات ہے
جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلا ے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہاے زر

زر کھان مین گڑا ہے تو وان بھی بہار ہے
دیوار مین لگا ہے تو وان بھی بہار ہے
شمشیر پر چڑھا ہے تو وان بھی بہار ہے
گر خاک مین گڑا ہے تو وان بھی بہار ہے
جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلا ے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہاے زر

زر کے دیے سے پیر اور اُستاد نرم ہو
جو شوخ سنگدل ہے پریزاد نرم ہو
زر کے سبب سے دشمن ناشاد نرم ہو
زر وہ ہے جسکو دیکھکے فولاد نرم ہو
جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلا ے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہاے زر

پٹرے پہ گر لگا ہے طلائی کلابتون
ہو دسترس تو چور اُچکے کو کیا کہون
مین اُسکے تار تار کی تعریف کیا لکھون
میرے بھی دل مین ہے کہ مین ہی اِسکو چھین لون
جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلاۓ زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہاے زر

سب خوبیان بنی ہین یہ آدم کے واسطے
اور دم بنا ہے آہ فقط غم کے واسطے

جتنے جواہرات ہین سُرخ و سفید و لال
فیروزہ مونگا موتی و پکھراج خوشخصال
یاقوت لعل یمنی و نیلم فلک مثال
زر سیم فوج حشمت و املاک گنج ومال

سب خوبیان بنی ہین یہ آدم کے واسطے
اور دم بنا ہے آہ فقط غم کے واسطے

میوے ہین جتنے خشک و تر اس باغ مین لگے
خربوزے آم جامن و لیمون چکوترے
بادام پستے داکھ چھوہارے دکھ
نارنگی و انار بھی کیلے و سنگترے

سب خوبیان بنی ہین یہ آدم کے واسطے
اور دم بنا ہے آہ فقط غم کے واسطے

دنیا مین جتنے لوگ ہین کیا شاہ کیا فقیر
کیا عشرتین بہار کی کیا عیش دلپذیر
سب سُکھ مین ہین پر ایک نہ اک دُکھ مین
جن جنکا تمنے نام لیا اب میان نظیر

سب خوبیان بنی ہین یہ آدم کے واسطے
اور دم بنا ہے آہ فقط غم کے واسطے

دربیان تلاش زر

دنیا مین کون ہے جو نہین مبتلاے زر
آنکھون مین دلمین جان مین سینے مین جاے زر
جتنے ہین سب کے دل مین بھری ہے ہو
ہمکو بھی کچھ تلاش نہین اب سوا

جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلاے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہاے زر

جن و پری ہوں دل سے مرے آنکر مرید — جیتا رہوں تو شاہ جو مر جاؤں تو شہید

سمرن مجھے بھلی ہے یہ پنجتن کے نام کی

نعرہ کروں جو حیدری ہلجاویں سب پہاڑ — تھراویں چشمہ سار ہلیں ڈر سے بوٹے جھاڑ
گر خارجی ہو آوے مرے آگے مثل تاڑ — پکڑ یکدا اُسکی پھپنیک کے داڑھی کو دوں اُکھاڑ

سمرن مجھے بھلی ہے یہ پنجتن کے نام کی

اے دوستو عجب ہے بنا پنجتن کا نام — جسکے طفیل اتنے بر آتے ہیں سب کے کام
جو ہیں سو ہیں یہی ختم الخیر والسلام — اور میں جو ہوں نظیر تو کہتا ہوں صبح و شام

سمرن مجھے بھلی ہے یہ پنجتن کے نام کی

در اظہار نعمت ہائے خدا

یہ نعمتیں عیاں ہیں جو عالم کے واسطے — ہونگی یہ سب میاں اسی دم کے واسطے
کچھ تن کے واسطے ہیں کچھ اشکم کے واسطے — ہیں بیش بیش کے لیے کم کم کے واسطے

سب خوبیاں بنی ہیں یہ آدم کے واسطے
اور دم بنا ہے آہ فقط غم کے واسطے

محبوب گلعذار پریزاد سرخ فام — مطرب شراب ساقی و مینا صراحی جام
ناز و ادا و چوچلے دولت کی دھوم دھام — ہستی نشاط و عشرت و عیش و طرب مدام

سب خوبیاں بنی ہیں یہ آدم کے واسطے
اور دم بنا ہے آہ فقط غم کے واسطے

اسباب عشرت تو سنگے ہیں جتنے جہاں تہاں — گلدان پاندان عطردان زرفشان
[illegible] — مشک و گلاب عطر و چمن باغ و بوستان

آگے وہ بات یاد ہے پیارے
یہ وہ طوفان تو گھٹے اُن کے
گرچہ سچ کچھ نہ تھی خدا نہ کرے
ہم تو اب تک ہیں اُس سے شرمندے
بلکہ تجھکو بھی خوب ہونگے دھیان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

کیوں ستمگر یہ کیسی بات ہوئی
نوبت اب یاں تلک تو آپہونچی
اُسنے جو کچھ کہی سو تو نے سہی
اب نقارے ہی بجنے ہیں باقی
دیکھ عاشق نظیر کو پہچان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

در تعریف پنجتن پاک

ہے دلمیں میرے یاد جو بارہ امام کی
یہ بیت مجکو ورد ہے ہر صبح و شام کی
اور آرزو ہے ساقیٔ کوثر کے جام کی
تسلیم ہے ہزار دفعہ اور اُنکے نام کی
سمرن مجھے بھلی ہے یہ پنجتن کے نام کی

اول تو دل ہو صاف دوم جسم تابناک
چوتھے عدو کا خوف ہو جاوے سینہ پاک
سوم گناہوں دفع ہو جائیں گنہ سے پاک
اور پانچویں ہیں ہوں [illegible] الف کے
سمرن مجھے بھلی ہے یہ پنجتن کے نام کی

تن ہے سو پاک صاف معطر ہو مثل پھول
دونوں جہاں میں خوش ہوں از خدمت رسول
ہے روح شاد دل ہو سیر اکبھو ملول
روزہ نماز ورد وظائف ہوں سب قبول
سمرن مجھے بھلی ہے یہ پنجتن کے نام کی

بھاگے چڑیل کانپ اُٹھے بھوت اور پلید
[illegible] دیو چھپتے پھریں [illegible]

کتنے سُن سُن کے ہوش کھوتے تھے
ہم اِسی دن کو یار روتے تھے
آخر اُٹھے تو یہ نئے طوفان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

کہ بھلا وہ جو کچھ کہے تھا جب
آہ اب ہمکو اِس سے کیا مطلب
کچھ ہے سچ یا کہ جھوٹ ہے یہ سب
سچ بھی ہوگا تو تو کہے گا کب
شرم کا ہے کو کھلنے دے گی زبان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

تو جو راتون کو اُسمین جاتا ہے
قہقہے مار کھلکھلاتا ہے
جیمین پھولا نہین سماتا ہے
ہمکو اب پھر یہ ہول آتا ہے
کہین ویسے ہی پھر نہو بہتان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

آج جانا کہین جو ہے ٹھانا
آفت اس حسن پر تو مت لانا
دیکھیو اِن کے ساتھ مت جانا
اُنکے زنہار دم مین مت آنا
اُن سے ڈرتا ہے ہر گھڑی شیطان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

تو بھلا گو کہ ہوشیار رہا
تجھے غافل نشے مین جب پایا
بہر دیا جب نشا دغا سے پلا
پھر اچھوتا کسی نے کب چھوڑا
رحم کر اپنے حال پر اے جان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

کچھ نہ پھر بن سکیگا اے نادان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

کل تو وان ایک گوراسا لڑکا — اپنے یار و نمین کچھ وہ کہتا تھا
ہم تو جانین وہ صاف تھا جھوٹا — یا خدا جانے تھا وہی سچا

تو تو اسطور کا نہین انسان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

ہمنے پوچھا کہ کیا لیا بوسا — وہ تو کچھ اور ہی چہر کا
مین کہا ہاتھ سینے پر پھیرا — اُسے سودا ہے ہار لا ڈالا

جانے اب اُس کا دین اور ایمان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

ہمنے اُس سے کہا تو جھوٹا ہے — کیا وہ ایسا خراب و رسوا ہے
بولا صاحب تمھین تو سودا ہے — وان تو جھگڑا ہی سارا پرچا ہے

کیا تمھارے ہین بند اب تک کان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

ہمنے پھر بات کھود کر پوچھی — کیا کسی نے لگا لیا چھاتی
بولا وہ تم تو سنتے ہو کم جی — اجی ترکی ہی وان تمام ہوئی

جب تو کچھ ہم بھی ہو گئے حیران
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

اور کبھی اُسکے چرچے ہوتے تھے — کتنے موتی کھڑے پروتے تھے

گھر ہو بہشت جسکا اور بھر رہی ہو دولت
پھر مرتے وقت اُنکو کیونکر نہووے حسرت
اسباب عشرتوں کے محبوب خوبصورت
کیا سخت بے بسی ہے کیا سخت ہے مصیبت

ڈرتی ہے روح یارو اور جی بھی کانپتا ہے
مرنیکا نام مت لو مرنا بُری بلا ہے

کھانے کو اُنکے نعمت سو سو طرح لگی تی
کوڑی کی جھونپڑی بھی چھوڑی نہیں ہے جاتی
اور وہ نپا وین ٹکڑہ دیکھو ٹک اُنکی چھاتی
لیکن نظیر سب کچھ یہ موت ہے چھڑاتی

ڈرتی ہے روح یارو اور جی بھی کانپتا ہے
مرنیکا نام مت لو مرنا بُری بلا ہے

در رازداری محبوب

سُن لے اے شوخ گلبدن نادان
اس طرح بھر کے منہہ چبا کر پان
تجھے کہہ کہہ کے ہم ہوے حیران
غیر سے تو ہنسا نہ کر ہر آن

اس میں ہو گا ہمارے جی کا زیان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

گلبدن تالیاں بجا دینگے
کتنے آنکھوں میں مُسکرا دینگے
غنچہ لب مُنہہ بنا چڑھا دینگے
کتنے آئینہ لا دکھا دینگے

کیسا چھیڑینگے ہر گھڑی ایجان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

جو خوبان میں خوار ہووے گا
تھ پھر سر پہ رکھ کے رووے گا
اپنی سب دلبری ڈبووے گا
بات سب مُفت اپنی کھووے گا

جیتوں کے دل کو ہر دم کیا عیش پے بہ پے ہے
جب مر گئے تو ہرگز می ہے نہ کوئی شئے ہے
گلزار ناچ سیر ہیں ساقی صراحی مَے ہے
اِس مرگ کے ستم کو کیا کیا کہوں نہیں ہے

ڈرتی ہے روح یارو اور جی بھی کانپتا ہے
مرنیکا نام مت لو مرنا بُری بلا ہے

ہر دم کی بات جو تھے مالک یہ اپنے گھر کے
یوں مٹ گئے کہ گویا تھے نقش رہ گذر کے
جب مر گئے تو ہرگز گھر کے رہے نہ در کے
پوچھا نہ پھر کسی نے یہ تھے میاں کدھر کے

ڈرتی ہے روح یارو اور جی بھی کانپتا ہے
مرنیکا نام مت لو مرنا بُری بلا ہے

مرنیکے بعد کوئی اُلفت نہ پھر جتاوے
جو دیکھے انکی صورت دہشت سے بھاگ جاوے
نے بیٹیا پاس آوے نے بھائی مُنہ لگاوے
اس مرگ کی جفائیں کیا کیا نہیں بتا...

ڈرتی ہے روح یارو اور جی بھی کانپتا ہے
مرنیکا نام مت لو مرنا بُری بلا ہے

پیتے تھے دودھ شربت اور چابتے تھے میوہ
بچے یتیم ہوگئے بی بی کہائی بیوا
مرتے ہی پھر کچھ اُن کا سکہ رہا نہ بھینو
اِس مرگ نے اُکھاڑا اکس کس کے بن کا لیو...

ڈرتی ہے روح یارو اور جی بھی کانپتا ہے
مرنیکا نام مت لو مرنا بُری بلا ہے

جب روح تن سے نکلی آنا نہیں یہاں پھر
ہاتھی پہ چڑھ سکے یا پھر گھوڑے پہ چڑھ سکے ہاں پھر
کاہے کو دیکھتے ہیں یہ باغ و بوستان پھر
جب مر گئے تو لوگو یہ عشرتیں کہاں پھر

ڈرتی ہے روح یارو اور جی بھی کانپتا ہے
مرنیکا نام مت لو مرنا بُری بلا ہے

جب عمر کے پیالے دونو نگے آ ساعت پر معمور ہوے — یاں حبہ تسبیح دور ہوے واں ساغر شیشہ چور ہوے

سب جیتے جی کے جھگڑے ہیں سچ پوچھو تو کیا خاک ہوے
جب موت سے آکر کام پڑا سب قصے قضیے پاک ہوے

اِس دنیا کی دھن دولت میں گر شاہ سلیمان جاہ چلے — یا ٹھہرے میر وزیر اعظم یا راجہ بنکر آہ چلے
منہ دیکھ اجل کے لشکر کا تب لیکر گھر کی راہ چلے — نے ہاتھی گھوڑے سنگ گئے نے تخت چھپر ہمراہ چلے

سب جیتے جی کے جھگڑے ہیں سچ پوچھو تو کیا خاک ہوے
جب موت سے آکر کام پڑا سب قصے قضیے پاک ہوے

حاکم یا محکوم ہوے یا قائل یا معقول ہوے — یا خادم یا مخدوم ہوے یا جاہل یا مجہول ہوے
...ردوار ہوے سردار ہوے مردود ہوے مقبول ہوے — کچھ اور نہ دیکھا آخر کو سب انت اسی میں دھول ہوے

سب جیتے جی کے جھگڑے ہیں سچ پوچھو تو کیا خاک ہوے
جب موت سے آکر کام پڑا سب قصے قضیے پاک ہوے

...ر بخیلی زہر ہوے یا بخشش میں تریاک ہوے — یا نخل ہوے پر میوہ نکے یا خالی یا توں ڈھاک ہوے
عمر گذاری عشرت میں یا سو غم سے غمناک ہوے — پھل پھول بھی کھا گئے گلشن کے یا کلیونکی خاشاک ہوے

سب جیتے جی کے جھگڑے ہیں سچ پوچھو تو کیا خاک ہوے
جب موت سے آکر کام پڑا سب قصے قضیے پاک ہوے

در بیان موت

...نیا کے بیچ یا رو بس زیست کا مزا ہے — جیتونکے واسطے ہی یہ ٹھاٹھ سب ٹھٹھا ہے
...ب مرگئے تو آخر پھر عمر خا کیا ہے — نے باپ ہے نہ بیٹا نہ یار آشنا ہے

ڈرتی ہے روح یارو اور جی بھی کانپتا ہے — مرنیکا نام ستا تو مرنا بڑی بلا ہے

کل ہو جو گیا اس صف مژگان سے مقابل
بسمل سا تڑپتا تھا سر شام سے گھا[illegible]
چپ ہونے سے اب مجھکو یقین ہوگیا کامل
شاید کہ مُوارات کو سینے مین مراد[illegible]
نے آہ نہ زاری نہ دم سرد نہ نالا

نے زر ہے مرے پاس جو اُس شوخ کو دیوُن
نے زور کہ دھمکا کے اُسے پاس بلا[illegible]
کچھ بن نہین آتا ہے کِسے جا کے سناؤن
گر بس ہو مرا تو مین کسی چور سے کہد[illegible]
جا آج پلنگ اُسکے تو سونے کا اُٹھالا

دنیا مین جو کرتا ہے کسیکی کوئی اب چاہ
سب ناز اُٹھاتا ہے وہ اُس شوخ کے د[illegible]
خوبان کے مزاجون سے ابھی تو نہین آگاہ
وہ آپ سے روٹھا نہین ملنے کا نظی[illegible]
کیا دیکھے ہے چل پانوُن پڑا اور اُسکو منالا

در بیان فنا

پڑھ علم گئے اُس دنیا مین گر کامل فہمی دراک ہوئے
اور لاد کتابین اونٹون پر بھی مغنی کے دراک[illegible]
معقول پڑھے منقول پڑھے ہر منطق مین چالاک ہوئے
یان جتنے علم کے دریا ہین اُن دریا کے پیراک[illegible]
سب جیتے جی کے جھگڑے ہین سچ پوچھو تو کیا خاک ہوئے
جب موت سے آکر کام پڑا سب قصے قضیے پاک ہوئے

مشہور حکیم اور بید ہوئے یان پڑھکر علم طبابت کا
ڈالان کتابون نسخون کا اور نسخون سے صندوق[illegible]
جب موت مرض نے آن لیا سب [illegible]
گو نسخے لاکھ مجرب تھے پر کام نہ آیا اک نسخہ[illegible]
سب جیتے جی کے جھگڑے ہین سچ پوچھو تو کیا خاک ہوئے
جب موت سے آکر کام پڑا سب قصے قضیے پاک ہوئے

یا مست شرابی رند ہوئے یا زاہد تا مقدور رہوے
یا پی پیکر دلشاد ہوئے یا چلو مین مسرور ہو[illegible]

خمسہ بر غزل خود

تھا وصل کا جسطور نشا دل مین دوبالا
ویسا ہی فلک نے یہ خلل ہجر کا ڈالا
یونکر نہ بہے اشک سے اب اشک کا نالا
پھر ہو کے خفا روٹھ گیا ہم سے وہ لالا
اے داغ مبارک ہو تجھے منصبِ والا

بتے کو مرے سامنے ہرگز نہ بچھانو
اثبات جو کرنا ہے تو اسبات کو چھانو
جھوٹ نہین تم اِسے مانو کہ نہ مانو
شیرین کے ورا او پر یہ جو ہے شیر نہ جانو
فرہاد کے لوہو کا چھلکتا ہے پیالا

مر عمر کبھی ہم سے ہوا تھا نہ جدا وہ
کل اُس کے تئین لیگیا اِک شوخ جفا جو
یتا ہے خدا جانے و یا مر گیا رو رو
کیا جانیے کس حال مین ہو ویگا عزیزو
دل آج مرا سلمہ اللہ تعالےٰ

ہ گرچہ لڑکپن ہی مین بھی شوخ وہ مشہور
ہر دم مین کسیکے نہین آتا ہے بہ مقدور
کیا مین کرون اسکی اب عیاریکا مذکور
بوسے کی طلب کی تو کہا ناز سے چل دور
اور دل کو کہا لے تو وہین ہنس کے کہالا

سب اُٹھا جان تجھے مین جو چاہا
جو ظلم و ستم تو نے کیا مین نے اُٹھایا
نزع مین ہون تیرے تغافل سے اہاہا
رُک رُک کے ترے ہجر مین اے رشک مسیحا
مرتا ہون مری اب کوئی سب جلنے کی دوالا

شوخ کو یارو کوئی یہ جا کے سُناؤ
یعنی مجھے اِس ہجر کے زندان سے چھڑاؤ
باقی نہین مجھ سے تم اب ہاتھ اُٹھاؤ
مجھ ضعف کے مارے کو نہ زنجیر پنھاؤ
کافی ہے مرے قید کو اک مکڑی کا جالا

خرقہ تر دامن و سجادہ شراب آلودہ

لیگیا شوق جو واں سبکو اٹھا دوش بدوش
دیکھکر مجھکو پڑا خواب میں غفلت کے خموش
جاتے ہی در پہ گرا پیر مغاں کے مدہوش
آمد افسوس کناں مغبچۂ بادہ فروش
گفت بیدار شو اے رہرو خواب آلودہ

جب میں جاگا تو کہا اُس نے بہ شیریں سخنی
دور کر دل سے یہ غفلت جو ہے خوباں کی منی
یعنی ہے جان تری عشق مجازی کی بنی
در ہوا لب شیریں دہنا چند کنے
جوہر روح بہ یاقوت مذاب آلودہ

اے ہوسناک یہ ہے میکدۂ قدس مقام
تو بھی وہ مے جو پیا چاہے تو اے نیک انجام
بیٹھے مستانِ ازل کرتے ہیں یاں شرب مدام
شست و شوے کن و آنگہ بخرابات خرام
تا نگردد ز تو این دیر خراب آلودہ

گر تجھے عشق حقیقی سے ہے کچھ دی توفیق
ایک ادنیٰ سا یہ اُس عشق کا نکتہ ہے دقیق
تو تو سیکھ آن کے یاں اہل طریقت کا طریق
آشنایانِ رہِ عشق دریں بحر عمیق
غرق گشتند و نہ گشتند بآب آلودہ

یہ وہ دریا نہیں تو جس میں کرے آ کے شنا
گر تو چاہے کہ یہاں آوے تو ہو غرق ریا
یہ تو ہے معدنِ انوار و یقین صدق و صفا
پاک صافی شو و از چاہ طبیعت بر آ
کہ صفائی ندہد آب تراب آلودہ

ہمتو بھرتے ہیں لئے عشق میں اپنا خانہ بدوش
کچھ جو حافظ نے کہا یار سے ہو دوش بدوش
کل عجب طرح کا اک نکتہ ہوا گوہر گوش
گفت حافظ بروایں نکتہ بیاران مخروش
آہ ازیں لطف بانواع عتاب آلودہ

ورین دریاے ناپیدا کرانہ

کیا ہے گر بے مجھے منزل سے محرم
کہا جب مین نے یہ نکتہ تو اُس دم
تو رستے مین نہ چھوڑا اے خضر عالم
زساقیِ کمان ابرو شنیدم
کہ اے تیر ملامت را نشانہ

یہ رہ باریک ہے اور تو ہے فربہ
گمان و وہم کی جاگہ نہین یہ
گمان اِس عزم کے ہرگز نکر رہ
برو این دام بر مرغ دگر نہ
کہ عنقا را بلندست آشیانہ

اگر ہے تجھکو اِس رہ سے سروکار
نہ رکھیو بو خودی کی کچھ خبردار
تو ہو سب ماسوا سے تارک اے یار
نہ بندی زان میان طرفی کمروار
اگر خود را بہ بینی در میانہ

وہی عاشق وہی معشوق و دلجوست
وہی حامی وہی دشمن وہی دوست
وہی تو اور وہی مغز اور وہی پوست
شراب و ساقی و شاہد ہمہ اوست
خیال آب گل در رہ بہانہ

نظیر اب چو نتو شیدائیست حافظ
نہ دریا ؤ نہ صحرائیست حافظ
تن خاکی عجب جائیست حافظ
وجودِ ما معمائیست حافظ
کہ تحقیقش فسون ست و فسانہ

خمسۂ ثانی

تھا جو از بسکہ مین عصیان مین خراب آلودہ
اہل تقوی کا سمجھ دانہ و آب آلودہ
طاعت مکر سے رہتا تھا حجاب آلودہ
دوش رفتم بدر میکدہ خواب آلودہ

بہ بین تا پادشہ یا پاسبانند

کہاں ہے انکی وہ شان جلالت — کہاں وہ تاج و تخت و ملک و دولت
یہ سنکر مجھ سے وہ صاحب کرامت — بگفتا تختہ برکندن چہ حاجت
کہ میدانم کہ مشت استخوانند

گھڑی کی عمر ہو یا لاکھ کا سن — نظیر اس بزم سے چلنا ہے اک دن
جو ہوں بیمار ظاہر یا کہ باطن — نصیحت دارو تلخست ولیکن
نہ دارو خانۂ سعدی ستانند

خمسہ بر غزل حافظ رحمۃ اللہ علیہ

کہاں وہ کیقبادی کارخانہ — کہاں وہ مے وہ جام خسروانہ
کہوں کیا تجھ سے اے یار یگانہ — سحرگاہانہ مخمور شبانہ
گرفتم بادہ با چنگ و چغانہ

پڑا جب گوش میں وہ نالۂ نے — تو سوجھی اور ہی عالم کی اک شے
ہوئی مستی وہ مدہوشی جو درپے — نہادم عقل را رہ توشہ از مے
بہ ملک عاقبت کردم روانہ

کیا پہلے ہی ساغر نے یہ دل شاد — کہ سر اپنا رہا مجھکو نہ پایاد
تو مجھکو کرکے اور اک جام امداد — نگار مے فروشم عشوہ داد
کہ ایمن گشتم از مکر زمانہ

ہوا جب میں نہایت شاد و خرم — تو رکھکر سر قدم پر اسکے ہر دم
کہا میں نے اسے اے ساقی جم — بدہ کشتی مے تا خوش برانم

ھو دنیا کے رشتون مین تو پابند
زن و فرزند یار و خویش و پیوند

برادر خواندگان کاروانند

جہان تک یہ تماشے ہین مقابل
اگر دانا ہے تو اے مرد عاقل
ارے ناداں یہ سب ہین نقش باطل
بناید جُستن اندر جستجے دل

کہ بے ایشان بمانے تا بمانند

تکبر مین نکر عمر اپنی برباد
تجھے کیا آہ یہ نکتہ نہین یاد
مچا مت اپنے ہاتھون داد بیداد
نہ اول خاک بود است آدمی زاد

بہ آخر چون ببینی ہمانند

تونگر کیا غنی کیا شاہ درویش
سبھون کو ایک دن چلنا ہے درپیش
امیر وقت کیا محتاج دلریش
پس آن بہتر کہ اول آخر خویش

ببیند پیشند و قدر خود بدانند

برا سر کام مین دنیا کے گندے
ذرا تو دیکھ اے خالق کے بندے
غرور و کبر مین مت اپنا تن دے
زمین چندے بخورد از خلق و چندے

ہنوز از کبر سر بر آسمانند

گیا اکدن مین گورستان مین دل سرد
دیکھا ہے با چشم و رُخ زرد
پڑی اُڑتی تھی وان ہر قبہ پر گرد
لگے بر تربتے فریاد مے کرد

کہ اینہا پادشاہان جہانند

وہ ہین جنکے تن تھے گورے گورے
تھے سلطنت کے انکے تورے
مرصع جام و زرین آبخورے
بہ گفتم تختہ بر کن زگورے

تم ظہور اولین ہو یا محمد مصطفےٰ
ہم دم جان آفرین ہو یا محمد مصطفےٰ
تم ہی خیر الآخرین ہو یا محمد مصطفےٰ
وجہ قرآن مبین ہو یا محمد مصطفےٰ
نزہتِ بستان دین ہو یا محمد مصطفےٰ

احمدِ مختار ہو تم یا شہِ ہر دوسرا
خلق مین خواہش سے تم جس امر کی رکھو بنا
ہے تمھارے حکم کے تابع قدر بھی اور قضا
دیر اک پل درمیان آئے نہین ممکن ذرا
جس گھڑی چاہو وہین ہو یا محمد مصطفےٰ

آپ کے نقش قدم سے جو مشرف ہو زمین
راز توخالقت کے تمکو ہی کھلے ہین شاہ دین
دیکھتا ہے اُسکی رفعت رات دن عرش برین
اور جو جو کچھ کہ ہین اسرار رب العالمین
سب کے تم برحق امین ہو یا محمد مصطفےٰ

آپ کا فضل و کرم کونین مین مشہور ہے
حشر مین گرچہ سزا ملنے کا بھی دستور ہے
اور تمھین ہر طور سے لطف و کرم منظور ہے
کیا ہوا لیکن دل اس اُمید سے مسرور ہے
تم شفیع المذنبین ہو یا محمد مصطفےٰ

مخبر صادق ہو تم اور حضرت خیر الورا
ہے تمھاری ذات والا منبع لطف و عطا
سرورِ ہر دوسرا اور شافع روز جزا
کیا نظیر اک اور بھی سب کی مدد کا آسرا
یاں بھی تم واں بھی تمھین ہو یا محمد مصطفےٰ

خمسہ بر غزل مولانا سعدی رحمۃ اللہ علیہ

نمیدانم کہ این مردم کیانند
دلا پیش آن کہ این عالم برانند
چو یاران رفتہ ز خود بگذرانند
بیفگن خیمہ تا محمل برانند
کہ ہمراہان آن عالم روانند

میان اس جا بجز ذات خداوند
نہ بھائی ہے کوئی اپنا نہ فرزند

ترا شکر احسان ہو کس سے ادا ۔۔۔ ہمین غیر سے تو نے پیدا کیا
کیے اور الطاف بے انتہا ۔۔۔ نظیر اس سوا کیا کہے سر جھکا
یہ سب تیرے اکرام ہین یا کریم

منقبت جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تم شہ دنیا و دین ہو یا محمد مصطفےٰ ۔۔۔ سرگروہ مسلمین ہو یا محمد مصطفےٰ
حاکم دین متین ہو یا محمد مصطفےٰ ۔۔۔ قبلۂ اہل یقین ہو یا محمد مصطفےٰ
رحمۃ للعالمین ہو یا محمد مصطفےٰ

آسمان تمنے شب معراج کو روشن کیا ۔۔۔ عرش و کرسی کو قدم اپنے سے دی نور ضیا
رنگ و بو جنت کے گلشن کی بڑھائی پر ملا ۔۔۔ جس جگہ وہم ملائک کو نہین ملتی ہی جا
وان کے تم مسند نشین ہو یا محمد مصطفےٰ

ہے تمھاری پشت پر مہر نبوت کا نشان ۔۔۔ اور تمھارا وصف طہٰ و یسین مین عیان
معجزے جو ہین تمھارے اُنکا کب ہووے بیان ۔۔۔ کشور اعجاز جو ہے اُسکے تم باعز و شان
صاحب تاج و نگین ہو یا محمد مصطفےٰ

تمکو ختم الانبیا حق بھی حبیب اپنا کہے ۔۔۔ اور سدا روح الامین آوے ادب سے وحی لے
کس نبی کو یہ مدارج ہین تمھارے سے ملے ۔۔۔ ہے نبوت کا جو اقدس بحر بس اُس بحر کے
گوہر یکتا تمھین ہو یا محمد مصطفےٰ

ہین جو یہ دونون جہان کی آفرینش کے چمن ۔۔۔ جسمین کیا کیا کچھ عیان ہین صنع خالق کے حسن
باعث خلق اُنکے ہو تم یا حبیب ذوالمنن ۔۔۔ اور اک مطلع پڑھو تمہین مین سے جسکے سخن
سو سعادت کے قرین ہو یا محمد مصطفےٰ

در حمد الٰہی

الٰہی تو فیاض ہے اور کریم — الٰہی تو غفار ہے اور رحیم
مقدس معلیٰ منزہ علیم — نہ تیرا شریک اور نہ تیرا سہیم
تری ذات والا ہے یکتا قدیم

ترے حسن قدرت نے یا کردگار — کیے ہیں جہان مین وہ نقش و نگار
پہونچتی نہین عقل اُنھین ذرہ وار — تحیر مین ہین دیکھکر بار بار
ہین جتنے جہان مین ذہین و فہیم

زمین پر سمٰوات گردان کیے — نجوم اُنمین کیا کیا درخشان کیے
نباتات بیحد نمایان کیے — عیان بحر سے دُر و مرجان کیے
حجر سے جواہر کبھی اور زر و سیم

شگفتہ کیے گل بہ فصل بہار — عنادل بھی اور قمری و کبک سار
بر و برگ و نخل و شجر شاخسار — طراوت سے خوشبو سے ہنگام کار
روان کی صبا ہر طرف اور نسیم

بیان کب ہو خلقت کی انواع کا — جو کچھ حصر ہووے تو جاوے کہا
خصوصًا بنی آدم خوش لقا — شرف ان سبھو مین اُنھین کو دیا
یہ اسلام و ایمان و دین قدیم

عطا کی اُنھین دولتِ معرفت — عبادت اطاعت نکو منزلت
حیا حسن و الفت ادب مصلحت — تمیز و سخن خلق خوش مکرمت
فراوان دیے اور ناز و نعیم

ہوتا ہے شاد اُس مین جو کرتا گذار ہے

ہین بیچمین مکان کے وہ دو مرقدین جویان — گرد اُن کے ایک جالی مجمر ہے درفشان
سنگلین گل جو اُسمین بنائے ہین نہ نشان — پتی کلی سہاگ رگ و رنگ ہے عیان
جو نقش اُسمین ہے وہ جواہر نگار ہے

دیوار و نیر ہین سنگ مین نازک عجب نگار — آئینے بھی لگے ہین مخلّی ہو تابدار
دروازے پر لکھا خط طغرا ہے طرفہ کار — ہر گوشے پر کھڑے ہین جو مینار اُسکے چار
چارون سے طرفہ اوج کی خوبی دوچار ہے

پہلو مین ایک برج بسے کہتے ہین اُسے — آتے نظر ہین اُس سے مکان دور دور کے
مسجد ہے ایسی جسکی صفت کس سے ہو سکے — پھر اور بھی مکان ہین ادھر اور اُدھر کھڑے
دروازۂ کلان بھی بلند استوار ہے

جو صحن باغ کا ہے وہ ہے دلکشا سوا — آتی ہے جسمین گلشن فردوس کی ہوا
ہر سو نسیم چلتی ہے اور ہر طرف ہوا — ہلتی ہین ڈالیان سبھی ہر گل ہے جھولتا
کیا کیا روش روش پہ ہجوم بہار ہے

سرو سہی کھڑے ہین قرینے سے نسترن — کوکو کرے ہین قمریان ہو کر شکر شکن
رابیل سیوتی سے بھرے ہین چمن چمن — گلنار لالہ و گل و نسرین نسترن
نوارے چھوٹ رہے ہین روان جوئبار ہے

وہ تاجدار شاہ جہان صاحب سریر — بنوایا ہے اُنھون نے لگا سیم و زر کثیر
جو دیکھتا ہے اُسکے یہ ہوتا ہے دلپذیر — تعریف اس مکان کی مین کیا کیا کرون نظیر
اِسکی صفت تو مشتہر روزگار ہے

ساقی و جام شرابی کی خوشامد کیجے
پارسا رند خرابی کی خوشامد کیجے

جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے
حد تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

مرد و زن طفل و جوان خرد و کلان پیر و فقیر
سبکے دل ہوتے ہین پھندے مین خوشامد کے اسیر
جتنے عالم مین ہین محتاج و گدا شاہ و وز[یر]
تو بھی واللہ بڑی بات یہ کہتا ہے نظیر

جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے
حد تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

تاج گنج کے روضے کی تعریف مین

یارو جو تاج گنج یہان آشکار ہے
خوبی مین سب طرح کا اسے اعتبار ہے
مشہور اسکا نام بہ شہر و دیار ہے
روضہ جو اُس مکان مین دریا کنار ہے
نقشہ مین اپنے یہ بھی عجب خوش نگار ہے

روئے زمین پہ یون تو مکان خوب ہین میان
سنگ سفید سے جو بنا ہے قمر نشان
پر اس مکان کی خوبیان کیا کیا کرون بیا[ن]
ایسا چمک رہا ہے تجلی سے یہ مکان
جس سے بلور کی بھی چمک شرمسار ہے

گنبد سے اسکا زر بلندی سے بہرہ مند
اور وہ کلس جو ہے سر گنبد سے سربلند
گرد اُسکے گمزیان بھی چمکتی ہوئی ہین چند
ایسا ہلال اُس مین سنہرا ہے دلپسند
ہر بار جسکے خم پہ مہ نو نثار ہے

گنبد کے نیچے اور مکان ہین جو آس پاس
برسون تک اُس مین رہیے تو ہو وے نہ جی اداس
وہ بھی برنگ سیم چمکتے ہین خوش اساس
آتی ہے ہر طرف سے گل یاسمن کی باس

جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے
حق تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

…ں کرتے ہیں وہی جنکا خوشامد کا مزاج
جو نہیں کرتے وہ رہتے ہیں ہمیشہ محتاج
…آتا ہے خوشامد سے مکان ملک اور تاج
کیا ہی تاثیر کی اس نسخہ نے پائی ہے رواج

جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے
حق تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

…ب دیکھا تو خوشامد کی بڑی ہستی ہے
غیر کیا اپنے ہی گھر بیچ یہ سُکھ دیتی ہے
…ہی خوشامد کے سبب چھاتی لگا لیتی ہے
نانی دادی بھی خوشامد سے دعا دیتی ہے

جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے
حق تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

…ں کہتی ہے میاں آ ترے صدقے جاؤں
ساس بولی کہیں مت جا ترے صدقے جاؤں
…کہتی ہے کہ کچھ کھا ترے صدقے جاؤں
سالی کہتی ہے کہ بھیا ترے صدقے جاؤں

جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے
حق تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

…ا ہے جو خوشامد سے سروکار اُسے
ڈھونڈتے پھرتے ہیں اُلفت کے خریدار اُسے
…نا ملتے ہیں اور چاہے ہیں سب یار اُسے
اپنے بیگانے غرض کرتے ہیں سب پیار اُسے

جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے
حق تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

…لمی اور روغنی آپ کی خوشامد کیجے
نان بائی و کبابی کی خوشامد کیجے

اب کس کا ننگ برا کہیے اور کس کا روپ بھلا کہیے
گر زم کی مہیہ لگی ہے یہ ہانبو و مزاج پر چھا
یہ سب تماشے دیکھ نظیر اب چپ ہی رہیے کیا کہیے
کچھ بات نہیں بن آتی سنہ چپ چاپ ہی کیجئے

غل شور ہوا اک ہو اور جھگڑا پانی آتشی ہے
ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے

خوشامد کے بیان میں

دل خوشامد سے ہر اک شخص کا کیا راضی ہے
آدمی جن و پری بھوت بلا راضی ہے
بھائی فرزند بھی خوش باپ چچا راضی ہے
شاد مسرور غنی شاہ و گدا راضی ہے

جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے
حق تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

اپنا مطلب ہو تو مطلب کی خوشامد کیجے
اور نہ ہو کام تو اُس ڈھب کی خوشامد کیجے
اولیا انبیا اور رب کی خوشامد کیجے
اپنے مقدور غرض سب کی خوشامد کیجے

جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے
حق تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

چار دن جسکو خوشامد سے کیا جھک کے سلام
وہ بھی خوش ہوگیا اپنا بھی ہوا کام میں
بڑے عاقل بڑے دانا نے نکالا ہے یہ دام
خوب دیکھا تو خوشامد ہی کی آمد ہے تمام

جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے
حق تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

پیار سے جوڑ دو سیاں جسکی طرف ہاتھ جو آہ
وہیں خوش ہوگیا کرتے ہی وہ ہاتھوں پہ نگاہ
غور سے ہمنے جو اس بات کو دیکھا واللہ
کچھ خوشامد ہی بڑی چیز ہے اللہ اللہ

...ئی بھائی باپ چچا نانا کوئی دادا پوتا کہاتا ہے — جب دیکھا خوب تو آخر کو نے رشتہ ہے نے ناتا ہے

غل شور ببولا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے
ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے

...ئی پھول کے بیٹھے مسند پر کوئی رکھوالی ہے دولت کو — کوئی بولے اپنا مجھ سے لو اور میرا ہو سو مجھکو دو
...ئی لڑتا ہے کوئی مرتا ہے کوئی جھگڑے حق ناحق کو — جب دیکھا خوب تو آخر کو کچھ لینا ایک نہ دینا دو

غل شور ببولا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے
ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے

...ل نجومی عامل ہے اور فاضل ملا سیانا ہے — کوئی عاقل کامل ہے دانا کوئی مست پڑا دیوانا ہے
...ند قطیتا فال فسون اور جادو منتر لانا ہے — جب دیکھا خوب تو آخر کو سب حیلہ مکر بہانا ہے

غل شور ببولا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے
ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے

...ئی لوٹے کوچے گلیوں میں تیار کسی کا ڈیرا ہے — کوئی باغ کنواں بنواتا ہے اور کہیں کسی نے گھیرا ہے
...ن قضیے جھگڑے رہتے ہیں یہ میرا ہے یہ تیرا ہے — جب دیکھا خوب تو آخر کو نے تیرا ہے نے میرا ہے

غل شور ببولا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے
ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے

...ئی ٹوپی ٹوپ بناتا ہے کوئی باندھے پھرے عمامہ ہے — کوئی صاف برہنہ پھرتا ہے نہ کپڑا نہ پاجامہ ہے
...اب گزی اور گاڑھی کا نت قصہ ہے ہنگامہ ہے — جب دیکھا خوب تو آخر کو نا پگڑی ہے نا جامہ ہے

غل شور ببولا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے
ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے

محبوب نشہ میں جھکتے ہوں تب دیکھ بہاریں ہولی کی

ہو ناچ رنگیلی پریوں کا بیٹھے ہوں گلرو رنگ بھرے   کچھ بھیگی تانیں ہولی کی کچھ ناز و ادا کے ڈھنگ بھرے
دل بھولے دیکھ بہاروں کو اور کانوں میں آہنگ بھرے   کچھ طبلے کھڑکیں رنگ بھرے کچھ عیش کے دم منہ چنگ بھرے
کچھ گھنگرو تال جھنکتے ہوں تب دیکھ بہاریں ہولی کی

سامان جہاں تک ہوتا ہے اس عشرت کے مطلوبوں کا   وہ سب سامان مہیا ہو اور باغ کھلا ہو خوبوں کا
ہر آن شرابیں ڈھلتی ہوں اور ٹھٹھ ہو رنگ کے ڈوبوں کا   اس عیش مزے کے عالم میں اک غول کھڑا محبوبوں کا
کپڑوں پر رنگ چھڑکتے ہوں تب دیکھ بہاریں ہولی کی

اور ایک طرف دل لینے کو محبوب بھویوں کے لڑکے   ہر آن گھڑی گت بھرتے ہوں کچھ گھٹ گھٹ کے کچھ بڑھ بڑھ کے
کچھ ناز جتاویں لڑ لڑ کے کچھ ہولی گاویں اڑ اڑ کے   کچھ لچکے شوخ کمر پتلی کچھ ہاتھ چلے کچھ تن پھڑکے
کچھ کافر نین مٹکتے ہوں تب دیکھ بہاریں ہولی کی

یہ دھوم مچی ہو ہولی کی اور عیش مزے کا جھکڑ ہو   اس کھینچا کھینچ گھسیٹی پر بھڑوے رنڈی کا پھکڑ ہو
معجون شرابیں ناچ مزا اور ٹکیا سلفا کھکڑ ہو   لڑ بھڑ کے نظیر بھی نکلا ہو کیچڑ میں لتھڑ پتھڑ ہو
جب ایسے عیش مہکتے ہوں تب دیکھ بہاریں ہولی کی

در مذمت دنیائے دوں

یہ میٹھا عجب ہے دنیا کا اور کیا کیا جنس اکٹھی ہے   یاں مال کسی کا میٹھا ہے اور چیز کسی کی کھٹی ہے
کچھ پکتا ہے کچھ بھنتا ہے پکوان مٹھائی بٹی ہے   جب دیکھا خوب تو آخر کو نہ چولھا بھاڑ نہ بھٹی ہے
غل شور ببولا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے
ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے

کوئی تاج خزینے سونے کا سنگر گدی تخت کھڑا بنواتا ہے   کوئی کپڑے رنگے پہنے ہے کوئی گدڑی اوڑھے جاتا ہے

کی غور تو ہین سب سے سرافراز کبوتر

ہین بصری اور کابلی شیرازی نادر — جو یا چندن و سبز ملکھی شتر واکر
طاؤسی کل پوٹے نیلے گلی بھبتر — تارونکی وہ انداز نہین بام فلک پر

جو کرتے ہین چھتری کے اوپر ناز کبوتر

لقے ہین ادھر اپنی کساوٹ کو دکھاتے — جتنے ہین اُدھر سیمبری اپنی جتاتے
ہین جوگیے بھی رنگ کئی جوگ کے لاتے — پریون کے پرے دیکھکے ہین چرخ مین آتے

جب حلقہ زنان کرتے ہین پرواز کبوتر

کھیری دبیٹ وچپ وتفئی و کمھرے — زرچے وہ گل آنکھ اور لال آنکھ اودی و زردے
کچھ کا برے تیرے مسی وتوسی و پلکے — پھرتے ہین ٹھمک چال سُناتے ہین خوشی سے

کیا کیا وہ غٹرغون سے خوش آواز کبوتر

سیمائی اور گلا گھری تنبولی پان لال — کچھ اگری اور سرمئی اور عنبری ورخال
بھورے ملسی تانبڑے بیر بھی خوش احوال — پھر سبزے اور کاسنی لوٹن بھی سبکبال

کھولے ہین گرہ دل کی گرہ باز کبوتر

ولبر کے جدھر ئے تئین چھیپی کو ہلاوین — کچھ ہوئے غرض پھر وہ اُسی سمت کو جاوین
ی کو نہ بچھڑ کاوین تو پھر تو نہ آوین — چھوڑ انکو نظیر اپنا دل اب کس سے لگاوین

اپنے تو لڑکپن سے ہین دمساز کبوتر

ہولی کی بہار مین

ب گن رنگ جھمکتے ہون تب دیکھ بہارین ہولی کی — اور دف کے شور کھڑکتے ہون تب دیکھ بہارین ہولی کی
ین رنگ کی ہون تب دیکھ بہارین ہولی کی — ساغر مے کے چھلکتے ہون تب دیکھ بہارین ہولی کی

اچھا نہیں ہے مفت کٹانا پتنگ کا

گر پیچ پڑ گئے تو یہ کہتے ہیں دیکھیو — رہ رہ اسی طرح سے نہ اب پیچ ڈھیل کو
جھیلے تو ان قدم کے تئیں اور میاں رکھو — پھر ایک رگڑا دیکے ابھی اسکو کاٹ دو
ہیگا اسی میں فتح کا پانا پتنگ کا

کٹتا ہے جو پتنگ تو پھر لوٹنے اسے — دو دو ہزار دوڑتے ہیں چھوٹے اور بڑے
کاغذ ذرا سا ملتا ہے یا ٹکڑے کانپ کے — جب اسطرح کی سیر بھلا آنکر پڑے
پھر سوچیے تو کیا ہے ٹھکانا پتنگ کا

اس آگرے میں یہ بھی تماشا ہے دلپذیر — ہوتے ہیں دیکھ شاد جسے خرد اور کبیر
کیونکر نہ دل پتنگ کی ہو ڈور میں اسیر — خوباں کے دیکھنے کے لیے کیا میاں **نظیر**
ہے یہ بھی ایک طرفہ بہانا پتنگ کا

کبوتر بازی

ہیں عالم بازی میں جو ممتاز کبوتر — اور شوق کے طائر سے ہیں انباز کبوتر
بھاتے ہیں بہت ہمکو یہ طنّاز کبوتر — مدت سے جو سمجھیں ہمیں ہمراز کبوتر
پھر ہمسے بھلا کیونکہ رہیں باز کبوتر

حیوان ہیں گو پر عجب انداز کے پر ہیں — صورت میں پر یوار تو سیرت میں بشر ہیں
آواز سے واقف ہیں اشاروں سے خبر ہیں — پرواز میں ہمشہپر عنقا ے نظر ہیں
کیا گولے ہوں اور کیا ہوں گرہ باز کبوتر

کیا بلبل و قمری و چپے پدڑی و پدڑے — چنڈول اگن لال بئے ابلقے طوطے
کیا طوطی و مینا و بئے تیتر و شکرے — طائر ہیں غرض بازی اشغال کے جتنے

ور ہے دو دھاریے کی بھی کچھ اور آن بان — حیران ہو جس سے تیغ نگاہ پری رخان

پھر کسطرح نہ دل ہو دِوانا پتنگ کا

ڑتا ہے اِس طریق سے وہ ہے جو مانگ دار — ہوتا ہے جسپہ گوہر دل دیکھکر نثار

مر بوزیے کی کانپ کا جھکنا یہ لال دار — اور بنیدی پان کی بھی کچھ اِس طور کی بہار

گویا ہوا مین گل ہے کھِلانا پتنگ کا

نا بھی اپنی دیتا ہی جسوقت خوبی کھول — نکلے ہین واہ واہ کے ہر اک زبان سے بول

ر ہے دو کونیے کی بھی اک اک ادا امول — اڑتا ہی گل سرے مین بھی شیراز یدنکا غول

جدھر ہے نوک جھوک نکلنا پتنگ کا

لے بھی وصف کرنے ہین جھبکار ہو نہین کیا — شرمندہ ہو کبوتر جسپہ جس سے دائما

لب ہی گلڑی اُڑنے پہ ٹکری کا مرتبا — جو کنے چپلین ہون اُڑے جبکہ چوکھڑا

اس زور سے ہوا پہ ہے جانا پتنگ کا

تے ہین اس ہجوم سے کنکوے چمچپے — کوا نگیڑ نیسے گویا کوے ہین اُڑ رہے

ڈی بھی نکل ایسی کہ رخ سے فقط اڑے — چھجاو ہی منڈھاؤن مین کچھ اسقدر بڑھے

لازم ہے گر کہین اُنھین نانا پتنگ کا

کمر کو موڑے ہین جسوقت کج کلاہ — باہین دراز کرتے ہین سب جھپ سے خواہ مخواہ

کل دیکھکر کوئی کہتا ہے واہ واہ — اب اسطرف لڑے گی بھلا کاہے کو نگاہ

دل مین تو کھب رہا ہی لڑانا پتنگ کا

ا ہے بھیر بھار کے نکل جو اپنی اڑان — کہتا ہے کوئی اُن سے خبردار ہو میان

پیچ پڑنے کو ہین ندرے اتنی ٹھمکیان — گھبرا کے گتّے اسکے نہ پھنستے وہ میر بچا ان

ہر طور دل رہے ہو خوش اور طبع شاد کام — میری نظیر دل سے یہی ہے دعا مدام
ہنستا رہے یہ شہر بصد امن اور امان

کنکوے اور پتنگ کی تعریف مین

یاں جن دنوں مین ہوتا ہی آنا پتنگ کا — ٹھہرے ہے ہر مکان مین بنانا پتنگ کا
ہوتا ہے کثر توسے منگانا پتنگ کا — کرتا ہے شاد دل کو اُڑانا پتنگ کا
کیا کیا کہوں مین شور مچانا پتنگ کا

اُڑنا دو باز کا ہے وہ شوخی کی دستگاہ — دیکھے تو باز جرے کو ہوا سکی دل سے چاہ
شکرے کی باز آوے نہ اُسکا کبھی نگاہ — بحری کہے بھی دیکھ یہ کہتے ہین واہ واہ
ایسا ہے ناز و حسن دکھانا پتنگ کا

ہر لحظہ اِس بہار سے اُڑتا ہے للرا — بلبل سمجھ کے گل جسے ہو جاوے مبتلا
گھائل کے اُڑنیکی بھی صفت اب کہوں مین کیا — گھائل جو عشق کے ہین یہ کہتے ہین برملا
ہے دلمین خوب شوق بڑھانا پتنگ کا

اُڑنا لنگوٹیے کا ہے ایسا کچھ ارجمند — گوشے سے جسکو دیکھتے آوے لنگوٹ بند
اور چاند تارےکی بھی چمک چاند سے دو چند — اُڑنا پہاڑیے کا بھی ہے اسقدر بلند
اُکھڑے تو پھر فلک پہ ہو یانا پتنگ کا

تکلے کے اُڑنےمین بھی وہ خوبی ہی آشکار — مچھلی نگہ کی دیکھ کے ہو جسکو بیقرار
تنّے کے مول کا بھی بُودنا ہے خوش نگار — دھیر بھی ابلقے کو چڑاتا ہے بار بار
چنچل بن اسقدر رہے جتانا پتنگ کا

اُڑنا گلہریے کا بھی مین کیا کرون بیان — دیکھین درخت پر جسے چڑھکر گلہریان

باغات پُر بہار عمارات پر نگار — بازار وہ کہ جسپہ چمن دل سے ہو نثار
محبوب دلفریب گل اندام و گلعذار — گلبُن کہیں ہیں آپ کو گلزار پُر بہار
کوچے کہیں ہیں اپنے تئیں صحن گلستان

ب و ہوا کے لُطف کوئی کیا کیا اب کہے — دیکھو جدھر اُدھر گل عشرت ہیں کھل رہے
یدھر کو قہقہے ہیں تو اُدھر کو چہچہے — اشجار باغ و شہر وہ سر سبز لہلہے
سبزوں کو جنکے دیکھکے حیران ہو آسمان

ہر فصل میں وہ ہوتے ہیں پاکیزہ میوہ جات — دیکھے تو پھر نبات سے کچھ بن نہ آوے بات
شہد اُنپہ آٹھ پہر لگائے رہے ہے گھات — قند و شکر بھی دل سے فدا ہوویں ان کی ذات
رہتے ہیں ہمیشہ انکے وصف میں ہر دم شکر فشان

ہر چمن کو دیکھو تو جیسے چمن کی نہر — لاکھوں بہاریں رکھتی ہے ایک ایک جسکی لہر
وئی نہاوے اور کوئی مُنھ دھووے شاد بہر — اُس پر ہجوم رکھتے ہیں یوں ساکنان شہر
شمشاد سرو ہوتے ہیں جوں نہر پر عیان

ریان کے پیرنے کا کروں وصف میں رقم — تو بحر صفحہ بیچ لگے پیرنے قلم
پیرے ہیں اس روش کی بہاروں سے ہم بہم — سو سو چمن بھرے ہوئے شبنم کے دمبدم
جاتے ہیں پر نظر وہیں دریا کے درمیان

ہل شنا جو کرتے ہیں سو سو طرح شنا — لہریں نشاط و عیش کی اُٹھتی ہیں دل میں آ
تا نہیں کنارہ کچھ عشرت کے بحر کا — ساحل پہ جوش خلق سے ملتی نہیں ہے جا
ہوتا ہے وہ ہجوم بھی اک بحر بیکران

رو عجب طرح کا یہ دلچسپ ہے مقام — ہوتے ہیں ایسے کتنے ہی خوبی کے ازدحام

بے وارثی سے آگرہ ایسا ہوا تباہ | ٹوٹی حویلیاں ہیں تو ٹوٹی شہر پناہ
ہوتا ہے باغبان سے ہر اک باغ کا نباہ | وہ باغ کسطرح نہ لٹے اور اُجڑے آہ
جسکا نہ باغبان ہو نہ مالک نہ خار بند

کیون یار و اس مکان میں یہ کیسی چلی ہوا | مفلسی سے ہوش کسی کا نہین بجا
جو ہے سو اس ہوا مین ہے دیوانہ ہو رہا | سودا ہوا مزاج زمانہ کو یا خدا
تو ہے حکیم کھولدے اب اسکے چار بند

ہے میری حق سے اب یہ دعا شام اور سحر | کر آگرے کی خلق پہ اب مہر کی نظر
سب کھاوین پیوین یاد رکھین اپنے اپنے گھر | اس ٹوٹے شہر پر بھی الٰہی تو فضل کر
کھلجاوین ایک بار تو سب کار و بار بند

عاشق کہو اسیر کہو آگرے کا ہے | مُلّا کہو دبیر کہو آگرے کا ہے
مفلس کہو فقیر کہو آگرے کا ہے | شاعر کہو نظیرؔ کہو آگرے کا ہے
اسواسطے یہ اُسنے لکھے پانچ چار بند

شہر اکبر آباد کی تعریف مین

شہر مکان مین اب جو ملا ہے مجھے مکان | کیونکر نہ اپنے شہر کی خوبی کرون بیان
دیکھی ہین آگرہ مین بہت ہمنے خوبیان | ہر وقت اسمین شاد رہے ہین جہان تہان
رکھیو الٰہی اُسکو تو آباد جاودان

ہر صبح اسکی رکھتی ہے وہ نور گستری | شرمندہ جسکو دیکھکے ہو عارض پری
ہر شام بھی وہ مشک ملاحت سے ہے بھری | لیلیٰ کی جعد کر نہ سکے جسکی ہمسری
دن روئے مہر طلعت و شب زلف مہوشان

پھر کون پوچھے اُنکو جواب ہے کٹار بند

پھرتے ہین نوکری کو جو نبکر رسالدار
لپٹا نہ لتا مال نہ پرتل نہ بوجھ بھار
گھوڑا و نکی ہے لگام نہ اونٹونکی ہے مہار
یون ہر مکان مین آکے اُترتے ہین سوگوار
جنگل مین جیسے دیتے ہین لاکر اُتار بند

ایسا سپاہ مرد کا دشمن زمانہ ہے
تنخواہ نے طلب ہے نہ پینا نہ کھانا ہے
روٹی سوار کو ہے نہ گھوڑے کو دانہ ہے
پیادے و والی بند کا پھر کیا ٹھکانا ہے
در در خراب پھرینگے جب نقار بند

جتنے ہین آج آگرے مین کارخانجات
کس کس کے دُکھ کی روئیے اور کسکی کہیے بات
سب پر پڑی ہے آن کے روزی کی مشکلات
روزیکے اب درخت کا ملتا نہین ہے پات
ایسی ہوا کچھ آکے ہوئی ایک بار بند

ہے کونسا وہ دل جسے فرسودگی نہین
ہرگز کسی کے حال مین بہبودگی نہین
وہ گھر نہین کہ روزی کی نابودگی نہین
اب آگرے مین نام کو آسودگی نہین
کوڑیکی آکے ایسی ہوئی رہ گذار بند

ہین باغ جتنے یان کے سو ایسے پڑے ہین خوار
سوکھے ہوے کھڑے ہین درختان میوہ دار
کانٹے کا نام اُنمین نہین پھول درکنار
کیاری مین خاک دھول روش پر اُڑے غبار
ایسی خزان کے ہاتھون ہوئی ہے بہار بند

دیکھے کوئی چمن تو پڑا ہے اُجاڑ سا
آواز قمریون کی نہ بلبل کی ہے صدا
غنچہ نہ پھل نہ پھول نہ سبزہ ہرا بھرا
نے حوض مین ہے آب نہ پانی ہے نہر کا
چادر پڑی ہے خشک تو ہے آبشار بند

بھوکے ہیں کچھ بھی دیو بابا خدا کی راہ　　وان سے صدا یہ آتی ہے پھر مانگ جب تو آہ
کرتے ہیں ہونٹ اپنے وہ ہو شرمسار بند

کیا چھوٹے کام والے وہ کیا پیشہ ور نجیب　　روزی کے آج ہاتھ سے عاجز ہیں سب غریب
ہوتی ہے بیٹھے بیٹھے جب آ شام عنقریب　　اُٹھتے ہیں سب دوکان سے لے گھر کے یا نصیب
قسمت ہماری ہو گئی بے اختیار بند

قسمت سے چار پیسے جنھیں ہاتھ آتے ہیں　　البتہ روکھی سوکھی وہ روٹی پکاتے ہیں
جو خالی آتے ہیں وہ قرض لیتے جاتے ہیں　　یون بھی نہ پایا کچھ تو فقط غم کو کھاتے ہیں
سوتے ہیں کر کواڑ کو اک آہ مار بند

کیونکر بھلا نہ مانگیے اس وقت سے پناہ　　محتاج ہو جو پھرنے لگی در بدر سپاہ
یان تک امیر زادے سپاہی ہوئے تباہ　　جنکی جلو میں چلتے تھے ہاتھی گھوڑے آہ
وہ دوڑتے ہیں اور کی پکڑے شکار بند

ہے جن سپاہیوں کنے بندوق اور سنان　　گر دیگا اسکے نام پہ چلہ کا ہے نشان
بند کیے بند نار تو بیتل کے ہیں کمان　　ناچار اپنی روزی کا باعث سمجھکے ہان
رستی کے اُنھیں باندھے ہیں پیادے سوار بند

جو گھوڑا اپنا بیچ کے زین کو گرو رکھیں　　یا تیغ اور سپر کو لیے چوک میں پھرتا
ٹیکا جو بکتا آوے تو کیا خاک دے کے لیں　　وہ بیش قبض تک کی ٹڑی روٹی بیٹھ
پھر اُسکا کون مول لے وہ چھلّے دار بند

جتنے سپاہی یاں تھے نہ جانے کدھر گئے　　ترکش کے تیر نکل گئے یا بیشتر گئے
ہتھیار بیچ ہو کے گدا گھر بہ گھر گئے　　جب گھوڑے بھالے والے بھی یوں بھ

ہر دم کمان گرونکے اوپر پیچ و تاب ہین
تے شبیہہ ساز مصور کباب ہین
صحاف اپنے حال مین غم کی کتاب ہین
نقاش ان سبھون سے زیادہ خراب ہین
رنگ و قلم کے ہو گئے نقش و نگار بند

جام پر بھی یان تئین ہے مفلسی کا زور
انپے ہے سر بھگوتے ہوے اسکی پور پور
پیسا کہان جو سان پہ ہو استرونکا شور
کیا بات ایک بال کٹے یا تراشے کور
یان تک ہے استرے دہرنی کی دھار بند

رت ہے جنکو حسن کے نقش و نگار سے
وین اگر وہ لاکھ طرح کی بہار سے
محبوب ہین جو غنچہ دہن گلعذار سے
کوئی نہ دیکھے انکو نظر بھر کے پیار سے
ایسے دلون کے ہو گئے آپس مین کار بند

ئی پکارتا ہے پڑا بھیج یا خدا
ئی کہے ہے ہاتھ اٹھا بھیج یا خدا
اب تو ہمارا کام تھکا بھیج یا خدا
لے جان اب ہماری تو یا بھیج یا خدا
کیون روزی یو ہین کی مرے پروردگار بند

ت سے ہاتھ پانون کے کوڑی نہ ہاتھ آئے
ہون جسے وہ کرتا ہے رو رو کے ہائے ہائے
بیکار کب تلک کوئی قرض ادھار کھائے
آتا ہے ایسے حال پہ رونا ہمین تو ہائے
دشمن کا بھی خدا نکرے کاروبار بند

ر نہ خادمونکے تئین مقبرون کے بیچ
ہر ہین پڑھنے والے بھی سب مدرسون کے بیچ
باہمن بھی سر پٹکتے ہین سب مندرونکے بیچ
حیران ہین پیرزادے بھی بیٹے گھرونکے بیچ
نذر و نیاز ہو گئی سب ایک بار بند

ے شہر کے فقیر بھکاری جو ہین تباہ
جس گھر پہ جا سوال وہ کرتے ہین خواہ مخواہ

جیسے کہ چور بیٹھے ہوں قیدی قطار بند

سوداگروں کو سود نہ بیوپاری کو فلاح
بزاز کو ہے نفع نہ پنساری کو فلاح
دلال کو ہے یافت نہ بازاری کو فلاح
دکھیا کو فائدہ نہ پنہاری کو فلاح
یاں تک ہوا ہے آن کے لوگوں کا کار بند

مارے ہیں ہاتھ ہاتھ پہ سب یاں کے دستکار
اور جتنے پیشہ دار ہیں روتے ہیں زار زا[illegible]
کوٹے ہے تن لوہار تو پیٹے ہے سر سنار
کچھ ایک دو کے کام کا رونا نہیں ہے [illegible]
چھتیس پیشہ والوں کے ہیں کاروبار بند

زر کے بھی جتنے کام تھے وہ سب اٹک گئے
اور ریشمی قوام بھی یکسر چٹک گئے
زردار اٹھ گئے ہیں تو بٹیے سرک گئے
چلنے سے کام تارکشوں کے بھی تھک [illegible]
کیا حال تلے کھینچیے جو ہو جاوے تار بند

بیٹھے بساطی راہ میں تنکے ہی چنتے ہیں
جلتے ہیں نان بائی تو بھڑبھونجے بھنتے [illegible]
دھنیے بھی ہاتھ ملتے ہیں اور سر کو دھنتے ہیں
روتے ہیں وہ جو مشروع دورائی بنتے [illegible]
اور وہ تو مر گئے جو بنے تھے ازار بند

گر کاغذی کے حال کے کاغذ کو دیکھیے
مطلق اسے خبر نہیں کاغذ کے بھاؤ [illegible]
ردی قلم دوکان میں نہ ٹکڑے ہیں ٹاٹ کے
یاں تک کہ اپنی چٹھی کے لکھنے کے وا[illegible]
کاغذ کا مانگتا ہے ہر اک سے ادھار بند

لوٹے ہیں گرد پیش جو قزاق راہ مار
بیوپاری آتے جاتے نہیں ڈر سے [illegible]
کوتوال روئیں خاک اڑاتے ہیں چوکیدار
ملاحوں کا بھی کام نہیں چلتا میرے [illegible]
ناویں ہیں گھاٹ گھاٹ کی سب وار پار بند

…یا سخن کی فکر کا سب منہ چار بند ۔ ہو کسطرح نہ منھ مین زبان بار بار بند

جب آگرے کی خلق کا ہو روزگار بند

بے روزگاری نے یہ دکھائی ہے مفلسی ۔ کوٹھے کی چھت نہین ہے یہ چھائی ہے مفلسی

…یوار و در کے بیچ سمائی ہے مفلسی ۔ ہر گھر مین اسطرح سے بھر آئی ہے مفلسی

پانی کا ٹوٹ جاوے ہے جون ایکبار بند

…ڑیان جو سال کی تھین بکین تو گئے سال ۔ ناچار قرض دام سے چھپر لیے ہین ڈال

…پھونس اور ٹھٹھرے اسکے ہین ان سر کے گھر ڈال ۔ اس گھر سے پھونس سے ہے یہ ان چھپرون کا حال

گویا کہ انکے بھول گئے ہین چمار بند

…نیا مین اب قدیم سے ہے زر کا بندوبست ۔ اور بے زری مین گھر کا نہ باہر کا بندوبست

…قا کا انتظام نہ نوکر کا بندوبست ۔ مفلس جو مفلسی مین کرے گھر کا بندوبست

مکڑی کے تار کا ہے وہ تا استوار بند

…ڑا نہ گٹھری بیچ نہ تھیلی مین زر رہا ۔ خطرہ نہ چور کا نہ اچکے کا ڈر رہا

…ہنے کو ین کواڑ کا پھوٹا کھنڈر رہا ۔ کھنکھار جاگنے کا نہ مطلق اثر رہا

آنے سے بھی جو ہو گئے چور و چکار بند

…آگرے مین جتنے ہین سب لوگ ہین تباہ ۔ آتا نظر کسی کا نہین ایک دم نباہ

…و عزیزو ایسے برے وقت سے پناہ ۔ وہ لوگ ایک کوڑی کے محتاج اب ہین آہ

کسب و ہنر کے یاد ہین جنکو ہزار بند

…ف بنیے جوہری اور سیٹھ ساہوکار ۔ دیتے تھے سب کو نقد سو کھاتے ہین اب ادھار

…مین آ پڑے ہین پڑی خاک بیشمار ۔ بیٹھے ہین یون دوکانون پہ اپنی دوکاندار

اِس طرف آوازِ طبل اودھر صدائے کوس ہے

یہ خیال خام اپنے دل میں باندھے تھے پڑے
کھل رہے تھے ہمیشہ عشرت کے لطیفے پورے
جب زبان و دل سے باہم یہ سخن ہونے لگے
سنتے ہی عبرت پکاری اک تماشا میں تجھے
چل دکھاؤں تو جو حرص و آز کا محبوس ہے

میں تجھے جانا لے چلیگی یہ گلستانکی طرف
یا کنار آب یا خرم بیابان کی طرف
نہ وہ صحرا لیگئی نے باغ و بستانکی طرف
لیگئی اکبارگی گور غریبانکی طرف
جس جگہ جان تمنا سو طرح مایوس ہے

میں جو واں پہونچا تو اُسجا ڈھیر دیکھے خاک کے
کوئی بے سایہ کہیں سایہ کسی پر کیا کرے
اتنے میں عبرت پکڑ کر ہاتھ میرا خوف سے
مرقدیں دو تین دکھلا کر لگی کہنے تجھے
یہ سکندر ہے یہ دارا ہے یہ کیکاؤس ہے

یہ وہ ہے جسکو کہ ہفت اقلیم دیتی تھی خراج
یہ وہ ہے جسکو کہ ہفت افلاک سے اُترا تھا تاج
یہ وہ ہے جسکا فرشتہ کو نہ ملتا تھا مزاج
پوچھو تو انسے کہ مال و حشمت دنیا سے آج
کچھ بھی انکے پاس غیر از حسرت و افسوس ہے

کر دیا ہے عشق کے غم نے تو بے طاقت تجھے
اِس مرض کی بے طرح لپٹی ہے اب آفت تجھے
بس یہ کہتا ہے تشخیص اب نکتہ حکمت تجھے
گر نہ بخشے شافع محشر شفا قدرت تجھے
عارضے سے تیرے تو حیران جالینوس ہے

ولہ

شہر آشوب

ہے اب تو کچھ سخن کا مرے کاروبار بند
رہتی ہے طبع سوچ میں لیل و نہار بند

قابو چڑھا تو اُس کا دانہ وہ کھا سدھارا — اور کچھ بھی چال چوکا تو وہ ہین چال مارا

ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگون کا
یان ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستون کا

نکلا ہے شیر گھر سے گیدڑ کا گوشت کھانے — گیدڑ کی دھن لگا وے خود شیر کو کھانے
کیا کیا کرے ہین باہم مکر و دغا بہانے — یان وہ بچا نظیر اک جسکو رکھا خدا نے

ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگون کا
یان ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستون کا

خمسہ بر غزل قدرت

آہ یہ کس شعلہ روسے طبع اب مانوس ہے — جو سپند آسا جگر اس آگ کا مانوس ہے
اور تپ غم کی طپش جیسے اوپر محسوس ہے — کسکی نیرنگی یہ برق شعلۂ فانوس ہے

جو شرر اُس سے اُٹھا سو جلوۂ طاؤس ہے

بزم مین تیری صنم جسدم یہ چشم تر گئے — مر گئے پھر جی اُٹھے تڑپا کئے ڈکھ بھر گئے
دیکھ تیرے عشق مین کیا کیا ہوا اے گھر گئے — صبر اور تسکین یان سے کوچ کب کا کر گئے

اب وداع ننگ ہے اور رخصت ناموس ہے

ہمنشین احوال اپنا کوئی کیا تجھسے کہے — آدمیت سے گئے سودا ہوا رسوا ہوئے
خود بخود میہ دل مین بیخود اب خیال اُٹھنے لگے — گل ہے ہر اسطرح سے ترغیب دیتا تھی مجھے

کیا ہی ٹک رو دم ہے اور سر زمین پر دس ہے

جائیے جب وان تو کس عشرت سے کیجے زندگی — مثل گل کے نزہت و فرحت سے کیجے زندگی
گر میسر ہو تو کس عشرت سے کیجے زندگی — سب طرح سے راحت و حشمت سے کیجے زندگی

ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگون کا
یان ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستون کا

اس راہ مین جو آیا اسوار لیکے گھوڑا
سو یا سرا مین جاکے تو چور نے جھنجھوڑا
ٹھگ سے بچا تو آگے قزاق نے نہ چھوڑا
تیغا رہا نہ بھالا گھوڑا رہا نہ کوڑا

ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگونکا
یان ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستون کا

نادان کو بلا کر اک بھنگ کا پیالہ
دانا ملا تو اسمین گھولا دھتورہ کالا
کپڑے بغل مین مارے اور لے لیا دوشالا
ہوتے ہی غافل اسکو پھانسی مین کھینچ ڈالا

ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگون کا
یان ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستونکا

پیسے روپے اشرفی یا سیم و زر کا پترا
سیانہ بھی چوک کھاوے یہ فن ہے وہ دھنترا
پھر جیب گھر مین لاوے ہے کون ایسا چترا
کترے ہے جیب چڑھکر ہاتھی یہ جیب کترا

ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگون کا
یان ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستونکا

چڑیا نے دیکھ غافل کپڑا ادھر گھسیٹا
چیلون نے مار پنجے کوّے کا سر گھسیٹا
کوّے نے وقت پاکر چڑیا کا پر گھسیٹا
جو جسکے ہاتھ آیا اسنے ہی دھر گھسیٹا

ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگون کا
یان ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستون کا

صیاد چاہتا ہے ہو صید کا گذارا
اور صید چاہے دانہ کھا کر کرے کنارا

زردار مالدار کے منہ پھیر تو اس پاس
محتاج ہوکے آپ وہ بیٹھا ہی جب اُداس

ماں باپ یار دوست جگر سب ہو ہراس
ہر دم اُسی کریم کی رکھ اپنے دل میں آس

غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اُٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

[illegible]ہ وہ ہیں جتنے خلق میں کیا شاہ کیا وزیر
اتنے ہی ہے غنی میاں ہیں اور سب فقیر

کیا گنج و ملک و مال و مکان تاج کیا سریر
جو مانگتا ہے اُس سے ہی مانگو میاں نظیر

غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اُٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

در بیان مکائد اہل دنیا

[illegible]یا کیا فریب کہیے دنیا کی فطرتوں کا
مکر و دغا و دزدی ہے کام اکثروں کا

[illegible]ب دوست مل کے لوٹیں اسباب مشفقوں کا
پھر کس زبان سے شکوہ اب [illegible]

ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگوں کا
یاں ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستوں کا

[illegible]دن کو ہی اُچکا تو چور رات میں ہے
[illegible]ٹ گھٹ کی کچھ نہ پوچھو ہر بات بات میں ہے

[illegible]سکی بغل میں کتی تیغ اُسکے ہاتھ میں ہے
وہ اِسکی فکر میں ہے یہ اُسکی گھات میں ہے

ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگوں کا
یاں ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستوں کا

[illegible]یار اور چھپو رانت اپنے کار میں ہے
اور صبح خیز یا کئی اپنی بہار میں ہے

[illegible]زاق جس مکان پر فکر سوار میں ہے
پیادہ [illegible]

دو ہاتھ والے جتنے ہین ان سب سے موڑ ہاتھ
اُس سے ہی مانگ جسکے ہین اب سو کروڑ ہاتھ

غیر از خدا کے کس مین ہے قدرت جو ہاتھ اٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

اُسکے سوا کسی کے کنے گر تو جائے گا
شرمندہ ہوکے یونہین تو خالی پھر آئیگا
اس آبرو کو اپنی تو ناحق گنوائے گا
بن حکم اُسکے یار تو اِک جو نہ پائے گا

غیر از خدا کے کس مین ہے قدرت جو ہاتھ اٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

زر سیم و لعل دُر کو تو باری اُسی سے مانگ
بیٹا بھی مانگتا ہے تو جا رے اُسی سے مانگ
صندوق مال و دھن پٹاری اُسی سے مانگ
کوڑی ہی یعنی مانگنی ہے تو پیارے اُسی سے مانگ

غیر از خدا کے کسمین ہے قدرت جو ہاتھ اٹھائے
مقدور کیا کسیکا وہی دے وہی دلائے

گر وہ دلایا چاہے تو دشمن بھی للّہ لائے
بن حکم اُسکے روٹی کا ٹکڑا نہ ہاتھ آئے
اور جو نہ دے تو دوست بھی پھر اپنا منھ [illegible]
گر چلو پانی مانگو تو ہرگز نہ کوئی پلائے

غیر از خدا کے کس مین ہے قدرت جو ہاتھ اٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

زردار جسکو سمجھا ہے تو سیٹھ ساہوکار
ہرگز کسی کے سامنے مت ہاتھ کو پسار
یہ سب اسی سے مانگین ہین دن رات [illegible]
تھوڑی سی تو نے اُسکی کمی سے پڑگی [illegible]

غیر از خدا کے کس مین ہے قدرت جو ہاتھ اٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

کیا لگتی آنکھ وہ کہ جو اُس شوخ سے لڑی

در بیان انعام ہائے خدائے زمین و آسمان عز اسمہٗ

ولہ

اے دل کہین تو جا کے نہ اپنی زبان ہلائے
اور درد اپنے دل کا کسیکو تو مت سنائے
مانگ اُس سے جسکے ہاتھ سے تو پیٹ بھر کے کھائے
مشہور یہ مثل ہے کہون کیا مین تجھسے ہائے

غیر از خدا کے کس مین ہے قدرت جو ہاتھ اُٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

قادر قدیر خالق و حاکم حکیم ہے
مالک ملیک حیّ و توانا قدیم ہے
دونون جہان مین ذات اُسی کی کریم ہے
سینے اُسی کا نام غفور رحیم ہے

غیر از خدا کے کس مین ہے قدرت جو ہاتھ اُٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

ستار ذوالجلال خداوند کردگار
رزاق کارساز مددگار دوستدار
انسان دیو جن و پری فیل و مور و مار
جاری اُسی کے ہاتھ سے ہین سب کے کاروبار

غیر از خدا کے کس مین ہے قدرت جو ہاتھ اُٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

کہنے کے تئین اگرچہ وہ اب بے نیاز ہے
پر سب نیاز مندون کا اُسپر ہی ناز ہے
جتنے ہین بندے سب کا وہ بندہ نواز ہے
جتنی ہے خلق سب کا وہی کارساز ہے

غیر از خدا کے کس مین ہے قدرت جو ہاتھ اُٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

اہل جہان ہین جتنے تو ان سب کا چھوڑ ہاتھ
نے پانون پڑ کسی کے تو اے دل نہ جوڑ ہاتھ

چاہت مین اپنی ڈوبا ہوا دیکھا جون مجھے | ہنسکر لپٹ گلے سے لگی کہنے یون مجھے

آ اس محل مین چل کے کرین عیش دو گھڑی

اُس گلبدن سے جبکہ ملی مجھکو آکے داد | مارے خوشی کے کچھ نہ رہی تن بدن کی یاد

کیونکر بھلا نہ عیش و طرب دل کو ہو زیاد | میری تو اُس پری سے یہی عین تھی مُراد

سُنتے ہی دل کی کھل گئی ہر ایک پھلجھڑی

پالا پڑا جو مجھکو اُس آبِ حیات سے | جان آگئی بدن مین مرے اُسکی بات سے

آخر کو وے چڑھی مجھے کوٹھے پہ گھات سے | دو چار جام مجھکو پلا اپنے ہات سے

سو ناز سے پلنگ پہ مرے پاس آ پڑی

آتے ہی اُسکے کِھل گیا دل کا مِرے چمن | عیش و طرب کے ابر کی پڑنے لگی بھرن

نازک کمر وہ صاف شکم اور وہ نرم تن | گل سا ملا وہ مجھکو نیا گدگدا بدن

رگ رگ مین میری چھُٹ گئی عشرت کی پھلجھڑی

لے کر بغل مین اُسکو لگایا جو مین گلے | سو عشرتونکے دل پہ مرے کھل گئے در...

حاضر ہوے جب آن کے سب عیش اور مزے | سینہ سے سینہ ملگیا اور لب سے لب...

لٹنے لگی بہار مزونکی دھڑی دھڑی

ایدھر تو جوش حسن ادھر حسن اور جنون | ناز و ادا کی ہونے لگی آکے دھپ دھپون

اُن عشرتون مین آہ نصیبونکو کیا کہون | چاہا مین اُس پری سے جو کچھ اور کچھ کہون

اتنے مین ہاے یار مری آنکھ کھل پڑی

یہ حادثہ جو مجھپہ پڑا آکے یک بیک | آنکھون سے میری اُسگھڑی آنسو پڑے ٹپک

نیند اُڑ گئی قرار گیا جل گئی پلک | جاگا کیا نظیر مین پھر آہ صبح تک

...یا کیا کھونمین شوخ کے عالم بناؤ کا
تصویر بن رہی تھی لگا سر سے تا بپا
...سدم بندھی تھی اُسکی غضب آن کر ہوا
کافر کھڑی ہوئی تھی عجب ڈھب سے بن بنا

اِک ہاتھ مین تھا آئینہ اک ہاتھ مین چھڑی

...لکھی جو مینے وان یہ طلسمات کی ہوا
عالم جواہرات کا ہر جا جھمک رہا
...سکے جھمک جھمک کی بہار ین کھونمین کیا
چمکا جو وہ مکان مری آنکھونمین نور سا

حیرت سے عقل آن کے چکر مین جا پڑی

...یسا مکان تو مینے نہ دیکھا نہ تھا نے سُنا
دیکھا نہ ہو مین چارونطرف دیکھنے لگا
...یا کہ دیکھون کوٹھے کے اوپر نظر اُٹھا
اتنے مین اِک طرف سے جو پردہ سا اُٹھ گیا

بجلی سی کچھ چمک گئی آنکھونمین اُسگھڑی

...کر کھڑی ہوئی تھی جو وان ناگہان وہ شوخ
لیتی تھی ہر نگاہ مین عاشق کی جان وہ شوخ
...چھ چلبلی نگاہ تھی کچھ انکھڑیان وہ شوخ
کرتی تھی سیر چارون طرف کی جو وان وہ شوخ

اتنے مین پھرتی اُسکی نظر مجھپہ آپڑی

...سکی نگہ کے آنے کا مین کیا کرون بیان
بجلی تھی یا کہ تیر تھی گولی تھی یا سنان
...یری طرف کو دوڑ کر آتے ہی ناگہان
میری نظر بھی دوڑ کے اُسکی نظر سے ولن

ایسی لڑی کہ خوب لڑی خوب ہی لڑی

...رے نظر کے لڑتے ہی کچھ کم ہوا حجاب
اُلفت کی آ گے دونون طرف سے کھنچی طناب
...تنے مین دیکھ دیکھ کے وہ رشک ماہتاب
اکبار کھلکھلا کے ہنسی اور اُتر شتاب

کافر وہ میرے پاس ہی آکر ہوئی کھڑی

...نے لگی کہ تو نے بلایا ہے کیون مجھے
...ے خواب کو دعا کہ نہ پاتا تو یون مجھے

آیا جو دل مین دیکھیے چل کر کوئی گھڑی

پہونچا مین جبکہ اُس چمن زرفشان مین
عالم سنہرے پردون مین اور سائبان مین
جھمکے مکان جو اُسکے مرے آن آن مین
کیا دیکھتا ہون جاکے مین ہراک مکان مین
سونیکی کان ہے کہ یہی پھرتی ہے پڑی

گلشن کہین ہے شیشہ صراحی کہین ہے جام
تھی نقرئی زمین تو سنہرے تمام بام
فرشِ طلا کہین کہین کیسر حیرت کا کام
طاق و رواق اُسکے چمکتے تھے یون مدام
گویا کہ اینٹ جواہر کی ہے جڑی

دیکھی جو مین نے ہاے یہ کافر سی مہ لقا
صورت وہ تھی چاند سا مکڑا وہ بے بہا
اوپر نظر گئی جو مری سر سے تا بپا
اور حسن کا بیان تو ہوتا نہین ذرا
نقشہ وہ جسکے پانؤن پہ لوٹے پری پڑی

خونریز ابرو جان کی قاتل ہراک نگاہ
منہدی سے انگلیون نے کیے خون بے گناہ
مژگان وہ برچھیون کو لیے تل ہی سیاہ
آنکھون مین کھنچ رہا تھا وہ کاجل غضب سیاہ
پڑ جائے جس سے دل مین فرشتونکے ہر بڑی

زلفین وہ مشک ناب سی چہرہ وہ چاند سا
گہنہ کا وصف یا کہ بدن کی کہون صفا
جگنو رہا گلے مین ستارہ سا جگمگا
جاتا تھا سرخ جوڑے مین تن یون جھمک دکھا
گویا شفق مین آن کے بجلی چمک پڑی

رکھے تھی اُسگھڑی تو یہ عالم وہ مہ جبین
جسدن سے آنکھ مری آنکھون نے وان جو ہین
شاید کہ اسطرح کی نہوگی پری کہین
دیکھی جو اُس بہار کی کافر وہ نازنین
دل لوٹ پوٹ ہوگیا جان غش مین جا پڑی

تم پر تو آپ ہوتی ہے اب واری شب برات

...چکر اپنے دم مین کہین چرخ کھاتے ہین
...بیٹے زمین ٹپاخے کہین غل مچاتے ہین
ٹوٹے ہوائی سنگ کہین اڑ اڑ کے آتے ہین
لڑکونکے باندھ غول کہین لڑنے جاتے ہین
کرتے ہین پھر تو ایسی دھوان دھاری شب برات

...اگر کسی کے سر پہ چھچھوندر لگی کڑی
...ہوگی گلے کا ہار ٹپاخے کی ہر لڑی
اوپر سے اور ہوائی کی آکر پڑی چھڑی
پائون سے لپٹے شور مچا کر قلم تڑی
کرتی ہے پھر تو ایسی ستمگاری شب برات

...رہ کسی کا جلگیا آنکھین جھلس گئین
...نگین بھوین کسی کی تو رانین جھلس گئین
چھاتی کسی کی جل گئی باہین جھلس گئین
مونچھین کسیکی پھک گئین پلکین جھلس گئین
رکھے کسی کی داڑھی پہ چنگاری شب برات

...ئی دوستونکو دل مین سمجھتا ہے اپنے غیر
...تا ہے وان نظیر بھی آتش کی دیکھ سیر
کوئی دشمنون سے دلکا نکالے ہے اپنے بیر
یارب تو سبکی کیجیئے برسا برس کی خیر
بے طرح کر رہی ہے نموداری شب برات

بیان خواب دیکھنے مین

...دو راسنو یہ عجب سیر ہے بڑی
...بر شراب عیش کی ہر دم کڑی کڑی
صحن چمن مین ابر کی آکر لگی جھڑی
کل بے خبر جو رات کو سویا مین جس گھڑی
اُس خواب مین مجھے اک عمارت نظر پڑی

...ی نظر جو مجھکو وہ نادر محل سرا
...اُس مکان کے پاس مین ڈرتا ہوا گیا
دل مین پری کے باغ کا مجھکو یقین ہوا
دیکھون تو اُسکا ہے در دولت سرا کھلا

کالے سے گڑ کی لیٹی کڑھی کی مثال ہے
پانی کی ہانڈی گیہوں کی روٹی بھی لال ہے
کرتی ہے ایسی دکھیا سینماری شب برات

اور مفلسوں کی ہے یہ تمنا کی فاتحہ
دریا پہ جا کے دیتے ہیں باوا کی فاتحہ
بھٹیارے کی تنور پہ نانا کی فاتحہ
حلوائی کی دکان پہ دادا کی فاتحہ
یاں تک تو اُنپہ لاتی ہے ناچاری شب برات

وارث ہیں جنکے جیتے وہ مُردے بھی ان کے گھر
حلوے چپاتی خوب ہی چکھتے ہیں بیٹھ کر
جنکا کوئی نہیں ہے وہ پھرتے ہیں دربدر
اور وہ نگے لگتے پھرتے ہیں کونوں سے گھر بگھر
اُٹھی ہے بکھاری نوں سے بھی بکھاری شب برات

ملّا جو دینے فاتحہ گھر گھر میں جاتے ہیں
حلوا کہیں کہیں وہ چپاتی اُڑاتے ہیں
مفلس کوئی بلاوے تو منہ کو چھپاتے ہیں
شکر کا حلوا سنتے ہی بس دوڑے جاتے ہیں
کہتے ہوئے یہ دل میں اہا ہاری شب برات

جوڑے ہے لٹو تو بٹرے ہر دم بنا کے جو
حاکم کا پیادہ کہتا ہے یوں اُس سے تلخ ہو
کپڑے بدن بچا کے جو چاہو سو چھوڑ دو
چھپر جلاؤ گے تو دلاوے گی صبح کو
تم سے چبوترے میں گنہگاری شب برات

پھرتے ہیں عشق باز جو لڑکے کی گھات میں
ٹوٹکا ہی لے کے دیتے ہیں لڑکے کے ہاتھ میں
مہتابی آگے چھوڑے ہیں لڑکے جو رات میں
کیا کیا رکیاں سی چھوڑے ہیں ہنس ہنس کے بات میں
کرتی ہے کام اُنکے سے یوں جاری شب برات

اور جو بہار حسن کے ہیں پا گیا نہ یار
گلکاری چھوڑے ہیں جہاں محبوب گلعذار
کہتے ہیں اُنکو دیکھ کے آنکھوں میں کر کے پیار
کیا چاہیے میاں تمہیں ہت پھول اور انار

جسوقت کہ وہ صورت افسان مین آیا

اگر کہین دیتا ہے وہ سینے مین لگا آگ — اور حال کہین کرتا ہے اُنمود کسنے وہ پر جاگ
جو اُسکے شناسان ہین یہی کہتے ہین بے لاگ — مطرب وہی آواز وہی ساز وہی راگ

ہر راگ مین بولا وہ ہر اک تان مین آیا

کیا چمپی کیا لپستی کیا اخضر و احمر — کیا سوسنی کیا کشمشی کیا ابیض و اصفر
اب مثل نظیر اس چمن دہر کے اندر — بے رنگ کے رنگون کو ذرا دیکھیے اصغر

سوطرح کے عالم کے خیابان مین آیا

ولہ

در بیان شب برات

کیونکر کرے نہ اپنی نمود اری شب برات — چلپک چپاتی حلوے سے ہے بھاری شب برات
زندونکی ہے زبان کی مزیداری شب برات — مردونکی روح کی ہے مددگاری شب برات

لگتی ہے سب کے دلکو غرض پیاری شب برات

مکر کا جنکے حلوا ہوا وہ تو پورے ہین — گڑ کا ہوا ہے جنکے وہ اُن سے ادھورے ہین
مکر نہ گڑ کا جنکے وہ پرکھٹ اللہ وریے ہین — اور ونکے میٹھے حلوے چپاتی کو گھورے ہین

اُنکی نہ آو بھی پاؤ نہ کچھ ساری شب برات

دنیا کی دولتون مین جو زردار ہین بڑے — تنہا ونکے حلوے سے زردے نانین کھڑے
سونچیا نے خوان بھرتے ہین نوکر کئی کھڑے — زندے بھی راہ تکتے ہین مردے بھی ہین کھڑے

ان خوبیونکی رکھتی ہے طیاری شب برات

طلبیان چپاتی حلوئیکی توسب یہ جلال ہے — اونا غریب کے تئین یہ بھی محال ہے

اُسنکے جب میں نے کہا اے مرے دلبر تربوز

اب تو اُس شوخ کا تربوز ہی لوٹے ہے مزا
رونا کسطور نظیر اب نہ مجھے آوے بھلا
وہ تو ٹھنڈا ہو ولے میرا جگر ہے ٹھنڈا
یہانتک بیجوں کی بھری لے ہو وہ بنجھا لگا

تب لپٹ جاتا ہے کیا پیار سے ہنسکر تربوز

خمسہ بر غزل اصغر

وہ رنگ کہیں لعل بدخشان میں آیا
یاقوت میں الماس میں مرجان میں آیا
نیلم میں کہیں وہ دُرِ غلطان میں آیا
جب حسن ازل پردۂ امکان میں آیا

بے رنگ بھر رنگ ہر اک شان میں آیا

بو ہو کے ہر اک پھول کی پتی میں بسا ہے
تنہا نہ ہمارے ہی وہ شہرگ سے ملا ہے
موتی میں ہوا آب ستاروں میں ضیا ہے
نزدیک ہے وہ سب سے جہاں اُس سے بھرا ہے

جب چشم کھلی دل کی تو پہچان میں آیا

کیا قمری دل سوختہ کیا بلبل نالان
سب ملکے یہی بات پکارین ہیں ہر اک آن
کیا باغ چمن غنچہ کیا نہ یہ خیابان
گل بھی ہے سنبل وہی نرگس وہی ریحان

اپنے ہی تماشے کو گلستان میں آیا

کیا ارض و سما حور و ملک دیو پری جن
ہر رات یہی بات یہی ذکر ہے ہر چھین
کیا وحشی و طائر نہیں اکدم کوئی اُس بن
اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن

مذکور یہی آیت قرآن میں آیا

ماٹی سے کہیں خاک کا پتلا وہ ہوا ہے
آپ ہی تو بنایا ہے اور آپ ہی وہ بنا ہے
یا روح بن اُس خاک کے پتلے میں گھسا ہے
حرمت سے ملائک نے اُسے سجدہ کیا ہے

ر کیھ تیوری کو چڑھا ہو کے غضب طیش مین آ
کچھ نہ بن آیا تو پھر گھور کے یہ کہنے لگا
کیون بے لایا ہے اُٹھا کر یہ مرا سر تربوز

تب کہا مین نے میان یہ تو نہین ہے کچا
اور کچا ہے تو مین پیٹ مین بیٹھا تو تھا
سکے سُنتے ہی غضب ہو کے وہ لال انگارا
لاٹھی پائی جو نہ پائی تو پھر آخر جھنجھلا
کھینچ مارا مرے سینہ پہ اُٹھا کر تربوز

یون میان ہمکو جو تم کرتے ہو ککڑی کھیرا
کوسنا ہر گھڑی ہر آن کا ہوتا ہے بُرا
م کو تو پڑ گیا ملنے کا رقیبون سے مزا
جھوٹی قسمین یہ مرے سر کی جو کھاتے ہو بھلا
کیا مرے سر کو کیا تم نے مقرر تربوز

یار سے جب ہے وہ تربوز کبھی منگواتا
چھلکا اُسکا مجھے ٹوپی کی طرح دے ہے پنھا
ور یہ کہتا ہے کہ پھینکا تو چکھاؤنگا مزا
کیا کہون یارو مین اُس شوخ کے ڈر کا مارا
دو دو دن رکھے ہوے پھرتا ہون سر پر تربوز

یک بیدرد ستمگر ہے وہ کافر خونخوار
قتل کرتا ہے عزیزونکے تئین لیل و نہار
ل مرا اُس کی گلی مین جو ہوا آکے گزار
اسطرح سر کے شہیدون کا پڑا تھا انبار
جیسے بازار مین تربوز کے اوپر تربوز

تھی جنھین آگے ترے تند سے ہونٹون پہ نگاہ
آرزو ہی مین وہ سب مر کے ہوے خاک سیاہ
ن شہیدونکی بھی کچھ تجھکو خبر ہے واللہ
بوسے لینے کی تمنا مین تہ خاک سیاہ
وہی حسرت زدہ اب نکلے ہین بنکر تربوز

رات اُس شوخ سے مین نے یہ پہیلی مین کہا
بھیگی بکری سی کسے کہتے ہین بتاؤ تو بھلا
اس پہیلی کے تئین سنکے بڑی سوچ مین آ
جب نہ سمجھا تو کہا ہار کے اب تو ہی بتا

یہ رنڈیان جو ناچے ہین گھونگھٹ کو مُنہ پہ لے — گھونگھٹ نہ جانو دوستو تم زینہار اُسے
اِس پردے مین یہ اپنے کماتی ہین روٹیان

دُنیا مین اب بدی نہ کہین اور نکوئی ہے — یا دُشمنی و دوستی یا تند خوئی ہے
کوئی کسی کا اور کسی کا نہ کوئی ہے — سب کوئی ہے اُسی کا کہ جس ہاتھ دوئی ہے
نوکر نفر غلام بناتی ہین روٹیان

روٹی کا اب ازل سے ہمارا تو ہے خمیر — روکھی ہی روٹی حق مین ہماری ہے شہد و شیر
یا پتلی ہووے موٹی خمیری ہو یا فطیر — گیہون جوار باجرے کی جیسی ہو نظیر
ہمکو تو سب طرح کی خوش آتی ہین روٹیان

تربوز کی تعریف مین

کیون نہو سبز زمرد کے برابر تربوز — کرتا ہے خشک کلیجہ کے تئین تر تربوز
دل کی گرمی کو نکالے ہے یہ اکثر تربوز — جسطرف دیکھیے بہتر سے ہے بہتر تربوز
اب تو بازار مین بکتے ہین سراسر تربوز

کتنے ہین کھاتے نزاکت سے تراش اسمین دھر — تاکہ سینہ ہو خنک سردی مین ٹھنڈا ہو جگر
کتنے شربت ہی کے پیتے ہین کٹورے بھر بھر — کتنے بیجون کو سکتے ہین خوشی ہو ہو کر
کتنے کھاتے ہین کفایت سے منگا کر تربوز

میٹھے اور سرد ہین اتنے کہ ذرا نام لیے — ہونٹھ چپکے ہین جدا دانت ہین کر کر بجتے
شب کو دو چار منگا کر جو تراشے مین نے — کیا کہون مین کہ مٹھائی مین وہ کیسے نکلے
کوئی اولا کوئی مصری کوئی شکر تربوز

مجھسے کل یار نے منگوایا جو دے کر پیسا — اُسکے ٹانکے جو لگائے تو وہ کچا نکلا

پھر پوچھا اُسنے کہیے یہ ہے دل کا نور کیا / اسکے مشاہدہ مین ہے کھلتا ظہور کیا
وہ بولا سُنکے تیر اگیا ہے شعور کیا / کشف القلوب اور یہ کشف القبور کیا
جتنے ہین کشف سب یہ دکھاتی ہین روٹیان

روٹی جب آئی پیٹ مین سو قید کھل گئے / گلزار پھولے آنکھو مین اور عیش تل گئے
دو تر نوالے پیٹ مین جب آکے ڈھل گئے / چودہ طبق کے جتنے تھے سب بھید کھل گئے
یہ کشف یہ کمال دکھاتی ہین روٹیان

روٹی نہ پیٹ مین ہو تو پھر کچھ جتن نہ ہو / میلے کی سیر خواہش باغ و چمن نہ ہو
بھوکے غریب دلکی خدا سے لگن نہ ہو / سچ ہی کہا کسی نے کہ بھوکے بھجن نہو
اللہ کی بھی یاد دلاتی ہین روٹیان

اب آگے جسکے مال پوے بھر کے تھال ہین / پورے بھگت اُنھین کہو صاحب کے لال ہین
اور جنکے آگے روغنی اور شیرمال ہین / عارف وہی ہین اور وہی صاحب کمال ہین
پکی پکائی اب جنھین آتی ہین روٹیان

کپڑے کسی کے لال ہین روٹی کے واسطے / لمبے کسی کے بال ہین روٹی کے واسطے
باندھے کوئی رومال ہین روٹی کے واسطے / سب کشف اور کمال ہین روٹی کیواسطے
جتنے ہین روپ سب یہ دکھاتی ہین روٹیان

روٹی سے ناچے پیادہ قواعد دکھا دکھا / اسوار ناچے گھوڑے کو کاوہ لگا لگا
گھنگرو کو باندھے پیک بھی پھرتا ہے ناچتا / اور اس سوا جو غور سے دیکھا تو جا بجا
سو سو طرح کے ناچ دکھاتی ہین روٹیان

روٹی کے ناچ تو ہین سبھی خلق مین پڑے / کچھ بھانڈ بھگتیے نہین پھرتے ہین ناچتے

روٹیون کی تعریف مین

جب آدمی کے پیٹ مین آتی ہین روٹیان
پھولی نہین بدن مین سماتی ہین روٹیان
آنکھین پری رخون سے لڑاتی ہین روٹیان
سینے اوپر بھی ہاتھ چلاتی ہین روٹیان
جتنے مزے ہین سب یہ دکھاتی ہین روٹیان

روٹی سے جس کا ناک تلک پیٹ ہے بھرا
کرتا پھرے ہے کیا وہ اچھل کود جا بجا
دیوار پھاند کر کوئی کوٹھا اچھل گیا
ٹھٹھا ہنسی شراب صنم ساقی اس سوا
سو سو طرح کی دھوم مچاتی ہین روٹیان

جس جا پہ ہانڈی چولھا توا اور تنور ہے
خالق کی قدرتونکا اسی جا ظہور ہے
چولھے کے آگے آنچ جو جلتی حضور ہے
جتنے ہین نور سب مین یہی خاص نور ہے
اس نور کے سبب نظر آتی ہین روٹیان

آوے توے تنور کا جس جا زبان پہ نام
یا چکی چولھے کا جہان گلزار ہو تمام
وان سر جھکا کے کیجیے ڈنڈوت اور سلام
اسواسطے کہ خاص یہ روٹی کے ہین مقام
پہلے انھین مکانون مین آتی ہین روٹیان

ان روٹیون کے نور سے سب دل ہین پور پور
آٹا نہین ہے چھلنی سے چھن چھن گرے ہے نور
پیڑا ہر ایک اسکا ہے برفی و موتی چور
ہرگز کسی طرح نہ بجھے پیٹ کا تنور
اس آگ کو مگر یہ بجھاتی ہین روٹیان

پوچھا کسی نے یہ کسی کامل فقیر سے
یہ مہر و ماہ حق نے بنائے ہین کاہے کے
وہ سنکے بولا بابا خدا تجھکو خیر دے
ہم تو نہ چاند سمجھین نہ سورج ہین جانتے
بابا ہمین تو یہ نظر آتی ہین روٹیان

شادمانی گر ہوئی تو زندگانی پھر کہان

یہ جو بانکے گلبدن ملتے ہین سو سوگھات سے
ایک دم بھر گر جدا مت ہو تو انکے سات سے
کچھ مزے کچھ لوٹ خندان گلرخونکی ذات سے
جسقدر پینا ہو پی لے پانی انکے ہات سے
آب جنت تو بہت ہوگا یہ پانی پھر کہان

یہ جو کڑوے ہو کے ہمکو اب جھڑکتے ہین یہان
اُٹھ سکے جبتک اُٹھا اے دل تو انکی سختیان
انکی تلخی مین ہزارون ہین بھری شیرینیان
لذتین جنت کے میوے کی بہت ہونگی وہان
پر یہ میٹھی گالیان خوبان کی کھانا پھر کہان

رہ وہین اے دل سدا محبوب رہتے ہین جہان
جو تجھے دیوین سو لے اور غنیمت اسکو جان
کر لے اُنکی خدمتین ہر دم دل و جان سے میان
وان تو ہان حورون کے گہنے کے بہت ہونگے نشان
اِن پریزادون کے چھلونکی نشانی پھر کہان

ہو سکے جبتک تو سنلے دوستونکی واردات
جس گھڑی آئی قضا کوئی نہ پھر پوچھیگا بات
اور بیان کر آگے اُنکے ہون جو پیش مشکلات
اُلفت و مہر و محبت سب جیتے جی کے سات
مہربان جب اُٹھ گئے یہ مہربانی پھر کہان

اب جو آغاز جوانی کی بہارین ہین میان
نشہ پیکر کوئی دم کر لے تو سیر بوستان
عیش و عشرت مین اُڑا لے زندگی کی خوبیان
واعظ و ناصح بکین تو انکے کہنے کو نہ مان
دم غنیمت ہے میان یہ نوجوانی پھر کہان

ہو کے ہر دم خوبرویون کی محبت مین اسیر
وصف اب انکا جو کرنا ہے تو کرلے دلپذیر
کھا نگاہ سرمہ ساکی ناوکون کے دل مین تیر
جا پڑے چُپ ہو کے جب شہر خموشان مین نظیر
یہ غزل یہ ریختہ یہ شعر خوانی پھر کہان

جو ناچ دیکھتا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

یان آدمی ہی لعل و جواہر ہین بے بہا
اور آدمی ہی خاک سے بدتر ہے ہو گیا
کالا بھی آدمی ہے کہ اُلٹا ہے جون توا
گورا بھی آدمی ہے کہ ٹکڑا ہے چاند کا
بدشکل بدنما ہے سو ہے وہ بھی آدمی

اک آدمی ہین جنکے یہ کچھ زرق برق ہین
روپے کے اُنکے پاؤن ہین سونے کے فرق ہین
جھمکے تمام غرب سے لے تا بہ شرق ہین
کمخواب تاش شال دوشالون مین غرق ہین
اور چیتھڑون لگا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

اک ایسے ہین کہ جنکے بچھے ہین نئے پلنگ
پھولونکی سیج اُنپہ چمکتی ہے تازہ رنگ
سوتے ہین لیٹے چھاتی سے معشوق شوخ و شنگ
سو سو طرح سے عیش کے کرتے ہین رنگ ڈھنگ
اور خاک مین پڑا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

مرتے ہین آدمی ہی کفن کرتے ہین تیار
نہلا دھلا اُٹھاتے ہین کاندھے پہ کر سوار
کلمہ بھی پڑھتے جاتے ہین روتے ہین زار زار
سب آدمی ہی کرتے ہین مردے کے کاروبار
اور وہ جو مر گیا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

اشراف اور کمینے سے لے شاہ تا وزیر
یہ آدمی ہی کرتے ہین سب کار دلپذیر
یان آدمی مرید ہے اور آدمی ہی پیر
اچھا بھی آدمی ہی کہاتا ہے اے نظیر
اور سب مین جو برا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

ایضاً

دیکھ ٹک غافل چمن کو گلفشانی پھر کہان
یہ بہار عیش یہ شور جوانی پھر کہان
ساقی و مطرب شراب ارغوانی پھر کہان
عیش کر خوبان مین اے دل شادمانی پھر کہان

پگڑی بھی آدمی کی اُتارے ہے آدمی
چلّا کے آدمی کو پکارے ہے آدمی
اور سُن کے دوڑتا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

چلتا ہے آدمی ہی مسافر ہو لے کے مال
اور آدمی ہی مارے ہے پھانسی گلے میں ڈال
یاں آدمی ہی صید ہے اور آدمی ہی جال
سچا بھی آدمی ہی نکلتا ہے میرے لال
اور جھوٹ کا بھرا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

یاں آدمی ہی شادی ہے اور آدمی بیاہ
قاضی وکیل آدمی اور آدمی گواہ
تاشے بجاتے آدمی چلتے ہیں خواہ مخواہ
دوڑے ہیں آدمی ہی تو مشعل جلا کے راہ
اور بیاہنے چڑھا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

یاں آدمی نقیب ہو بولے ہے بار بار
اور آدمی ہی پیادے ہیں اور آدمی سوار
حقہ صراحی جوتیاں دوڑے بغل میں مار
کاندھے پہ رکھ کے پالکی ہیں دوڑتے کہار
اور اسمیں جو چڑھا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

بیٹھے ہیں آدمی ہی دکانیں لگا لگا
اور آدمی ہی پھرتے ہیں رکھ سر پہ خوانچا
کہتا ہے کوئی لو کوئی کہتا ہے لا رے لا
کس کس طرح کی بیچیں ہیں چیزیں بنا بنا
اور مول لے رہا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

یاں آدمی ہی قہر سے لڑتے ہیں گھور گھور
اور آدمی ہی دیکھ اُنھیں بھاگتے ہیں دور
چاکر غلام آدمی اور آدمی مزدور
یاں تک کہ آدمی ہی اُٹھاتے ہیں جا ضرور
اور جسنے وہ پھرا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

طبلے مجیرے دائرے سارنگیاں بجا
گاتے ہیں آدمی ہی ہر اک طرح جا بجا
رنڈی بھی آدمی ہی نچاتے ہیں گت لگا
اور آدمی ہی ناچے ہیں اور دیکھ پھر مزا

مرتا ہے کوئی مال پہ ڈھونڈے ہے کوئی جاہ　　دولت ہی کا ملنا ہے بڑی چیز نظیر آہ

بالغرض ہوئی اُس سے ملاقات تو پھر کیا

آدمی نامہ

دنیا مین پادشہ ہے سو ہے وہ بھی آدمی　　اور مفلس و گدا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

زردار بے نوا ہے سو ہے وہ بھی آدمی　　نعمت جو کھا رہا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

ٹکڑے چبا رہا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

ابدال قطب غوث ولی آدمی ہوے　　منکر بھی آدمی ہوے اور کفر کے بھرے

کیا کیا کرشمے کشف و کرامات کے لیے　　اتنی کہ اپنے زور ریاضت کے زور سے

خالق سے جا ملا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

فرعون نے کیا تھا جو دعوی خدائی کا　　شداد بھی بہشت بنا کر ہوا خدا

نمرود بھی خدا ہی کہاتا تھا برملا　　یہ بات ہے سمجھنے کی آگے کہوں مین کیا

یان تک جو ہو چکا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

یان آدمی ہی نار ہے اور آدمی ہی نور　　یان آدمی ہی پاس ہے اور آدمی ہی دور

کُل آدمی کا حسن و قبح مین ہے یان ظہور　　شیطان بھی آدمی ہے جو کرتا ہے مکر و زور

اور ہادی رہنما ہے سو ہے وہ بھی آدمی

مسجد بھی آدمی نے بنائی ہے یان میان　　بنتے ہین آدمی ہی امام اور خطبہ خوان

پڑھتے ہین آدمی ہی قرآن اور نمازیان　　اور آدمی ہی اُنکی چراتے ہین جوتیان

جو انکو تاڑتا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

یان آدمی پہ جان کو وارے ہے آدمی　　اور آدمی پہ تیغ کو مارے ہے آدمی

دولت مین اگر ہم ہوے دارا و سکندر
اور سات ولایت پہ کیا حکم سراسر
جب آئی اجل پھر نہ رہا تخت نہ افسر
اسپ و شتر و فیل و خر و نوبت و لشکر
گر قبر تلک اپنے چلا ساتھ تو پھر کیا

مے پی کے اگر ہو گئے ہم مست شرابی
ہونٹون سے جدا کی نہ کبھی مے کی گلابی
کی لاکھ طرح عیش کی مستی و خرابی
جب آئی اجل پھر وہین ہاتھ بھاگے شتابی
رندون مین ہوے اہل خرابات تو پھر کیا

عامل ہوے ہم لاکھ اگر نقش ازل سے
لوگونکو بچاتا لگے بھوتونکے خلل سے
جب آئی اجل پھر نہ چلا زور اجل سے
دین ان کو جو تعویذ و فتیلا و عمل سے
تسخیر کیا عالم جنات تو پھر کیا

پڑھ علم ریاضی جو منجم ہوے دھومی
پیشانی مہ و زہرہ و برجیس کی چومی
آخر کو اجل سر کے اوپر آن کے گھومی
اس عمر دو روزہ مین اگر ہو گئے نجومی
سب جہان لیئے ارض و سموات تو پھر کیا

گر ہم نے اطبا ہو طبابت کی قسم کی
چیز اور سو اطب کے سرانجام کی کم کی
جب تن کے اوپر مرگ نے آ ڈال دی کلکی
اک دم مین ہوا ہو گئے سب نظری و عملی
تھے یاد جو اسباب و علامات تو پھر کیا

گر اک پہ ہوا منصب و جاگیر کا نقشا
اور ایک کو مر مر کے ملا بھیک کا ٹکڑا
کیا فرق ہوا دونون مین جب مرنا ہی ٹھہرا
اُسنے کوئی دن بیٹھ کے آرام سے کھایا
وہ مانگتا در در پھرا خیرات تو پھر کیا

دنیا مین لگا مفلس و درویش سے تا شاہ
سب زر کے طلب گار ہین ماہی تا ماہ

گیدڑ نے اُس ہرن کا جو چیتا تھا وان بُرا | ہاں اُسی نے اپنی بدی کی وہین سزا

تھا یہ تو شعر مین نے اسے نظم مین کیا | پہونچا نظیر جب وہ خوشی ہو کے اپنی جا

کوے کے ساتھ پھر وہ بہت خوش ہوا ہرن

ایضاً

کی وصل مین دلبر نے عنایات تو پھر کیا | یا ظلم سے دی ہجر کی آفات تو پھر کیا

غصہ رہا یا پیار سے کی بات تو پھر کیا | گر عیش سے عشرت مین کٹی رات تو پھر کیا

اور غم مین بسر ہو گئی اوقات تو پھر کیا

مجنون کی طرح دل کو اگر ہنسنے لگایا | پھلین کیا روح کو اور تن کو سکھا

دلبر نے بھی لیلی کی طرح گو کہ بنایا | جب آئی اجل پھر کوئی ڈھونڈھا تو نہ

قصّون مین رہے حرف و حکایات تو پھر کیا

جس شوخ پریزاد کی دل سے ہوئی چاہ | ہر روز ملے اُس سے رہے عیش کے ہمرا

ہنسنا بھی ہوا باتین بھی اچھی ہوئین دلخواہ | جز بوس و کنار اور جو تھا اُسکے سوا آ

گر وہ بھی میسر ہوا ہیہات تو پھر کیا

تھے وہ جو دُر و لعل سے بہتر لب و دندان | آخر کو جو دیکھا تو ملے خاک مین یکسا

جن آنکھون کو ملنا ہو بھلا خاک کے درمیان | بد وہ اگر ان آنکھون نے دنیا مین

کی ناز و اداؤن کی اشارات تو پھر کیا

دنیا مین اگر ہمکو ملا تخت سلیمان | تابع رہے سب جن و پری آدم و حیو

جب تن سے ہوا ہو گئی وہ پھونی سی جان | پھر اُڑ گئی اک آن مین سب حشمت و سا

لے شرق سے تا غرب لگا ہات تو پھر کیا

سنتے ہی اُسکے ساتھ اُچھلتا چلا ہرن

جب کھیت پر یہ لے گیا اُسکو بدسگال
وان پہلے دیکھ آیا تھا اک دو ہرن کا جال
لے پہونچا جب ہرن کے تئین کھیت پر شغال
جاتے ہی وان ہرن نے دیا مُنھ کو اُسمین ڈال
مُنھ ڈالتے ہی جالمین وان پھنسگیا ہرن

وان پھر پھڑاکے کوا بھی لب آیا ناگہان
گیدڑ کو دیکے گالی ہرن سے کہا کہ ہان
ڑے پہ مت اسمین ورنہ تو ہو ویگا ناتوان
کوے کی بات سُنتے ہی ہمت کو باندہ وان
جیسے کہ گر پڑا تھا وہین پھر اُٹھا ہرن

یدڑ لگا جب آنے ہرن کی طرف جھپٹ
کوا پکار مار تو سینگ اک جو جاوے ہٹ
ک گھڑی تو ایسی لگا پانون کی جھپٹ
جاوے جو اُسکے لگتے ہی گیدڑ کا پیٹ پھٹ
سنتے ہی پھر تو سینگ ہلانے لگا ہرن

یدڑ نے خوب کوے کو دین جلکے گالیان
صیاد وان ہوا تھا کسی کام کو روان
مین شکاری آکے ہوا دور سے عیان
کوا پکارا لیٹ جا دم بند کر کے ہان
دم بند کر کے اپنا وہین گر پڑا ہرن

ڑ نے اُسکو دیکھ کے اک جا جھاڑ لی
صیاد اُس ہرن کو پڑا دیکھ اُس گھڑی
وس کر کے دام کی رسی وہ کھولدی
کوا پکارا بھاگ ارے وقت ہے یہی
سنتے ہی وان سے چوکڑی بھر کر اُڑا ہرن

یاد نے جو دیکھا ہرن اُٹھ چلا چھپاک
جلدی سے دوڑ پیچھے ہرن کے وہ سینہ چاک
ٹے کو پھینک مارا جو پھرتی سے اُسنے تاک
بھاگا ہرن وہین لگا گیدڑ کے آ کھٹاک
سر اُسکا پھوٹا اور وہ سلامت رہا ہرن

ارنے کو سوا بھاگنے سے کچھ نہ بن آیا

بھاگنے کا غرض ایسا کہ نہ پھر پیچھے تو دیکھا | ارنی بھی لگی بھاگ کے ساتھ ارنے کے گھبرا
اُس بھاگنے مین دونون نے پھر منھ کو نہ پھیرا | ارنا تو نظیر اپنے اُدھر خوف سے بھاگا
یان گھونسلے مین پودنا پھولا نہ سمایا

کوے اور ہرن کے بچے کے بیان مین

اک دشت مین سُنا ہے کہ اک خوب تھا ہرن | بچا ہی تھا ابھی نہ ہوا تھا بڑا ہرن
پھرتا تھا جو کڑی کا دکھاتا مزا ہرن | دیکھا جو ایک کوے نے وہ خوشنما ہرن
دلکو نہایت اُسکے وہ اچھا لگا ہرن

اور باتین کر کے کوے نے اُسکو لگا لیا | دم مین ہرن بھی کوے کی اُلفت مین آگیا
کوے ہرن مین ٹھہری جو گہری محبت آ | کوا جدھر جدھر کو خوشی ہو کے جاتا تھا
پھرتا تھا اُسکے ساتھ لگا جا بجا ہرن

اِک گیدڑ اُس ہرن کے کنے آکے نابکار | بولا ہزار جان سے مین تمپہ ہون نثار
مجھکو بھی اپنا جان غلام اور دوستدار | اور دل مین یہ کہ کیجے کسیطور سے شکار
اُسکے دغا و مکر سے واقف نہ تھا ہرن

گیدڑ یہ کہہ کے مکر سے جسدم گیا اُدھر | کوا ہرن سے کہنے لگا کر کے شور و شر
یہ ہشت مکرباز ہے کر اس سے تو حذر | اللہ رے دغا سے تجھکو یہ پکڑ گیا فتنہ گر
سنکر یہ بات کوے کی چپ ہو رہا ہرن

دن دوسرے ہرن کنے گیدڑ پھر آگیا | کوے کو روتا دیکھ یہ بولا وہ پُر دغا
مین آج دیکھ آیا ہون نیا کھیت اک ہرا | تم کھاؤ اُسکو چل کے تو ہو شاد دل مرا

سارس نے یہ سُن پودنے سے یون کہا ہنسکر
کیا بات تم ایسے ہی ہو بھاری و تناور
ہر پیڑ کو ہے بوجھ تمھارے نے ہلایا

رہتا تھا وہ جس پیڑ پہ وہ پیڑ تھا برنا
آ کے کہین اُس دشت مین اک ارنی و ارنا
خوش آیا اُنھین وان جو ہری گھاس کا چرنا
ٹھہرایا اُنھون نے اُسی جنگل مین اُترنا
رہنے لگے وہ بھی اُنھین صحرا جو وہ بھایا

وان پودنی اور ارنی مین بہناپا جو ٹھہرا
دن کو وہ لگے رہنے خوشی ہو کے اُسی جا
اور رات کو رہنے لگی وہ ارنی کنے جا
خوش ہو کے لگی رہنے ہوا پیار جو گہرا
دونون نے غرض خوب محبت کو بڑھایا

اک روز وہ ارنی کہین چرتی ہوئی آئی
اور آتے ہی اُس پیڑ سے پیٹھ اپنی کھجائی
وہ پیڑ ہلا پودنی نے دھوم مچائی
ہو جاویگی اس بات سے مر دونین لڑائی
اس تیرے کھجانے نے بہت ہمکو ستایا

ارنی یہ ہنسی سُنکے اور ارنے سے کہا جا
ارنا بھی ہنسا اور کہا جا پھر تو کھجا آ
اور آ کے کھجانے کو تو یون پودنا بولا
بد ذات یہ تیری نہین تقصیر مین سمجھا
شاید ترے ارنے نے تجھے ہے یہ سکھایا

کل اسکی سزا پاویگا ارنا ترا بد خو
جو صبح لگی ہونے تو وہ پودنا دیکھو
آیا جہان ہوتا تھا وہ ارنا بڑا خوش ہو
دھم بیٹھ گیا کان مین باندھ اپنے پرون کو
پھُر پھُر کیا اور پردے مین پنجون کو گڑایا

ارنا لگا ٹکرانے کو سر شور مچا کر
ارنی گری اُس پودنی کے پانون پہ جا کر
جب پودنی نے اُسکے ترس حال پہ کھا کر
جلدی سے نکالا اُسے آواز سنا کر

جب کہ لا پھول پان دھرتے ہین
وہ بھی گوری ہی ٹھلیان بھرتے ہین

تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات گورے برتن کی

خاک سے جبکہ انکو گڑھتے ہین
بندگی سے یہ اپنی بڑھتے ہین
گورون پر پھول ہار چڑھتے ہین
حور و غلمان درود پڑھتے ہین

تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات گورے برتن کی

گورون پر جو نظیر جوبن ہے
جو حرے مین کہان وہ کھن کھن ہے
جس گھڑونچی پہ گورا باسن ہے
وہ گھڑونچی نہین ہے گلشن ہے

تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات گورے برتن کی

پودنے اور گڑھ پنکھ کی لڑائی

اک پودنے کا حال عجب سننے مین آیا
تھا گھونسلا اک پیڑ اوپر اُس نے بنایا
اور پودنی اور بچون کو تھا اُس مین بٹھایا
قد مین تو وہ تھا پودنا چھوٹا سا کہایا

پر دل مین وہ گڑھ پنکھ سے ٹھہرا تھا سوایا

کوے کو سمجھتا تھا وہ الّو کا بچا
اور چیل کو گنتا تھا وہ نا چیز تپنگا
بگلے کو بچا کوے کا اور بری کو بھنگا
گڑھ پی سے یہ کہتا کہ تو ہے کیا ارے چلیا

ہمنے ترے گڑھ کو ہے چٹکی مین اُڑایا

اک روز وہ سارس سے لگا کہنے اُچھل کر
جس پیڑ پہ ہم بیٹھے ہین ہلتا ہے ہوا

تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

کوری ٹھلیہ پن یہ دیکھ کر لوٹا
گرچہ بوٹا وہ قد کا ہے چھوٹا
دل لگا ہونے کچھ کھرا کھوٹا
جس نے دیکھا اُسی کا دل لوٹا

تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

کورے کوزون کو دیکھ عالم مین
یون وہ رستے ہین آب کے نم مین
کوزے مصری کے بھر گئے غم مین
جیسے ڈوبے ہون پھول شبنم مین

تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

وہ جو کورا سفید جھجھر ہے
بیل بوٹے سے اس جھمک پر ہے
جس کی جاگیر ملک ججھر ہے
تاش کمخواب یا مشجر ہے

تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

جس صراحی مین سرد پانی ہے
زندگی کی یہی نشانی ہے
موتی کی آب پاتی پانی ہے
دوستو یہ بھی بات مانی ہے

تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

جتنے نذر و نیاز کرتے ہین
یا گئے عزیز مرتے ہین

کورے برتن کی تعریف میں

کورے برتن ہیں کیاری گلشن کی | جس سے کھلتی ہے ہر کلی تن کی
بوند پانی کی اُن میں جب کھنکی | کیا وہ پیاری صدا ہے سن سن کی

تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

پانی کی آب اب بڑی ہے ذات | قطرہ قطرہ ہے جس کا آبِ حیات
کورے برتن میں جبکہ آیا ہات | پھر تو آبِ حیات بھی ہے مات

تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

وہ جو پانی کی کوری گولی ہے | وہی آنے کی مول گولی ہے
کیا ہی ٹھنڈی دوا کی گولی ہے | کیا کہوں گولی گولی گولی ہے

تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

یہ جو گولی کی بولیاں باندھیں | ہم نے پانی کی گولیاں باندھیں
سوندھی سوندھی ٹھٹھولیاں باندھیں | دل نے پھولونکی جھولیاں باندھیں

تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

کورا پنہاری کا جو ہے مٹکا | اس کا جو بن کچھ اور ہی مٹکا
لے گیا جان پانوں کا کھٹکا | دل گھڑے کی طرح سے دے ٹپکا

گیا جب وقت کا فر ہاتھ سے پھر ہاتھ کب آیا غرض ہمنے تو اب بھی اور تمھین آگے بھی سمجھایا

نہ یہ چہلین نہ یہ دھومین نہ یہ چرچے بہم ہونگے
میان اک دن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

ہمارے اور تمھارے حق مین اتنا ہی ہے بہتر کہ دیکھین چاندنی اور سیر دریا کی کرین جاکر
کبھی لپٹین گلے سے اور کبھی پیوین ساغر یہی کہنے کو رہ جاویگا آخر اے مرے دلبر

نہ یہ چہلین نہ یہ دھومین نہ یہ چرچے بہم ہونگے
میان اک دن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

اگر برسات ہو یا ابر ہو یا مینھ برستا ہو پہن پوشاک رنگین در ہمارے گھر مین آ بیٹھو
ادا و ناز و غمزے جو چلے کرنے ہون سو کرلو فلک کب چین دیتا ہے مری جان پھر تو آخر کو

نہ یہ چہلین نہ یہ دھومین نہ یہ چرچے بہم ہونگے
میان اکدن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

ابھی دن یا الفتین ہم ملتی ہین اور روان ناز کی گھاتین غنیمت ہین یہ ظاہر پیار کے اور چاہ کی لاتین
جب انکھین مند گئین سب ہو چکین چتون اشاراتین کہان پھر دن مزے کے اور کہان یہ عیش کی راتین

نہ یہ چہلین نہ یہ دھومین نہ یہ چرچے بہم ہونگے
میان اکدن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

ہمین ہے بیقراری اور تمھین ہر دم طرحداری غنیمت ہے ہماری اور تمھاری گرم بازاری
نظیر اب کیا کہے آگے غرض آخر بناچاری کہان پھر ہم کہان پھر تم کہان الفت کہان یاری

نہ یہ چہلین نہ یہ دھومین نہ یہ چرچے بہم ہونگے
میان اکدن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

نہ یہ چہلین نہ یہ دھومین نہ یہ چرچے بہم ہونگے
میان اِک دن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

چمن مین چل کے بیٹھو اور صراحی جام منگواؤ — یہ مے بھر بھر کے ساغر تم بھی دو ہمکو بھی پلواؤ
گلے لپٹو ہمارے اور ہمین ہنس ہنس کے بوسہ دو — اجل کافر کھڑی ہے سر پہ آ دلدار سنتے ہو

نہ یہ چہلین نہ یہ دھومین نہ یہ چرچے بہم ہونگے
میان اِک دن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

ہماری چشم پر نم اور تمہارے عارض گلگون — غرض تم وقت کے لیلیٰ ہو پیارے اور ہم مجنون
گھڑی بھر کیلئے ہم پاس کر لو عیش تو قلمون — کسی کے کہنے سننے پر نہ جاؤ دیکھو کہتا ہون

نہ یہ چہلین نہ یہ دھومین نہ یہ چرچے بہم ہونگے
میان اِکدن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

اُچھل لو کود لو ہو جبتلک یہ زور نلیون مین — غنیمت ہے وہی دم اب جو گزری رنگ رلیون مین
ہمین لو ساتھ اور سیر کرو پھولون کی گلیون مین — پھر گی پھر تو آخر تن کی اُڑتی خاک گلیون مین

نہ یہ چہلین نہ یہ دھومین نہ یہ چرچے بہم ہونگے
میان اِک دن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

جو آگے عاشق و معشوق تھے سب ملگئے گل مین — اجل کی تیغ سے دونون کے تکے اوڑ گئے پل مین
نہ قاتل مین رہا جی اور نہ اُس قاتل کے بسمل مین — لو بس اے دلبرو تم بھی اب جان لو دل مین

نہ یہ چہلین نہ یہ دھومین نہ یہ چرچے بہم ہونگے
میان اِک دن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

اگر تمنے ہمارے دلکو دکھ دے دے کے ترسایا — غلط فہمی تمہاری یا کہ جسنے تم کو سکھلایا

ی وقت کتب عقل میں بہت علم ہمنے بھی تھا پڑھا | کہ ہر اک سے حجت و بحث تھی سو اس علم کا یہ کمال تھا
یا جبکہ مدرسہ عشق مین تو پھر آگے یار و کہو ہم کیا | وہ عجب گھڑی تھی کہ جس گھڑی لیا درس نسخۂ عشق کا
کہ کتاب عقل کی طاق پر جو دھری تھی وہین دھری رہی

رخ منھ پر اٹھا تو ہی وہ جھلک کہ جہان تو جا کے عیان ہوا | اگر آفتاب جمال تھا تو یہ دیکھ وہ بھی نہان ہوا
وئی آگے تیرے نہ آسکا وہ قمر کہ مہر نشان ہوا | ترے جوش حیرت حسن کا اثر اسقدر تو یہان ہوا
کہ نہ آئنہ مین جلا رہی نہ پری کی جلوہ گری رہی

سب اتفاق ہی خود بخود مرے دل سے عیش نکل گیا | پڑی آگ غم کی تہ زمین آکے برنگ شمع پگھل گیا
دھر آہ شعلہ زبان ہوئی ادھر اشک آنکھوں سے ڈھل گیا | چلی سمت غیب سے اک ہوا کہ چمن سرور کا جل گیا
مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہین سو ہری رہی

رہ عشق اپنے جہان مین آکے جو نسے بیٹھے وہ ہاتھ دھو | نہ کسی کے ڈر سے چھپے کہین نہ کسی کے خوف سے دیوے رو
سے کچھ کسی کی خبر نہین ہوا اتو مثل نظیر رو | تری ورد عشق مین اب میان دل نبوے آسراج کو
نہ خطر رہا نہ حذر رہا جو رہی تو بیخبری رہی

در انتباہ غافلان

ہان ہے جبتلک ان آسکے روز شادی و غم ہونگے | ہزارون عاشق جانباز اور لاکھون صنم ہونگے
ار و بوس و کنار و عیش و طرب بھی دمبدم ہونگے | مگر جتنے یہ اپنی صف کے ہین یہ سب عدم ہونگے
نہ یہ چھلین نہ یہ دھومین نہ یہ چرچے بہم ہونگے
میان اک دن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

ہار اب ہے جتنا حسن کا عالم غنیمت ہے | اگر ہے ہش تو بہتر و گر نہ کم غنیمت ہے
ر او کیھا او عاشقی کا دم غنیمت ہے | بھروسا کچھ نہیں دم کا عزیزو دم غنیمت ہے

غرفے سے بیٹے جھانک کے چہرہ دکھا دیا ۔ جب ہم نے کی نگہ تو لیا پردے میں چھپا
اپنا بڑھایا حسن کیا ہم کو مبتلا ۔ صد آفرین ہے اے مرے عیار مہ لقا
دیدار مے نمائی و پرہیز مے کنی
بازار خویش و آتش ما تیز میکنی

زلفوں کا اپنی ہمکو دکھا تو نے پیچ و تاب ۔ ڈالا ہے دلمیں تعشق کا اضطراب
جب پھنس گئے ہم آہ تو جھٹکا دیا عتاب ۔ اب فطرتوں کا تیری غرض ہے یہی جواب
دیدار مے نمائی و پرہیز مے کنی
بازار خویش و آتش ما تیز میکنی

مکر و فریب تو جو کرے ہے بنا بنا ۔ وہ سب نظیر جانے ہے اے شوخ دلربا
تیری جو شوخیوں سے وہ آگاہ پہلے تھا ۔ سعدی بھی یہ شعر گلستان میں لکھ گیا
دیدار مے نمائی و پرہیز مے کنے
بازار خویش و آتش ما تیز مے کنی

خمسہ بر غزل سراج

کھلی جبکہ چشم دل غریں تو وہ نم رہا نہ تری رہی ۔ ہوئی حیرت ایسی کہ جیسے آن کر کہ اثر کی بے اثری ہی
پڑی گوش جان میں عجب ندا کہ جگر نہ جگری رہی ۔ خبر تحیر عشق سن نہ جنوں رہا نہ پری رہی
نہ تو تو رہا نہ تو میں رہا جو رہی سو بے خبری رہی

ہو میں کیا ہی دل کو فراغتیں گئی تہ جیب لباس کی ۔ نہ ہوا ہے اطلس گلبدن نہ تلاش بادلہ زری
کوئی پہنو یا کہ نہ پہنو اب غرض اسکو جانے بلا مری ۔ شہ بیخودی نے عطا کیا مجھے اب لباس برہنگی
نہ خرد کی بخیہ گری رہی نہ جنوں کی پردہ دری رہی

سب کہتے ہین وہ صاحب ایجاد یہی ہین | کیا دیکھتے ہو تم کھڑے اُستاد یہی ہین

کل چوک مین تھا جسکا لڑا ریچھ کا بچا

مسدس برابیات فارسی

گاہے بخندہ لب شکر آمیز میکنی | گاہے بہ عشوہ غمزۂ خونریز میکنی
ہر نازہ دلفریب و دل آویز میکنی | القصہ ہر ادا ستم انگیز میکنی

دیدار مینمائی و پرہیز مے کنے
بازار خویش و آتش ما تیز میکنے

پہلے لگا گئے دلکو مرے تونے اپنی چاہ | جب مرچلے ہم آہ تو لی تونے اپنی راہ
سمجھے ترا فریب ہم اے شوخ کج کلام | اچھی یہ رسم تونے نکالی ہے واہ واہ

دیدار مے نمائی و پرہیز مے کنی
بازار خویش و آتش ما تیز مے کنی

دل دکھا کے دور ہے وہ حسن مہر سوز | پھر چھپ گیا تو دل مین لگا تیر سینہ دوز
ہم دیکھتے ہی رہ گئے آشفتۂ تیرہ روز | سوچا جو ہمنے خوب تو اے شمع دل فروز

دیدار می نمائی و پرہیز مے کنے
بازار خویش و آتش ما تیز میکنی

رو دین نہ تیرے ہاتھ سے ہم کیونکہ زار زار | دلدار بن کے تونے کیا ہم کو دلفگار
جب ہم تو بیقرار ہین اور تو خوشی ہی یار | کیونکر نہ ہو خوشی کہ ترا ہے یہی شعار

دیدار مے نمائی و پرہیز میکنی
بازار خویش و آتش ما تیز میکنی

پھر ناچ چکے وہ راگ بھی گایا تو وہان آہ
پھر کھر و اتا جا تو ہر اک بولی زبان آ[illegible]

ہر چار طرف سے تھے کہے پیر و جوان آہ
سب ہنس کے یہ کہتے تھے میان واہ میان[illegible]

کیا تم نے دیا خوب نچا ریچھ کا بچا

اس ریچھ کے بچے مین تھا اِس ناچ کا ایجاد
کرتا تھا کوئی قدرتِ خالق کے تئین [illegible]

ہر کوئی یہ کہتا تھا خدا تم کو رکھے شاد
اور کوئی یہ کہتا تھا ارے واہ رے اُست[illegible]

تو بھی جیے اور تیرا اسدا ریچھ کا بچا

جب ہمنے اُٹھا ہاتھ کڑون کو جو ہلایا
تم ٹھونک کے پہلوانکی طرح سامنے آ[illegible]

لپٹا وہ تو کشتی کا ہنر آن دکھایا
وان چھوٹے بڑے جتنے تھے ان سب کو رجھ[illegible]

ہم بھی نہ جھکے اور نہ تھکا ریچھ کا بچا

جب کشتی کی ٹھہری تو وہین سر کو جو جھاڑا
للکارتے ہی اُسنے ہمین آن لت[illegible]

گہ ہمنے پچھاڑا اُسے گہ اُس نے پچھاڑا
اک ڈیرہ سا پھر ہو گیا کشتی کا اکھ[illegible]

گو ہم بھی نہ ہارے نہ ہٹا ریچھ کا بچا

یہ داؤن و پیچ ہمین جو کشتی مین ہوئی دیر
یون پڑتے روپے پیسے کہ آندھی مین ہو[illegible]

سب نقد ہو آگئے سوا لاکھ روپے ڈھیر
جو کہتا تھا ہر اک یہ اسی طرح سے منہ و[illegible]

یارو تو لڑا دیکھو ذرا ریچھ کا بچا

کہتا تھا کھڑا کوئی جو کرآہ اہا ہا
اسکے تمھین اُستاد ہو واللہ اہا ہ[illegible]

یہ پھرکیا تمنے تو ناگاہ اہا ہا
کیا کہیے غرض آخوش اے واہ اب[illegible]

ایسا تو نہ دیکھا نہ سنا ریچھ کا بچا

جس دن سے نظیر اپنے تو دلشاد یہی ہین
جاتے ہین جدھر کو اُدھر ارشاد یہی[illegible]

جب ہم بھی چلے ساتھ چلا ریچھ کا بچا

تھا ہاتھ مین اک اپنے سوا من کا جو سونٹا
کاندھے پہ چڑھا جھولنا اور ہاتھ مین پیالا
لوہے کی کڑی جسپہ کھڑکتی تھی سراپا
بازار مین لے آئے دکھانے کو تماشا

آگے تو ہم اور پیچھے وہ تھا ریچھ کا بچا

تھا ریچھ کے بچے پہ وہ گہنا جو سراسر
انون مین در اور گھنگرو پڑے پانون کے اندر
ہاتھون مین کڑے سونے کے بجتے تھے جھمک کر
وہ ڈور بھی ریشم کی بنائی تھی جو پر زر

جس ڈور سے یارو تھا بندھا ریچھ کا بچا

جھلے وہ جھلتے تھے پڑے جسپہ کر نجھول
اور اُنکے سوا کتنے ٹھائے تھے جو گل پھول
مقیش کی لڑیون کی پڑی جھمپا اور جھول
یون لوگ گرے پڑتے تھے سر پانونکی سدھ بھول

گویا وہ پری تھا کہ نہ تھا ریچھ کا بچا

ک طرف کو تھین سکڑون لڑکونکی پکارین
یہ ہاتھیون کی چیق اور اونٹونکی ڈکارین
اک طرف کو تھین پیر و جوانون کی قطارین
غل شور مزے بھیڑ ٹھٹھ انبوہ بہارین

جب ہمنے کیا لا کے کھڑا ریچھ کا بچا

تا تھا کوئی ہمسے میان آؤ قلندر
اُنسے یہ کہتے تھے یہ پیشہ ہے قلندر
وہ کیا ہوئے اگلے جو تمھارے تھے وہ بندر
ہان چھوڑ دیا یا اُنھین جنگل کے اندر

جسدن سے خدا نے یہ دیا ریچھ کا بچا

ت مین اب اس بچے کو ہمنے ہے سدھایا
گے جو ڈھبلی کے تئین گت پہ بجایا
لڑنے کے سوا ناچ بھی اِسکو ہے سکھایا
اِس ڈھب سے اُسے چوک کے جمگھٹ مین نچایا

جو سبکی نگاہو نمین گھپا ریچھ کا بچا

جو پار اُتارے اوروں کو اُسکی بھی پار اُترنی ہی — جو غرق کرے پھر اُسکو بھی ڈبکوں ڈبکوں کرنی ہے
شمشیر تبر بندوق سنان اور نشتر تیر نہرنی ہے — یاں جیسی جیسی کرنی ہے پھر ویسی ویسی بھرنی ہے

کچھ دیر نہیں اندھیر نہیں انصاف اور عدل پرستی ہے
اِس ہاتھ کرو اُس ہاتھ ملے یاں سودا دست بدستی ہے

جو اور کا اونچا بول کرے تو اُسکا بول بھی بالا ہی — اور دے پٹکے تو اُسکو بھی کوئی اور پٹکنے والا ہے
بے ظلم و خطا جس ظالم نے مظلوم ذبح کر ڈالا ہے — اُس ظالم کے بھی لوہو کا پھر بہتا ندی نالا ہی

کچھ دیر نہیں اندھیر نہیں انصاف اور عدل پرستی ہے
اِس ہاتھ کرو اُس ہاتھ ملے یاں سودا دست بدستی ہے

جو اور کسیکو ناحق مین کوئی جھوٹی بات لگاتا ہی — اور کوئی غریب اور بیچارہ حق ناحق مین لٹ جاتا ہی
وہ آپ بھی لوٹا جاتا ہی اور لاٹھی پاٹھی کھاتا ہی — جو جیسا جیسا کرتا ہی پھر ویسا ویسا پاتا ہی

کچھ دیر نہیں اندھیر نہیں انصاف اور عدل پرستی ہی
اس ہاتھ کرو اُس ہاتھ ملے یاں سودا دست بدستی ہی

جو کھٹکا اُسکے ہاتھ لگا جو اور کسی کو دے کھٹکا — اور غیب سے جھٹکا کھاتا ہی جو اور کسیکو دے جھٹکا
چیرے کے بیچ مین چیرا ہی اور پٹکے بیچ جو ہے پٹکا — کیا کہیے اور نظیر آگے ہے زور تماشا جھٹ پٹ کا

کچھ دیر نہیں اندھیر نہیں انصاف اور عدل پرستی ہے
اِس ہاتھ کرو اُس ہاتھ ملے یاں سودا دست بدستی ہے

ریچھ کا بچہ

کل راہ مین جاتے جو ملا ریچھ کا بچا — لے آئے وہین ہم بھی اُٹھا ریچھ کا بچا
سو نعمتین کھا کھا کے پلا ریچھ کا بچا — جس وقت بڑا ریچھ ہوا ریچھ کا بچا

جاڑے میں جسکو ہر دم پیشاب ہے ستاتا — اُٹھتیں تو جاڑا لپٹے ہے مُوت نکلا جاتا
اُنکی دوا بھی کوئی پوچھو حکیم سے جا — تبلائے کتنے نسخے پر ایک بن نہ آیا
آخر علاج اُسکا ٹھہرائے تل کے لڈو

جاڑے میں اب جو یارو یہ تل گئے ہیں بھونے — محبوبونکے بھی تل سے انکے مزے ہیں دونے
دل سے لیا ہمارا تل شکریونکے رونے — یہ بھی نظیر لڈو ایسے بنائے تو نے
سُن سُنکے جسکی لذت گھبرائے تل سے لڈو

در بیان نیکی و بدی دنیا

ہے دنیا جسکا نام میاں یہ اور طرح کی بستی ہے — جو مہنگوں کو یہ مہنگی ہے اور سستوں کو یہ سستی ہے
یاں ہر دم جھگڑے اُٹھتے ہیں ہر آن عدالت بستی ہے — گر مست کرے تو مستی ہے اور پست کرے تو پستی ہے
کچھ دیر نہیں اندھیر نہیں انصاف اور عدل پرستی ہے
اس ہاتھ کرو اُس ہاتھ ملے یاں سودا دست بدستی ہے

جو اور کسی کا مان رکھے تو اسکو بھی ارمان ملے — جو پان کھلادے پان ملے جو روٹی دے تو نان ملے
نقصان کرے نقصان ملے احسان کرے احسان ملے — جو جیسا جسکے ساتھ کرے پھر ویسا اُسکو آن ملے
کچھ دیر نہیں اندھیر نہیں انصاف اور عدل پرستی ہے
اس ہاتھ کرو اُس ہاتھ ملے یاں سودا دست بدستی ہے

جو اور کسیکی جان بخشے تو اُسکی بھی حق جان رکھے — جو اور کسی کی آن رکھے تو اُسکی بھی حق آن رکھے
جو یاں کا رہنے والا ہے یہ دل میں اپنے جان رکھے — یہ چرت پھرت کا نقشہ ہے اِس نقشے کو پہچان رکھے
کچھ دیر نہیں اندھیر نہیں انصاف اور عدل پرستی ہے
اِس ہاتھ کرو اُس ہاتھ ملے یاں سودا دست بدستی ہے

پھر کہاں یہ دلبری یہ عیش کی باتین مدام | کچھ نہ ہوئیگا رہیگا آخرش اللہ کا نام

مان لے کہنا مرا اے جان ہنس لے بول لے
حسن یہ دو دن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے

تل کے لڈو

جاڑے مین پھر خدا نے کھلوائے تل کے لڈو | ہر ایک خوانچے مین دکھلائے تل کے لڈو
کوچے گلی مین ہر جا بکوائے تل کے لڈو | ہمکو بھی ہینگے دل سے خوش آئے تل کے لڈو
جیتے رہے تو یارو پھر کھائے تل کے لڈو

عمدون نے سطرح کی یاقوتیان اڑائین | لوگون نے دارچینی شکر مین سے ملائین
سردی مین دولتون نے ہر گرم چیز کھائین | اور دن نے ڈال مصری گڑ پینڈیان بنائین
ہم نے بھی گڑ منگا کر بندھوائے تل کے لڈو

رکھ خوانچے کو سر پہ پکار یون پکارا | بادام بھونا چابو اور گر کرا چھوہارا
جاڑا لگے تو اسکا کرتا ہون مین اجارا | جسکا کلیجہ یارو سردی نے ہووے مارا
نو دام سے کے وہ مجھسے لے جائے تل کے لڈو

جاڑا تو اپنے دل مین تھا پہلوان جھجھاڑا | پر ایک تل نے اسکو رگ رگ سے ہی اکھاڑا
جسدم دل و جگر کو سردی نے آلتاڑا | خم ٹھوک دو ہین ہنسنے جاڑے کو دھر پچھاڑا
تن پھر ایسا بھیگا جب کھائے تل کے لڈو

کل یار سے جو اپنے ملنے کے تئین گئے ہم | کچھ پیڑے اسکی خاطر کھانیکو لیگئے ہم
محبوب ہنسکے بولا حیرت مین ہو رہے ہم | پیڑون کو دیکھ دلمین ایسے خوشی ہوئے ہم
تب خوش ہوا وہ اسنے جب پائے تل کے لڈو

مان لے کہنا مرا ایجان ہنس لے بول لے
حُسن یہ دو دن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے

کیا ہمارا حال دل خوبی تری کہتی نہین — یا ہماری چاہ تیرے ناز کو سہتی نہین
آہ کھیتی حسن کافر کی ہری رہتی نہین — ناؤ کاغذ کی پیارے یہ سدا بہتی نہین

مان لے کہنا مرا ایجان ہنس لے بول لے
حُسن یہ دو دن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے

کیسے کیسے خوبرویان ہو گئے ہین سیر یجان — اپنے غمخوارون سے کیا کیا کر گئے ہین خوبیان
تو جو روٹھا روٹھا ہمسے رہتا ہے نامہربان — دیکھ پچھتاویگا غافل حسن پر مت رکھ گمان

مان لے کہنا مرا ایجان ہنس لے بول لے
حسن یہ دو دن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے

حسن کا عالم ستمگر ہر گھڑی ملتا نہین — گل بھی کھل اکبار ہی ایجان پھر کبھی کھلتا نہین
مجھسے تیرا روٹھنا ہر دم کا اب جھلتا نہین — دودھ اور دل جب پھٹا پیارے یہ پھر ملتا نہین

مان لے کہنا مرا ایجان ہنس لے بول لے
حسن یہ دو دن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے

دل غریبونکے جو پیارے تجھسے اب دُکھ پائینگے — لیک اکدن تجھکو بھی خوبان یونہین کلپائینگے
بعد کو ہنسنے کو دیدے جھڑکیان ترسائینگے — پانڈے جی پچتائینگے وہی چنے کی کھائینگے

مان لے کہنا مرا اے جان ہنس لے بول لے
حسن یہ دو دن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے

اب نظیر آگے ترے رہتا ہے حاضر صبح شام — پیارے ہنس بول پیارے پی لے اُلفت کا جام

در بیان غنیمت شمردن حسن و جمال

اپنے غمخواروں سے کوئی آن ہنس لے بول لے
درد مند و نکا نکال ارمان ہنس ہنس بول لے
پھر کہاں یہ دلبری یہ شان ہنس لے بول لے
دم غنیمت ہے ارے نادان ہنس لے بول لے

مان لے کہنا مرا ای جان ہنس لے بول لے
حسن یہ دو دن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے

آج تجھکو حق نے دی ہے حسن و خوبی کی بہار
چاہنے والوں سے کر لے کچھ سلوک و مہر و پیار
کوندنا بجلی کا اور جوبن کا مت گن اعتبار
کاٹھ کی ہانڈی نہیں چڑھتی ہے پیارے بار بار

مان لے کہنا مرا ای جان ہنس لے بول لے
حسن یہ دو دن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے

اب تو منھ گل ہے پیارے پھر دھتورا آکھ ہے
آج یہ گلشن کھلا ہے کل کو سوکھا ساکھ ہے
جو اٹھا شعلہ بھبوکا آخرش کو راکھ ہے
چار دن کی چاندنی ہے پھر اندھیرا پاکھ ہے

مان لے کہنا مرا ای جان ہنس لے بول لے
حسن یہ دو دن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے

اسقدر مت کر مری جان اپنے جوبن پر گمان
یہ نہیں رہتا سدا کافر کسی کے پاس ہاں
جب گر پڑے دانت اور پڑ گئیں چہرہ کے اوپر جھریاں
پھر یہ ہنسنا بولنا اور پھر کہاں اٹکھیلیاں

مان لے کہنا مرا ای جان ہنس لے بول لے
حسن یہ دو دن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے

ایسا کوئی حسن والا آہ تو ہم کو بتا
جسکی خوبی کا ہمیشہ ایک سا عالم رہا
کیوں خفا ہوتا ہے ہمسے یار کہدے اے دلربا
ہاتھ آتا ہے نہیں کافر یہ جب جوبن گیا

غرض مین کیا کہون دنیا بھی اِک تماشا ہے

نھونکی داڑھی ہے اُنکی تو بات واہی ہے ۔ جو داڑھی منڈے ہین اُنکی سند گواہی ہے
سیاہی روشنی اور روشنی سیاہی ہے ۔ اُجاڑ شہر مین مُردونکی بادشاہی ہے

غرض مین کیا کہون دنیا بھی اک تماشا ہے

نھونمین عقل نہین وہ بڑے سیانے ہین ۔ جو عقل رکھتے ہین وہ باؤلے دیوانے ہین
نانے شوق سے مردونکے پہنے بانے ہین ۔ جو مرد ہین وہ نرے ہیجڑے زنانے ہین

غرض مین کیا کہون دنیا بھی اک تماشا ہے

نھونکے کان نہین دور کی وہ سُنتے ہین ۔ جو کان والے ہین بیٹھے وہ سر کو دُھنتے ہین
ھوئین برستے ہین اور ابر تنکے چُنتے ہین ۔ کباب بھیگتے ہین اور ملیدے بھنتے ہین

غرض مین کیا کہون دنیا بھی اک تماشا ہے

بلیث دیو پلید آ ہر اِک سے لڑتے ہین ۔ جو آدمی ہین وہ اُن سب کے پانون پڑتے ہین
ائین لیتے ہین اور بھوت جن جھگڑتے ہین ۔ یہ قہر دیکھو کہ زندون سے مُردے لڑتے ہین

غرض مین کیا کہون دنیا بھی اک تماشا ہے

[illegible] آگھ کے پھول اور گلاب جھڑتے ہین ۔ نبولے پلتے ہین انگور آم سڑتے ہین
نی کریم پڑے ایڑیان رگڑتے ہین ۔ بخیل ہو تو اُنکو موسلون سے جھڑتے ہین

غرض مین کیا کہون دنیا بھی اک تماشا ہے

زیز جو تھے ہوئے چشم مین سبھونکے حقیر ۔ حقیر تھے سو ہوئے سب مین صاحب توقیر
ب طرح کی ہوائین ہین اور عجب تاثیر ۔ اچنبھے خلق کے کیا کیا کرون بیان مین نظیر

غرض مین کیا کہون دنیا بھی اک تماشا ہے

جب سب ارمان نکلتا ہو تب دیکھ بہاریں جاڑے کی

دربیان تماشائے دُنیائے دون

یہ جتنا خلق میں اب جا بجا تماشا ہے
جو غور کی تو یہ سب ایک کا تماشا ہے
نجانو کم اسے یارو بڑا تماشا ہے
جدھر کو دیکھو اُدھر اک نیا تماشا ہے
غرض میں کیا کہوں دنیا بھی اک تماشا ہے

درے یہ دیکھ تماشے نہیں ہیں ہوش بجا
کسے بتاؤں میں سید ھا کسی کہوں اُلٹا
جو ہو طلسم حقیقی وہ جاوے کب سمجھا
عجب بہار کی اک سیر ہے اہا ہا ہا
غرض میں کیا کہوں دنیا بھی اک تماشا ہے

نہیں ہے زور جنھوں میں وہ کشتی لڑتے ہیں
جو زور والے ہیں وہ آپ سے بچھڑتے ہیں
جھپٹ کے اندھے بٹیروں کے تئیں پکڑتے ہیں
نکالے چھاتیاں گبرے بھی سب اکڑتے ہیں
غرض میں کیا کہوں دنیا بھی اک تماشا ہے

بنا کے نیاریا زر کی دکان بیٹھا ہے
جو ہنڈی وال تھا وہ خاک چھان بیٹھا ہے
جو چور تھا سو وہ ہو پاسبان بیٹھا ہے
زمین پھرتی ہے اور آسمان بیٹھا ہے
غرض میں کیا کہوں دنیا بھی اک تماشا ہے

زبان ہے جسکی اشارے سے وہ پکارے ہے
جو گونگا ہے وہ کھڑا فارسی گھارے ہے
کلاہ ہنس کی کوا اکھڑا اُتارے ہے
اُچھل کے مینڈکی ہاتھی کے لات مارے ہے
غرض میں کیا کہوں دُنیا بھی اک تماشا ہے

جو ہیں نجیب نسب کے وہ بندے چیلے ہیں
کمینے اپنی بڑی ذات کے نویلے ہیں
جو باز شکرے ہیں پاپڑ کھڑے ڈھیلے ہیں
سگھڑ تو مر گئے اُلو شکار کھیلے ہیں

ہو شور پپیہو ہو ہو ہو کا اور دھوم ہوی سی سی کی — قلہ پر قلہ لگ لگ کر چلتی ہو منہ مین چکی سی

ہر دانت چنے سے ڈلتا ہو تب دیکھ بہارین جاڑے کی

ہر ایک مکان مین سردی نے آباندھ دیا ہو یہ چکر — جو ہر دم کپ کپ ہوتی ہو ہر آن کڑا کڑ اور تھر تھر

بیٹھی ہو سردی رگ رگ مین اور برف پگھلتا ہو پتھر — جھڑ باندھ مہاوٹ پڑتی ہو اور تس پر لہرین لے لیکر

سناٹا باد کا چلتا ہو تب دیکھ بہارین جاڑے کی

ہر چار طرف سے سردی ہو اور صحن کھلا ہو کوٹھے کا — اور تن مین نیمہ شبنم کا ہو جسمین خس کا عطر لگا

چھڑکاؤ ہوا ہو پانی کا اور خوب پلنگ بھی ہو بھیگا — ہاتھون مین پیالہ شربت کا ہو آگے ہو فراش کھڑا

فراش بھی پنکھا جھلتا ہو تب دیکھ بہارین جاڑے کی

جب ایسی سردی ہو اے دل تب یہ مزے کی گھاتین ہون — کچھ نرم بچھونے مخمل کے کچھ عیش کی لمبی راتین ہون

محبوب گلے سے لپٹا ہو اور کہنی چٹکی لاتین ہون — کچھ بوسے ملتے جاتے ہون کچھ میٹھی میٹھی باتین ہون

دل عیش و طرب مین ملتا ہو تب دیکھ بہارین جاڑے کی

ہو فرش بچھا غالیچونکا اور پردے چھوٹے ہون آکر — اک گرم انگیٹھی جلتی ہو اور شمع ہو روشن گھر اندر

وہ دلبر شوخ پری چنچل ہے دھوم مچی جسکی گھر گھر — ریشم کی نرم نہالی پر سو ناز و ادا سے ہنس ہنسکر

پہلو کے بیچ مچلتا ہو تب دیکھ بہارین جاڑے کی

ترتیب نئی ہو مجلس کی اور کافر ناچنے والے ہون — منہ انکے چاند کے ٹکڑے ہون تن انکے روئی کے گالے ہون

پوشاکین نازک رنگونکی اور اوڑھے شال دوشالے ہون — کچھ ناچ اور رنگ کی دھومین ہون کچھ عیش مین ہم متوالے ہون

پیالہ پر پیالہ چلتا ہو تب دیکھ بہارین جاڑے کی

ہو ایک مکان ہو خلوت کا اور عیش کی سب تیاری ہو — سب عیش مہیا ہو آکر جس جس ارمان کی باری ہو

وہ جان کہ نظیر اسکی چھب کو ہر آن ادا پر واری ہو — گھر کر لے جو آنکھون مین وہ صورت پیاری پیاری ہو

مان اوڑھنی کو بابا پگڑی کو بچھڑا لے
کیا عیش لوٹتے ہین معصوم بھولے بھالے

جو کوئی چیز دیوے نت ہاتھ اوٹتے ہین
گڑ بیر موٹی گاجر سب مُنھ مین گھونٹتے ہین
بابا کی مونچھ ماں کی چوٹی کھسوٹتے ہین
گرد و ان مین اٹ رہے ہین خاک کو نہین لوٹتے ہین

کچھ ملگیا سو پی لے کچھ بنگیا تو کھالے
کیا عیش لوٹتے ہین معصوم بھولے بھالے

جو اُنکو دو سو کھا لین پھیکا ہو یا سلونا
ہین بادشہ سے بہتر جب ملگیا کھلونا
جس جا پہ نیند آئی پھر وان ہے اُنکو سونا
پروا نہ کچھ پلنگ کی نے چاہیے بچھونا

بھونپو کوئی بجا لے پھر کی کوئی نچا لے
کیا عیش لوٹتے ہین معصوم بھولے بھالے

یہ بالے پن کا یارو عالم عجب بنا ہے
یہ عمر وہ ہے اسمین جو ہے سو بادشا ہے
اور سچ اگر یہ پوچھو تو بادشاہی کیا ہے
اتنو نظیر میری سبکو یہی دعا ہے

جیتے رہین سب بچے اور سبھونکے آس و مراد والے
کیا عیش لوٹتے ہین معصوم بھولے بھالے

موسم زمستان

جب ماہ اگھن کا ڈھلتا ہو تب دیکھ بہاریں جاڑے کی
اور ہنس ہنس پوس سنبھلتا ہو تب دیکھ بہاریں جاڑے کی
دن جلدی جلدی چلتا ہو تب دیکھ بہاریں جاڑے کی
پالا برف پگھلتا ہو تب دیکھ بہاریں جاڑے کی

چلا غم ٹھونک اُچھلتا ہو تب دیکھ بہاریں جاڑے کی

دل ٹھوکر مار پچھاڑا ہو اور دل سے ہوتی کشتی سی
تھر تھر کا زور اکھاڑا ہو بجتی ہو سبکی بتیسی

جسنے یہ زر دیا ہے پھر وہ ہی دھن بھی دیگا
جیتا رہیگا جبتک کھانے کو ان بھی دیگا
مال و مکان حویلی باغ و چمن بھی دے گا
مرجاویگا تو وہ ہی تجھکو کفن بھی دیگا

دلکی خوشی کی خاطر کچھ ڈال مال دھن کو
گر مرد ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو

جتنے گڑے دبے ہین سب کھالے اور کھلالے
اپنا سمجھ اُسی کو جب کھالے اور کھلالے
رکھ دھن اُسی کی دلمین اب کھالے اور کھلالے
اب تو نظیر تو بھی سب کھالے اور کھلالے

دلکی خوشی کی خاطر کچھ ڈال مال دھن کو
گر مرد ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو

در تعریف طفلی

کیا دن تھے یار وہ بھی تھے جبکہ بھولے بھالے
چوٹی کوئی رکھالے بدھی کوئی نہالے
نکلے تھی دائی لیکر پھرتی کبھی ددا لے
ہنسلی گلے مین ڈالے منت کوئی بڑھالے

موٹے ہون یا کہ دبلے گورے ہون یا کہ کالے
کیا عیش لوٹتے ہین معصوم بھولے بھالے

دلمین کسی کے ہرگز نے شرم نے حیا ہے
پہنے پھرے تو کیا ہے ننگے پھرے تو کیا ہے
آگا بھی کھل رہا ہے پیچھا بھی کھل رہا ہے
یان یون بھی واہ وا ہے اور وون بھی واہ وا ہے

کچھ کھالے اسطرح سے کچھ اسطرح سے کھالے
کیا عیش لوٹتے ہین معصوم بھولے بھالے

مرجاوے کوئی تو بھی کچھ انکا غم نہ کرنا
انکی بلا سے گھر مین ہو قید یا کہ گھر نا
نے جانے کچھ بگڑنا نے جانے کچھ سنورنا
جس بات پر یہ مچلے پھر وہ ہی کر گذرنا

جا بیٹھ کہیں کر دور سب درد و غم سے تھک کر
جھمکا کا گلابی سے کیا پیالے اُلٹ پلٹ کر
محبوب دلبروں سے خوش ہو لپٹ لپٹ کر
پی دودھ اور بتاشے میوہ مٹھائی چکھ کر

دل کی خوشی کی خاطر کچھ ڈال مال دھن کو
گر مر دے ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو

یہ تیس میں جتنی جو کچھ ملے سو کھا جا
تاش اور بادلے میں یکبار جگمگا جا
بابی بخیل مت بن داتا سخی کہا جا
اکدم تو اپنا ڈنکا من مانتا بجا جا

دل کی خوشی کی خاطر کچھ ڈال مال دھن کو
گر مر دے ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو

صندوق میں جو زر ہے اُسکو بھی لے کے لٹوا دے
مے کے بہا دے نالے طبلوں کو کھڑکھڑا دے
کوٹھے مکان حویلی سب کھود کر کھلا دے
اٹریوں تلک جلا دے اینٹوں تلک اڑا دے

دل کی خوشی کی خاطر کچھ ڈال مال دھن کو
گر مر دے ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو

جو جو بخیل کتنی زر چھوڑ کر مرے گا
یا کھائے گا جنوائی یا خالصہ لگے گا
تیرا وہی ہے جو کچھ راہِ خدا میں دیگا
کھاتا کھلاتا ہنستا تو بھی سدا رہے گا

دل کی خوشی کی خاطر کچھ ڈال مال دھن کو
گر مر دے ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو

گر آ پڑے گا تجھ پر کچھ حادثہ خلل کا
مالک بھر اور کوئی ٹھہریگا تیرے دل کا
آگے سے دے دلاسے ہو رہ تو اُس سے ہلکا
کر فکر اپنے دل میں کچھ آج کا نہ کل کا

دل کی خوشی کی خاطر کچھ ڈال مال دھن کو
گر مر دے ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو

چھوٹ جاوین غم کے ہاتھونسے جو نکلے دم کہین
خاک ایسی زندگی پر تم کہین اور ہم کہین

گھر مین جی بہلے نہ باہر انجمن مین دل لگے
نے بہار و نمین نہ صحرا مین نہ بن مین دل لگے
نے خوش آوے سیر نے سرو و سمن مین دل لگے
اب تو تم بن نے گلستان نے چمن مین دل لگے

چھوٹ جاوین غم کے ہاتھونسے جو نکلے دم کہین
خاک ایسی زندگی پر تم کہین اور ہم کہین

پر نہین اڑ کر تمھارے پاس جو آ جائیے
چشم تر اور داغ سینے کے کسے دکھلائیے
جی ہی جی مین کب تلک خون جگر کو کھائیے
دل سمجھتا ہی نہین کیونکر اسے سمجھائیے

چھوٹ جاوین غم کے ہاتھونسے جو نکلے دم کہین
خاک ایسی زندگی پر تم کہین اور ہم کہین

اب جو اپنے حال پر ہم خوب کرتے ہین نگاہ
ہے جو کچھ ظلم و ستم ہم سہین کہین کیا تمسے آہ
ہر گھڑی مثل نظیر اس غم سے ہی حالت تباہ
بن ترے مو اب تو نظر آتا نہین ہرگز نباہ

چھوٹ جاوین غم کے ہاتھونسے جو نکلے دم کہین
خاک ایسی زندگی پر تم کہین اور ہم کہین

در بیان سخاوت عشرت

زردار ہے تو ہرگز مت مار اپنے من کو
جو تر جانب جلین ہین چل تو بھی ان چلن کو
تن زیب تن کر کھو نہ ترسا نہ اپنے تن کو
مرشد کا ہے یہ نکتہ رکھ یاد اس سخن کو

دلکی خوشی کے تئین کچھ اڑا ڈال دھن کو
گر مرد ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو

جو مجھ پہ آن پڑا دن سیاہ مت پوچھو
ہوا ہوں ہجر میں ایسا تباہ مت پوچھو
سوائے مرگ نہیں اب پناہ مت پوچھو
جو ظلم مجھ پہ گذرتا ہے آہ مت پوچھو
غضب ہے قہر ہے یارو ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

جدائی ہائے محبت کی کیا بری ہے شے
کہ دل نہ بزم میں بہلے نہ خوش لگے ہے نے
نظیر ہجر کے اب غم میں روئیے تا کے
بہت برا ہے یہ عاشق کے حق میں دکھ ہے
غضب ہے قہر ہے یارو ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

در بیان فراق

جیسے تمکو لگیا ہے یہ فلک ظلم کہین
جی ترستا ہے کہین اور چشم ہے پر نم کہین
ہمپہ جو گذرا ہے وہ گذرا کسی پر کم کہین
نے تسلی ہے نہ دلکو چین ہے اکدم کہین
چھوٹ جاوین غم کے ہاتھوں سے جو نکلے دم کہین
خاک ایسی زندگی پر تم کہین اور ہم کہین

ہر گھڑی آنسو بہانا دیدۂ خونبار سے
رات دن سر کو پٹکنا ہر در و دیوار سے
آہ و نالہ کھینچنا ہر دم دل بیمار سے
ہے برا احوال اب تو ہجر کے آزار سے
چھوٹ جاوین غم کے ہاتھوں سے جو نکلے دم کہین
خاک ایسی زندگی پر تم کہین اور ہم کہین

نے کسی سے مہر و الفت نے کسی سے پیار ہے
نے رفیق اپنا کوئی اور نے کوئی غمخوار ہے
دل ادھر سینے میں تڑپے جی ادھر بیمار ہے
کیا کہین اب تو بہت مٹی ہماری خوار

جدھر کو جاؤں اُدھر غم جگر کو ہے کھاتا ۔ عجب خرابی ہی کچھ ہائے ہے نظر آتا

غضب ہے قہر ہے یارو ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

جو کوئی ہجر میں روتا تھا عاشق مغموم ۔ میں ہنستا تھا اُسکے کہتا تھا دلمیں عبث یہ ہے مغموم
ی جو مجھپہ بھی آکر فراق کی یہ دھوم ۔ وہ اُسکا درد مجھے ہائے اب ہوا معلوم

غضب ہے قہر ہے یارو ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

جو کوئی پوچھے ہے کیا تجھپہ دکھ پڑا ایسا ۔ کہ جس سبب سے تو پھرتا ہے اس قدر تنہا
بن اُسکو جس گھڑی دیتا ہوں اپنا حال سُنا ۔ تو بھر کے آنکھوں میں آنسو یہی وہ ہے کہتا

غضب ہے قہر ہے یارو ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

بھوک لگتی ہے نے نیند منھ دکھاتی ہے ۔ جو دن ہے سو ہے اور رات مجھکو کھاتی ہے
دل لگی نہ کوئی چیز مجھکو بھاتی ہے ۔ کلیجہ ٹوٹے ہے اور چھاتی اُمڈی آتی ہے

غضب ہے قہر ہے یارو ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

نہ سدھ رہی ہے سیر کی مجھکو نہ انجمن کی خبر ۔ نہ یاد باغ کی ہے اور نہ شہر بن کی خبر
نہ دھیان جسم کا اور کچھ نہ پیرہن کی خبر ۔ نہ ہوش دل کا ہے نے مجھکو تن بدن کی خبر

غضب ہے قہر ہے یارو ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

غضب ہے قہر ہے یار و ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

کبھی تو یار کے آنے کی راہ تکتا ہون
گلی مین اُسکی کبھی جا کے سر ٹپکتا ہون
کبھی تو آہ جو جنگل مین جا بھٹکتا ہون
نکلتی جان نہین اور پڑا سسکتا ہون

غضب ہے قہر ہے یار و ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

پھرون ہون دشت و بیابان مین اتنا غمناک
جلاتا آہ کے شعلے سے سب خس و خاشاک
خراب حال جگر خستہ اور گریبان چاک
یہ جسپر آن پڑے غم وہ کیا جیے پھر خاک

غضب ہے قہر ہے یار و ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

مری جو چشم سے دن رات آنسو بہتے ہین
تو جان و دل مرے کیا کیا عذاب سہتے ہین
جو آشنا ہین مرے مجھکو دیکھ رہتے ہین
سب اپنے حیف سے مل مل کے ہاتھ کہتے ہین

غضب ہے قہر ہے یار و ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

جو میکدے کی طرف کو کبھی کرون ہون گذار
تو دیکھ مجھکو پریشان خراب خستہ و خوار
پیالہ چشم کا آنسو سے بھر کے اک مے خوار
جگر سے کھینچ کے آہ اور یہی کہے ہے پکار

غضب ہے قہر ہے یار و ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

کبھی چمن کو جو گھبرا کے ہون نکل جاتا
تو وان بھی ہائے ذرا دل نہین ہے ٹھہراتا

دُنیا نہ کہہ اسے یہ طلسمات ہے میاں
شکلیں جو دیکھتا ہے یہ جادو کی ہیں عیاں
یہ جانور یہ باغ یہ گلزار یہ مکان
سب کچھ ترے تئیں ہے یہ دھوکی کی ٹٹیاں
گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل
یاں تو نری نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

کیا فائدہ اگر تو ہوا نام کا فقیر
ایسا ہی تھا تو پیر کو ناحق کیا اندھیر
ہو کر فقیر تو بھی رہا خیال میں اسیر
ہم تو اسی سخن کے ہیں قائل میاں نظیر
گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل
یاں تو نری نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

ایضاً

جہاں میں نام تو سُنتے تھے ہم جدائی کا
دیا فلک نے ہمیں بھی یہ سم جدائی کا
ولے نہ دیکھا تھا درد و الم جدائی کا
بُرا ہے مرگ سے ایک ایک دم جدائی کا
غضب ہے قہر ہے یارو ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

گھڑی گھڑی میں اُٹھے ہے تڑپ کے دل سے آہ
جو کوئی شکل مری دیکھتا ہے اب واللہ
جگر کے ٹکڑے نکلتے ہیں اشک کے ہمراہ
یہی کہے ہے وہ سینے سے سرد بھر کر آہ
غضب ہے قہر ہے یارو ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

پھٹے نہ کیونکہ مرے دل ہیں داد و بیداد
نہ جی کو چین نہ آنکھوں کو سُکھ نہ دل ہے شاد
کہ تھے جو عیش و طرب سب وہ ہو گئے برباد
بھلا میں کس سے اب اس ظلم کی کروں فریاد

دیتا ہے دلکو اپنے تو دہی اُس کسیکے ہات
اور یہ جو تجھسے کرتے ہیں ململ کے میٹھی بات
جس یار سے کہ ہو ترے جیتے مود کا سات
مارا پڑیگا دیکھ نہ کھا انکی آت کھات

گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل
یاں تو نبڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

یہ اُلفتیں کہ ساتھ ترے آٹھ پہر ہیں
جتنے یہ شہر دیکھے ہیں جادو کے شہر ہیں
یہ الفتیں نہیں ہیں مریجان قہر ہیں
جتنی مٹھائیاں ہیں مریجان زہر ہیں

گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل
یاں تو نبڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

خوباں کے یہ جو چاند سے منہ پر پٹے ہیں بال
یہ بال بال اب ہے ترے جان کا وبال
مارا ہے تیرے واسطے صیاد نے یہ جال
پھنسیو خدا کے واسطے اِسمیں نہ دیکھ بھال

گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل
یاں تو نبڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

جسکا تو ہے فقیر اُسی کو سمجھ تو یار
دیوے تو لے وہی جو نہ دیوے تو دم نہ مار
مانگے تو مانگ اُسی کی ڈلیا نقد کیا اُدھار
اُسکے سوا کسی سے نہ رکھ اپنا کاروبار

گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل
یاں تو نبڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

دنیا اسے نہ جان یہ دریا ہے قہر دار
جب تو بہا تو پھر نہ ملے گا تجھے کنار
لاکھوں نہیں اس سے کوئی اُتر کر ہوا ہے پار
ملاح یاں نہ ناؤ [illegible]

گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل
یاں تو نبڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

اپنے تئین تو دیکھ کہ کیا ہے ارے نظیر
ہین حرف من عرف کے یہ معنی کہ اے مجیر

ہر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حُسن کی آپ ہی بہار دیکھ

ولہ

جتنے تو دیکھتا ہے یہ پھل پھول پات بیل
سب اپنے اپنے کام کی ہین کر رہے جھمیل
لاتا ہے یان سو ناتھ جو رشتہ ہے سو نکیل
جو غم پڑے سو اُسکو تو اپنے ہی تن پہ جھیل

گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یان کسی سے میل
یان تو بڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

یہ صورتین جو دیکھے ہے مت انسے دل لگا
آٹھ پہر ہین سوتیان اُٹھین آیا رت جگا
تجرہ کلاہ پھینک اوڑادے جھکا لکا
آگے کو چھوڑ ناتھ نہ پیچھے کو رکھ لگا

گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یان کسی سے میل
یان تو بڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

جب تو ہوا فقیر تو ناتا کسی سے کیا
چھوڑا کُٹم تو پھر رہا رشتہ کسی سے کیا
طلب بھلا فقیر کو با کسی سے کیا
دلبر کو اپنے چھوڑ کے ملنا کسی سے کیا

گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یان کسی سے میل
یان تو بڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

تیری نہ یہ زمین ہے نے تیرا آسمان
تیرا نہ گھر نہ بار نہ تیرا یہ جسم و جان
اسکے سوا کہ جیسے ہوا تو فقیر بان
کوئی ترا رفیق نہ ساتھی نہ مہربان
گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یان کسی سے میل
یان تو بڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

ہر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حُسن کی آپ ہی بہار دیکھ

نرگس کے پھول پر تو نہ اپنا گمان کر — ور سرو سے بھی دل لگا اپنا جان کر
اپنے سوا کسی پہ نہ ہرگز تو دھیان کر — یہ سب سمارے ہین تجھی مین تو آن کر

ہر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حُسن کی آپ ہی بہار دیکھ

نرگس وہ کیا ہے جان تری چشم خوش نگاہ — اور سرو کیا ہے یہ ترا قدِ دراز آ د
گر سیر باغ چاہیے تو اپنی کر تو چاہ — حق نے تجھی کو باغ بنایا ہے واہ وا

ہر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حسن کی آپ ہی بہار دیکھ

گر دل مین تیرے قمری و بلبل کا دھیان ہے — تو ہونٹھ تیرے قمری ہین بلبل زبان
ہے تو ہی باغ اور تو ہی باغبان ہے — باغ و چمن ہین جتنے تو اُن سبکی جان

ہر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حُسن کی آپ ہی بہار دیکھ

بیلا گلاب سیوتی نسرین و نسترن — داؤدی جوہی لالہ و ر ابیلی
جتنے جہان مین پھولے ہین پھولونکے انجمن — یہ سب تجھی مین پھول رہے ہین چمن

ہر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حسن کی آپ ہی بہار دیکھ

باغ و چمن کے غنچہ و گل مین نہو اسیر — قمری کی سن صفیر نہ بلبل کی سن

اُنکے تو جہان میں عجب عالم ہین نظیر آہ
کیا جانے فرشتے ہین کہ آدم ہین نظیر آہ
اب ایسے تو دنیا مین ولی کم ہین نظیر آہ
ہر وقت مین ہر آن مین خرّم ہین نظیر آہ

جس ڈھال مین رکھا وہ اُسی ڈھال میں خوش ہین
پورے ہین وہی مرد جو ہر حال مین خوش ہین

ایضاً

ے آئینہ کو ہاتھ مین اور بار بار دیکھ
خال سیاہ اور خطِ مشکبار دیکھ
صورت مین اپنی قدرت پروردگار دیکھ
زلفِ دراز طرۂ عنبر نثار دیکھ

ہر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حُسن کی آپ ہی بہار دیکھ

آئینہ کیا ہے جان ترا پاک صاف دل
زلف دراز فہم رسا سے رہے ہے مِل
اور خال کیا ہین تیرے سویدا رُخ کے تِل
لاکھون طرح کے رنج ہی مین ہم رہے ہین کھل

ہر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حُسن کی آپ ہی بہار دیکھ

شک تتار و مشک ختن بھی تجھی مین ہے
سرین و موتیا و سمن بھی تجھی مین ہے
یاقوت سرخ و لعل یمن بھی تجھی مین ہے
القصہ کیا کہون مین چمن بھی تجھی مین ہے

ہر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حُسن کی آپ ہی بہار دیکھ

ورج تجھی کے گل کی اگر دل مین تاب ہے
اور گلاب کا بھی تجھی مین حساب ہے
تو اپنے منھ کو دیکھ کہ خود آفتاب ہے
رخسار تیرا گل ہے پسینہ گلاب ہے

گر یار کی مرضی ہوئی سر جوڑ کے بیٹھے
گھر بار چھڑایا تو وہین چھوڑ کے بیٹھے
موڑا جدھر اونکو وہین منھ موڑ کے بیٹھے
گدڑی جو اُڑہائی تو وہین اوڑھ کے بیٹھے

دُکھ درد مین آفات مین جنجال مین خوش ہین
پورے ہین وہی مرد جو ہر حال مین خوش ہین

گر اُسنے دیا غم تو اُسی غم مین رہے خوش
جسطور رکھا اُسنے اُس عالم مین رہے خوش
کھانیکو ملا کم تو اُسی کم مین رہے خوش
جسطرح رکھا اُسنے اُسی دم مین رہے خوش

گر شال اُڑھائی تو اُسی شال مین خوش ہین
پورے ہین وہی مرد جو ہر حال مین خوش ہین

جینے کا نہ اندوہ نہ مرنیکا ذرا غم
یکسان ہے اُنھین زندگی و موت کا عالم
واقف نہ برس سے نہ مہینے سے وہ اِک دم
نے شب کی مصیبت نہ کبھی روز کا ماتم

دن رات گھڑی پہر مہ و سال مین خوش ہین
پورے ہین وہی مرد جو ہر حال مین خوش ہین

گر اُسنے اُڑھایا تو لیا اوڑھ دوشالا
کمل جو دیا تو وہی کاندھے پہ سنبھالا
چادر جو اُڑھائی تو وہی ہو گئی بالا
بندھوائی لنگوٹی تو وہین ہنس کے کھالا

پوشاک مین دستار مین رومال مین خوش ہین
پورے ہین وہی مرد جو ہر حال مین خوش ہین

کچھ اُنکو طلب گھر کی نہ باہر سے اُنھین کام
تکیہ کی نہ خواہش ہے نہ بستر سے اُنھین کام
تستھل کی ہوس دل مین نہ مندر سے اُنھین کام
مفلس سے نہ مطلب نہ تونگر سے اُنھین کام

میدان مین بازار مین چوپال مین خوش ہین
پورے ہین وہی جو ہر حال مین خوش ہین

آسیب دہے رنج تنے آفتِ جانے

وہ رُخ کہ ہر اک شوخ پریزاد کو شہ دے
گر حور بھی دیکھے تو اُسے جان مین رہ دے
وہ زلف کہ سنبل جسے بیتاب ہو کہ دے
عیسے نفسے خضر رہے یوسف عہدے

جم مرتبہ تاجورے شاہ جہانے

شمشیر نگہ تیر مژہ قاتل حلقے
مشہور جہان فتنۂ جان مقبل خلقے
غارتگرے برباد دہے حاصل خلقے
تنگ شکرے چون شکرے در دل خلقے

شوخے نمکینے چو نمک شور جہانے

کیا اُسکی مین تعریف کہون حُسن ادا کی
پھر شل نظیر اُس بتِ رعنا سے لگا جی
ہے ختم دو عالم کی اُسی شوخ پہ خوبی
بے زلف و رخ لعل لبا و شدہ سعدی

آہے و بخارے و غبارے و دخانے

ایضاً

جو فقر مین پورے ہین وہ ہر حال مین خوش ہین
گر مال دیا یار نے تو مال مین خوش ہین
ہر کام مین ہر دام مین ہر جال مین خوش ہین
بے زر جو کیا تو اُسی احوال مین خوش ہین

افلاس مین ادبار مین اقبال مین خوش ہین
پورے ہین وہی مرد جو ہر حال مین خوش ہین

چہرے پہ ملامت نہ جگر مین اثر غم
شکوہ نہ زبان پر نہ کبھی چشم ہوئی نم
ماتھے پہ کہین چین نہ ابرو مین کہین خم
غم مین بھی وہی عیش الم مین بھی وہی دم

ہر بات ہر اوقات ہر افعال مین خوش ہین
پورے ہین وہی مرد جو ہر حال مین خوش ہین

صورت بکش یا اینچنین یا ترک کن صورتگری

ہین خلق مین ہر سو عیان نگین ادا زیبا صنم
کی غور تو سچ ہے یہی مجھکو محبت کی قسم
گلگون قبا نازک بدن ہمسو زیب و زینت سے بہم
آفاق را گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام
بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

آیا نظر جس روز سے تجھسا شکر لب مہ لقا
اپنے وطن کو چھوڑ کر مثل نظیر مبتلا
ابرو کمان جادو نظر شیرین سخن عشوہ ادا
خسرو غریب است و گدا افتادہ در شہر شما
باشد کہ از بہر خدا سوے غریبان بنگری

خمسہ بر غزل مولانا سعدی رحمۃ اللہ علیہ

کل ہم جو گئے باغ مین ٹک لطف اُٹھانے
اور دل کو لگے سیر گلستان کی دکھانے
اتنے مین کہون کیا تجھے اے یار یگانے
بربود دلم در چمنے سرو روانے
زرین کمرے سیمبرے موے میانے

وہ شوخ کہ عالم مین نہ دیکھا ہو کسی نے
وہ حسن کہ نے حور نے پایا نہ پری نے
کیا تجھسے کہون اُسکی مین خوبی کے قرینے
خورشید رخے ماہ وشے زہرہ جبینے
یاقوت لبے سنگدلے تنگ دہانے

گلفام گل اندام دلارام نکوئے
آہو صفتے کبک تکے عنبرین موئے
دلدار دل آزار جفا کار دو رو ئے
بیداد گرے کج کلہے عربدہ جوئے
شنگر شکنے تیر قدے سخت کمانے

ابرو خم طاق حرم و زلف کنشتی
تل نقش سویدا ای دل اور خط لب کشتی
قد شاخ دل طوبے و رخ رشک بہشتی
جادو نظری عشوہ گری حسن سرشتی

جب چاب لی گلے کی نٹری تب خبر ہوئی

کاندھے پہ رکھ کے پالکی جب لے چلے کہار ۔ اور غل مچا کے بولے کہ جلدی سے ہو سوار
اسمین نہا کے آپ بھی جلدی سے ہو تیار ۔ کپڑے نئے بدل کے عطر لگا پہن پھول ہار
نکلی سواری دھوم پڑی تب خبر ہوئی

جب پالکی میں چڑھ کے چلا آپ کا بدن ۔ کلمہ نقیب پڑھتے چلے ساتھ کر کفن
تو بھی یہ کہتے تھے کہ ہوا کون بے وطن ۔ جب آئے اُس گڑھے میں نظیر اور ہزار من
اوپر سے آ کے خاک پڑی تب خبر ہوئی

خمسہ بر غزل امیر خسرو

کب لالہ و گل کر سکیں عارض سے تیری ہمسری ۔ قد سے خجل سرو بھی رفتار سے کبک دری
محبوب تجھسے سیکھ لیں ناز و ادا و دلبری ۔ ای چہرۂ زیبای تو رشک بتان آذری
ہر چند وصفت میکنم در حسن زان زیبا تری

ہے شور تیرے حسن کا لیکر زمیں سے چرخ تک ۔ ذرات صورت کو تری شمس و قمر رہتے ہیں تک
دیکھے ہی جو تیرے تئیں کہتا یہی ہے یک بیک ۔ تا نقش مے بندد فلک کس را ندیدست این نمک
حوری ندانم یا ملک فرزند آدم یا پری

تیرا رُخ اے رعنا صنم بھر کر نظر دیکھے ہی جو ۔ چھوڑے ہی وہ ایمان کو باندھے ہی وہ زنار کو
دیوانے تیرے عشق میں دیسے نہیں کچھ ایک دو ۔ عالم ہمہ یغمای تو خلق جہان شیدای تو
این نرگس رعنای تو آورد رسم کافری

[illegible] خلق و خوبی میں بھرا اسطور سے وہ نازنیں ۔ بہزاد و مانی دیکھتے تو ہوتے وہ حیرت قریں
[illegible] لراس بیانکی راست کا ہو کچھ نہیں تجھکو یقین ۔ صورتگر زیبائے چین ر صورت خوش [illegible]

اُلفت کی آگ دل مین پڑی تب خبر ہوئی — جب آنکھ اُس صنم سے لڑی تب خبر ہوئی
غفلت کی گرد دل سے جھڑی تب خبر ہوئی

جبتک چڑھی جوانی تھی اور بال تھے سیاہ — اُلفت کسی سے ہے یا محبت کسی سے چاہ
آئی شراب اسمین بڑھاپے کی خواہ مخواہ — پہلے کے جام مین نہوا کچھ نشہ تو آہ
دلبر نے دی جب اُس سے کڑی تب خبر ہوئی

تھے جب تلک ادھیڑ رہے تو بھی واہ وا ہے — اور جب سفید ہو کے ہوئے برف کے ڈلے
یارون سے جب تو بولے کہ لو یارو ہم چلے — لاسئے تھے ہم تو عمر پا یان لکھا دے
جب سیاہی پر سفیدی چڑھی تب خبر ہوئی

اُس حال پر بھی کچھ نہوئی دید اور شنید — دانتون پر اسمین آن کے ہلچل پڑی شدید
منشی قضا کا لکھنے لگا جنس کی رسید — ڈاڑھین لگین اُکھڑنے تو دندان ہوئے شہید
مجلس مین چل بچل یہ پڑی تب خبر ہوئی

اُس پوپلے ہی منھ سے لگے کرنے پھر نباہ — کانونکے اسمین آن کے پردے ہوئے تباہ
گردن پھر اسمین ہلگئی کم ہوگئی نگاہ — بن دانت بھی ہنسی یہ جب آنکھین چلین تو آہ
جب لاگی آنسوؤن کی جھڑی تب خبر ہوئی

ڈھاتے تھے وان مزدور تو تن کی محلسرا — پر گھر بنا رہے تھے وہ والین اُٹھا اُٹھا
اُسمین قضا کا راج جو کوٹھے پہ آچڑھا — شہتیر سا دہ قد تھا سو خم ہوکے جھک گیا
گرنے لگی کڑی یہ کڑی تب خبر ہوئی

چھاتی پر چڑھ قضا نے لیا جب گلے کو گھونٹ — پانی کا پھر تو آہ نہ اُترا گلے سے گھونٹ
اُکھڑے بدن بھی جانگئی رہ گئے پھوٹ چھوٹ — بیچا او کھایا شیر نے تو بھی یہ سمجھے جھوٹ

بہت دنونسے اِسی بات کی تمنا تھی
مکان جو عیش کا ہاتھ آیا غیر سے خالی
ٹپے کے چلنے لگے پھر تو ہاتھ کوٹھے پر

جو عیش سنکے رقیبونکے دل مین آگ لگی
تو چور بنکے چڑھے اور منڈیر آ پکڑی
ادھر وہ یار اُدھر ہنبے لاٹھی باٹھی کی
گرایا شور کیا گالیان دین دھوم مچی
عجب طرحکی ہوئی واردات کوٹھے پر

اکیلے بیٹھے ہو تم پشت بام پر اس آن
ہمین بلاؤ تو کچھ عیش کا بھی ہو سامان
یہ بات پردے ہی پردے مین لیجیے پہچان
لکھین ہم عیش کی تختی کو کسطرح اے جان
قلم زمین کے اوپر اور دوات کوٹھے پر

میان یہ ہاتھ پہ ہم دل جواب لیے ہین کھڑے
اور ایک بوسے کی قیمت یہ بیچتے ہنگے
جو لیجیے تو یہ ترکیب خوب ہے پیارے
کمند زلف کی لٹکا کے دل کو لے لیجے
یہ جنس یون نہین آئیگی ہاتھ کوٹھے پر

ادھر چھپے ہو ذرا مُنھ تو ہم کو دکھلاؤ
ہمارے حال کے اوپر بھی کچھ ترس کھاؤ
سبھونسے سُنتے ہو ہر اک سے کہتے ہو آؤ
خدا کے واسطے زینے کی راہ تبلاؤ
ہمین بھی کہنی ہے کچھ تم سے بات کوٹھے پر

ہوا جو وصل میسّر بہ فضل ربّ قدیر
کنارہ بوس کی آپس مین پھر ہوئی تدبیر
ہوئی جو عیش تو کس کس کی اب کرین تقریر
لپٹ کے سو گئے جو اُس گلبدن کے ساتھ نظیر
تمام ہو گئین حل مشکلات کوٹھے پر

ایضاً

ب یار نے اُٹھائی چھڑی تب خبر ہوئی
اور دو ہین اک بدن پہ جڑی تب خبر ہوئی

کیا ڈبے موتی ہیروں کے کیا ڈھیر خزانے مالوں کے ۔ کیا بقچے تاج مشجر کے کیا تختے شال دو شالوں کے
سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاویگا جب لاد چلیگا بنجارہ

کیا سخت مکان بنواتا ہے کھم تیرے تن کا ہے پولا ۔ تو اونچے کوٹ اٹھاتا ہے واں گور گڑھے نے منہ کھولا
کیا رینی خندق رند بڑے کیا برج کنگورا انمولا ۔ گڑھ کوٹ رہکلہ توپ قلعہ کیا شیشہ دارو اور گولا
سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاویگا جب لاد چلیگا بنجارا

ہر آن نفع اور ٹوٹے میں کیوں مرتا پھرتا ہے بن بن ۔ ٹک غافل دل میں سوچ ذرا ہے ساتھ لگا تیرے دشمن
کیا لونڈی باندی دائی دوا کیا بندا چیلا نیک چلن ۔ کیا مندر مسجد تال کنواں کیا کھیتی باڑی پھول چمن
سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاویگا جب لاد چلیگا بنجارہ

جب مرگ پھرا کر چابک کو یہ بیل بدن کا ہانکے گا ۔ کوئی تاج سمیٹے گا تیرا کوئی گون سیے اور ٹانکیگا
ہو ڈھیر اکیلا جنگل میں تو خاک لحد کی پھانکیگا ۔ اس جنگل میں پھر آہ نظیر اک تنکا آن نہ جھانکیگا
سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاویگا جب لاد چلے گا بنجارا

ایضاً خمسہ

ہمیشہ آگے وہ والا صفات کوٹھے پر ۔ سخن کی گھولے ہے قند و نبات کوٹھے پر
نکار قیب کی دہشت سے گھات کوٹھے پر ۔ رہے جو شب کو ہم اس گل کے ساتھ کوٹھے پر
تو کیا بہار سے گذری ہے رات کوٹھے پر

ادھر سے ساقی و مطرب بھی ہو گئے یکجا ۔ ادھر وہ یار ادھر ناچ راگ بھی ٹھہرا
عجب بہار کی اک انجمن ہوئی برپا ۔ یہ دھوم دھام رہی صبح تک اہا ہا ہا
کسی کی اتری ہو جیسے برات کوٹھے پر

حجاب دور ہوا دور جام کی ٹھہری ۔ لگیں نکلنے جو کچھ حسرتیں تھیں دل میں بھری

ہر منزل میں اب ساتھ ترے یہ جتنا ڈیرا ڈانڈا ہے
زر دام درم کا بھانڈا ہے بندوق سپر اور کھانڈا ہے
جب نایک تن کا نکل گیا جو ملکوں ملکوں ہانڈا ہے
پھر ہانڈا ہے نہ بھانڈا ہے نہ حلوا ہے نہ مانڈا ہے

سب ٹھاٹھ پڑا رہجاویگا جب لاد چلیگا بنجارہ

جب چلتے چلتے رستے میں یہ گون تری ڈھلجاویگی
اک بدھیا تیری مٹی پر پھر گھاس نہ چرنے پاویگی
یہ کھیپ جو تونے لادی ہے سب حصوں میں بٹ جاویگی
دھی پوت جنوائی بیٹا کیا بنجارن پاس نہ آویگی

سب ٹھاٹھ پڑا رہجاویگا جب لاد چلیگا بنجارہ

یہ کھیپ بھری جو جاتا ہے یہ کھیپ میاں مت گن اپنی
اب کوئی گھڑی پل ساعت میں یہ کھیپ بدن کی ہے کفنی
کیا تھال کٹوری چاندی کی کیا پیتل کی ڈبیا ڈھکنی
کیا برتن سونے چاندی کے کیا مٹی ہنڈیا چینی کی

سب ٹھاٹھ پڑا رہجاویگا جب لاد چلیگا بنجارا

یہ دھوم دھڑکا ساتھ لیے کیوں پھرتا ہے جنگل جنگل
اک تنکا ساتھ نہ جاویگا موقوف ہوا جب ان اور جل
گھر بار اٹاری چوپاری کیا خاصہ تن سکھ اور ململ
کیا چلون پردے فرش نئے کیا لال پلنگ اور رنگ محل

سب ٹھاٹھ پڑا رہجاویگا جب لاد چلیگا بنجارا

کچھ کام نہ آویگا تیرے یہ لعل و زمرد سیم و زر
جب پونجی بات میں بکھرے گی ہر آن بنیگی جان اوپر
نوبت نقارے بان نشان دولت حشمت فوجیں لشکر
کیا مسند تکیہ ملک مکان کیا چوکی کرسی تخت چھپر

سب ٹھاٹھ پڑا رہجاویگا جب لاد چلیگا بنجارہ

کیوں جی پر بوجھ اٹھاتا ہے ان گونوں بھاری بھاری کے
جب موت کا ڈیرا آن پڑا پھر دونے ہیں بیوپاری کے
کیا ساز جڑاؤ زر زیور کیا گوٹے تھان کناری کے
کیا گھوڑے زین سنہری کے کیا ہاتھی لعل عماری کے

سب ٹھاٹھ پڑا رہجاویگا جب لاد چلیگا بنجارا

مغرور نہ ہو تلواروں پر مت بھول بھروسے ڈھالوں کے
سب پٹا توڑ کے بھاگینگے منھ دیکھ اجل کے بھالوں کے

گر ایک کو ہزار روپے کا ملا کفن
اور ایک یوں پڑا رہا بیکس برہنہ
کیڑے مکوڑے کھا گئے دونو نکے تن بدن
دیکھا جو ہمنے آہ تو سچ ہے یہی سخن
جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

جتنا یہ خاک کا ہے طلسمات بن رہا
پھر خاک اُسکو ہونا ہے یارو وجیدا
ترکاری ساگ پات زہر امرت اور دوا
زر سیم کوڑی لال زمرد اور اُن
جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

گڑھ کوٹ توپ رہکلہ تیغ و کمان و تیر
باغ و چمن محل و مکانات دلپذ
ہونا ہے سب کو آہ اِسی خاک مین خمیر
میری زبان پہ اب تو یہی بات ہے نظ
جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

بنجارہ نامہ

ٹک حرص و ہوا کو چھوڑ میاں مت دیس بدیس پھرے مارا
قزاق اجل کا لوٹے ہے دن رات بجا کر نق
کیا بدھیا بھینسا بیل شتر کیا گونین پلا سر بھارا
کیا گیہوں چانول موٹھ مٹر کیا آگ دھواں او
سب ٹھاٹھ پڑا رہجاویگا جب لاد چلیگا بنجارا

گر تو ہی ہے لکھی بنجارا اور کھیپ بھی تیری بھاری ہے
اے غافل تجھسے بھی چڑھتا اک اور بڑا بیوپا
کیا شکر مصری قندگری کیا سانبھر میٹھا کھاری ہے
کیا داکھ منقے سونٹھ مرچ کیا کیسر لونگ سپار
سب ٹھاٹھ پڑا رہجاویگا جب لاد چلیگا بنجارا

تو بدھیا لادے بیل بھرے جو پورب پچھم جاویگا
یا سود بڑھا کر لاویگا یا ٹوٹا گھاٹا پاو
قزاق اجل کا رستے مین جب بھالا مار گراویگا
دھن دولت ناتی پوتا کیا اک کنبہ کام نہ آ
سب ٹھاٹھ پڑا رہجاویگا جب لاد چلیگا بنجارا

جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

...آدمی کی ذات کا اسجا بڑا ظہور ...ے عرش تا بہ فرش چمکتا ہے جسکا نور

...رے ہو اُنکی قبر پہ جب وحش اور طیور رو رو یہی کہے ہو ہر اک قبر کے حضور

جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

...سے جبکہ انبیا اور اولیا اُٹھے اجسام پاک اُنکے اِسی خاک مین رہے

...ین ہین خوب جانئین روحونکے ہین بڑے پر جسم سے تو اب یہی ثابت ہوا مجھے

جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

...غص تھے جو سات ولایت کے بادشاہ حشمت مین جنکی عرش سے اونچی تھی بارگاہ

...نے ہی اُنکے تن ہوے گلیونکی خاک راہ اب اُنکے حال کی بھی یہی بات ہے گواہ

جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

...کس طرحکے ہوگئے محبوب کجکلاہ تن جنکے مثل پھول تھے اور منہ بھی رشک ماہ

...ین ہے اُنکی قبر پہ جسدم مری نگاہ روتا ہون جب تو مین یہی کہہ کہکے دلمین آہ

جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

...ورے گورے تن کہ جھونکی تھی دلمین جاے ہوتے تھے میلے اُنکے کوئی ہاتھ گر لگاے

...ل سے تن کو خاک بنا کر ہوا اڑاے رونا مجھے تو آتا ہے اب کیا کہون ہاے

جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

...نکے تن کو تانبے کے صندوق مین دھرا مفلس کا تن پڑا رہا مٹی اوپر پڑا

...یہان یہ اور نہ ثابت وہ وان رہا دونون کو خاک کھا گئی یارو کہون مین کیا

جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

اسمین ہی اہل دولت ومنعم امیر ہین | اسمین ہی رہتے سارے جہانکے فقیر ہین
اسمین ہی شاہ اور دو اسی مین وزیر ہین | اسمین ہی ہین صغیر اسی مین کبیر ہین

اپنا نہ مول کا نہ اجارے کا جھونپڑا
بابا یہ تن ہے دم کے گذاریکا جھونپڑا

اسمین ہی چور ٹھگ ہین اسی مین ڈول ہین | اسمین ہی رونی شکل اسی مین ٹھٹول ہین
اسمین ہی باجے اور نقارے و ڈھول ہین | شاجھونپڑا ابھی اسمین ہی کرتے کلول ہین

اپنا نہ مول کا نہ اجاریکا جھونپڑا
بابا یہ تن ہے دم کے گذارے کا جھونپڑا

اسمین ہی پارسا ہین اسمین لوند ہین | بیدرد بھی اسی مین ہین اور دردمند ہین
اسمین ہی سب پرند اسمین چرند ہین | شاجھونپڑا ابھی اسی ڈھبے مین بند ہین

اپنا نہ مول کا نہ اجاریکا جھونپڑا
بابا یہ تن ہے دم کے گذاریکا جھونپڑا

اس جھونپڑے مین رہتے ہین شاہ اور وزیر | اسمین وکیل بخشی و متصدی اور امیر
اسمین ہی سب غریب ہین اسمین ہی سب فقیر | شاجھونپڑا جو کہتے ہین سچ ہے میان نظیر

اپنا نہ مول کا نہ اجاریکا جھونپڑا
بابا یہ تن ہے دم کے گذارے کا جھونپڑا

ایضاً

دنیا مین کوئی شاد کوئی دردناک ہے | یا خوش ہے یا الم کے سبب سینہ چاک ہے
ہر ایک دم سے جان کا ہر دم تپاک ہے | ناپاک تن پلید نجس یا کہ پاک ہے

یہ کافر انکی بھی چھاتی پہ مونگ دلتے ہین

لی مین یار کی اے آہ کس طرح جاؤن
نہین ہے اتنی بھی طاقت جو اک قدم رکھون
تن مین خون ہے باقی نہ اب رگون مین خون
ہوا ہون خشک مین یانتک کہ حضرت مجنون

یہ مجھسے کہتے ہین اور اپنے ہاتھ ملتے ہین

ارے تم تو ہو ہمرنگ ظاہر و باطن
اٹھائے تمنے بھی غم روز عشق کے گن گن
یہ التجا ہے ہماری کہ خوش ہو آچکے دن
کوئی تو پگڑی بدلتا ہے یار سے لیکن

میان نظیر ہم اب تم سے تن بدلتے ہین

ولہ جھونپڑا

ہن جو ہے ہر اک کے اتاریکا جھونپڑا
اس سے ہے اب بھی سب کے سہاریکا جھونپڑا
س ہے بادشہ کے نظاریکا جھونپڑا
اسمین ہی ہے فقیر بچاریکا جھونپڑا

اپنا نہ مول کا نہ اجارے کا جھونپڑا
بابا یہ تن ہے دم کے گذاریکا جھونپڑا

مین ہی بھولے بھالے اسی مین سیانے ہین
اسمین ہی ہوشیار اسی مین دوانے ہین
مین ہی دشمن اسمین ہی نپے یگانے ہین
شا جھونپڑا بھی اپنے اسی مین نمانے ہین

اپنا نہ مول کا نہ اجاریکا جھونپڑا
بابا یہ تن ہے دم کے گذاریکا جھونپڑا

سمین ہی لوگ عشق محبت کے مارے ہین
اسمین ہی شوخ حسن کے چاند اور ستارے ہین
سمین ہی یار دوست اسی مین پیارے ہین
شا جھونپڑا بھی نپے اسمین بچارے ہین

اپنا نہ مول کا نہ اجارے کا جھونپڑا
بابا یہ تن ہے دم کے گذاریکا جھونپڑا

راضی ہین ہم اُسی مین جسمین تری رضا ہے
یان یون بھی واہ وا ہے اور وون بھی واہ وا ہے

اِکدن وہ تھا کہ ہم پر تھے عیش کے دھڑاکے — یان مطلبونکے ہم پر اور غیر پر کڑاکے
اب غیر پر کرم ہے اور ہم پہ ہین جھڑاکے — ہم سب طرح خوشی ہین سُنتا ہو اولڑاکے

راضی ہین ہم اسی مین جسمین تری رضا ہے
یان یون بھی واہ وا ہے اور وہان بھی واہ وا ہے

یا دل سے اب خوشی ہو کر پیار ہمکو پیارے — یا تیغ کھینچ ظالم ٹکڑے اُڑا ہمارے
جیتا رکھے تو ہمکو یا تن سے سر اُتارے — اب تو نظیر عاشق کہتے ہین یون پکارے

راضی ہین ہم اُسی مین جسمین تری رضا ہے
یان یون بھی واہ وا ہے اور وون بھی واہ وا ہے

خمسہ

چمن مین دن کو جو اکدو قدم وہ چلتے ہین — تو پہلے آنکھون سے تلوے اُنھونکے ملتے ہین
خوشی سے غنچے بھی ہر شاخ پر اُچھلتے ہین — وہ چاندنی مین جو ٹک سیر کو نکلتے ہین
تو سر کے طشت مین شمعی کے چراغ جلتے ہین

سحر کے نور تجلی سے انتخاب کو دیکھ — اور اُنکے چہرے کی بے تاب کو دیکھ
ہزار رشک سے عشرت کے پیچ و تاب کو دیکھ — چراغ صبح یہ کہتا ہے آفتاب کو دیکھ
یہ بزم تمکو مبارک ہو ہم تو چلتے ہین

یہان تلک ہین یہ بے درد خوبرو دلبر — سب اپنے چاہنے والونکا کاٹتے ہین سر
غرض یہ ظلم تو دیکھا کیے ہین ہم اکثر — فدا جو دل سے ہین یا شوخ سبز رنگو

دنیا مین دیندار کہانا بھی نام ہے
پیسا ہی جسم جان ہو پیسا ہی کام ہے
پیسا جہانکے بیچ وہ قائمقام ہے
پیسے ہی کا نظیر یہ آدم غلام ہے
پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

ایضاً

گر تجھ مین اے پری رویا مہر یا جفا ہے
گر تو وہی جو تیرے اب دل کو خوش لگا ہے
یا راستی کا ملنا یا سر بسر دغا ہے
ہم جانتے نہین ہین کچھ نیک و بد کہ کیا ہے
راضی ہین ہم اُسی مین جسمین تری رضا ہے
یان یون بھی واہ وا ہے اور وون بھی واہ وا ہے

کچھ دلمین ہے تو دلکی آبادیان بھی کرلے
بیدرد ہے تو ظالم بیدردیان بھی کرلے
جور و ستم کی اپنے اُستادیان بھی کرلے
جلاد ہے تو کافر جلادیان بھی کرلے
راضی ہین ہم اُسی مین جسمین تری رضا ہے
یان یون بھی واہ وا ہے اور وون بھی واہ وا ہے

اب در پہ اپنے ہمکو رہنے دے یا اُٹھادے
عاشق ہین نر قلندر چاہے جہان بٹھادے
ہم اسطرح سے خوش ہین رکھ یا ہوا بتادے
یا عرش پر چڑھادے یا خاک مین ملادے
راضی ہین ہم اُسی مین جسمین تری رضا ہے
یان یون بھی واہ وا ہے اور وون بھی واہ وا ہے

گر مہر سے ملیادے تو خوب جانتے ہین
ہم اس طرح بھی تجھکو مرغوب جانتے ہین
اور جو [illegible] جانتے ہین
اور اُس طرح بھی تجھکو محبوب جانتے ہین

رونق بہار ہوتی ہے پیسے سے سب جھول
پیسا ہی ساری چیز ہے پیسا ہی مردسول
اور جو نہ ہووے چہرہ پہ اُڑتی ہے خاک دھول
بن پیسے آدمی ہے جہان میں ہیچ ناقبول

پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

پیسا ہی جس بناتا ہے انسان کی بات کو
بھائی سگا بھی آن کے پوچھے نہ بات کو
پیسا ہی زیب دیتا ہے بیاہ اور برات کا
بن پیسے یار دولھا بنے آدمی رات کا

پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

پیسے نے جس مکان میں بچھایا ہے اپنا جال
پیسے کے آگے کیا ہیں یہ محبوب خوش جمال
پھنستے ہیں اُس مکان میں فرشتوں کے پو[illegible]
پیسا پری کو لائے پرستان سے نکا[illegible]

پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

تیغ و سپر اُٹھاتے ہیں پیسے کے واسطے
میدان میں زخم کھاتے ہیں پیسے کے واسطے
تیر و سنان لگاتے ہیں پیسے کے وا[illegible]
یاں تک کہ سر کٹاتے ہیں پیسے کے وا[illegible]

پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

عالم میں خیر کرتے ہیں پیسے کے زور سے
دوزخ میں فیر کرتے ہیں پیسے کے زور سے
بنیاد دیر کرتے ہیں پیسے کے زور[illegible]
جنت کی سیر کرتے ہیں پیسے کے زور[illegible]

پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

کونڈی کے نقارے پر خطکے کا لگا ڈنکا
نت بھنگ پی اور عاشق دن رات بجا ڈنکا

سب چھوڑ نشہ پیارے پیوے تو اگر سبزی
ہر باغ مین سبزہ مین آجاوے نظر سبزی
کر جاوے وہین تیری خاطر مین اثر سبزی
تیری بھی نظیر اتنو سبز یمین ہے سر سبزی

کونڈیکے نقارے پر خطکے کا لگا ڈنکا
نت بھنگ پی اور عاشق دن رات بجا ڈنکا

پیسے کے بیان مین

پیسے ہی کا امیر کے دل مین خیال ہے
پیسا ہی فوج پیسا ہی جاہ و جلال ہے
پیسے ہی کا فقیر بھی کرتا سوال ہے
پیسے ہی کا تمام یہ ڈنگ و دوال ہے

پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

پیسا نہو تو باغ کنوئین پھر کہانسے ہون
عیش و طرب کے نکی دوبے پھر کہانسے ہون
کھانیکو پوری اور پوے پھر کہانسے ہون
حلوا کچوری مال پوے پھر کہان سے ہون

پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

ڈرے چمن بہار رہین پیسے کے واسطے
خوشبو کے پھول ہار رہین پیسے کے واسطے
گہنے مرصع کار رہین پیسے کے واسطے
سب نقش اور نگار رہین پیسے کے واسطے

پیسا ہی رنگ روپ ہی پیسا ہی مال ہے
پیسا نہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

ایضاً

دنیا کے امیروں مین یہان کسکا رہا ڈنکا
برباد ہوئے لشکر نو جن کا تھا ڈنکا
عاشق تو یہ سمجھے ہین اب دل مین بنا ڈنکا
جو بھنگ پئین اُنکا بجتا ہے سدا ڈنکا

کونڈی کو نقارے پر خستکے کا لگا ڈنکا
نت بھنگ پی اور عاشق دن رات بجا ڈنکا

الفت کی نہ مرد کی یہ کھیت کی بوٹی ہے
تیونگی جک اُسکے کمخواب کی بوٹی ہے
منہ جھکنے لگی اُس سے پھر کاہیکو چھوٹی ہے
یہ تان لنگوٹی کی اسبات پہ ٹوٹی ہے

کونڈی کے نقارے پر خستکے کا لگا ڈنکا
نت بھنگ پی اور عاشق دن رات بجا ڈنکا

پھر آن کھڑا کے ہے اس ڈھب کا لگا رگڑا
جو سنکے کھڑک اُسکی ہو بند سبھی دگڑا
چکا تو جیٹھا گھرا اور باندھ پھرا لگڑا
کیا سیر کی ٹھہرے کی ٹک چھوڑ کے یہ جھگڑا

کونڈی کے نقارے پر خستکے کا لگا ڈنکا
نت بھنگ پی اور عاشق دن رات بجا ڈنکا

اک پیالے کے پیتے ہی ہو جاویگا متوالا
آنکھون مین تری آکر کھلجائیگا گل لالا
کیا کیا نظر آویگی ہریالی وہریالا
آمان کہا میرا اے شوخ نئے لالا

کونڈی کے نقارے پر خستکے کا لگا ڈنکا
نت بھنگ پی اور عاشق دن رات بجا ڈنکا

ہین مست وہی پورے جو کونڈی کے اندر ہین
دل اُنکے بڑے دریا جی اُنکے سمندر ہین
بیٹھے ہین صنم بت ہو اور جھومتے مندر ہین
کہتے ہین یہی ہنس ہنس عاشق جو قلندر ہین

آٹے دال کا بیان

کیا کہوں یارو میں نقشہ خلق کے احوال کا
اہل دولت کا چلن یا مفلس و کنگال کا
یہ بیان تو واقعی ہے ہر کسیکے حال کا
کیا تو نگر کیا غنی کیا پیر اور کیا بالکا
سب کے دلکو فکر ہے دنرات آٹے دال کا

گر نہ آٹے دال کا اندیشہ ہوتا سد راہ
تو نہ پھرتے ملک گیری کو وزیر و بادشاہ
ساتھ آٹے دال کے ہی حشمت و فوج و سپاہ
جا بجا گڑھ کوٹ سے لڑتے ہوئے پھرتے ہیں آہ
سب کے دلکو فکر ہے دنرات آٹے دال کا

گر نہ آٹے دال کا ہوتا قدم یان درمیاں
منشی و میر و وزیر و بخشی و نواب و خان
جاگتے دربار میں کیوں آدھی آدھی رات ہاں
کیا عجب نقشہ پڑا ہے آہ کیا کہیے میاں
سب کے دلکو فکر ہے دنرات آٹے دال کا

اپنے عالم میں یہ آٹا دال بھی کیا فرد ہے
حسن کی آن و ادا سب اسکے آگے گرد ہے
عاشقوں کا بھی اسی کے عشق سے منہ زرد ہے
تا کجا کہیے کہ کیا وہ مرد کیا نامرد ہے
سب کے دلکو فکر ہے دنرات آٹے دال کا

دلبروں کی چشم ابرو زلف کیا خط خال ہے
نازکی شوخی ادائیں حسن لالوں لال ہے
کیا کمر پتلی ہے کافر کیا ٹھمکتی چال ہے
غور کر دیکھا ہے جو کچھ ہے سو آٹا دال ہے
سب کے دلکو فکر ہے دن رات آٹے دال کا

اب جنھیں اللہ نے یاں کر دیا کامل فقیر
وہ تو بے پرواہ سخی داتا ہیں آپ ہی لیں بریر
اور جتنے ہیں وہ سب ہیں دال آٹے کے اسیر
اُن غریبوں کی بھی اب یہ شکل ہیگی ہاے نظیر
سب کے دلکو فکر ہے دن رات آٹے دال کا

جو پاسا پھینکے بنا بنا اور دانوں کتنے ہی لیں ٹھانے
جو چاہتا ہے اٹھارہ آویں تو اسکو پڑتے ہیں تین کانے

پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کروروں پنڈت ہزاروں سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے

عجب یہ شطرنج کا سا نقشا بچھا ہے دن رات مدام سجا
ہزاروں منصوبے باندھے دل میں وہ چالوں کی گھات اسجا
جو مات چاہے کرے کسی کو نہ آوے پھر وہ اسکو مات سجا
نہیں ہے اک چار چوٹ قائم سبھوں کی بازی ہے مات اسجا

پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کروروں پنڈت ہزاروں سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے

عجب طرح کے ورق بنے ہیں کوئی مکدر کوئی صفا ہے
کوئی امیر اور کوئی وزیر ہے کوئی فقیر میں دل خفا ہے
کسیکے سر پر ہے تاج شاہی کسیکی شمشیر پر جفا ہے
سبھوں کا سجا خیال آیا یہ حق کی قدرت کا گنجفا ہے

پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کروروں پنڈت ہزاروں سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے

یہ کون جانے کہ کل کیا کیا اور آج مالک وہ کیا کریگا
کسیکے گھر کون ہوگا پیدا کسی کے گھر کونسا مریگا
کسے بگاڑے کسے سنوارے کسو اندھا و کسی بھریگا
کسیکو ہرگز خبر نہیں ہے کہ کیا کیا اور کیا کریگا

پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کروروں پنڈت ہزاروں سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانیں

عجب طرح کا یہ حال ہیگا کمند کھینچے دیا کمندا
سبھوں کی گردن پہ پڑ رہی ہے کسیکا ٹوٹا ہے ایک پھندا
نچھوٹے چھوٹتی نچھوٹے ہاتھی نہ کوئی وحشی کوئی پرندا
نظیر اتنی مجال کسکی کہاں خدا اور کہاں یہ بندا

پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کروروں پنڈت ہزاروں سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے

پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کروڑوں پنڈت ہزاروں سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے

ہوا کے اوپر جو آسمان کا ہے چوپا خیمہ جو تن رہا ہے — نہ اسکی میخیں نہ ہیں طنابیں نہ اسکی چوبیں ادھر ادھر ہے
ادھر ہے چاند اور ادھر ہے سورج ادھر ستارے ادھر ہے آتے — کسیکو مطلق خبر نہیں ہے کہ کب بنا اور کا ہے کا ہے

پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کروڑوں پنڈت ہزاروں سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے

فلک تو کہنے کو دور رہیگا زمین کا اب جو بستر رہا ہے — کھڑے ہیں لاکھوں پہاڑ جس پر نہایت ہر کلہیا لگا ہے
ہزاروں حکمت کا اک عجوبہ یہ پانی اوپر جو بچھ رہا ہے — بہت حکیموں نے خاک چھانی کوئی نہ سمجھا یہ بھید کیا ہے

پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کروڑوں پنڈت ہزاروں سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے

زمین سے لیکر جو آسمان تک بھری ہے لاکھوں طرح کی خلقت — کہیں ہے ہاتھی کہیں ہے چیونٹی کہیں ہے رائی کہیں ہے پربت
یہ جتنے جلوے دکھا رہی ہے خدا کی صنعت خدا کی حکمت — سمجھ چاہے کھولے یہ بھید اُسکے کسیکو اتنی نہیں ہے قدرت

پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کروڑوں پنڈت ہزاروں سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے

کوئی ہے ہنستا کوئی ہے روتا کہیں ہے شادی کہیں غمی ہے — کہیں ترقی کہیں تنزل کہیں گماں اور کہیں یقیں ہے
کوئی گھسٹتا زمین کے اوپر کوئی خوشی سے فلک نشیں ہے — یہ بھید اپنا وہ آپ جانے کسی کو ہرگز خبر نہیں ہے

پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کروڑوں پنڈت ہزاروں سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے

... طرح کی وہ رنگین چوپڑ غرض بچھائی ہے اب خدا نے — کوئی ہے [illegible] جگ ہے پھر [illegible] بیٹھا [illegible]

دنیا کے تماشے دیکھنے کا بیان

کھول ٹک چشم تماشا یار باشے پھر کہاں
مال و دولت سونا روپا تولہ ماشے پھر کہاں
یہ شکار و صید یہ شکرے و باشے پھر کہاں
دم غنیمت ہے بھلا یہ بود و باشے پھر کہاں
دیکھ لے دنیا کو غافل یہ تماشے پھر کہاں

دل لگا الفت میں اور کر لی پری زادوں کی چاہ
کچھ مزے کچھ لوٹ حظ یہ وقت کب ملتا ہے آہ
چاند سے مکھڑوں نے مل سورج و شو پر کر نگاہ
کھا لی پی دیکھ دی اور دی لی دلائے واہ وا
دیکھ لے دنیا کو غافل یہ تماشے پھر کہاں

حسن والوں کے بھی کیا کیا حسن کج عالم میں یہاں
کیا سجیلیں کیا کیا دھجیں کیا کیا ہیں جھب تختیاں
سانولے گورے سنہری سرخ باندھی پگڑیاں
بھولی بھولی صورتیں اور پیاری پیاری انکھڑیاں
دیکھ لے دنیا کو غافل یہ تماشے پھر کہاں

کتنے میخانوں کے در پر لوٹتے ہیں پی کے مے
دیر و میں اور مسجد و میں کرتے ہیں غل ہی بہ ہے
کتنے مجلس کر کے سنتے ہیں دف اور مردنگ و
ہر طرف دھومیں مچی ہیں دید ہے اور سیر
دیکھ لے دنیا کو غافل یہ تماشے پھر کہاں

واہ وا کیا کیا نظیر اس خلق کی اطوار ہیں
گدڑیاں ہیں چوک ہیں بستی کئی بازار ہیں
خوار ہیں سردار ہیں زردار ہیں ناچار ہیں
دشت ہیں صحرا ہیں اور دریا ہیں اور کہسار ہیں
دیکھ لے دنیا کو غافل یہ تماشے پھر کہاں

در بیان رمال و نجومی وغیرہم

جہاں میں کیا کیا خرد کے اپنی ہر اک بجاتا ہے شادیانے
کوئی ہے عاقل کوئی ہے فاضل کوئی نجومی لگا کہانے
کوئی حکیم اور کوئی مہندس کوئی ہے نذرت کھا
جو چاہو کوئی یہ بھید کھولے یہ سب ہیں چلے یہ سب

ن پانوں گھسٹ کر چلنے سے مت رستے کو حیران کرو ... اور پوپلے منہ سے روٹی کو مت ململ کر ہلکان کرو
ب آپ ہوے تم پانی سے مت پانی کا نقصان کرو ... کچھ للاب نہین ہے جینے مین اب مرنے کی پہچان کرو

تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

ر اچھی کرنی نیک عمل تم دنیا سے لیجاؤ گے ... تو گھر اچھا سا پاؤ گے اور سکھ سے بیٹھے کھاؤ گے
ر ایسی دولت چھوڑ کے تم جو خالی ہاتھوں جاؤ گے ... پھر کچھ بھی نہین بن آویگی گھبراؤ گے پچھتاؤ گے

تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

ھر جیسے تم سمجھے ہو یہ ہر دم تن کو چھنتی ہے ... جس لکڑی کے بل بیٹھے ہو ذرات یہ لکڑی گھنتی ہے
م ٹھری باندھو کپڑے کی اور دیکھو اجل سر دھنتی ہے ... اب موت کفن کے کپڑے کا یان تانا بانا بنتی ہے

تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

ھر بار روپے اور پیسے مین مت دل کو تم خرسند کرو ... یا گور بناؤ جنگل مین یا جمنا پر آنند کرو
دت آن لٹاویگی آخر کچھ مکر کرو یا پھند کرو ... بس خوب تماشا دیکھ چکے اب آنکھین اپنی بند کرو

تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

یہ اونٹ کرایہ کا یارو صندوق جنازہ اٹھنی ہے ... جو ہو اسوار چلے اُسپر پھر گھوڑا ہے نے ہتنی ہے
س نیند پڑے تم سوتے ہو یہ بوجھ تمھارا بھاری ہے ... کچھ دیر نہین اب آہ نظیر تیار کھڑی اسواری ہے

تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا ... اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

دل ہاتھ اُٹھا اس جینے سے بس مین ما مر بابا　　جب باپ کی خاطر روتے تھے اب اپنی خاطر رو

تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

اب جینے کو تم رخصت دو اور مرنیکو مہمان کرو　　خیرات کرو احسان کرو یا پن کرو یا دان کر
یا پوری لڈو بنواؤ یا خاصہ حلوا ثان کرو　　کچھ لطف نہین اب جینے کا اب چلنے کا سامان

تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

دلکو تو اُپاؤ جینے سے اب اور گلے کو مت کاٹو　　اب جاٹ فنا کی ٹک چکھو اور خون کسیکا مت
دُھن چھوڑ دو حصہ بخرکی اور بھاجی اپنی تم باٹو　　نا کند بچھیڑے کود چکے اب لور دو تی مت چھا

تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

یہ اسپ بہت کودا اُچھلا اب کوڑا مارو زیر کرو　　جب مال اکٹھا کرتے تھے اب تن کا اپنے ڈھ
گڑھ ٹوٹا لشکر بھاگ چکا اب میانمین تم شمشیر کرو　　تم صاف لڑائی ہار چکے اب بھاگنے مین مت دیر

تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارا باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

سر کانپا چاندی بال ہوے منھ پھیلا پلکین آن جھکین　　قد ٹیڑھا کان ہوے بہرے اور آنکھین بھی چندھیا گئے
سکھ نیند گئی اور بھوک گھٹی دل سست ہوا آواز مہین　　جو ہونی تھی سو ہو گذری اب چلنے مین کچھ

تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

پھر بعد ترے اسپہ جو کوئی ہاتھ دھریگا
وہ نلچ مزا دیکھیگا اور عیش کریگا
اور روح تری قبر مین چلائیگی بابا

اُسکے تو وہان ڈھولک و مرونگ بجے گی
اور روح تری قبر مین حسرت سے جلیگی
وہ کھاویگا اور تیرے تئین آگ لگے گی
تا حشر تری روح کو پھر کل نہ پڑیگی
ایسا یہ تجھے گور مین تڑپائیگی بابا

جاویگا تری گور کی جانب جو وہ ناگاہ
ساقی و صراحی و پریزاد کے ہمراہ
رونا مجھے آتا ہے ترے حال پہ واللہ
جب دیکھے گا سو عیش مین تو اُسکے تئین آہ
کیا کیا تری چھاتی پہ یہ لہرائے گی بابا

تو صورت ہو چھاتی پہ اگر آن چڑھے گا
تو وان بھی ترے واسطے عامل کوئی بُلوا
شیشے مین اُتروا کے تجھے دیوینگے گڑوا
یا خوب سا سُلگا کے کوئی ہاے فلیتا
دھونی بھی تری ناک مین دلوائیگی بابا

گر ہوش ہے تجھ مین تو بخیلی کا نہ کر کام
اس کام کا آخر کو بری ہوتا ہے انجام
تھوکے گا کوئی کہہ کے کوئی دیویگا دشنام
زنہار نہ لے گا کوئی ہر صبح ترا نام
بیزارین ترے نام پہ لگوائیگی بابا

کہتا ہے **نظیر** اب جو یہ باتین تجھے ہر آن
گر مرد ہے عاقل تو اِسے جھوٹ نہ تو جان
اب غور سے کر گنج پہ قارونکے ذرا دھیان
جیسا ہی اُسے اُسنے کیا خوب پریشان
ویسا ہی مزا تجھکو بھی دکھلائیگی بابا

ایضاً

جب مار اجل کا آپہونچا تک اسکو دیکھ ڈرو بابا
اب اشک بہاؤ آنکھوں سے اور آہین سرد بھرو بابا

دولت جو ترے پاس ہے رکھ یاد تو یہ بات
کھا تو بھی اور اللہ کی کر راہ مین خیرات
دینے سے اِسی کے ترا ادبار ہے پھر ہات
اور یان بھی تری گذریگی سو عیش سے اوقات
اور وان بھی تجھے سیر یہ دکھلائیگی بابا

داتا کی تو مشکل کبھی اٹکی نہین رہتی
چڑھتی ہے پہاڑونکے اوپر ناؤ سخی کی
اور تو نے بخیلی سے اگر جمع اُسے کی
تو بلہ یہ رکھ بات کہ جب آدیگی سختی
خشکی مین تری ناؤ یہ ڈبوائیگی بابا

دولت جو ترے گھر مین یہ اب پھولی ہے جون پھول
مردود بھی کرتی ہے یہ اور کرتی ہے مقبول
جو چاہے ترے ساتھ چلے یانسے یہ جھول
زنہار خبردار رہو اس بات پہ مت بھول
یہ خندی ترے ساتھ نہین جائیگی بابا

اُس سے یہی بہتر ہے تو ہی آپ اسے کھا جا
بیٹون کو رفیقون کو غریبونکو کھلا جا
سب روبرو اپنے لے عشرت مین اُڑا جا
پھر شوق سے ہنستا ہوا جنت کو چلا جا
ورنہ تجھے ہر دکھ مین یہ پھنسوائیگی بابا

یہ تو نہ کسی پاس رہی ہے نہ رہے گی
جو اور سے کرتی رہی وہ تجھ سے کریگی
کچھ شک نہین اسمین جو بڑھی ہے سو گھٹیگی
جب تک تو جیے گا تجھے یہ چین نہ دے گی
اور مرتے ہوئے پر یہ غضب لائیگی بابا

جب موت کا ہو ویگا تجھے آن کے دھڑکا
اور نزع تری آن کے دم لیوے گی بھڑکا
جب اُسمین جو اٹکے گا نہ دم نکلے گا پھڑکا
کوئین مین روپے ڈال کے جب دیوینگے کھڑکا
تب تن سے ترے جان نکلجائیگی بابا

تو لاکھ اگر مال کے صندوق بھریگا
ہے یہ تو یقین آخرش اکدن تو مریگا

یہ سیر ہولی کی ہنسنے تو برج مین دیکھی — کہین نہو وینگی اس لطف کی میان ہولی
کوئی تو ڈوبا ہے دامن سے لیکے تا چولی — کوئی تو مُرلی بجاتا ہے کہہ کنھیا جی
ہے دھوم دھام یہ سب بے اختیار ہولی مین

گھرون سے سانوری اور گوریان نکل چلیان — کسنبھی اوڑھنی اور مست کرتی اچھلیان
جدھر کو دیکھین اُدھر مچ رہی ہین رنگ رلیان — تمام برج کی پریون سے بھر رہین گلیان
مزا ہے سیر ہے در ہر کنار ہولی مین

جو کچھ کہاتی ہے ابلا بہت پیا ماری — چلی ہے اپنے پیا پاس لے کے پچکاری
گلال دیکھ کے پھر چھاتی کھولدی ساری — پیا کی چھاتی سے لگتی وہ چاؤ کی ماری
نہ تاب دلکو رہی نے قرار ہولی مین

جو کوئی سیانی ہے انمین تو کوئی ہے ناکند — وہ شور بورتھین سب رنگ سے نپٹ یک چند
کوئی دلاتی ہے ساتھن کو یار کی سوگند — کہ ابتو جامہ وانگیا کے ٹوٹے ہین سب بند
پھر آکے کھیلینگے ہوکر دو چار ہولی مین

نظیر ہولی کا موسم جو جگ مین آتا ہے — وہ ایسا کون ہے ہولی نہین مناتا ہے
کوئی تو رنگ چھڑکتا ہے کوئی گاتا ہے — جو خالی رہتا ہے وہ دیکھنے کو جاتا ہے
جو عیش چاہو سو ملتا ہے یار ہولی مین

فقیرون کی صدا

زر کی جو محبت تجھے پڑجائیگی بابا — دکھ اسمین تری روح بہت پائیگی بابا
ہر کھانے کو ہر پینے کو ترسائیگی بابا — دولت جو ترے یان ہی نہ کام آئیگی بابا
پھر کیا تجھے اللہ سے ملوائیگی بابا

عجب یہ ہند کی دیکھی بہار ہولی مین

اب اس مہینے مین ہوچکا ہے یہان تلک یہ حال
بنا کے چاند و سورج کے آسمان پہ تھال
فرشتے کھیلین ہین ہولی بنا عبیر گلال
فرشتے کھیلین ہین ہولی بنا عبیر گلا
تو آدمی کا بھلا کیا شمار ہولی مین

سنا کے ہولی جو زہرہ بجاتی ہے طنبور
چھوون ستارونکے اوپر پڑا ہے رنگ کا نور
تو اُسکے راگ سے بارہ برج ہین معمو
سبھونکے سر پہ یہ ہر دم پکارتی ہی حو
کہ رنگ سے کوئی مت کیجو عار ہولی مین

جو گھر کے ابر کبھی اس مزے مین آتا ہے
خوشی سے رعد بھی ڈھولک کی گت لگاتا ہے
تو بادلون مین وہ کیا کیا ہی رنگ لاتا ہ
ہوا کو ہولیان گا گا کے کیا نچاتا ہ
تمام رنگ سے پر ہے بہار ہولی مین

چمن مین دیکھو تو دن رات ہولی رہتی ہے
نسیم پیار سے غنچے کا ہاتھ گہتی ہے
شراب ناب کی گلشن مین نہر بہتی
اور باغبان سے بلبل کھڑی یہ کہتی
نہ چھیڑ مجھکو تو ای بدشعار ہولی مین

گلو مین پہنے ہین کیا کیا ہی جوڑے رنگ برنگ
ہوا سے پتونکے بجتے ہین تال اور مردنگ
کہ جیسے لڑکے یا معشوق پہنتے ہین تنگ
تمام باغ مین کھیلین ہین ہولی گل کی سنگ
عجب طرح کی مچی ہے بہار ہولی مین

امیر جتنے ہین سب اپنے گھر مین ہین خوشحال
بنا کے گہری طرح حوض ملکے سب فی الحال
قبائین پہنے ہوے تنگ تنگ گل کی مثال
مچاتے ہولیان آپس مین لے عبیر و گلال
یہی ہین رنگ سے رنگین نگار ہولی مین

کہیو وہی جو اُسنے مجھے بر ملا کہا

مین تو کمال ہجر مین ہون اسکے بیقرار — دن رات اُسکے آنے کا رکھتا ہون انتظار
جلدی سُنا مجھے جو ہوا تجھپہ آشکار — قاصد نے جب تو سُنکے کہا کیا کہون مین یار

پہلے تو مجھ کو اُسنے بہت ناسزا کہا

[illegible]تھا ہوا جو عرق شرم بیچ نم — سنتا رہا مین جو جو کہا اُس نے بیش و کم
غصّے کی باتین کہہ چکا جب مجھسے وہ صنم — پھر تجھکو سو عتاب سے جھنجلا کے دمبدم

کیا کیا کہون مین تجھسے کہ کیا کیا بُرا کہا

سرنامہ خط کا دیکھتے ہی کھا کے پیچ و تاب — نامے کو دور پھینک دیا ہو کے پر عتاب
اور یون کہا کہ جاؤ یہی خط کا ہے جواب — اِسکا مزا چکھاؤنگا جا کر اُسے شتاب

رہ راستی سخن کے تئین بار بار کہا

میرے جو ہوش سنتے ہی اس بات کے اُڑے — گھبرا کے جلدی مین نے قدم راہ مین رکھے
آیا ہون پر شتاب خبر کرنے کو تجھے — میری تو کچھ خطا نہین تو ہی سمجھ اِسے

بیجا کہا یہ اُسنے تجھے یا بجا کہا

پھر تو اُس نگار کی خو بو تھی سب عیان — کیون نامہ لکھکے تونے کیا دردِ دل بیان
اب آنکر کریگا وہ کیا کیا خرابیان — کہتا تھا مین تجھے کہ نہ بھیج اُسکو خط میان

لیکن نظیر تونے نہ مانا مرا کہا

خمسہ در بیان ہولی

میان تو ہمسے نہ رکھ کچھ غبار ہولی مین — کہ روٹھے ملتے ہین آپسمین یار ہولی مین
[illegible]ی ہر رنگ کی کیسی ہے بہار ہولی مین — ہوا ہے زور چمن آشکار ہولی مین

آیا جو اس زمین کے اوپر پھسل پڑا

دیکھو جدھر اُدھر کو یہی غل پکار ہے
کوئی پھنسا ہے اور کوئی کیچڑ مین خوار ہے
پیادہ اُٹھا جو مر کے تو کیچڑ اسوار ہے
گرمی کی دھوم دھام یہ کچھ بیشمار ہے
جو ہاتھی ریتا اونٹ گرا آخر پھسل پڑا

کوچے مین کوئی اور کوئی بازار مین گرا
کوئی گلی مین گر کے ہے کیچڑ مین لوٹتا
رستے کے بیچ پانون کسی کا رپٹ گیا
اُس سب جگہ کے گرنے سے آیا جو بچگہ
وہ اپنے گھر کے صحن مین آ کر پھسل پڑا

کرتی ہے گرچہ سب کو پھسلنی زمین خوار
عاشق کو پر دکھاتی ہے کچھ اور ہی بہا
آیا جو سامنے کوئی محبوب گلعذار
گرنے کا مکر کر کے اُچھل کود ایک با
اس شوخ گلبدن سے لپٹ کر پھسل پڑا

کیچڑ کے ہر مکان سے تو بچنا بہت پڑا
پر جب دکھائی دی کھلے بالون کی اک گ
بجلی بھی چمکے حسن کی مینھ برسے ناز کا
پھسلن جب ایسی آئی تو پھر کچھ نہ بس چ
آخر وہان نظیر بھی آکر پھسل پڑا

مخمس بر غزل خود

کیا تو نے حال اُس سے مرے درد کا کہا
اور میرے انتظار کا کیا ماجرا کہ
رنج فراق کچھ نہ کہا تو نے یا کہا
قاصد صنم نے خط کو مرے دیکھ کیا ک
حرفِ عتاب یا سخن دلکشا کہا

آتا ہے ہول اب تو مرے دلمین ہو بہو
صبر و قرار ہوتے ہین خاطر سے اب
جس جس طرح کی باتین ہوئین تیرے روبرو
تجھکو قسم ہے کچھ نہ پوشیدہ مجھسے

غضب جادو کا رکھتا ہے اثر بچّا گلہریکا

برسات کے بیان مین

برسات کا جہان مین لشکر پھسل پڑا
بادل بھی ہرطرف سے ہوا پر پھسل پڑا
جھڑیونکا مینہ بھی آکے سراسر پھسل پڑا
چھتّا کسیکا شور مچا کر پھسل پڑا
کوٹھا جھکا اٹاری جھکی در پھسل پڑا

جنکے نئے نئے تھے مکان اور محلسرا
اُنکی چھتین ٹپکتی ہین چھلنی ہو جابجا
دیوارین بیٹھتی ہین جھلونکا ہے غل مچا
لاٹھی کو ٹیک کر جو ستون ہے کھڑا کیا
چھجّا گرا منڈیر یکا پتھر پھسل پڑا

جھڑیون نے اسطرحکا دیا آکے جھڑ لگا
سُنئیے جدھر اُدھر ہے دھڑا کے ہی کی صدا
کوئی پکارے ہے مرا دروازہ گر چلا
کوئی کہے ہے ہائے کہو مین بناؤن کیا
تم در کو جھینکتے ہو مرا گھر پھسل پڑا

ران جب آکے پختہ مکانکی تئین ہلائے
کچّا مکان پھر اُسکی بھلا کیونکر تاب لائے
جھونپڑے مین شور ہے ہرگھر مین ہائے ہائے
کہتے ہین یارو دوڑیو جلدی سے وائے وائے
پاکھے کھپیت سو گئے چھپّر پھسل پڑا

گرگرا ہے کبھی جو رنڈیکا اب مکان
ادہر اُسکے آشنا کی بھی چھت گرتی ہے جہان
تا ہے ٹھٹھے باز ہر اک اُنسے آکے وان
کیا بیٹھے چھت کو روتے ہو تمہاری یہان
وان چھت لگن کا آکے سب گھر پھسل پڑا

تک ہر اک مکان کے پھسلنے کی ہے زمین
نکلے جو گھر سے اُسکو پھسلنے کا ہے یقین
مفلس غریب پر ہے یہ موقوف کچھ نہین
کیا فیل کا سوار ہے کیا پالکی نشین

ولیکن ہے ہمارا اسقدر بچا گلہری کا | دکھا دین ہم کسی لڑکے کو گر بچا گلہری کا
تو دم مین لوٹ جائے دیکھکر بچا گلہری کا

سفیدی مین وہ کالی دھاریان ایسی رہی ہین بن | کہ جیسے گال پر لڑکو نکے چھوٹے زلف سی ناگن
کناری دار پٹا جسمین گھنگرو کر رہے چھن چھن | گلے مین ہنسلی پانو نمین کڑے اور ناک مین لٹکن
رہا ہے سر بسر گہنے مین بھر بچا گلہری کا

کسی سردار کے دل مین یہ آیا ایک دن یارو | کہ دیکھے گھر بلا کر عشق باز دنکے ہنر کو وا
کہا اُن سے کہ ہان اِس ڈھب کے اُستاد و نکو لے آؤ | سو نوکر اُسکا سب مین ڈھونڈھ ڈھنکر لیگیا ہمکو
نہ تھا ہم پاس اُسدم کچھ مگر بچا گلہری کا

وہ دیکھے تو بُری صورت بُرا حال اور پھٹے کپڑے | بڑھے داڑھی کے بال اور زرد منھ آنکھو نمین آنسو
تہمدھی میلی سی پگڑی سر پہ اور ٹکڑے انگرکھے کے | وہ کپڑے گو پھٹے پر ہم بھی اپنے فن مین ہین پورے
لگا رکھتے تھے ایسے وقت پر بچا گلہری کا

جو ہین اتنے مین ہمکو اِس بُرے احوال سے دیکھا | کہا اُسنے کہ پھنستا ہوگا اِنسے کسطرح لڑکا
نظر سے اُسکی ہین بچے جب تو وان اسباب کو تاڑا | کمر کو دیکھ ڈھونڈھی جیب پگڑی کو ٹٹولا ہے
وہین ہمنے نکالا ڈھونڈھکر بچا گلہری کا

کہین بیٹھا تھا وان اُسکا برس دس کا اک لڑکا | وہ گورا گد گدا اچھا پری سا چاند کا ٹکڑا
جو ہین اُسنے وہ بچا آہ یارو اِک نظر دیکھا | وہین لٹو ہوا بولا یہی لونگا یہی لونگا
تھما دو جلد میرے ہاتھ پر بچا گلہری کا

یہ کہکر بیقراری سے وہ لڑکا شوق مین عشق سا ہو | وہین گھبرا کے آپہونچا جہان ہم تھے کھڑے
لگا سو منتون سے مانگنے دو یہ تو ہمکو دو | وہ باپ اُسکا پکارا یان نکالو جلد یہ

ساتھ اک دوست کے اِک دن جو مین گلشن مین گیا
وانکے سرو و سمن و لالۂ و گل کو دیکھا
پوچھا اُس سے کہ یہ ہے باغ بتاؤ کس کا
اُسنے تب گُل کی طرح ہنس دیا اور مجھسے کہا
مہربان مجھسے یہ تم پوچھو ہو گیا پیسے کا

یہ تو کیا اور بڑے ایسے ہین جو باغ و چمن
ہین کھلے کیاریو مین نرگس و نسرین و سمن
حوض فوارے ہین بنگلو مین بھی پردے چلون
جا بجا قمری و بلبل کی صدا شور افگن
وان بھی دیکھا تو فقط گل ہے کھلا پیسے کا

وان کوئی آیا لیے ایک مرصع پنجرا
لال دستار و دوپٹا بھی ہرا جون طوطا
اُسمین اک بیٹھی وہ مینا کہ ہو بلبل بھی فدا
مین نے پوچھا یہ تمھارا ہے رہا وہ چپکا
نکلی منقار سے مینا کے صدا پیسے کا

وان سے نکلا تو مکان اک نظر آیا ایسا
در و دیوارون سے چمکے تھا پڑا آب طلا
سیم جونے کی جگہ اُسکے تھا اینٹو مین لگا
واہ وا کہہ کے کہا مین نے یہ ہوگا کس کا
عقل نے جب مجھے چپکے سے کہا پیسے کا

نکلا عاشق سے جو معشوق کوئی ہٹکا بھرا
اور وہ منت سے کسی طور نہین ہے منتا
خوبیان پیسے کی ای یارو کہو نہین کیا کیا
دل اگر سنگ سے بھی اُسکا زیادہ تھا کڑا
موم سا ہو گیا جب نام سُنا پیسے کا

اب مین دام کے یارو جو مرا دل ہے اسیر
اسلیئے ہوتی ہے یہ میری زبان سے تقریر
یہین خوش رہتا ہے اور دل بھی بہت عیش پذیر
جس قدر ہو سکا مین نے کیا تحریر نظیر

گلہری کے بچے کا بیان

لیے پھرتا ہے یون تو ہر بشر بچا گلہری کا
ہر اک اُستاد کے رہتا ہے گھر بچا گلہری کا

بن کوڑی تھین جو بیل کی باسی پکوڑیان
یون خلق دوڑی کھیان جون گڑ پہ دوڑیان
کوڑی ہوئی تو چھننے لگین لبنی جوڑیان
خالق نے کیا ہی چیز بنائین ہین کوڑیان
کوڑی کے سب جہان مین نقش و نگین ہین
کوڑی نہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہین

خاصے محل اُٹھاتے ہین کوڑی کے زور سے
پُل اور سرا بناتے ہین کوڑی کے زور سے
پکے کنوئین کُھداتے ہین کوڑی کے زور سے
باغ و چمن لگاتے ہین کوڑی کے زور سے
کوڑی کے سب جہان مین نقش و نگین ہین
کوڑی نہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہین

لے مفلس اور فقیر سے تا شاہ اور وزیر
دیتے ہین جان کوڑی پہ طفل و جوان و پیر
کوڑی وہ دلربا ہے کہ ہے سب کے دلپذیر
کوڑی عجب ہی چیز ہے مین کیا کہون نظیر
کوڑی کے سب جہان مین نقش و نگین ہین
کوڑی نہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہین

پیسے کی عزت مین

نقش یان جس کے میان ہاتھ لگا پیسے کا
گھر بھی پاکیزہ عمارت سے بنا پیسے کا
اُسنے تیار ہر اک ٹھاٹھ کیا پیسے کا
کھانا آرام سے کھانے کو ملا پیسے کا
اُتر اتن کا بھی ملا زیب فزا پیسے کا

جب ہوا پیسے کا اے دوستو آ کر سنجوگ
کھائے جب مال پسے دودھ دہی موہن بھوگ
عشرتین پاس ہوئین دور ہوئے منکے روگ
دل کو آنند ہوئی بھاگ گئے روگ ور دوگ
ایسی خوبی ہے جہان آنا ہوا پیسے کا

کوڑی ہی چاہتی ہے سدا بادشاہ کو
کوڑی ہی تھام لیتی ہے فوج و سپاہ کو
لیکر چھڑی رومال گدا بھی نباہ کو
پھرتا ہے ہر دکان پہ کوڑی کی چاہ کو

کوڑی کے سب جہان مین نقش و نگین ہین
کوڑی نہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہین

کوڑی نہو تو پھر یہ جھمیلا کہانسے ہو
رتھخانہ فیلخانہ نہ طویلا کہان سے ہو
منڈ ولکے سر فقیر کا چیلا کہان سے ہو
کوڑی نہو تو سائین کا میلا کہان سے ہو

کوڑی کے سب جہان مین نقش و نگین ہین
کوڑی نہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہین

کاندھے پہ تیغ دھرتے ہین کوڑی کیواسطے
آپسمین خون کرتے ہین کوڑی کیواسطے
یان تک تو لوگ مرتے ہین کوڑی کیواسطے
جو جان دے گذرتے ہین کوڑی کیواسطے

کوڑی کے سب جہان مین نقش و نگین ہین
کوڑی نہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہین

گالی و مار کھاتے ہین کوڑی کیواسطے
شرم و حیا اُٹھاتے ہین کوڑی کیواسطے
سو ملک چھان آتے ہین کوڑی کیواسطے
مسجد کو دم مین ڈھاتے ہین کوڑی کیواسطے

کوڑی کے سب جہان مین نقش و نگین ہین
کوڑی نہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہین

بن کوڑی خورد بے کے برابر بھی پت نہ تھی
کوڑی جب آئی پاس تو بن بیٹھے سیٹھ جی
آگے گماشتونکی کھلی ہر طرف یہی
پھر وہ جو کچھ کہے تو وہی بات ہے سہی

کوڑی کے سب جہان مین نقش و نگین ہین
کوڑی نہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہین

تانین ہوا مین اُڑتین طبلے کھڑکتے ہین ۔۔۔ عیش و طرب کی دھومین پانی چھپکتے ہین

سو ٹھاٹھ کے بنا کر اطوار پیرتے ہین
اِس آگرے مین کیا کیا اے یار پیرتے ہین

ہر آن بولتے ہین سید کبیر کی جے ۔۔۔ پھر اُسکے بعد اپنے اُستاد پیر کی جے
مور و مکٹ کنھیا جمنا کے ہیر کی جے ۔۔۔ پھر غول کے سب اپنے خرد و کبیر کی جے

ہر دم یہ کر خوشی کی گفتار پیرتے ہین
اس آگرے مین کیا کیا اے یار پیرتے ہین

کیا کیا نظیر میاں کی ہین پیر نیکی بانی ۔۔۔ ہر جنکے پیرنے کی ملکو ہین آن مانی
اُستاد اور خلیفہ شاگرد یار جانی ۔۔۔ سب خوش رہین ہر جبتک جمنا کی بیچ پانی

کیا کیا ہنسی خوشی سے ہر بار پیرتے ہین
اِس آگرے مین کیا کیا اے یار پیرتے ہین

کوڑی کے بیان مین مسدس

کوڑی ہے جنکے پاس وہ اہل یقین ہین ۔۔۔ کھانے کو اُنکے نعمتین سو بہترین ہین
کپڑے بھی اُنکے تن مین نہایت مہین ہین ۔۔۔ سمجھین ہین وہ جو اسکو بڑے نکتہ چین ہین

کوڑی کے سب جہان مین نقش و نگین ہین
کوڑی نہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہین

کوڑی بغیر سوتے تھے خالی زمین پر ۔۔۔ کوڑی ہوئی تو رہنے لگے شہ نشین پر
چھلّے سنہرے بندھ گئے جاموں کی چین پر ۔۔۔ موتی کے لچھے لگ گئے گھوڑوں کی زین پر

کوڑی کے سب جہان مین نقش و نگین ہین ۔۔۔ کوڑی نہین تو کوڑی کے پھر تین تین ہین

کیا کیا تماشے کر کر اظہار پیرتے ہین
اس آگرے مین کیا کیا ای یار پیرتے ہین

جمنا کے پاٹ کو یا صحن چمن ہے بارے
پیرا ک اُسمین پیرین جیسے کہ چاند تارے
منہ چاند کے سے ٹکڑے تن گورے پیارے پیارے
پریون سے پھر رہے ہین منجدھار اور کنارے

کچھ وار پیرتے ہین کچھ پار پیرتے ہین
اِس آگرے مین کیا کیا اے یار پیرتے ہین

کتنے کھڑے ہین پیرین اپنا دکھا کے سینا
سینہ چمک رہا ہے ہیرے کا جون نگینا
آدھے بدن پہ پانی آدھے پہ ہے پسینا
سرون کا یہ چلا ہے گویا کہ اک قرینا

دامن کمر پہ باندھے دستار پیرتے ہین
اس آگرے مین کیا کیا ای یار پیرتے ہین

جاتے ہین انمین کتنے پانی پہ صاف سوتے
کتنوں کے ہاتھ پنجرے کتنونکے سر پہ طوطے
کتنے پتنگ اڑاتے کتنے سوئی پروتے
حقونکا دم لگاتے ہنس ہنس کے شاد ہوتے

سو سو طرح کا کر کر بستار پیرتے ہین
اس آگرے مین کیا کیا اے یار پیرتے ہین

کچھ نلچ کی بہارین پانی کے کچھ کنارے
دریا مین بچ رہے ہین اندر کے سو اکھاڑے
بربز گر خون سے دونوں طرف کرارے
بجرے و ناؤ چپنو و ڈونگے نے توارے

اِن جھمگٹون سے ہو کر سرشار پیرتے ہین
اِس آگرے مین کیا کیا ای یار پیرتے ہین

ناؤ مین وہ جو گلرو ناچ مین چھک رہے ہین
جوڑے بدن مین رنگین کتنے جھمک رہے ہین

آگرہ کی تیراکی کے بیان مین

جب پیرنے کی رت مین دلدار پیرتے ہین | عاشق بھی ساتھ انکے غمخوار پیرتے ہین
بھولے سیانے نادان ہشیار پیرتے ہین | پیر و جوان لڑکے عیار پیرتے ہین
ادنی غریب و مفلس زردار پیرتے ہین
اس آگرے مین کیا کیا اے یار پیرتے ہین

جھرنے سے لے کے یارو سجا کا تاپالا | جھڑی سے برج خونی دارا کا چوترا کر
مہتاب باغ سید تالی قلعہ در د فضا | غل شور کی بہارین انبوہ سیر در
ہر اک مکان مین ہوکر ہشیار پیرتے ہین
اس آگرے مین کیا کیا اے یار پیرتے ہین

باغ حکیم اور جو شیوداس کا چمن ہی | انمین جگہ جگہ پر مجلس ہی انجمن ہ
میوہ مٹھائی کھاتے اور ناچ دل لگن ہی | کچھ پیرنے کی دھو مین کچھ عیش کا چلن
عشرت مین مست ہوکر ہر بار پیرتے ہین
اس آگرے مین کیا کیا ای یار پیرتے ہین

برسات مین جو آکر چڑھتا ہی خوب ریلا | ہر جا کھڑی دجا دربند اور ناند جگہ
مینڈا بھنور اُچھالن جگر سمیت مالا | مینڈا کھمیر تختہ کشتی بچھا ٹڑگیہ
وان بھی ہنر سے اپنے ہشیار پیرتے ہین
اس آگرے مین کیا کیا اے یار پیرتے ہین

تربینی مین اہا ہا ہوتی ہین کیا بہارین | خلقت کے ٹھٹھ ہزار وان ہر اک کی
پیرین نہاوین اُچھلین کودین لڑین پکارین | لے لے وہ چھینٹ غوطے کھا کھا کے ہ

اِس آٹے دال ہی کا جو عالم مین ہی ظہور
اِس سے ہی منھ پہ نور ہے اور پیٹ مین سرور
اِس سے ہی آکے چڑھتا ہی چہرہ پہ سبکے نور
شاہ و گدا امیر اِسی کے ہین سب مزدور

سب چھوڑو بات طوطی و بدڑی دلال کی
یارو کچھ اپنی فکر کرو آٹے دال کی

قمری نے کیا ہوا جو کہا حق سرہٗ
اور فاختہ بھی بیٹھ کے کہتی ہی قہقہو
وہ کھیل کھیلو جس سے ہو تم جگ مین سرخرو
سنتے ہو اے عزیز واسی سے ہی آبرو

سب چھوڑو بات طوطی و بدڑی دلال کی
یارو کچھ اپنی فکر کرو آٹے دال کی

آٹا ہی جسکا نام وہی خاص نور ہی
اور دال بھی بجا پری ہی کوئی یا کہ حور ہی
اسکا بھی کھیل کھیلنا سب کو ضرور ہی
سمجھے جو اس سخن کو وہ صاحب شعور ہی

سب چھوڑو بات طوطی و بدڑی دلال کی
یارو کچھ اپنی فکر کرو آٹے دال کی

چھ پیسو نکے جو عشق مین دل کو لگاؤ گے
تو پیٹ بھر کے کھاؤ گے کپڑے بناؤ گے
طوطی کو پال کر کے حق اللہ پڑھاؤ گے
ناحق کو سر کھپاؤ گے کوڑی نہ پاؤ گے

سب چھوڑو بات طوطی و بدڑی دلال کی
یارو کچھ اپنی فکر کرو آٹے دال کی

جن پاس چار پیسے وہی ہین یہان امیر
اور جنکے پاس کچھ نہین وہ ہین بڑے فقیر
اور جتنے پیشہ ور ہین یہان خرد اور کبیر
روٹی کا سلسلہ ہی بڑا کیا کہون نظیرؔ

سب چھوڑو بات طوطی و بدڑی دلال کی
یارو کچھ اپنی فکر کرو آٹے دال کی

رفتیم و بردیم داغ تو بر دل
صحرا بہ صحرا منزل بمنزل

منزل بھی طے کی اور صدہیابان
بیتاب و بے صبر سرگشتا بان
طے نے بھی کھینچے مثل عقابان
فی الجملہ ناچار اے ماہ تابان

رفتیم و بردیم داغ تو بر دل
صحرا بہ صحرا منزل بہ منزل

چلنے کی طاقت ہم مین کہان تھی
نے دم مین دم تھا نے جان مین جان تھی
قالب تو یان تھا اور روح وان تھی
لیکن یہی بیت وردِ زبان تھی

رفتیم و بردیم داغ تو بر دل
صحرا بہ صحرا منزل بہ منزل

منزل پہ روئے ہم آکے ہر شب
صد اشک در چشم صد آہ بر لب
اور دن کو لوٹے صحرا مین جب تب
آگے نظیر اب کیا بولے مطلب

رفتیم و بردیم داغ تو بر دل
صحرا بہ صحرا منزل بہ منزل

آٹے دال کے بیان مین

آٹے کے واسطے ہے ہوس ملک و مال کی
آٹے ہی دال سے ہے درستی یہ حال کی
آٹا جو پالکی ہے تو ہے دال نالکی
اس سے ہے سب کی خوبی جو ہے حال قال کی

سب چھوڑ دبات طوطی و بدڑی و لال کی
یارو کچھ اپنی فکر کرو آٹے دال کی

مشہور جیسی ہر جایان کی جمالیان ہین
میٹھی ہین سو تو گویا شکر کی ڈالیان ہین

ویسی ہی ککڑی نے بھی دھومین یہ ڈالیان ہین
کڑوی ہین سو بھی گویا خوبانکی گالیان ہین

کیا خوب نرم و نازک اس آگرے کی ککڑی
اور جسمین خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

جو ایکبار یار و اِس جا کی کھائے ککڑی
دل تو نظیر غش ہو یعنی منگائے ککڑی

پھر جا کہین کی سکو ہرگز نہ بھائے ککڑی
ککڑی ہی یا قیامت کیا کہیے ہاے ککڑی

کیا خوب نرم و نازک اس آگرے کی ککڑی
اور جسمین خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

مسدس

جب ہنے دن سے اے زیب محفل
فرقت مین تیری آشفتہ بیدل

باندھا سفر کے ناقہ پہ محمل
غربت کے ہمراہ حسرت کے شامل

رفتیم و بردیم داغ تو بر دل
صحرا بہ صحرا منزل بہ منزل

منزل پہ اُترے تو اشک ریزان
جون صید زخمی ہر سو گریزان

صحرا مین گذرے تو خاک بیزان
القصہ آخر اُفتان و خیزان

رفتیم و بردیم داغ تو بر دل
صحرا بہ صحرا منزل بہ منزل

نکلے جو دان سے ہم پا پیادہ
بعد جان نشستہ صد جا فتادہ

صد بار رہبر ان بر جان نہادہ
تجھ سے کہین کیا اے گل زیادہ

کوئی ہی زرد مائل کوئی ہری بھری ہی
ٹیڑھی ہے سو تو چوڑی وہ ہیر کی لہری ہی
پکھراج منفعل ہی پنے کو تھرتھری ہی
سیدھی ہی سو وہ یارو رانجھا کی بانسری ہ

کیا خوب نرم و نازک اس آگرے کی ککڑی
اور جسمین خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

میٹھی ہی جسکو برنی کہیے گلابی کہیے
تلشکریون کی پھانکین اب یا امرتی کہیے
یا حلقے دیکھ اُسکے تازی جلیبی کہیے
سچ پوچھیے تو اسکو دندان مصری کہیے

کیا خوب نرم و نازک اس آگرے کی ککڑی
اور جسمین خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

چھونے مین برگ گل ہی کھانیمین کرکری ہی
آنکھونمین سکھ کلیجے ٹھنڈک ہری بھری ہی
گرمی کے مارنے کو اک تیر کی سری
ککڑی نہ کہیے اسکو ککڑی نہین یہ

کیا خوب نرم و نازک اس آگرے کی ککڑی
اور جسمین خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

بیل اُسکی ایسی نازک جون زلف پیچ کھائی
دیکھ اُسکی ایسی نرمی باریکی اور گلائی
بیج ایسے چھوٹے چھوٹے خشخاش یا کہ رائی
آتی ہی یاد ہمکو محبوب کی کلائی

کیا خوب نرم و نازک اس آگرے کی ککڑی
اور جسمین خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

لیتے ہین مول اُسکو گل کیطرح سے کھل کے
عاشق تو ہین بجھاتے شعلون کو اپنے دل کے
معشوق اور عاشق کھاتے ہین دونون
معشوق ہین لگاتے ماتھے پہ اپنے

کیا خوب نرم و نازک اس آگرے کی ککڑی
اور جسمین خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

کُرتی کبھی دکھا کبھی انگیا کسی کو جی
کہہ عید عید لوٹے ہین دلکو گھڑی گھڑی

ایسی نہ شب برات نہ بقرید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل مین ہے اس عید کی خوشی

دو جو کہ اُنکے حسن کی رکھتے ہین دل سے چاہ
جاتے ہین اُنکے ساتھ لگے تا بہ عید گاہ
ڈلیون کے شور اور دوگانونکی رسم و راہ
میانے کھلونے سیر مزے عیش واہ واہ

ایسی نہ شب برات نہ بقرید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل مین ہے اس عید کی خوشی

ونکی سختیون مین نہوتے اگر اسیر
تو ایسی عید کی نہ خوشی ہوتی دلپذیر
سب شاد ہین گدا سے لگا شاہ تا وزیر
دیکھا جو ہمنے خوب تو سچ ہے میان نظیر

ایسی نہ شب برات نہ بقرید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل مین ہے اس عید کی خوشی

آگرے کی ککڑی کی تعریف مین مسدس

پہونچے نہ اسکو ہرگز کابل دری کی ککڑی
نے پورب اور نہ پچھم خوبی بھری کی ککڑی
نے چین کے پرے کی ورنے وری کی ککڑی
دکھن کی اور نہ ہرگز اُس سے پرے کی ککڑی

کیا خوب نرم و نازک اِس آگرے کی ککڑی
اور جسمین خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

پیاری پیاری میٹھی اور پتلی پتلیان ہین
گنے کی پوریان ہین ریشم کی تکلیان ہین
رہاد کی نگاہین شیرین کی ہنسلیان ہین
مجنونکی سرد آہین لیلیٰ کی انگلیان ہین

کیا خوب نرم و نازک اس آگرے کی ککڑی
اور جسمین خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

ایسی نہ شب برات نہ بقرعید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل مین ہی اِس عید کی خوشی

بیٹھے ہین پھول پھول کے میخانون مین کلال
چھنتی ہین بھنگین اڑتے ہین چرسونکے دم ڈھال
اور بھنگ خانون مین بھی ہین سرسبزیان کمال
دیکھو جدھر کو سیر مزا عیش قیل وقال

ایسی نہ شب بہات نہ بقرعید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل مین ہی اِس عید کی خوشی

کوئی تو مست پھرتا ہی جام شراب سے
کوئی کسیکا پھولا ہی لڈو کی چاٹ سے
کوئی پکارتا ہی کہ چھوٹے غذاب سے
بٹکارین چھمین پھرتی ہین نان وکباب

ایسی نہ شب برات نہ بقرعید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل مین ہی اِس عید کی خوشی

محبوب دلبرون سے ہی جنکی لگی لگن
سو سو طرح کے چاؤ سے مِل مِل کے تن سے تن
آ اُنکے گلے سے آن لگا ہی جو گلبدن
کہتے ہین تم کو عید مبارک ہو جان من

ایسی نہ شب برات نہ بقرعید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل مین ہی اِس عید کی خوشی

کیا ہی معانقے کی مچی ہی اُلٹ پلٹ
پھرتے ہین دلبرونکی بھی گلیونمین غٹ کے غٹ
ملتے ہین دوڑ دوڑ کے باہم جھپٹ جھپٹ
عاشق مزے اُڑاتے ہین ہر دم لپٹ لپٹ

ایسی نہ شب بہات نہ بقرعید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل مین ہی اِس عید کی خوشی

کاجل حنا غضب مسی و پان کی دھڑی
پشواز ین سُرخ سوسنی لاہی کی چھڑی

تن تن اور طم ڈھک مولا حق حق تار پروتے ہین
اگن یہ چنڈول لٹکے یاد مین اُسکی روتے ہین
ظاہر تو سب تخم محبت اُسکا دلمین بوتے ہین
پنچھی اُسکی یاد کرین ہم پانون پسارے سوتے ہین

سانجھ سویرے چڑیان ملکر چونچون چونچون کرتی ہین
چونچون چونچون چونچون کیا سب بیچون بیچون کرتی ہین

کس کس کا لون نام غرض ہین جتنے طائر خرد و کبیر
کوئی کہے یا حی توانا کوئی کہے یارب قدیر
طائر تو سب یاد کرین اور ہم غفلت مین ہین اسیر
ہمسا غافل دنیا مین اب کوئی نہین ہے آہ نظیر

سانجھ سویرے چڑیان ملکر چونچون چونچون کرتی ہین
چونچون چونچون چونچون کیا سب بیچون بیچون کرتی ہین

عید الفطر کے بیان مین

ہے عابدونکو طاعت و تجرید کی خوشی
اور زاہدون کو زہد کی تمہید کی خوشی
رند عاشقونکو ہے کئی اُمید کی خوشی
کچھ دلبرونکے وصل کی کچھ دید کی خوشی

ایسی نہ شب برات نہ بقرید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل مین ہے اس عید کی خوشی

روزہ کی خشکیونسے جو ہین زرد زرد گال
خوش ہوگئے وہ دیکھتے ہی عید کا ہلال
پوشاکین تن مین زرد و سنہری سفید لال
دل کیا کہ ہنس رہا ہے پڑا تن کا بال بال

ایسی نہ شب برات نہ بقرید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل مین ہے اس عید کی خوشی

پچھلے پہر سے اُٹھکے نہانے کی دھوم ہے
شیر و شکر سوئیان پکانے کی دھوم ہے
پیر و جوان کو نعمتین کھانے کی دھوم ہے
لڑکون کو عیدگاہ کے جانیکی دھوم ہے

جھانکو جاؤ یہ قصہ یکھانیو یارو — جو جواری ہو نہ بُرا اُس کا مانیو یارو

نظیر آپ بھی ہے جوارہ یا دوالی کا

در بیان ذکر مرغان

وقت سحر کی وحین کیا کیا ہون ہون ہون ہون کرتی ہین — ہون ہون ہون ہون کر کر ذکر کرن اُن فیکون کرتی ہین
مرغے لوہن گڑدن کون مرغیاں کون کون کرتی ہین — ہو طیاں یہ سب یادین اُسکی بھون بھون کرتی ہین

سانجھ سویرے چڑیاں ملکر چونچون چونچون کرتی ہین
چونچون چونچون چونچون کیا سب بچون بچون کرتی ہین

پنکھ ہو یا گر پنکھ اُسکے غم مین سب ہی تپتے ہین — عنقا او سیمرغ اُسکی فرقت بیچ تڑپتے ہین
سارس گدھ جو اصل تیرے بگلے پنکھ کلپتے ہین — پنکھ پکھیرو جتنے ہین سب نام اُسیکا جپتے ہین

سانجھ سویرے چڑیاں ملکر چونچون چونچون کرتی ہین
چونچون چونچون چونچون کیا سب بچون بچون کرتی ہین

قمری بولے حق سرہ بلبل بولے بسم اللہ — کبک او ر ٹٹیری چاروں مل ور تیتر بھی سبحان اللہ
وادر مور پپیہے کویل کوک رہی اللہ اللہ — فاختہ کو کو تیہو ہو ہد طوطی بولین حق اللہ

سانجھ سویرے چڑیاں ملکر چونچون چونچون کرتی ہین
چونچون چونچون چونچون کیا سب بچون بچون کرتی ہین

بوم چغد اور سبز ک ابابیل ادر چکورین شام چڑی — کھنجن چھیاں ئے لو کلنگ او ر غوغائی کی ہوم جڑی
تلی مدی ان سن بھنبھیری کٹڑی بھونرے بڑی بڑی — مکھی پتھر پتنگ بھنگے بول رہے سب گھڑی گھڑی

سانجھ سویرے چڑیاں ملکر چونچون چونچون کرتی ہین
چونچون چونچون چونچون کیا سب بچون بچون کرتی ہین

سی نے گھر کی حویلی گرو رکھا ہاری
جو کچھ تھی جنس میسر بنا بنا ہاری
سی نے چیز کسی کی چرا چھپا ہاری
کسی نے گٹھری پڑوسن کی اپنی لا ہاری

یہ ہار جیت کا چرچا پڑا دوالی کا

سیکو داؤ پہ لانگی موٹھ نے مارا
کسیکے گھر پہ دھرا سوختہ نے انگارا
ہی کو نرد نے چوپڑ کے کردیا زارا
لنگوٹی باندھ کے بیٹھا ازار تک ہارا

یہ شور آ کے مچا جابجا دوالی کا

ہی کی جورو کہے ہے پکار اے بھڑوے
بہو کی نوگری بیٹے کے ہاتھ کے کھڑوے
بھر مین آوے تو سب مل کیے ہین سو گھڑوے
نکل تو یان سے ترا کام یان نہین بھڑوے

خدا نے تجھکو تو شہدا کیا دوالی کا

ہ اُسکے جھونٹے پکڑ کر کہے ہے ماروں گا
ترا جو گہنا ہے سب تار تار اُتاروں گا
یلی ہنی تو اک داؤ پر مین ہاروں گا
یہ سب تو ہارا ہوں خندی تجھے بھی ہاروں گا

چڑھا ہے مجھکو بھی اتبو نشاد والی کا

جھے خبر نہین خندی یہ لت وہ پیاری ہے
کسی زمانے مین آگے ہوا جو جواری ہے
و اُسنے جورو کی نتھ اور ازار اُتاری ہے
ازار کیا ہے کہ جورو تلک بھی ہاری ہے

سُنا یہ تو نے نہین ماجرا دوالی کا

ا مین یہ جو دوالی کی سیر ہوتی ہے
تو زر سے ہوتی ہے اور زر بغیر ہوتی ہے
د ہارے اُسنے خرابی کی فیر ہوتی ہے
اور اُنمین اُنکے جن جن کی خیر ہوتی ہے

تو آڑے آتا ہے اُنکے دیا دوالی کا

باتین سچ ہین نہ جھوٹ انکو جانیو یارو
نصیحتین ہین انھین دل سے مانیو یارو

سامان دوالی کا

ہر اک مکان مین جلا پھر دیا دوالی کا
ہر اک طرف کو اُجالا ہوا دوالی کا
سبھی کے دل مین سمان بھا گیا دوالی کا
کسی کے دل کو مزا خوش لگا دوالی
عجب بہار کا ہے دن بنا دوالی کا

جہان مین یارو عجب طرح کا ہے یہ تیوہار
کسی نے نقد لیا اور کوئی کرے ہے اُد
کھلونے کھیلون بتاسون کا گرم ہے بازار
ہر اک دکان مین چراغون کی ہو رہی ہے بہا
سبھون کو فکر ہے اب جا بجا دوالی کا

مٹھائیون کی دکانین لگا کے حلوائی
پکارتے ہین کہ لالہ دوالی ہے آ
بتاسے لے کوئی برفی کسی نے تلوائی
کھلونے والون کی اِن سے زیادہ بن آ
گویا اُنھون کے وان راج آگیا دوالی کا

صرف حرام کی کوڑیکا جنکا ہے بیوپار
اُنھون نے کھایا ہے اسد نکے واسطے ہی
کہے ہے ہنس کے قرضخواہ سے ہر اک اکبار
دوالی آئی ہے سب دے دلائینگے ای یا
خدا کے فضل سے ہے آسرا دوالی کا

مکان لیپ کے ٹھلیا جو کوری رکھوائی
جلا چراغ کو کوڑی وہ جلد جھنکا
اصل جواری تھے اُنمین تو جان سی آئی
خوشی سے کود اچھل کر پکارے او بھا
شگون پہلے کرو تم ذرا دیوالی کا

شگن کی بازی لگی پہلے یار گنڈے کی
پھر اُس سے بڑھکے لگی تین چار گنڈے
پھری جو ایسی طرح بار بار گنڈے کی
تو آگے لگنے لگی پھر ہزار گنڈے
کمال نرخ ہے پھر تو لگا دوالی کا

پھر تو یہ ٹھیکا آگر اِن کشتیون کا کوڑا　　چھوٹا کسی کا ہاتھی بھاگا کسی کا گھوڑا

سو سو طرح کی دھومین اک دم مین کر دکھائین
اس ڈھب سے ہمنے یارو کل بلبلین لڑائین

اک کنکری جو ماری پڑھ ہمنے پرفسون کی　　کشتی مین گٹھری بندھگئی اُن چارون بلبلونکی
...ینکے جنجین انکی لڑتی تھین غرغون کی　　سب بولے واہ حضرت اچھی یہ پڑھکے پھونکی

سو سو طرح کی دھومین اکدم مین کر دکھائین
اس ڈھب سے ہمنے یارو کل بلبلین لڑائین

سن سن وہ جنجین انکی چڑیان چچو بچین آئین　　کوے پکارے غان غان چیلین بھی چلچلائین
ماروتبیر بدیا چمگادڑین بھی آئین　　مرغون نے ککڑون کو نکی کلکلیان بھڑ پھڑائین

سو سو طرح کی دھومین اکدم مین کر دکھائین
اس ڈھب سے ہمنے یارو کل بلبلین لڑائین

...لائے مور سارس اور پھڑ پھڑائے گھگو　　گدھ اور چند دہاڑے اور پھڑ پھڑائے الو
...تے بھی بھونکے بھوں بھوں گیدڑ پکارے ہوہو　　بھڑوے گدھے بھی رینکے کر اپنی ڈھینچو ڈھینچو

سو سو طرح کی دھومین اِکدم مین کر دکھائین
اس ڈھب سے ہمنے یارو کل بلبلین لڑائین

...ب چلے وہان سے ہم بلبلونکا لشکر　　سب لوگ ہنسکے بولے اُسدم دعائین دیکر
...ب ہین میان نظیر اب تم ہو بڑے قلندر　　یہ کھیل آگرے مین اب ختم ہے تمھین پر

سو سو طرح کی دھومین اک دم مین کر دکھائین
اس ڈھب سے ہمنے یارو کل بلبلین لڑائین

پھر عمر بھر اُسکے ہو غم و درد سے نالان
کیا ضد ہے موے پر بھی اُسے دیکھیے یاران
آخر کو ہوا ہاتھ سے اُس شوخ کے بیجان
آتا ہے مری گور پہ ہمراہ رقیبان
یعنی اسے تربت مین بھی آرام نہووے

پردہ جو ترے غم کا اگر دل سے اٹھاؤن
نالہ وہ کرون کوہ بھی جاگہ سے ہلاؤن
اک آہ مین سو برق کے سینے کو جلاؤن
گر صبح کو چاک اپنے گریبان کا دکھاؤن
اے زندہ دلان حشر تلک شام نہووے

اپنا تو نظیر ایک ستمگر ہے پریرو
سو اُسکو بھی دل دیکے کیا ہمنے بہ یک سو
پائی بھی صبانے بھی نہ اُس گل کی کبھی بو
جی دیتا ہے بوسہ کے توقع پہ نغان تو
ٹک دیکھیو سودا یہ ترا خام نہووے

بلبلون کی لڑائی کے بیان مین

کل بلبلین جو نو دس قابو مین اپنے آئین
یہ شور سنکے خلقت دوڑ آئی دائین بائین
اُسمین سے دو پکڑ کر کشتی مین دھر بھرائین
کوئی بولا واہ حضرت کوئی بولا واہ سائین
سو سو طرح کی دھومین اکدم مین کر دکھائین
اِس ڈھب سے ہمنے یارو کل بلبلین لڑائین

دو مین تو دونون کٹ کٹ لڑتی تھین کرکے گڑا
خلقت یہ آکے ٹوٹی چھوڑ اپنا اپنا اڈا
جب تیسری کو چھوڑا اُمپہ تو ہوا اکڑا
گڑ کی کسیکی بھیلی ٹوٹا کسی کا ہڈا
سو سو طرح کی دھومین اکدم مین کر دکھائین
اِس ڈھب سے ہمنے یارو کل بلبلین لڑائین

تھین تین کشتی مین چوتھی کو اُسمین چھوڑا
اُسنے تو خم بجا کر تینون کو دھر جھنجھوڑا

بیجرم و خطا یار نگر چشم نمائی تیوری کو چڑھا کر
اور سرزنش بیجا سے نگر صاف لڑائی ٹھہرائی بنا کر
اِس جور کی کب تاب ہمیں ہوئی عہدہ بر آئی اتنی جفا کر

کرتا ہون ترے ہجر مین اے شوخ پریزاد مین نالۂ و فریاد
دیتا نہیں خاطر سے تری ہی ستم ایجاد جب کوئی مری داد
پھر ہار کے دیتا ہون تیری ہی دہائی ہاتھون کو اُٹھا کر

دل تڑپے ہی ہے بسمل کیطرح سینہ میں جی مشتاق اجل ہون
آنکھون میں دم آیا ہی نہیں مرنے مین باقی چھن یا کوئی پل ہون
لائی مجھے ظالم تری سدرہ جدائی نے ہاتھو ملا کر

سدہ ہی لگ گئی بالی کی جھمک صبر گیا بھول اور عقل کو بندے
بالی کی گئی جھوک لگا سینہ مین اک ہول دل لٹکنے جھمکے
اور جی کے تئین لیگئی زنجیر طلائی زنجیر پنہا کر

آنچل کی کھچاوٹ نے کیا دل یہ پہ طوفان جو ہوش اُڑا یا
مسّی کی دھڑی نے وہ کیا ظلم نمایان جو غش پہ غش آیا
ہاتھون نے بھی اک آگ سی سینے مین لگائی مہندیکو دکھا کر

کیا اُسکی نظیر اب مین کرون تن کی لطافت میلا ہو نگہ سے
اور اسکے سوا اور یہ نرمی و نزاکت ٹک ناز و ادا سے
اک پھول اُٹھاوے تو مڑ جاوے کلائی بل سیکڑون کھا کر

خمسہ بر غزل فغان

دل دیتا ہون یار و مجھے الزام نہو وے
اس کام کا آخر کو بد انجام نہو وے
یہ عشق مرا گوش زد عام نہو وے
ڈرتا ہون محبت مین مرا نام نہو وے
دنیا مین الٰہی کوئی بد نام نہو وے

گر یار مرے قتل کو آیا ہے ترا دل
بہتر ہے مین حاضر ہون و لے کچھ نہیں مشکل
گر یون ہی ارادہ ہے تو مت چھوڑ تو بسمل
شمشیر کوئی تیز سی لا نا مرے قاتل
ایسی نہ لگانا کہ مرا کام نہو وے

بچون کے آنے آنیکی جب غل ہوے کڑوڑ
جب لاکے اُسکے سامنے بچّے دیے وہ چھوڑ
وہ شیرنی بھی تکنے لگی اپنے منھ کو موڑ
یون خوش ہو چاٹنے لگی لفت سے وہ جھنجھوڑ
انسان جیسے کرتا ہی بچون کو اپنے پیار

بچے بھی دوڑ مان کے گلے سے لپٹ گئے
چھاتی پہ لوٹ لوٹ کے جادو دہ ہیں لگے
یون جیسے کوئی دور کا بچھڑا ہوا ملے
اُس شیرنی کے جیسے کلیجے مین داغ تھے
ویسے ہی اُسکے منہ پہ خوشی کی ہوئی بہار

جب اُسنے بچے پائے تو ہو کر وہ شادمان
روضے کے سات بار تصدق ہوئی وہان
بچون سمیت اُٹھکے وہ حیوان بے زبان
پھر آستانہ چوم ہوئی وان سے وہ روان
جا پہونچی اپنے دشت مین خوش ہو کے ایک بار

شیر خدا کے عدل کی یہ دیکھ رسم و راہ
انصاف ایسا چاہیے ای شاہ دین پناہ
خلقت تمام وانکی پکاری یہ واہ واہ
حامی و منصف اور نہین کوئی تم سا شاہ
ہی ختم تمپہ عدل و حمایت کا کاروبار

حیوان تمھارے لطف سے جب ہوتے ہو وین شاد
جیسے تمھارے در سے ملی شیرنی کو داد
انسان پھر پکارنے پھرین کیونکہ نامراد
احسان ایسے ایسے بہت اے کرم نہاد
ہینگے تمھارے صفحۂ عالم مین یادگار

اے شاہ یہ نظیر تمھارا غلام ہی
عاصی ہی پُر گناہ ہی اور ناتمام ہی
رکھتا سوا تمھارے کسی سے نہ کام ہی
دن رات اُسکا آپ سے اب یہ کلام ہی
رکھ لیجو میری آبرو یا شیر کردگار

مستزاد مثلث

کل اسکا بھید ہو ویگا تم سب پہ آشکار

...یاں تو شریف کو یہ عنایت ہوا جواب
واں جا پلنگ الٹ دیا اسکا بہیں خواب
...رمایا وہ جو شیر کے بچے ہیں دل کباب
بھجوادے انکو شہر نجف مین تو کل شتاب

ورنہ تو اس گنہ سے بہت ہوگا شرمسار

...ن انکی انکے واسطے آنسو بہاتی ہی
اور تین دن ہوے ہین نہ پیتی نہ کھاتی ہی
...ریادی ہوکے روتی ہی اور غل مچاتی ہی
غش ہو ہمارے روضہ مین جی کو کھپاتی ہی

جلدی سے انکو بھیجدے کر اونٹ پر سوار

...ہ تھرتھرا کے کانپ اٹھا ہو کے عذر خواہ
جانا یہ اسنے یہ ہین شہنشاہِ دین پناہ
...لا نجف تو پندرہ دن کی ہی یان سے راہ
بھجوادون کسطرح سے انھین کل مین پُر گناہ

اتنا تو اس غلام مین کب ہیگا اختیار

...ب حکم یہ ہوا اسے جسوقت ہو سحر
جلدی سے دونون بچونکو رکھوا کے اونٹ پر
...بجوادے اپنے شہر کی آبادی سے اُدھر
جب پہونچینگے یہ شہر کے دروازے کے اوپر

واں پیدا ہوگا غیب سے اک ناقہ سوار

ہوتے ہی صبح اسنے منگا کر وہ دو بچے
رکھوا کے ایک اونٹ پہ جلدی رواں کیے
...ب لوگ آسئے شہر کے دروازے کے کنے
کیا دیکھین ایک شخص کو واں آدھی رات سے

ہی منتظر وہ اونٹ کی پکڑے ہوسے مہار

...پاتے ہی دونون بچے انھونکے اسے دیے
با احتیاط سونپ کے پھر شہر کو پھرے
...وہ ان بچون کو لے کے چلا اس شتاب سے
آپہونچا اس مکان مین اکمہر دن چڑھے

اک بار اسکا شہر نجف مین ہوا گذار

اور کچھ زبان سے اپنی سنانی تھی بغبغا
نکلے تھی آغا آغا کی منھ اسکے سے صدا
کہ آقا آقا ورد سے روتی تھی زار زار

فریادی نبکے ساقیِ کوثر کے سامنے
یون دیکھتی تھی روضۂ انور کے سامنے
محتاج نبکے صاحب قنبر کے سامنے
مظلوم جیسے آن کے داور کے سامنے
کرتا ہی اُسکے حکم کا رہ رہ کے انتظار

لوگون کے دل سے جب تو ہوا خوف اِسکا کم
ہر آن اپنے سر کو ٹپک کر کے چشم نم
سب اِسکے پاس آن کے دیکھیں تھے اسکا غم
بچونکو اِسطرح وہ اُٹھاتی تھی دمبدم
فریادی داد مانگے ہی جون ہاتھ کو پسار

فریاد وہ تو مانگے تھی آقا سے جھوم جھوم
اِس بات سے تمام نجف مین پڑی یہ دھوم
یعنی فلک نے مجھکو دکھایا یہ روز شوم
گرد اُسکے مرد و زن کا ہوا آن کے ہجوم
حیرت مین تھے تمام چہ نادان چہ ہوشیار

کوئی پانی اُسکے واسطے کوئی کھانا لاتا تھا
بچونکا داغ ہوش سب اُسکے اُڑاتا تھا
لیکن اُسے تو رونے سوا کچھ نہ بھاتا تھا
جو اُسکو دیکھتا تھا اُسے رونا آتا تھا
ایسی طرح سے سر کو پٹکتی تھی بار بار

جب تین دن وہ شیرنی بھوکی پڑی رہی
جسطرح وان قدیم سے کہنے کی راہ تھی
ناچار اُن شریفون نے دیکھ اُسکی بیکلی
اس طرح سے جناب مقدس مین عرض کی
با سینۂ الم کش و با چشم اشکبار

آئی ندا یہ شیرنی دیتی دہائی ہے
بچون نے اسکے قید کی آفت جو پائی ہے
اِک شخص کے یہ ظلم و ستم کی ستائی ہے
سو اب ہمارے روضہ پہ فریادی آئی ہے

جب آئے شیر و شیرنی با حالتِ تباہ — اور دونون بچے گھر مین نہ آئے انھین نگاہ
وہ شیر کھا کے غش گرا اکبار کر کے آہ — اور شیرنی نے لی نجف اشرف کی وہین راہ
سر پیٹتی چلی وہ بیابان سے سوگوار

القصہ کتنے روز مین وہ شیرنی غریب — بھوکی پیاسی پھیرتی ہونٹو نپہ خشک جیب
شوہر سے چھوٹی اور ہوئی بچو نسے بے نصیب — آ پہونچی یک بیک نجف اشرف کے عنقریب
بچون سے اپنے سر پہ اُڑاتی ہوئی غبار

بازار مین نجف کے جب آئی وہ نیمجان — ہر اک دکان سے وانکی اُٹھا شور اور فغان
کوئی پکارا دوڑیو کوئی پکارا ہان — ہیبت سے اُسکی چھپنے لگے پیر اور جوان
چارون طرف سے دھوم مچی آ کے ایکبار

وہ تو کسی طرف کو نہ گھر کی بتاتی تھی — نے منھ کو موڑتی تھی نہ پنجہ اُٹھاتی تھی
آنکھون سے اُس ہجوم مین آنسو بہاتی تھی — شاہِ نجف کے روضہ پہ فریادی جاتی تھی
لوگ اُسپر اپنے خوف سے کہتے تھے مار مار

جسدم وہ پہونچی حیدر صفدر کے در تلک — دربان اُسکے خوف سے گھس گئے سرک
داخل ہوئی وہ روضۂ انور مین یکبیک — رونے لگی وہ سامنے سر کو ٹپک ٹپک
آنسو کی دونون آنکھون سے بہنے لگین قطار

آنکھون سے اُسکے آنسو کی ندی جو بہتی تھی — بچونکا داغ اپنے کلیجے پہ سہتی تھی
کچھ مُنھ سے شور کرتی تھی کچھ دیکھ رہتی تھی — گویا وہ شہ سے اپنی زبان مین یہ کہتی تھی
بچے مرے دلائیے یا شیر کردگار

روتی تھی یون وہ شیرنی آنسو بہا بہا — مظلوم جیسے روے ہے عادل کے پاس آ

اِدھر دل مجھسے کہتا ہے کہ تو چل یار کے ڈیرے
اِدھر تن مجھکو کہتا ہے کہ تو مت مجھکو دکھ دیرے
جو کہنا دل کا کرتا ہون تو رہتا ہے وہ گھر گھیرے
دگر تن کی سُنون تو اور دکھ پڑتے ہین بہتیرے
نہ دل مانے نہ تن مانے ہر اک اپنی طرف پھیرے
کرون کیا مین نظیر ایسی جو مشکل آن کر گھیرے
دلم دلدار می جوید تنم آرام می خواہد
عجائب کشمکش دارم کہ جانم مفت میکاہد

دل چاہے دلدار کو اور تن چاہے آرام
دُبدا مین دونون گئے نہ مایا ملی نہ رام

معجزہ حضرت علی علیہ السلام

سُنئے ہوا ے علی کے محبان دوستدار
اِک معجزہ مین کہتا ہون اُس شہ کا آشکار
ہے تازہ واردات یہ از نقل روزگار
تھا کوئی شخص دولت و حشمت مین نامدار
اک روز وہ گیا تھا کہین کھیلنے شکار

جس دشت مین شکار کو گذرا تھا وہ غنی
وان ایک شیر رہتا تھا اور اُسکی شیرنی
تھا ایک چشمہ پانی کا اور سبز تھی بنی
اور بچے اُس بنی مین تھی وہ شیرنی جنی
دس بیس روز کے تھے ابھی طفل شیرخوار

بچون کو اپنی چھاتی پہ رکھے وہ بے زبان
دونون کو میٹھی دودھ پلاتی تھی شادمان
بندوق کی جو آئی صدا اس مین ناگمان
نر مادہ دونون بھاگ گئے ہو کے نیمجان
بچے اکیلے رہ گئے جنگل مین بے قرار

القصہ جب شکار سے فارغ ہوا وہ شاہ
ناگاہ دونون بچو نپر اُسکی پڑی نگاہ
رکھوا کے اُنکو اونٹ پہ جلدی سے خواہ مخواہ
لی اُس شکارگاہ سے پھر اپنے گھر کی راہ
محلون مین اپنے آن کے اُسنے لیا قرار

آہ وئی کیسی بھئی ان چاہت کے سنگ
دیپک کے بھاوین نہین جل جل مرین پتنگ

بھی ہو کر گریبان چاک صحرا کو نکلتا ہون
بھی ہے آگ دل مین شمع سان جلکر پگھلتا ہون
ین دیکھکر شعلہ بھڑکتے ہاتھ ملتا ہون
تاب آتش دوری کہ میسوزد دل وجان را

کبھی گھبرا کے پھر گھر کی طرف ناچار چلتا ہون
دھوان اُٹھتا ہے آہونکا برنگ موم گلتا ہون
بھبھوکے تن سے اُٹھتے ہین ستی کیطرح جلتا ہون
نمودہ نبض من پُر آبلہ دست طبیبان را

برہ کی آگ تن مین لگی جرن لگے سب گات
ناری چھووت بید کے پڑے پھپھولا ہات

غضب ہے ایک تو مجھے نہ دل ورجی بھی گھبرائے
نہ ہو دل کیونکہ ٹکڑے اور نہ جان کسطور گھبرائے
لگی جو آگ دل مین پھر وہ بجھنے کسطرح پاوے
چو در دل آتش دوری فتد اورا کہ بنشاند

تس اوپر ہر گھڑی اُس دلربا کی شکل یاد آوے
در و دیوار سے کیونکر نہ کوئی سر کو ٹکراوے
مگر جسنے لگائی ہو وہی آکر بجھا جاوے
مگر آنکس کہ آتش زد ہمان آبی بر افشاند

ہروی اندر ردن لگی دھوان نہ پرگھٹ ہوے
جا تن لاگے سو لکھے یا جن لائے ہوے

کہانتک کھائیے غم اتنا غم کھایا نہین جاتا
قدم رکھتا ہون جسجا وانسے سرکایا نہین جاتا
پڑا ہون دشت مین رستا کہین پایا نہین جاتا
مکان یار دور از من نہ پروازم نہ پائے دل

دل بیتاب کو باتون سے بہلایا نہین جاتا
یہ پتھر ہاتھ سے تل بھر بھی کسایا نہین جاتا
جو چاہون بھاگ جاؤن بھاگ بھی جایا نہین جاتا
عجب در مشکل افتادم چسان طے سازم این منزل

نا میرے پنکھ نہ پانون بل مین اتنگھ پیا دور
اُڑ نہ سکون گر گر پڑون رہون بسور بسور

نظیر تمنے جو حاصل یہ شادمانی کی
یہی بہار ہی بستانِ زندگانی کی

ترکیب بند ثانی فارسی ہندی

مجھے اے دوست تیرا ہجر اب ایسا ستاتا ہی
کہ دشمن بھی مرے احوال پر آنسو بہاتا ہی
یہ بیتابی یہ بیخوابی یہ بےچینی دکھاتا ہی
نہ دل لگتا ہی گھر مین اور نہ صحرا مجھکو بھاتا ہی
اگر کچھ منھہ سے بولون تو مزا الفت کا جاتا ہی
وگر چپکا ہی رہتا ہون کلیجہ منھہ کو آتا ہی
مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد
وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد

کوک کردن تو جگ منسے اور چپکے لاگے گھاؤ
ایسے کٹھن سنیہہ کا کس بدہ کرون اپاؤ

تھا معلوم الفت مین کہ غم کھانا بھی ہوتا ہی
جگر کی بیکلی اور دل کا گھبرانا بھی ہوتا ہی
سسکنا آہ کرنا اشک بھر لانا بھی ہوتا ہی
تڑپنا لوٹنا بیتاب ہو جانا بھی ہوتا ہی
کیے پر اپنے پھر آپی ہی دکھ پانا بھی ہوتا ہی
کف افسوس کو مل مل کے پچتانا بھی ہوتا ہی
اگر دانستم از روزِ ازل داغِ جدائی را
نمے کردم بدل روشن چراغِ آشنائی را

جو مین ایسا جانتی کہ پیت کیے دکھ ہوے
نگر ڈھنڈورا پھیرتی کہ پیت نکیجو کوے

سحر سے شام تک صحرا مین پھرتا دل کو مین ہارے
لگا کر شام سے تا صبح گنتا رات کے تارے
لبونپر آہ دلمین داغ جون آتش کے انگارے
جسے دل چاہتا ہی اسکو کچھ پروا نہین بارے
مرض اسکی ہی یہ مرضی ہی تو جیتے ہین بیچارے
مگر اسکے تصور مین یہی کہتے ہین اے پیارے
زحالِ من کہ خونم بے رخت داری خبر یا نہ
دلِ من سوخت آیا در دلت باشد اثر یا نہ

ہمارے دلمیں جو فرقت کی بیقراری تھی
تو اُسکے ہاتھ سے صورت عجب ہماری تھی

بھی خیال رُخ و زلف کا سحر تا شام
کبھی تصورِ مژگان سے دلفگاری تھی

نہ دل لگے تھا کسی شغل سے کوئی ساعت
نہ جان کو جز الم ہجر ہمکناری تھی

یہ اضطراب تھا ہر دم کہ رہتی بیتابی
ہمارے حال پہ سیماب کی بھی زاری تھی

دا کے فضل سے پھر اسمین خیر و خوبی سے
وہ دن بھی آیا کہ جسکی اُمیدواری تھی

جو دیکھی پھر کے نظر گلعذار کی صورت
تو ہر طرف نظر آئی بہار کی صورت

یان جو سامنے آکر وہ گلعذار رہا
تو عالم عیش کا پھر ایک سے ہزار ہوا

نہ کو حسن نے اُس گل کے تازگی بخشی
خوشی قریب ہوئی دور انتظار ہوا

ادا جو ہجر مین ہم سے قرار رہتا تھا
ہمارے دل سے وہ پھر آنکر دوچار ہوا

لی دلکو ہوئی اُس صنم کے ملنے سے
رخ اُسکا دیکھتے ہی رفع اضطرار ہوا

لب تھی دلکے تئین جسکی ایک مدت سے
ہزار شکر وہی عیش آشکار ہوا

نشاط و عیش کو خاطر سے ہمقرینی ہے
نیاز و ناز ہے اور لطف ہمنشینی ہے

م اپنے دلکی خوشی کا بیان کرین کیا کیا
کہ ایک لحظہ یہ ٹھہرا ہے عیش کا نقشا

بھی ہین دیکھتے رخسار یار کو ہنس ہنس
کبھی خوشی سے ہین چھو لیتے اُسکی زلف دوتا

بھی ہین یار کے چشم و نگاہ سے جیتے
خوشی سے عیش کے بھر بھر کے ساغر صہبا

ی ہین اُسکے تکلم سے دلکو خوش کرتے
کبھی ہین اُسکے تبسم پہ جی سے ہوتے فدا

دیکھتا ہے ہمین اسطرح کی عشرت مین
تو یہ سخن وہ رہ منصفی سے ہے کہتا

غفلت کی یہ جا گہ نہین یان صاحبِ ادراک رہ — دلشاد رکھ دلشاد رہ غمناک رکھ غمناک رہ

ہر حال مین تو بھی **نظیر** اب ہر قدم کی خاک رہ — یہ وہ مکان ہے او میان یان پاک و بیباک رہ

کلجگ نہین کرجگ ہے یہ یان دنکو دے اور رات لے

کیا خوب سودا نقد ہے اس ہات دے اُس ہات لے

ترکیب بند

اِدھر کو جس گھڑی اے ہمنشین وہ یار آیا — ہمارے دل سے گئی بیکلی قرار آیا

اسے جو مہر سے ہے ذرہ پروری منظور — تو پھر اِدھر کو جھمکتا وہ مہروار آیا

مزاج اُسکا جو عاشق نواز ہے ہردم — تو راہِ لطف پہ پھر وہ کرم شعار آیا

کسی نے دوڑ کے ہمسے کہا مبارک باد — تمھارے پاس ہی وہ نازنین نگار آیا

کسی نے گل کی طرح ہنسکے یون کہا آکر — بھلا ہوا کہ تمھارا ابھی گلعذار آیا

خوشی یہ بولی تمھاری مین گرد خاطر ہون

اِدھر سے عیش پکارا کہ مین بھی حاضر ہون

گیا ملال ہوے شاد ہم زمانے سے — ہوا ملاپ چھٹے ہجر کے ستانے سے

نشاط جی کو ہوئی ہر طرف کے ملنے سے — سرور دلکو ہوا ہنسنے اور ہنسانے سے

ہوئی نمود وہ ساعت بھی انبساط بھری — کہ جسمین شاد ہوے ہم بھی دل لگانے سے

ہر اک طرف سے ہوئی سو طرح کی خوشوقتی — نوید مین آئیان عشرت کے کارخانے سے

سماتے پھولے نہین پیرہن مین اب ہم گز — ہم ایسے شاد ہین اُس گلبدن کے آنے سے

جہان مین جسکو ملاقات یار کہتے ہین

عجب بہار ہے اُسکو بہار کہتے ہین

جو چاہے پھل اسکو گھڑی سب جنس یاں تیار ہے
دنیا نہ جان اسکو میاں دریا کی یہ منجدھار ہے
آرام میں آرام ہے آزار میں آزار ہے
اوروں کا بیڑا پار کر تیرا بھی بیڑا پار ہے

کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دنکو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اِس ہات دے اُس ہات لے

تو اور کی تعریف کر تجھکو ثنا خوانی ملے
تو اور کو مہمان کر تجھکو بھی مہمانی ملے
گر مشکل آسان اور کی تجھکو بھی آسانی ملے
روٹی کھلا روٹی ملے پانی پلا پانی ملے

کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دنکو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اِس ہات دے اُس ہات لے

کرجگ جو کچھ کرنا ہو یاں سیدم تو کوئی آن ہے
تہمت میں یاں تہمت لگے طوفان میں طوفان ہے
نقصان میں نقصان ہے احسان میں احسان ہے
رحمان کو رحمان ہے شیطان کو شیطان ہے

کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اِس ہات دے اُس ہات لے

یاں زہر دے تو زہر لے شکر میں شکر دیکھ لے
موتی جو دے موتی ملیں پتھر میں پتھر دیکھ لے
نیکوں کو نیکی کا مزا موذی کو ٹکر دیکھ لے
گر تجھکو یہ باور نہیں تو تو بھی کر کر دیکھ لے

کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اِس ہات دے اُس ہات لے

اپنے نفع کے واسطے مت اور کا نقصان کر
کھانا جو تو کھا دیکھکر پانی پیے تو چھان کر
تیرا بھی نقصان ہوویگا اس بات پر تو دھیان کر
یاں پانوں کو رکھ پھونک کر اور خوف سے گذران کر

کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اِس ہات دے اُس ہات لے

میوہ کھلا میوہ ملے پھل پھول دے پھل پات لے　　　آرام دے آرام لے دکھ درد دے آفات لے

کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہات دے اس ہات لے

کانٹا کسی کے مت لگا گر مثل گل پھولا ہے تو　　　وہ تیرے حق میں تیر ہے کس بات پر پھولا ہے تو
مت آگ میں ڈال اور کو پھر گھانس کا پولا ہے تو　　　سن رکھ یہ نکتہ بے خبر کس بات پر بھولا ہے تو

کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دے اس ہات لے

شوخی شرارت مکر و فن سب کا بسیکھا ہے یہاں　　　جو جو دکھایا اور کو وہ آپ دیکھا ہے یہاں
کھوٹی کھری جو کچھ کہ ہے اسکا پرکھا ہے یہاں　　　ہر پھیرا تلتا ہے وں تل تل کا لیکھا ہے یہاں

کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دنکو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہات دے اس ہات لے

جو اور کی بستی رکھے اسکا بھی بستا ہے پرا　　　جو اور کے مارے چھری اسکے بھی لگتا ہے چھرا
جو اور کی توڑے گھڑی اسکا بھی ٹوٹے ہے گھڑا　　　جو اور کی چیتے بدی اسکا بھی ہوتا ہے برا

کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہات دے اس ہات لے

جو اور کو پھل دیویگا وہ بھی سدا پھل پاویگا　　　گیہوں سے گیہوں جو سے جو چانول سے چانول پاویگا
جو آج دیویگا یہاں ویسا وہ واں کل پاویگا　　　کل دیویگا کل پاویگا کل پاویگا کل پاویگا

کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دے اس ہات لے

چشم حیرت زدہ کو کفش کے نعلوں سے ملون — اُسکے دامن سے لگون پانون پڑون ساتھ چلون

خاک ہون تو بھی مرے جی مین ہین ارمان کئی

ہان کہنا مرا اے شوخ ہٹیلے چنچل — گو کہ اب بلبل و قمری ہین پڑی ہین بیکل

منہ دکھانے مین غریبون کے بس اتنا نہ مچل — آخر آیا ہی تو گلشن مین بھی ٹک آ تو چل

یان بھی رہتے ہین ترے چاک گریبان کئی

یان کھانا ہی ترا قتل کا عالم کے نشان — اور خوبان کی طرح اپنے تو ہنسنے کو نہ جان

دیکھ کہتا ہون ستمگر مری اس عرض کو مان — پان کھا کھا نہ ہنس اس درجہ تو اے دشمن جان

ابھی بھر جائینگے خون مین لب و دندان کئی

جب سے اُس شوخ کی ابرو نے کیا تیغ کو مات — بے گناہون کے سر اوپر ہے نہایت آفات

اب کہون کیا مین بھلا اُس ستم و ظلم کی بات — نظر آتے ہین مجھے اُسکی گلی مین دن رات

ٹکڑے ٹکڑے کئی بسمل کئی بیجان کئی

یہ مری جا ہی کہ اسجا مین تو بن ٹھن کے آ — اور جو آوے تو رقیبون کے تئین ساتھ نہ لا

آہ جاگینگے تو پھر حشر کرین گے برپا — جا نکر گور غریبان مین قیامت نہ مچا

ابھی سوئے ہین ترے بے سر و سامان کئی

جب سے اُس خسرو خوبان نے کیا تجھکو اسیر — جی بھی ہی شاد مرا دل بھی ہی سو عیش پذیر

کیونکہ اس خاک مین بستی کو نہ سمجھون مین سریر — بادشہ کو نہ لکھا رقعہ کبھی جسنے نظیر

اُس شہ حسن کے آئے مجھے فرمان کئی

کلجگ کے بیان مین

دنیا عجب بازار ہی کچھ جنس یانکی ساتھ لے — نیکی کا بدلا نیک ہی بد سے بدی کی بات لے

یار تو نے جو ستم مجھپہ کیے ہین اکثر
شعلے اُٹھتے ہین مرے دل مین چھپاؤن کیونکر
کس طرح اُنکو نہ لاؤن مین زبان کے اوپر
اے ستمگر تو کر اس بیت پہ وحشی کی نظر

شرح این آتش جانسوز نگفتن تا کے
سوختم سوختم این سوز نہفتن تا کے

دیکھ اے شوخ مجھے ہر گھڑی اتنا نہ ستا
ہی خبر شرط مرے دلکو نہین تاب ذرا
عاجز آیا ہون تری دیکھ یہ ہر دم کی جفا
اس سے یہ شعر نظیر آگے ترے ہون پڑھتا

بعد ازین بر من دل خستہ چو بیداد کنی
من کنم ترک محبت تو بسے یاد کنی

خمسہ بر غزل خود

یون تو اکثر اِدھر آجاتے ہین انجان کئی
پر کہون کیا کہ بنا خس کے ہی سامان کئی
خاک ہوجاتے ہین ان سے پر گریبان کئی
دیر سے آج جو نکلے بت ذیشان کئی

لیگئے صبر گئی دل گئی ایمان گئی

اپنے ہم چشم تو یان خون کیے ہین رو رو
ایک چشمہ تو مرے رونیکا یہ ہی سن لو
مین بھی لایا ہون پر اس کام کو اب حد کو
اتنا رو دیا ہون کہ اب لخت جگر کے یارو

ڈھیر ہین چشم سے لے تا سر دامان گئی

آہ جو جو گئے تھے حسرت دیدار مین مر
آخرش ہو کے پریشان ہمہ تن چشم و نظر
سب تڑپتے تھے وہ بیتاب زمین کے اندر
اب تو ٹک منہ کو دکھایا کہ نرگس بنکر

نکلے ہین خاک چمن سے ترے حیران کئی

آوے گر باد صبا اُسکے گلے سے نکلوان
سو تمنا سے مین نقش قدم آغوش مین لون

اُسکی تمثیل ہین اُسگھڑی آئی ہی یاد
اِس سخن سے کہ جو سعدی نے کیا ہی ارشاد

خوبرویان جفا پیشہ وفا نیز کنند
با کسان درد فروشند و دوا نیز کنند

ہم کہاتے ہین طلبگار ترے دل سے آہ
اسقدر تجھکو مناسب نہین اے حسن پناہ
اور تو کرتا ہی ستم ہمپہ نہایت جانکاہ
چاہیے یون کہ کرا اس مطلع حافظ پہ نگاہ

خستگان را چو طلب باشد و قوت نبود
گر تو بیداد کنی شرط مروت نبود

کب کہا ہمنے کہ تو ہمپہ کر اب لطف و کرم
بے گنہ ہمپہ جو کرتا ہی تو ہر لحظہ ستم
کچھ جہت ہو تو نہین تیری جفائین بہم
اسلیئے پڑھتے ہین اِس مطلع صائب کو ہم

ہر دم آزردگی غیر سبب را چہ علاج
بگذشتیم ز لطف تو غضب را چہ علاج

تونے جو جو ستم اب مجھپہ کیئے ہین ایجان
دیکھتا کب تک مین اُنھین خاطر غمگین مین نہان
اُنکو کرتا ہون نہین آگے ترے اسوقت بیان
اس سبب شعر نظیری پہ نظر کر کے میان

پردہ بر داشتہ ام از غم پنہانے چند
بہ زبان میرود امروز گریبانے چند

خستہ و خوار ترے ہاتھ سے ہو کر اب مین
دلکو تجھ بت کی محبت مین ڈبو کر اب مین
گوہر اشک کو پلکون مین پرو کر اب مین
بیت یہ آصفی کو پڑھتا ہون رو کر اب مین

سازد آباد خدا با دل ویرانے را
یا دہ مہر بتان ہیچ مسلمانے را

بھی یاں اک پری رو کر گیا ہے مجھکو دیوانہ
مرا دل ہو گیا اُس شمع رو کو دیکھ پروانہ

یا اُسکی آنکھوں نے مجھے اِس مے کا پیمانہ
نگہ نے کر دیا اُسکی مجھے اِک پل مین مستانہ

یان الکرم تو مین اپنا سناؤن اُسکو افسانہ
مکان اُسکا تجھے اے یار کچھ معلوم ہے یا نہ

ردانی چنان کن لطف تا بینم مکانش را
نہم سر بر درش در شوق بوسم آستانش را

ینہ کرے کا ہارہے ہون تو رے بلہار
مارت ہے موہے برہ دکھ ییلے اوار پار

سنکر تھا وہ کہتا مین تجھے اُسکا پتا دیتا
نہیں مین ساتھ جا کر تجھکو اُسکا گھر بتا دیتا

بی لیجا کے تجھکو اُسکی ڈیوڑھی پر بٹھا دیتا
جو اُنکے بیٹھنے کے طور ہین وہ سب جتا دیتا

ب سے جا کے اُسکے حلقۂ در کو ہلا دیتا
نکلتا جب تو خوبی سے تجھے اُس سے ملا دیتا

لیکن آن بتِ سرکش ز عاشق عار میدارد
رسیدن تا درش آسان نباشد کار میدارد

پلک کٹاری مارکے ہردے رکت بہاے
کہہ کے آسا مرت جو واکے دوارے جاے

باتین کہہ کے تھا میر بہت وہ دلکو بہلاتا
جو اُلفت مین جتاتے ہین وہی تھا مجھکو بتلاتا

مجھکو بغیر از دیکھنے کے کچھ نہ تھا بھاتا
کبھی تھا آہ کرتا اور کبھی تھا اشک بھر لاتا

رد تا مین تو مجھکو اِس طرح آکر وہ سمجھاتا
ترا دلبر ہو وہ تو دیکھنے کو کیون نہین جاتا

نیم آخر شرا و رازہ من تا کہ نہان باشد
اسیران محبت را کجا پرواے جان باشد

یہ نگر کی ریت ہے تن من دے ہو کھوے
بہ میٹھ ڈگر جب پگ رکھا ہو نی ہوے سو ہوے

تھا یہ بات سنتا جب مرا منھ دیکھ رہتا تھا
جو چلتا تھا وہ اپنی طرف کو یہ بات کہتا تھا

تضمین فارسی و ہندی و اُردو

نظر آیا مجھے اک شوخ ایسا نازنین چنچل
کہ جسکی دیکھکر سج دھج مرا دل ہو گیا بیکل
ادا بھی چلبلی اور آن مین بھی کچھ عجب چھلبل
فسونگر انکھڑیاں ظالم کی ور چھب پر لگا کاجل
کبھی نظرین لڑائے اور کبھی بکھڑے تنے آنچل
پڑا در کان مین جھلکے گلے مین سج رہی ہیکل
نگارے گلعذارے نوبہارے ناز پرائے
دلارائے پری شکلے بتے شوخے دلآرائے

دیہہ ہمن تین اوبرے مکھ مین نیا چند لجائے
بھوئین دھنکین تان کین کملن تان چلائے

مجھے اُس شوخ چنچل نے جب اپنا حسن دکھلایا
دکھا کر اک نظر چلتا ہوا اور مجھکو تڑپایا
گرا مین ہو کے بیخود یون پریکا جیسے ہو سایا
پھر اسمین ہوش جب آیا تو دل سینہ مین گھبرایا
بہت سا اُسگھڑی مین نے تو اپنے دلکو سمجھایا
نمانا دل نے ہرگز ڈھونڈھنا ہی سکا ٹھ
کشیدم نالۂ وازشوق پیراہن قبا کردم
برائے جستن او صبرو تسکین را رہا کرد

بھینٹ بھئی جانین کہی نینن آنسو لائے
ہے کوئی ایسا میت جو ہتم مندر بتائے

کہون کیا اُسگھڑی یارو عجب احوال تھا میرا
ہر اک سے پوچھتا تھا ہر گھڑی اُس شوخ کا ڈ
طلب کی کثرتین اور جستجو کا شوق بہتیرا
اِدھر آہونکی شورش اور اُدھر اشکونکی
کبھی تھا اِسطرف جھنکنا کبھی تھا اُسطرف پھیرا
جو کوئی پوچھتا تھا کیون میان کیا حال
ازو گفتم احوالم پریشان بے یار غمخوارم
خرابم دلفگارم بیقرارم نوگرفتار

انگن پھندے ار پرے اور من پھنسے دنیور دے
در گن جاو ڈارکے سُدھ بدھ دینی کھوئے

...ہر ایسے نگا طرہ زرتار مہیّا ۔۔۔ کیا موتیا ہی موتیوں کے ہار دھیا

جھمکا نظر آتا ہی ہر اک عیش کی شے کا
دنیا میں عجب روپ جھلکتا ہی روپے کا

...ن روپے گرمی کے بھی سامان عیاں ہیں ۔۔۔ خس خانہ میں چھڑکے ہوئے عطر فشاں ہیں
...ن کو بھی جدھر دیکھیے ٹھنڈک کے نشان ہیں ۔۔۔ اور شب کے بھی سونے کو ہوادار مکاں ہیں

جھمکا نظر آتا ہی ہر اک عیش کی شے کا
دنیا میں عجب روپ جھلکتا ہی روپے کا

...س روپے بارش کی بھی چیزیں ہیں میسّر ۔۔۔ بیٹھے ہیں چھتر بایں بارانیاں اور موم کی چادر
...ہر بھی وہ دیکھیں ہیں جو جا رونکو نظر بھر ۔۔۔ گھر میں بھی خوشی بیٹھے ہیں سامان بنا کر

جھمکا نظر آتا ہی ہر اک عیش کی شے کا
دنیا میں عجب روپ جھلکتا ہی روپے کا

...ہ روپ جہاں ہیں کوئی دالان نہیں میلا ۔۔۔ آ جلتے ہیں بچھے فرش نہیں کچھ بھی کچیلا
...کیھو جدھر اسباب ہی خوش وقتی کا پھیلا ۔۔۔ بھرتا ہی اسی تھیلی سے ہر جنس کا تھیلا

جھمکا نظر آتا ہی ہر اک عیش کی شے کا
دنیا میں عجب روپ جھلکتا ہی روپے کا

...یا ہر میں تو اسے دوستو راحت ہی اسی سے ۔۔۔ ہر آن دل و جان کو مسرت ہی اسی سے
...ر بات کی خوبی و فراغت ہی اسی سے ۔۔۔ عالم میں نظیر عشرت و فرحت ہی اسی سے

جھمکا نظر آتا ہی ہر اک عیش کی شے کا
دنیا میں عجب روپ جھلکتا ہی روپے کا

روپیے کی تعریف مین

نقشا ہی عیان ہو طرب رقص کی رے کا
جھنکار مجیرونکی ہے اور شور ہے نے کا
ہی ربط بہم طبلہ و سارنگی و دنے کا
مینا کی جھلک جام اودھر چھلکے ہے مے کا
جھمکا نظر آتا ہی ہر اک عیش کی شے کا
دنیا مین عجب روپ جھلکتا ہی روپے کا

ہر آن جہان روپ روپے سے ہین جھلکتے
موتی بھی جھلکتے ہین جواہر بھی جھمکتے
کیا کیا زر و زیور کے وہان رنگ ڈھلکتے
سب ٹھاٹھ اسی جھلکے سے دیکھے ہین جھلکتے
جھمکا نظر آتا ہی ہر اک عیش کی شی کا
دنیا مین عجب روپ جھلکتا ہی روپے کا

بن ٹھن کے ہر اک بزم مین آتے ہین اسی سے
شیرینیان میوے بھی منگاتے ہین اسی سے
میلونمین تماشونمین بھی جاتے ہین اسی سے
کھاتے ہین اور اورونکو کھلاتے ہین اسی سے
جھمکا نظر آتا ہی ہر اک عیش کی شے کا
دنیا مین عجب روپ جھلکتا ہی روپے کا

پوشاک جھمکدار بناتے ہین اسی سے
محلات نمودار بناتے ہین اسی سے
حشمت کے چمتکار بناتے ہین اسی سے
باغات چمن زار بناتے ہین اسی سے
جھمکا نظر آتا ہی ہر اک عیش کی شے کا
دنیا مین عجب روپ جھلکتا ہی روپے کا

اس روپ سے ہی حسن فسون کار مہیا
اس روپ سے فرحت کے ہین آثار م

کیا دور تھا سر دیکھنے کا ہوتا تھا صد افسوس ہر غنچہ دہن دیکھ کے کرتا تھا صد افسوس
اب مر بھی اگر جاوین تو ہوتا ہے کہ افسوس افسوس صد افسوس صد افسوس صد افسوس

سب چیز کو ہوتا ہی برا ہائے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

جب جان کے بوڑھا ہمین چھیڑین ہین یہ دلخواہ اور چھیڑ کے مجلس سے اٹھاتے ہین بہ اکراہ
اُس وقت تو ہم یارو دم سرد سے بھر آہ رو رو کے یہی کہتے ہین اب کیون ہے اللہ

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

گر ہوتی جوانی تو ابھی دھوم یہ مچتی چھاتی سے لپٹ دم مین کڑک ڈالتے پسلی
سب کرتی و انگیا کی اُڑا اُڑاتے دھجی پر کیا کرین یارو کہ بوڑھاپے نے بری کی

سب چیز کو ہوتا ہی برا ہائے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

وہ جوش نہین جسکے کوئی خوف سے دہلے وہ زعم نہین جس سے کوئی بات کو سہ لے
اب پھونس ہوئے ہاتھ تھکے پاؤن بھی پھیلے پھر جس کے جو کچھ شوق مین آوے وہی کہہ لے

سب چیز کو ہوتا ہی برا ہائے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

کرتے تھے جوانی مین تو سب آپ سے آجاہ اور حسن دکھاتے تھے وہ سب آنکے دلخواہ
یہ قہر بوڑھاپے نے کیا آہ نظیر آہ اب کوئی نہین پوچھتا اللہ ہی اللہ

سب چیز کو ہوتا ہی برا ہائے بوڑھاپا عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

اب جب کہ رہیں صاف تو وہ ہوتا ہی گدلا
اس چرخ ستمگار نے سینے مین حسد لا
اللہ نہ دکھلائے کسی کو یہ ملولا
کیا ہمسے جوانی کا لیا آہ یہ بدلا

سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہائے بُڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بُڑھاپا

تھے جیسے جوانی مین پیے جام سبو کے
جب آ کے گلے لگتے تھے محبوب بھبو کے
ویسے ہی بُڑھاپے مین پیے گھونٹ لہو کے
اب کہیے تو بُڑھیا بھی کوئی منھ پہ نہ تھو[illegible]

سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہائے بُڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بُڑھاپا

یہ ہونٹھ جواب پوپلے یار دہین ہمارے
ہوتے تھے جوانی مین تو پریونکے گذارے
اِن ہونٹھون نے بوسونکے بڑے رنگ ہین [illegible]
اور اب تو چڑیل آکے بھی اک لات نہ ما[illegible]

سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہائے بُڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دِکھلائے بُڑھاپا

تھے جیسے جوانی کے چڑھے زور مین سرشیخ
نکلا ہوا تن سو کھ رُوئی بال رگین میخ
ویسے ہی بُڑھاپے کی پڑی آن کے اب [illegible]
حلوا ہوے چرخا ہوئے بیسی ہوے [illegible]

سب کو چیز کو ہوتا ہی بُرا ہائے بُڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بُڑھاپا

محفل مین وہ مستی سے بگڑنا نہین بھولے
ہنس ہنس کے پریزادون سے لڑنا نہین بھولے
ساقی سے پیالون پہ جھگڑنا نہین [illegible]
نہ گالیان وہ بوسون پہ اڑنا نہین [illegible]

سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہائے بُڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بُڑھاپا

تھے جیسے جوانی میں کئے دھوم دھڑکے — ویسے ہی بڑھاپے میں چھٹے اُن کے چھکے
سب اُڑ گئے کافور وہ نظارے وہ جھمکے — اب عیش جوانوں کو ہیں اور بوڑھوں کو دھکے

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

گر حرص سے داڑھی کو خضاب اپنی لگاویں — جھرّی جو پڑی مُنھ پہ اُسے کیونکہ مٹاویں
گو مکر سے ہنسنے کے تئیں دانت بندھاویں — گردن تو پڑی ہلتی ہے کیا خاک چھپاویں

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

آنکھوں سے یہ دیدار کی لذت نہیں چھٹتی — اور دل سے بھی محبوب کی اُلفت نہیں چھٹتی
سب چھٹ گیا پر دید کی یہ لت نہیں چھٹتی — اک عمر کی ہے جو پڑی عادت نہیں چھٹتی

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

سنتے ہو جوانو یہ سخن کہتے ہیں تم سے — کر لئے ہوں جو کر لو وہ مزے عیش و طرب کے
جاوے گی جوانی تو پھر افسوس کرو گے — تم جیسے ہو ویسے تو کبھی ہم بھی جوان تھے

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

اب جتنے ہو معشوق یہ سب یاد رکھو بات — جو ہو سو کرو چاہنے والوں کی مدارات
محبوبو غنیمت ہے جوانی کی یہ اوقات — جب بوڑھے ہوئے پھر تو ہوئے ڈھاک کے دو پات

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا — عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

گرتا کیہ انمین کوئی بوڑھی ہو کہاتی
البتہ بوڑھاپے پہ وہ ٹک رحم ہو کھاتی
پھیکی سی پُرانی سی لگاوٹ سے جتاتی
پر پھر ہو وہ ہمکو ذرا خوش نہین آتی

سب چیز کو ہوتا ہو بُرا ہاے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلاے بوڑھاپا

چکلے کے جو اندر کی وہ کہلاتی ہین کسبی
گر انمین کبھی جاوین تو ہوتی ہو خرابی
مُنہ دیکھتے ہی کہتی ہین سب آو بڑے جی
کیا آئے ہو یان کرنے کو پیری و مُریدی

سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہائے بُڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دِکھلائے بُڑھاپا

گر جاوین طوائف مین تو لگتی ہین ستانے
کیا آئے ہو حضرت ہمین قرآن پڑھانے
ہنس ہنس کوئی پوچھے ہو نماز دنکے دوگانین
ٹھٹھے سے کوئی پھینکے ہو تسبیح کموا

سب چیز کو ہوتا ہو بُرا ہائے بُڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بُڑھاپا

گو جُھک کے کمر پاؤن سے سر آن لگا ہو
پر دل مین تو خوبان کا وہی دھیان لگا ہو
کہتے ہین جسے ہمکو یہ ارمان لگا ہو
کہتا ہو وہ کیا بوڈھے کو شیطان لگا ہو

سب کو چیز کو ہوتا ہو بُرا ہائے بُڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

نقلین کوئی ان پہ لیے ہونٹوں کی بتا دے
چلکر کوئی کُبڑے کی طرح قد کو جُھکا دے
داڑھی کے کئی انگلی کو لالا کے نچا دے
یہ خواری تو اللہ کسی کو نہ دکھا دے

سب چیز کو ہوتا ہو بُرا ہائے بُڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بُڑھاپا

اگر بیاہ مین جاوین تو یہ ذلت ہی اٹھانا
رندون مین اگر جاوین تو مشکل ہی پھر آنا
چھٹتے ہی بنے باپ نکاحی کا نشانا
افسوس کسی جا نہین بوڑھے کا ٹھکانا

سب چیز کو ہوتا ہی برا ہائے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

ہی جھانولی تالی کا زنانو مین یہ چرچا
داڑھی کو جگت بولے کوئی آنکھ کو ٹھکا
گر انمین کبھی جاوین تو ہی یہ ستم آتا
ٹھٹھے سے کوئی کہتا ہی آ آ مرے دادا

سب چیز کو ہوتا ہی برا ہائے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

دریا کے تماشے کو اگر جائین تو یارو
اور ہنسکے شرارت سے کوئی پوچھے ہی یہ خو
کہتا ہی ہر اک دیکھ کے جاتے ہو کدھر کو
کیون خیر ہی کیا خضر سے ملنے کو چلے ہو

سب چیز کو ہوتا ہی برا ہائے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

گر آج کو ہوتے وہ جوانی کے زمانے
مشکل کبھی پڑجاتی انھیں پیچھے چھڑانے
قدرت تھی جو یون چھیڑتے بھڑوے وزنانے
اک دم مین ابھی لگتے اُدھی ہائے مچانے

سب چیز کو ہوتا ہی برا ہائے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

گر ناچ مین جاوین تو یہ حسرت ہی ستاتی
اور ونکی طرف جاوے تو آنکھین ہین لڑاتی
جو ناچے ہی کافر وہ نہین دھیا نمین لاتی
پر ہم کو تو کافر وہ انگوٹھا ہی دکھاتی

سب چیز کو ہوتا ہی برا ہائے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

کہتا ہے کوئی چھین لو اس بوڑھے کی لاٹھی ۔۔۔ کہتا ہے کوئی شوخ کہ ہاں کھینچ لو داڑھی
اتنی کسی کافر کو سمجھ اب نہیں آتی ۔۔۔ کیا بوڑھے جو ہوتے ہیں تو کیا اُنکے نہیں جی

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

اک وقت وہ تھا ہم بھی مزے کرتے تھے گِن گِن ۔۔۔ محبوب پریزاد نہ رہتے تھے ملے بن
اک وقت یہ ہے ہائے جو سب کرتے ہیں اب گھِن ۔۔۔ یا ایک وہ ایام تھے یا ایک ہیں یہ دن

سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہائے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

بوڑھوں میں اگر جاویں تو لگتا نہیں واں دل ۔۔۔ واں کیونکہ لگے دل تو ہے محبوبوں کا مائل
محبوبوں میں جاویں ہیں تو سب چھیڑے ہیں مِل مِل ۔۔۔ کیا سخت مصیبت ہے پڑی آنکے مشکل

سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہائے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

پنگھٹ کو جہاری اگر سواری گئی ہے ۔۔۔ تو واں بھی لگی ساتھ یہی خواری گئی ہے
سنتے ہیں کہ کہتی ہوئی بھٹیاری گئی ہے ۔۔۔ لو دیکھو بڑھاپے میں یہ مت ماری گئی ہے

سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہائے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

پگڑی ہو اگر لال گلابی تو یہ آفت ۔۔۔ کہتا ہے ہر اک دیکھ کے کیا خوب ہے رنگت
ٹھٹھے سے کوئی کہتا ہے کر شکل پہ رحمت ۔۔۔ لاحول ولا دیکھئے بوڑھے کی حماقت

سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہائے بوڑھاپا ۔۔۔ عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

تھے ہم بھی جوانی مین بہت عشق کے پورے
اب آکے بڑھاپے نے کیے ایسے ادھورے
وہ کونسے گلرو ہین جو منہ نہین گھورے
پر جھڑ گئے دُم اُڑ گئی پھرتے ہین لنڈورے

سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہاے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلاے بوڑھاپا

کیا یار اُلٹ ہم سے گیا ہاے زمانا
پھیرے ہی کوئی ڈال کے دادا کا بہانا
جو شخص کہ تھے اپنی نگاہونکے نشانا
ہنسکر کوئی کہتا ہے کہان جاتے ہو نانا

سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہاے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلاے بوڑھاپا

پوچھین جسے کہتا ہی وہ کیا پوچھے ہی بڈھے
بیٹھین تو یہ ہو دھوم کہان بیٹھے ہی بڈھے
آوین تو یہ غل ہو کہ کہان آوے ہی بڈھے
دیکھین جسے کہتا ہی وہ کیا دیکھے ہی بڈھے

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

کیا یارو کہین گو کہ بڑھاپا ہی ہمارا
جب بوڑھا ہمین کہہ کے جہان ہائے پکارا
پر بوڑھے کہانے کا نہین تو بھی سہارا
کافر نے کلیجہ مین گویا تیر سا مارا

سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہائے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

و باغمین اگر جاوین تو ہوتی ہی یہ پھکڑی
پے کہین اور مونچھین کہین جاتی ہین پکڑی
کھینچے ہی کوئی ہاتھ کوئی پکڑے ہی لکڑی
داڑھی کو پکڑ کھینچ کوئی جھاڑے ہی مکڑی

سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہاے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

مرجائیں تو اب منھ میں نہ ڈالے کوئی پانی | اس دکھ میں ہیں چھوڑ گئی ہائے جوانی

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

یاد آتے ہیں ہمکو وہ جوانی کے جو ہنگام | اور جام دلارام مزے عیش اور آرام
اُن سب میں جو دیکھو تو نہیں ایک کا نام | کیا ہم پہ ستم کر گئی یہ گردش ایام

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

مجلس میں جوانوں کی تو ساغر ہیں چھلکتے | ہیں ملبس میں بہاریں ہیں پری رو ہیں جھمکتے
ہم اُن کے تئیں دور سے ہیں رشک سے تکتے | وہ عیش و طرب کرتے ہیں ہم سر ہیں پٹکتے

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

اب پاؤں پڑیں اُن کے تو ہرگز نہ لگا دیں | جا بیٹھیں جو اک دم میں خفا ہو کے اُٹھا دیں
اتنا تو کہاں اب جو کوئی جام پلا دیں | گر جان نکلتی ہو تو پانی نہ چوا دیں

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

جب عیش کے مہمان تھے اب غم کے ہوئے ضیف | اب خون جگر کھاتے ہیں جیتے تھے سو کیا
جب اینٹھ کے چلتے تھے سر باندھ اُٹھا سیف | اب ٹیک کے لاٹھی کے تئیں چلتے ہیں صد حیف

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

اُسکے سب حرف و حکایت سے کہو عشق اللہ

بوڑھاپے کی تعریف مین

کیا قہر ہی یارو جسے آجاے بوڑھاپا
عشرت کو ملا خاک مین غم لائے بوڑھاپا
اور عیش جوانی کے تئین کھائے بوڑھاپا
ہر کام کو ہر بات کو ترسائے بوڑھاپا

سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہاے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلاے بوڑھاپا

جو لوگ خوشامد سے بٹھاتے تھے گھڑی بھر
سو آکے بڑھاپے نے کیا ہاے یہ کچھ قہر
چھاتی سے لپٹتے تھے محبت کی جتا کر
اب جن کے کتے جاتے ہین لگتے ہین اُنھین بر

سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہاے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

آگے تو پریزاد یہ رکھتے تھے ہمین گھیر
سو آکے بوڑھاپے نے کیا ہائے یہ اندھیر
آتے تھے چلے آپ جو لگتی تھی ذرا دیر
جو دوڑ کے ملتے تھے وہ اب لیتے ہین منھ پھیر

سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہاے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

تھے جب تلک ایام جوانی کے ہرے رکھ
بیٹھے تھے پرند آنکے جب تک تھے ہرے رکھ
محبوب وہ ملتے تھے نہو دیکھ جنھین بھوکھ
اب کیا ہی جو پت جھڑ ہوا اور جڑ بھی گئی سوکھ

سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہاے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلاے بوڑھاپا

آگے تھے جہان گلبدن اور یوسف ثانی
دیتے تھے ہمین پیار سے چھلونکی نشانی

عسکری مہدی ہادی وہ امام دوران ۔۔۔ ہین زمانہ مین سبھی بارہ امام اے یاران

سب بزرگ صاحب عزت سے کہو عشق اللہ

جتنے اللہ نے بھیجے ہین ولی پیغمبر ۔۔۔ عارف و کامل و درویش و مشائخ رہبر

اور جنھون نے کہ خدا حق کے اوپر کرکے نظر ۔۔۔ راہ مولا مین خوشی ہوکے دیا اپنا سر

اُن شہیدون کی شہادت سے کہو عشق اللہ

ہین جہانتک کہ جہان مین جو ولی او فقرا ۔۔۔ ہر دم ان سب کے دلون مین ہی بھرا عشق اللہ

اور جس مرد نے خوش ہوکے براہ مولا ۔۔۔ مال و جان و دولت و گھربار تلک بخش دیا

اُس سخی دل کی سخاوت سے کہو عشق اللہ

ہین جو وہ صابر و شاکر برضائے مولا ۔۔۔ راہ مولا مین چلے لے کے توکل ہمراہ

جاکے جنگل مین پہاڑون مین لگا حق پہ نگاہ ۔۔۔ دل مین خوش بیٹھے ہو کرتے ہین اللہ اللہ

اُن جوانون کی قناعت سے کہو عشق اللہ

وہ جو کہلاتے ہین دنیا مین خدا کے بندے ۔۔۔ بندگی کرتے ہی کرتے وہ سبھی خاص ہوئے

خاک بھی ہو گئے پر کرتے ہین ہر دم سجدے ۔۔۔ کہتے ہین باطنی اوٹھ ہین عبادت کے مزے

دوستو اُنکی عبادت سے کہو عشق اللہ

اور وہ جن پہ ہین احوال دو عالم کے کھلے ۔۔۔ جتنے دریا مین ہین اور جو ہوا پر اوڑتے

جا ہین پتھر کے تئین لعل کرین نظرون سے ۔۔۔ جا ہین اکسیر کرین خاک کو جو دم سے

اُنکی سب کشف و کرامت سے کہو عشق اللہ

اور وہ جو عشق کا گلزار کھلاتا ہے نظیر ۔۔۔ یعنی اک رنگ کا عالم مین کہاتا ہے نظیر

ریختہ فرد رباعی بھی بناتا ہے نظیر ۔۔۔ کہ سخن عشق کا پھر سب کو سناتا ہے نظیر

کچھ اب ہی اِسکی جوڑ تقدیر نہین نئی　　ہر عید مین ہمین تو سدا یاس ہی رہی
کافر کبھی نہ ہم سے ہوا ہمکنار آہ

کیونکر نگین نہ دلمین مرے حسرتون کے تیر　　دن عید کے بھی مجھ سے ہوا وہ کنارہ گیر
اِس درد کو وہ سمجھے جو ہو عشق کا اسیر　　جس عید مین کہ یار سے ملنا نہو نظیر
اِسکے اوپر تو حیف ہی اور صد ہزار آہ

ولہ

پہلے اُس ختم رسالت سے کہو عشق اللہ　　صاحب خلق و کرامت سے کہو عشق اللہ
گلشن دین کی طراوت سے کہو عشق اللہ　　نور حق شافع اُمت سے کہو عشق اللہ
ہر دم اُس شاہ ولایت سے کہو عشق اللہ

اور وہ ہی جس سے ہرا باغ امامت کا چمن　　سبز پوش چمن جنتِ فردوس حسن
زہر نے جسکا زمرد سا کیا سبز بدن　　یاد کر مومنو اسکا وہ ہرا پیراہن
سبزۂ باغ امامت سے کہو عشق اللہ

اور وہ گل جس سے ہی گلزار شہادت کا کھلا　　لگیئے دشت بلا مین جو اُسے اہل جفا
تین دن رات کا پیاسا وہ بہادر یکتا　　لشکر شام کو للکار کے تنہا وہ لڑا
گوہر دُرج شجاعت سے کہو عشق اللہ

اور جس مرد کا ہی نام شہ زین العبا　　گر بلا مین وہ اگر آہ کا شعلہ کرتا
جلکے لشکر وہ سبھی خاک سیہ ہو جاتا　　پر سوا حق کے رضا اسنے نہ کچھ دم مارا
اس جوانمرد کی ہمت سے کہو عشق اللہ

باقر و جعفر و کاظم و رضا شاہ شہان　　اور تقی نور نبی اور وہ نقی قبلۂ جان

تسبیح بھی لپٹے جاتے ہیں جوں گرگ پیلیاں — واں من کے ٹکڑے اُڑتے ہیں بٹتی ہیں بھاجیاں

کیا کیا مزے ہیں عید کے آج عیدگاہ میں

ہیں ملتے ملتے تن جو پسینوں میں تر بتر — ملنے کے ڈر سے پھرتے ہیں چھپتے ادھر اُدھر

چھپتے پھرے ہیں لوگ کبھی جاتے ہیں جدھر — ٹھٹھا ہنسی و سیر تماشے جدھر تدھر

کیا کیا مزے ہیں عید کے آج عیدگاہ میں

ہیں کرتے وصل شہر کے سب خرد اور کبیر — ادنیٰ غریب امیر سے لے شاہ تا وزیر

ہمدم گلے لپٹ کے مرے یار دلپذیر — ہنس ہنس کے مجھ سے کہتا ہے یوں کیوں میاں نظیر

کیا کیا مزے ہیں عید کے آج عیدگاہ میں

خمسہ در بیان عید

یوں لب سے اپنے نکلے ہے اب بار بار آہ — کرتا ہے جس طرح کہ دل بیقرار آہ

عالم نے کیا ہی عیش کی لوٹی بہار آہ — ہم سے تو آج بھی نہ ملا وہ نگار آہ

ہم عید کے بھی دن رہے امیدوار آہ

کیا پوچھتے ہو شوخ سے ملنے کی اب خبر — ملنا تو اک طرف ہے عزیزو کہ بھر نظر

کتنا ہی جستجو میں پھرے ہم اِدھر اُدھر — لیکن ملا نہ ہم سے وہ عیار فتنہ گر

پوشاک کی بھی ہم نے نہ دیکھی بہار آہ

رکھتے تھے ہم امید یہ دل میں کہ عید کو — کیا کیا گلے لگاوینگے دلبر کو شاد ہو

سو تو وہ آج بھی نہ ملا شوخ حیلہ جو — تھی آس عید کی سو گئی وہ بھی [illegible]

اب دیکھیں کیا کرے دل امیدوار آہ

اُس سنگدل کی ہم نے غرض جب سے چاہ کی — دیکھا نہ اپنے دل کو کبھی ایکدم خوش[illegible]

زاہد جنکو ہنستے ہین جنھین غم ہے سوتے ہین | فقط نظیر آندھی ہین کہتے ہین کہ اکثر دیو ہوتے ہین

میان ہمکو تو بیجانی ہین پریان نظیر آندھی ہین

در تعریف عید گاہ اکبرآباد

دھوم آج مدرسہ و خانقاہ مین | تانتے بندھے ہین مسجد جامع کی راہ مین

لشن سے کھل رہے ہین عجب کج کلاہ مین | سو سو چمن جھمکتے ہین اِک اِک نگاہ مین

کیا کیا مزے ہین عید کے آج عید گاہ مین

جھمکا ہی ہر طرف کو جو آیا دلا زری | پوشاک مین جھمکتے ہین سب تن زری زری

لرد چمکتے پھرتے ہین جون ماہ و مشتری | ہے سبکے عید عید کی دل مین خوشی بھری

کیا کیا مزے ہین عید کے آج عید گاہ مین

تے ہین گھر سے اپنے جو بن بن کے کجکلاہ | صحن چمن بنا ہے جھمکتی ہے سب صحن عید گاہ

یاتی سے لپٹے جاتے ہین ہنس ہنس کے خواہ مخواہ | دل باغ باغ سبکے ہوتے ہین فرحت سے واہ واہ

کیا کیا مزے ہین عید کے آج عید گاہ مین

چہ بھیڑ سی کیا ہی بھیڑ کہ جیدو بے شمار | خلقت کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ ہین بندھے ہر طرف ہزار

تھی و گھوڑے بہلیاں رتھ اونٹ کی قطار | غل شور باجے بھولے کھلونون کی ہی پکار

کیا کیا مزے ہین عید کے آج عید گاہ مین

تے پھرتے ہین شوخ کڑے اور ہنسلیان | پھولون کی پگڑیون مین ہین شاخین اڑس لیان

رہین بیٹھ نے ملنے کی خاطر ہین کسلیان | ملتے ہین یون کہ چھاتی کی کڑکے ہین پسلیان

کیا کیا مزے ہین عید کے آج عید گاہ مین

تے ہین ملتے ملتے جو عاجز پریشان | دیتے ہین ملنے والون کو گھبرا کے گالیان

ادھر تو آئے آندھی سے اندھیرا ہو گیا ہر سو — خبر کسکو کسی کی مین کہان ہون اور کہان تو
اہا ہا عجب حسرت کی اس دم ہو گئی اک جو — وہ کوٹھے کا مکان وہ کالی آندھی وہ صنم
عجب رنگو نکی ٹھہری کے ہیرا پھیر آندھی مین

اسی آندھی نے گلشن کر دیا یارو مرے گھر کو — بچھایا شاد ہو مین نے پلنگ پر جھاڑ بستر
صراحی کی خبر لی اور سنبھالا جا کے ساغر کو — اٹھا کر طاق سے شیشہ لگا چھاتی سے
نشون مین عیش کے کیا کیا دل سیر آندھی مین

چمن سا کھل گیا یارو مرے کوٹھے کے زینے پر — ہوئی ٹکھونکی مار مار گرمی کے پسینے
لگے پھر عیش و عشرت جب تو ہونے اس قرینے پر — کبھی بوسہ کبھی انگیا پہ ہاتھ اور گاہ سینے
لگے لٹنے مزے کے سنگترے اور بیر آندھی مین

یہ ٹھہرا جب تو پھر وان عیش کے بادل لگے گھرنے — جو ڈوبی حسرتین تھین دلمین سب اس دم لگین تر
لپٹ کی ٹھہری دربھی ہاتھ سینے پر لگے پھرنے — مزے عیش و طرب لذت لگے یون لوٹنے گرنے
کہ جیسے ٹوٹ کر میوے لگے ہو دین ڈھیر آندھی مین

اسی آندھی مین آہا ہا عجب ہم نے مزے مارے — فلک پر عیش و عشرت کے دکھائی دے گئے تا
رقیبون کی مین اب خواری خرابی کیا لکھون بارے — تلے کوٹھے کے بیٹھے اٹھ گئے سب گرد کے
بھری تھی نتھنون مین انکے خاک دس دس سیر آندھی مین

گئے بھاگ کر جلدی سے اپنا گھر کا لیا آنگن — گرا کوئی گڑھے مین اور کوئی بھاگا کہین
کسیکے چھن گئے کپڑے اچکو لگی گئی وان بین — کسیکی اڑ گئی پگڑی کسیکا پھٹ گیا دامن
گئی ڈھال اور کسی کی گر پڑی شمشیر آندھی مین

یہ دن آندھی کے یارو تو سب کے ہوش کھوتے ہین — جنھین ہے عشق وہ آندھی مین ہوتی سے پڑے

ٹیڑھی ہوں ریش و جبہ و تسبیح مین اسیر | اور چھپکے دل سے پیر و مریدی گئی نظیرؔ

پھر وہ کلاہ و شجرۂ و رومال کیا کرے
گاہک ہی کچھ نہ لیوے تو دلّال کیا کرے

ولہ

نہو کیونکر جہان یار و برادر زیر آندھی مین | کہ ہو کر باؤلے پھرتے ہین ننگے شیر آندھی مین
لگا لینے جو گل دامن ہوا کا گھیر آندھی مین | بگولے اُٹھ چلے تھے اور تھی کچھ دیر آندھی مین

کہ ہمسے یار سے آ ہو گئی مڈبھیڑ آندھی مین

کہا مین نے اجی کچھ خیر ہے جاتے ہو تم کیدھر | ہوا ہے بھی تمھین کچھ ہے نظر اے نازنین دلبر
چلو بھاگو شتابی ورنہ آندھی آگئی سر پر | جتا کر خاک کا اُڑنا دکھا کر گرد کا چکر

وہین ہم لے چلے اُس گلبدن کو گھیر آندھی مین

یہ سنتے ہی بھری ناک کر وہ چنچل نازنین گلرو | چلی اِس چال سے اُس دم کہ میرا جی گیا غش ہو
کہ اسمین آگئے اِک جھوکا اندھیرا کر گیا یارو | رقیبون نے جو دیکھا یہ اُڑا کر لے چلا اسکو

پکارے ہاے یہ کیسا ہوا اندھیر آندھی مین

یہ کہکر کھڑا تیغ و سپر اور لیکے سب دوڑے | پکارے لیجیو جانے نہ پاوے اُسکو جلدی سے
کہا [illegible] وہ بھلا اور کسکا لینا ہم [illegible] | وہ دوڑے [illegible] لیکن نہیں آندھی مین کیا ہے

نہیں ہم اُس پری کو لا [illegible] آندھی مین

چلے اُسمین ہوا کے پھیر تو آکر اور سناٹے | اندھیرا ہو گیا یکسر منھون خاکین لگین اُڑنے
اُنھین جھوکون مین ہم نے اُس پری چنچل کو [illegible] | چڑھا کر [illegible] یہ دروازے کو موندا اور رکھو لکھ پردے

لگا چھاتی سے [illegible] کیا بہت پھیر آندھی مین

بے حال ہو۔ ہاں جو سو وہ حال کیا کرے
گاہک ہی کچھ نہ لیوے تو دلّال کیا کرے

پالا ہے جن سواروں نے یاں خر کو آشکار
کتے کی پیٹھ پر نہیں چڑھ سکتے زینہار
اور جو پھلانگ مار کے ہو چرخ پر سوار
جسکا خدا نے ایسا بنایا ہو راہوار
وہ فیل و اسپ زرد و سیہ لال کیا کرے
گاہک ہی کچھ نہ لیوے تو دلّال کیا کرے

جنکو ہوس ہے قاقم و دیبا سمور کی
پھر دیکھی ہے اُنھوں نے جھلک کوہ طور کی
عریانی کی بھی جسنے قبا تن سے دور کی
پوشاک اُسکی قطع ہوئی جبکہ نور کی
پھر وہ ردائے ریشمی اور شال کیا کرے
گاہک ہی کچھ نہ لیوے تو دلّال کیا کرے

پھرتے ہیں وہ جو خلق میں گیسو بڑھا بڑھا
اور وہ جو منڈ گیا ہے لگا سر سے تا بپا
داڑھی کے مارے بوجھ کے ہے سر بھی جھک رہا
ایک ایک بال جال ہو لٹھا ہوا ہے آ
وہ آل بال جال کا جنجال کیا کرے
گاہک ہی کچھ نہ لیوے تو دلّال کیا کرے

مرنے کا ڈر ہے انکو جو رکھتے ہیں تن میں جان
اور وہ جو مر گئے تو انھیں موت پھر کہاں
محتاج پتھروں کو ترستے ہیں ہر زمان
اور جنکے ہاتھ کان جواہر لگی میاں
وہ پھر ادھر اُدھر کے در و لعل کیا کرے
گاہک ہی کچھ نہ لیوے تو دلّال کیا کرے

جو شخص اپنے اپنے رہے پیٹ سے لکیر
پھر وہ اُسی لکیر کے اوپر رہے فقیر

کہتی ہی کوئی رات مرے پاس نہ آئے
کہتی ہی کوئی کسنے تمھین پان کھلائے
کہتی ہی کوئی ہمکو بھی خاطر مین نہ لائے
کہتی ہی کوئی گھر کو جو جائے ہمین کھائے

اِس ڈھب کے مزے رکھتی ہی اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہی عجب رنگ جوانی

گر دل کو کسی شوخ پری کی ہوئی ٹک چاہ
جون باز کہ چڑیا کو ہمین دابے ناگاہ
اور ناز مین گر نیلگی اسوقت وہ اکراہ
مچوا دے لپٹ کر وہین رنڈ لیسے ادی آہ

اِس ڈھب کے مزے رکھتی ہی اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہی عجب رنگ جوانی

آیا جو کوئی حسن کا بوٹا سا کوئی جھاڑ
انگیا کے تئین چیر کے کرتی کو لیا پھاڑ
جا شوق سے جھپ لپٹے یہ پہونچے تئین جھاڑ
اخلاص کہین پیار کہین مار کہین دھاڑ

اِس ڈھب کے مزے رکھتی ہی اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہی عجب رنگ جوانی

کیا تجھسے **نظیر** اب مین جوانی کی کہون بات
محبوب پریزاد چلے آتے ہین دن رات
اِس سن مین گذرتی ہی عجب عیش سے اوقات
سیرین ہین بہارین ہین تواضع ہی مدارات

اِس ڈھب کے مزے رکھتی ہی اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہی عجب رنگ جوانی

ولہ

عاشق جہان ہین دولت و اقبال کیا کرے
جسکا لگا ہو دل وہ زر و مال کیا کرے
ملک و مکان تیغ و تبر ڈھال کیا کرے
دیوانہ جاہ و حشمت و اجلال کیا کرے

گھبرا کے اُٹھے جب تو گرے پاؤں پہ ہرن … کہتی ہے ہمیں چھوڑ کے جاتے ہو کدھر جان

اِس ڈھب کے مزے رکھتی ہے اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی

رستے میں نکلتے ہیں تو ہوتی ہیں یہ چاہیں … وہ شوخ کہ ہوں بند جنھیں دیکھ کے راہیں
پھانسے ہے کوئی ہنس کے کوئی بھرتی ہے آہیں … پڑتی ہیں ہر اک جائے نگاہوں پہ نگاہیں

اس ڈھب کے مزے رکھتی ہے اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی

تنتے ہیں اگر اینٹھ کے چلتے ہیں عجب چال … جو پاؤں کہیں راہ کہیں سیف کہیں ڈھال
کھینچے ہیں کہیں بال کہیں توڑ لیا گال … چڑھ بیٹھے کہیں ہاتھ کہیں منہ کو دیا ڈال

اس ڈھب کے مزے رکھتی ہے اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی

جاتے ہیں طوائف میں تو واں ہوتی ہے یہ چاؤ … کہتی ہے کوئی انکے لیے پان بنا لاؤ
کوئی کہتی ہے یاں بیٹھو کوئی کہتی ہے یاں آؤ … ناچے ہے کوئی شوخ بتاتی ہے کوئی بھاؤ

اِس ڈھب کے مزے رکھتی ہے اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی

ہنس ہنس کے کوئی حسن کی جھل بل ہے دکھاتی … مسّی کوئی سرمہ کوئی کاجل ہے دکھاتی
چتون کی لگاوٹ کوئی چنچل ہے دکھاتی … کُرتی کوئی انگیا کوئی آنچل ہے دکھاتی

اس ڈھب کے مزے رکھتی ہے اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی

اِس ڈھب کے مزے رکھتی ہے اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی

نے ئے کا نہ معجون کے منگوانے کا کچھ غم
نہ دل کے لگانے کا نہ گل کھانے کا کچھ غم
گالی کا نہ آنکھون کے لڑ آنے کا کچھ غم
ہنسنے کا نہ چھاتی سے لپٹ جانے کا کچھ غم

اِس ڈھب کے مزے رکھتی ہے اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی عجب رنگ جوانی

لڑتی ہے کہین آنکھ کہین دست کہین سینہ
چھوٹا ہے کہین پیار کہین ہی سے لگے نین
وعدہ کہین اقرار کہین سینا کہین بین
نے جی کو فراغت ہے نہ آنکھونکے تئین چین

اس ڈھب کے مزے رکھتی ہے اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی

اُلفت ہے کہین مہر و محبت ہے کہین چاہ
کرتا ہے کوئی چاہ کوئی دیکھ رہا راہ
ساقی ہے صراحی ہے پریزاد ہین ہمراہ
کیا عیش ہین کیا عیش ہین کیا عیش ہین واللہ

اِس ڈھب کے مزے رکھتی ہے اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی

چہرے پہ جوانی کا جو آگر ہے چڑھا نور
دیجاتی ہین پریان بھی غرض اسکے تئین گھور
چھاتی سے لپٹتی ہے کوئی حسن کی مغرور
گودمین پڑی لوٹے ہے چنچل سی کوئی حور

اِس ڈھب کے مزے رکھتی ہے اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی

گر رات کسی پاس رہے عیش مین غلطان
اور وانسے کسی اور کے ملنے کا ہو دھیان

جنکو خدا نے دی ہی جوانی کی دستگاہ
اور ہم کہان پھر آوینگے کرنے تمھاری چاہ
وہ تو ہمیشہ دل کو لگا دینگے تمسے آ
بس تم اب اپنے دل مین اسی پر کرو نگا

پیری کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

گو تن تمام کانپے ہی اور ہین سفید بال
پیارے ہمارے ملنے سے لاؤ نکچھ خیال
تو بھی بناتے ہین محبت کی چال ڈ
کسواسطے کرو تم اب اس بات پر خیال

پیری کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

ہوتے ہین اُلفتون سے جوانی مین سب اسیر
جو ہمکو دیکھتا ہی اب اِس حال مین نظیر
ہم عشق سے بڑھاپے مین نکلے ہین بن فق
پڑھتا ہی شاد ہو کے یہی بیت دلپذ

پیری کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

ولہ در صفت جوانی

کیا عیش کی رکھتی ہی سب آہنگ جوانی
ہر آن پلاتی ہی مے او رنگ جوانی
کرتی ہی بہار و نکے تئین دنگ جو
کرتی ہی کہین صلح کہین جنگ بر

اس ڈھب کے مزے رکھتی ہی اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہی عجب رنگ جوانی

اللہ نے جوانی کا وہ عالم ہی بنایا
پھندے مین کہین جی ہی کہین دل ہی تڑپتا
جو ہر کہین عاشق کہین رسوا کہین
مرتے ہین سسکتے ہین بلکتے ہین

جاتے ہین لاٹھی ٹیک کے دلشاد ہم وہان — جو ہمکو دیکھتا ہی وہ کہتا ہی آفرین

پیری کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

کل میکدے مین ہم جو گئے با قد دوتا — اور پی شراب لوٹ گئے شور و غل مچا
اسدم ہمارے دیکھ بوڑھاپے کا حوصلا — ہنس ہنس کے جب تو پیر مغان نے یہی کہا

پیری کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوہ نورس غنیمت است

پیارے تمھارے اور تو عاشق ہین نوجوان — اک ہم ہی بوڑھے سب ہین اور پیر ناتوان
ہ تو رہینگے ہم ہین کئی دن کے میہمان — بس سب کو چھوڑ ہم سے ملو کسلیے کہ جان

پیری کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

وہ ہین جوان اُنھونکے تو اُلفت ہی کاروبار — ہم بوڑھے ہو گئے عشق کو رکھتے ہین برقرار
تے مین دل لگاتے ہین پھرتے ہین خوار و زار — جو ہمسے ہو سکے وہ غنیمت ہی میرے یار

پیری کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

تونکا گرچہ منھ مین ہمارے نہین نشان — بوسے پہ آن اڑتے ہین تو بھی ہر ایک آن
شوخیونکا وقت ہمارے بھلا کہان — پر دل مین اپنے ہم بھی یہ کہتے ہین مہربان

پیری کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

پیری کہ دم زعشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

کرتے ہین اس بڑہاپے مین خوباں کی ہم تو چاہ
اور وہ جو کچھ شعور سے رکہتے ہین دستگاہ
احمق ہین خوبرو جو وہ ہنستے ہین ہم پہ آ
سو وہ تو ہم کو دیکھ یہ کہتے ہین واہ وا

پیری کہ دم زعشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

جن دلبرون سے یار وہ ہم اب دل لگاتے ہین
بوسہ بھی ہمکو دیتے ہین مے بھی پلاتے ہین
وہ سب ترس ہمارے بڑہاپے پہ کہاتے ہی
اور راہ منصفی سے یہ کہتے بھی جاتے ہی

پیری کہ دم زعشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

نے تن مین اب ہے زور نہ چلتے ہین دست و پا
اسوقت مین بھی عشق کو رکھتے ہین جا بجا
اور جہمکتے جہمکتے تیر سے قدم ساتھ آ
کیون یار وہیچ ہی کہیو یہ انصاف کی ہے

پیری کہ دم زعشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

روئے جو ہم چمن مین سحر بیٹھکر ذرا
اُسنے کہا کہ اسکا کسی سے ہے دل لگا
بلبل سے پوچھا گل نے کہ بوڑہا یہ کیوں
جب گل نے ہمکو دیکھ کے ہنسکر یہی

پیری کہ دم زعشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

طاقت بدن مین کہیے تو اب تام کو نہین
ہوتا ہے اب بھی سیر و تماشا اگر کہیں

ٹھہرا ہی یہ کچھ اب مری تقدیر کا نقشا

کھیتی ہی محبت کی وہ بووے ہے ہمیشہ — اور اشک کے قطرون سے پروے ہی ہمیشہ
کھاوے وہی بووے وہی سووے ہی ہمیشہ — دن رات ترے کوچہ مین رووے ہی ہمیشہ

عاشق کی یہ ہی منصب و جاگیر کا نقشا

ہی نقش مرے دل مین ترے حسن کا ٹھہر آن — مر کر بھی مرے دل سے نہ جاویگا ترا دھیان
زنہار نہ بھولونگا تجھے مین ارے نادان — مین تو صفِ محشر مین بھی لونگا تجھے پہچان

رانجھا کو نہ بھولے گا کبھی ہیر کا نقشا

کیا قول کیا پورا کہ اُس کوہ پہ جا کر — دن رات تراشا کیا دلبر کی وفا پر
ناچار جب آ سر پہ ہوا وقت برابر — فرہاد نے تیشہ سے لہو اپنا بہا کر

شیرین کو دکھایا وہ جو تھے شیر کا نقشا

لیلےٰ کے کھلے بال جو دیکھے تھے نمودار — بھر عمر رہا پر اُسی پھندے مین گرفتار
کیا جانے کا اُسکے مین کہون آہ مین اسرار — یہ تُربتِ مجنون پہ نہین گھانس اُگی یار

لیلےٰ کی یہ ہے زلف گرہ گیر کا نقشا

دن رات مرے قتل کو پھرتا ہی وہ گمراہ — اب جی مرا کسطور بچے اے مرے اللہ
کیا فکر کرون کس سے کہون یہ غم جانکاہ — تدبیر تو کچھ بن نہین آتی ہی نظیر آہ

اب دیکھئے کیا ہوتا ہی تقدیر کا نقشا

ولہ

قائم ہی جسم گو کہ نہین کس غنیمت است — جیتے تو ہین اگرچہ نہین بس غنیمت است
سو عیش ہمکو گر نہ ملے دس غنیمت است — وقت خزان ہی چو گل نبود خس غنیمت است

یا نسخہ ہے یہ حسنِ جہانگیر کا نقشا
مانی نے جو دیکھا تری تصویر کا نقشا
سب بھول گیا اپنی وہ تحریر کا نقشا

ترچھی ہے نظر تیر نگہ نوک سنان ہے
آفت کی ہے تلوار قیامت کی کمان ہے
جس تیر کا مارا ہوا ہر پیر و جوان ہے
اِس ابروئے خمدار کی صورت سے عیان ہے
خنجر کی شباہت دمِ شمشیر کا نقشا

پلکوں میں تری ہے جو درازی و سیاہی
عشاق کے لشکر میں پڑے کیوں نہ تباہی
ہر نوک پڑی دیتی ہے نشتر کی گواہی
مژگاں کو تری دیکھ یہ کہتے ہیں سپاہی
تصویر یہ بھالے کی ہے اور تیر کا نقشا

شانہ ہو جگر چاک یہ کہتا ہے سیانو
اُس قید سے ڈرتے رہو سنتے ہو دوانو
میں محرمِ اسرار ہوں کہنا مرا مانو
یہ زلف سیہ عارضِ قاتل پہ نہ جانو
تقدیر نے کھینچا ہے یہ زنجیر کا نقشا

اِس قاتلِ بیدرد کی جس دن سے ہوئی چاہ
اس ظلم کی فریاد کروں کس سے میں اللہ
کچھ جرم و خطا مجھ سے نہ ہرگز ہوا واللہ
کیا پردے ہی پردے میں مجھے قتل کیا آہ
ہرگز نہ کھلا کچھ مری تقدیر کا نقشا

آ سکے تو مرے پاس وہ آتا تھا دل افروز
اِس درد سے رونا مجھے آتا ہے شب و روز
اب دل میں لگاتا ہے مرے تیر جگر دوز
کیا گردشِ ایام ہے اے آہ جگر سوز
اُلٹا نظر آیا تری تاثیر کا نقشا

نکلا تھا نظیر یوں تو نئے ساتھ وہ گمراہ
بس تو تھی ہی تقصیر یہ کہتا ہے وہ خوں خواہ
[illegible] تاہی کہا میں نے کہ صد آفریں ہے
یا گھر سے نکالوں تجھے یا قتل کروں [illegible]

رہ رہ کے مجھے اب تو یہی حیف ہے آیا
جیسا کہ وہ ہو مجھ سے خفا روٹھ چلا تھا
اللہ نے کیوں جب ہی مجھے مار نہ ڈالا

یہ نور جو برسے ہے پڑا کوچہ و در سے
یارو یہ تجلی تو نہ ہو شمس و قمر سے
[illegible] دل دھڑکے ہے دیکھا نہیں جاتا ہے نظر سے
شاید وہی بن ٹھن کے چلا ہے کہیں گھر سے
ہے یہ تو اُسی چاند سی صورت کا اُجالا

اُس شوخ سی صورت کو ترستی ہیں آنکھیں
دریا کی طرح رات اور دن بہتی ہیں آنکھیں
فرقت کا جو ازبسکہ ستم سہتی ہیں آنکھیں
لے لے کے بلائیں مجھے یہ کہتی ہیں آنکھیں
صدقے ترے پھر ایک نظر مجھ کو دکھا لا

جگر نے مرے ہوش کو افلاک کے کھویا
[illegible] کئے تئیں خار بیاباں نے [illegible]
[illegible] ابر نہ شبنم نے ٹک آنکھوں کو بھگویا
[illegible] زمیں مرے حال پہ کوئی بھی نہ رویا
گر پھوٹ کے رویا تو مرے پاؤں کا چھالا

کل ہم نے جو کی بادہ کشی صبح سے تا شام
اور پی کے چلے ساتھ ستمگر کے لئے جام
اِس ڈھنگ کا بھلا کیوں نہ اُسے دیجئے الزام
اور ان کو جو گرتے ہوئے دیکھا تو لیا تھام
ہم گر بھی پڑے تو بھی نہ ظالم نے سنبھالا

کیا کیا نہ ستم تو نے سہے عشق میں ناکام
آنکھوں میں دم آیا ترا تن غم سے ہوا [illegible]
اب جینے کا تیرے کوئی چارہ نہیں اللہ
ہم تجھ سے اسی روز کو روتے تھے نظیر آہ
کیوں تو نے پڑھا عشق و محبت کا رسالا

وله خمسه ثانی

چہرہ ہے ترا نور کی تنویر کا نقشا
اور مصحف رخسار کی تفسیر کا نقشا

کچھ غم نہیں گر تو نے لہو میرا بہایا
بسمل کی طرح خاک میں اور خون میں نہایا
ارمان جو کچھ دل کا مرے تھا سو بر آیا
گر قتل مجھے تو نے ہمیشہ کو جلایا
ظالم تجھے جیتا رکھے اللہ تعالےٰ

اس عالم لیلیٰ کی ہوئی جب سے مجھے چاہ
تن سوکھ کے کانٹا ہوا اور شکل پرکا
اس حال کو پہونچا ہوں غم و درد سے واللہ
دیکھ اب تو مجھے ہر کوئی کہتا ہے یہی آ
پھر قیس سے اللہ نے مجنون کو نکالا

آنکھوں میں دم آیا ہے مرا نزع سے اب لا
دنیا سے گذرتا ہوں میں حسرت زدہ رو
اُکھڑا ہے دم اور نکلے ہے جی اب کوئی دم کو
مر مر کے مجھے کہتا تھا سو مرتا ہوں میں یار
اب لاؤ کہاں ہے وہ مرا کوسنے والا

غنچوں کی طرح ملکے لہو اپنے دہن سے
زخموں کے نشاں سب وہ نمایاں ہیں بدن سے
حسرت زدہ کہہ آکے ہر اک اپنے کفن سے
بن تختہ گل آج خرش اس خاک چمن سے
نکلا مرے قاتل کے شہیدوں کا رسالا

مرتا ہوں تڑپتا ہوں پڑا ہجر میں اُس بن
دن عمر کے بھرتا ہوں تب و روز میں گن گن
لِجاوے کہیں تجھ سے وہ کافر جو کسی دن
قاصد تو مرا نام تو لیجو نہ ولیکن
کہنا کوئی مرتا ہے ترا چاہنے والا

کوئی فصل بہار آئی ہے دھوموں سے زمیں میں
فرقت کے غم و درد سے طاقت نہیں تن میں
اور غل ہے بہت بلبل و گل سرو و سمن میں
کیا خاک اُڑانے کو چلیں آہ چمن میں
نہ یار نہ ساقی نہ صراحی نہ پیالا

مدت میں کہیں ایک تو آنا ہوا اُسکا
اور آتے ہی قسمت نے مری اُسکو اُٹھا

کیچڑ سی ہو رہی ہے جس جا زمین پھسلنی — مشکل ہوئی ہے واں سے ہر اک کو راہ چلنی
پھسلا جو پاؤں پگڑی مشکل ہے پھر سنبھلنی — جوتی گری تو اُس سے کیا تاب پھر نکلنی

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کتنے تو کیچڑوں کی دلدل مین پھنس رہے ہین — کپڑے تمام گندے دلدل مین بس رہے ہین
کتنے اُٹھے ہین مر مر کتنے اُکس رہے ہین — وہ دُکھ مین پھنس رہے ہین اور لوگ ہنس رہے ہین

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کہتا ہے کوئی گر کر یہ اے خدا ہے لیجو — کوئی ڈگمگا کے ہر دم کہتا ہے دا آ لیجو
کوئی ہاتھ اُٹھا پکارے مجھکو بھی ہا لیجو — کوئی شور کر پکارے گرنے نہ پائے لیجو

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

گر کر کسی کے کپڑے دلدل مین ہین معطر — پھسلا کوئی کسی کا کیچڑ مین منھ گیا بھر
اک دو نہین پھسلتے کچھ اسمین آن اکثر — ہوتے ہین سیکڑونکے سر نیچے پاؤن اوپر

کیا کیا مچی ہین یارو برسارت کی بہارین

یہ رُت وہ ہے کہ جسمین خرد و کبیر خوش ہین — ادنیٰ غریب مفلس شاہ و وزیر خوش ہین
معشوق شاد و خرم عاشق امیر خوش ہین — جتنے ہین اب جہانین سب اے نظیر خوش ہین

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

ولہ

تھا ہجر مین جیسا دل ویران تہ و بالا — ویسا ہی بسا وصل کا ہوتے ہی اُجالا
ہو جاہ کا رتبہ نہ بھلا کیونکہ دو بالا — پھر آن کے منت سے ملا ہمسے وہ للا

المنت للّٰہ تقدس و تعالےٰ

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کوئی رات کو پکارے پیارے مین بھیگتی ہون
آتی ہون تیری خاطر آرے مین بھیگتی ہون
کیا تیری الفتونکی ماری مین بھیگتی ہون
کچھ تو ترس تو میرے کھارے مین بھیگتی ہون

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کوئی پکارتی ہے دل سخت بھیگتی ہون
کپڑے بھی تر بتر ہین اور سخت بھیگتی ہون
کانپے ہے میری چھاتی یک لخت بھیگتی ہون
جلدی بلالے مجھکو کمبخت بھیگتی ہون

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

آیا وہین چھپر کھٹ ماچی پلنگ کھٹولے
چولون کی چرچراہٹ بوچھار کے جھکولے
دلبر کہین بغل مین امرد کہین ہمیو [illegible]
در کھیے کہین دھڑاکے چلتے کہین ہٹو [illegible]

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

شیشہ کہین گلابی بوتل جھمک رہی ہے
چھاتی سے چھاتی لگ کر عشرت جھلک رہی ہے
رابیل موتیا کی خوشبو مہک رہی [illegible]
پائے کھٹک رہے ہین پٹی چٹک رہی [illegible]

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کوئی پکارتی ہے کیا کیا مجھے بھگویا
ناحق قرار کرکے جھوٹا مجھے بھگویا
کوئی پکارتی ہے کیسا مجھے بھگو [illegible]
یون دور سے بلاکر اچھا مجھے بھگ [illegible]

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

جن دلبرونکے خاطر بھیگے ہین جنکے جوڑے
لے انکے بھیگے کپڑے ہاتھون مین دھر نچوڑے
وہ دیکھ انکی الفت ہوتے ہین تھوڑے تھو [illegible]
چہرا کوئی سکھاوے جامہ کوئی نچوڑے

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کیا مینہ برس رہا ہی پیارے ذرا نہالے
چھاتی نہین تو پیارے ٹک پیٹھ ہی ملالے

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

اُس رات ہین جہانتک گلزار بھیگتے ہین
شہر و دیار کوچہ بازار بھیگتے ہین
صحرا و جھاڑ بوٹے کہسار بھیگتے ہین
عاشق تمہارے ہین دلدار بھیگتے ہین

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کتنے تو دلبرونکی دہلی پہ بھیگتے ہین
کتنے پریرخونکی بولی پہ بھیگتے ہین
اور کتنے کسبیون کی ڈیوڑھی پہ بھیگتے ہین
کتنے طوائفون کی موری پہ بھیگتے ہین

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کہتی ہی جب وہ سُنکر یہ بات بھیگ احمق
مارونگی تیرے آکر اک لات بھیگ احمق
مجھکو بھی ضد چڑھی ہی دن رات بھیگ احمق
یو ہین تو اب کی ساری برسات بھیگ احمق

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

زردار کی تو سُنکر کہتی ہی وہ پریرو
کہتی ہی لونڈیون سے جلدی کواڑ کھولو
مفلس کوئی پکارے تو اُس سے کہتی ہی دو
ہرگز کوئی نہ بولو احمق کو بھیگنے دو

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

یہ سُنکے گر وہ مفلس کچھ شور و غل مچاوے
بیٹھک مین اینٹ پھینکے یا کنڈی کھڑکھڑاوے
کھڑکی مین ڈال سر کو جب نائکہ سُناوے
کیا غل مچا رہا ہی سُن ہٹ بے مالزادے

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کوئی یار یہ کہے ہی اے دلستان آؤ
بدلی بڑی اٹھی ہی کہنے کو یان آؤ
کیا مینہ برس رہا ہی ہر اک مکان آؤ
راتین اندھیریان ہین اے میری جان آؤ

کتنوں نے قول باندھا معمولی ٹکے پیسے — کہتی ہیں شاد ہوکر یوں اپنے آشنا سے
برسات بھر تو لگے سُنتے ہو جان پیارے — احمق ہو جو پلنگ سے اب سوتے کو اُترے
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

یہ سُنکے اُنسے ہنس ہنس کہتی ہے شوخ رنڈی — معمولی اب تو لیکر رنڈی بھی ہے گھمنڈی
ہم یہ نہیں لال جوڑا تم پہنو خاصی ہنڈی — خندی ہو جو تمھاری چھاتی کرے نہ ٹھنڈی
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

زردار کی تو انمیں ہے بچھ رہی پلنگڑی — دلبر پری سے بیٹھی جھمکاے جوڑے مکڑی
مفلس کو ٹوٹی ٹٹی یا ٹاٹ کی جھلنگڑی — رنڈی ملی تو کالی یا گنجی لولی لنگڑی
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

جو بیگمیں ہیں گھر میں آرام کر رہی ہیں — پردوں میں دوستوں سے پیغام کر رہی ہیں
چتون لگاوٹوں سے سودا م کر رہی ہیں — چھپکے ہی چھپکے اپنا سب کام کر رہی ہیں
کیا کیا مچی ہے یارو برسات کی بہاریں

کہتا ہے کوئی اپنے محبوب سیمبر سے — اس مینہ میں تم نہ جاؤ پیارے ہمارے گھر سے
کوئی کہے ہے اپنے دلدار خوش نظر سے — ہاتھوں سے میرے جانی کھاؤ یہ دو
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کہتا ہے کوئی پیاری جو کچھ کہو سو لادوں — زردوزی ٹاٹ باقی جو تا کہو بچھا دوں
پیڑا جلیبی لڈو جو کھاؤ سو منگا دوں — چیرا دوپٹہ جامہ جیسا کہو رنگا دوں
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

جن دلبروں کے تن پر ہیں گرمی دانے — کہتے ہیں انکو عاشق یوں پیار کا

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کتنے خوشی سے میٹھے کھاتے ہین خوش محل مین — کتنے چلے ہین لینے بنیے سے قرض پل مین
کاندھے پہ دال آٹا ہلدی گرہ کی پل مین — ہاتھوں مین گھی کی پیالی اور لکڑیان بغل مین

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

جو کسبیان جوانین جسنو مین پہ تیان ہین — سینوں مین لال انگیان اور لال کرتیان ہین
نظرین بھی بدلیان ہین دلمین بھی سرتیان ہین — اک اک نگہ مین کافر بجلی بھی بھرتیان ہین

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

جو نوجوان ہین انکی تیاریان بڑی ہین — ہاتھوں مین لال چھتریان کوٹھوں وپر کھڑی ہین
اور وہ جو آشنا سے جھگڑ رہی ہین یا لڑی ہین — منھ کو چھپا پلنگ پر مچلی ہوئی پڑی ہین

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کوئی اپنے آشنا سے کر ناز کا جھپٹا — کہتی ہے ہنسکے کافر چٹکی لے یا انٹھا
کہتے تو دل ہمارا اب ہو گیا ہے کھٹا — تم آج بھی نہ لائے رنگوا مرا دوپٹا

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کہتی ہے کوئی مجھکو جوڑا سوہا بنا دو — یا ٹاٹ باف جوتا یا کفش سرخ لا دو
کوئی کہے ہے میری کرتی ابھی رنگا دو — یا گرم سے اندرسے اک سیر بھر منگا دو

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

جو انکے مبتلا ہین سب چیز لا رہے ہین — کرتی بنا رہے ہین انگیا رنگا رہے ہین
جو جو ہین انکی باتین سب کچھ اٹھا رہے ہین — ہار ان گلے مین ڈالے عشرت منا رہے ہین

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

بادل کھڑے ہین سر پر برسے ہین تھوڑے تھوڑے
بوندون سے بھیگتے ہین لال اور گلابی جوڑے

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کتنونکو ہو رہی ہی اس عیش کی نشانی
سوتی ہی ساتھ جسکے کہتی ہی وہ سیانی
اسوقت تم نہ جاؤ اے میرے یار جانی
دیکھو تو کیس مزے سے برسے ہی آج پانی

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کتنے شراب پیکر ہو مست جھک رہے ہین
مے کی گلابی آگے پیالے چھلک رہے ہین
ہوتا ہی ناچ گھر گھر گھنگھرو جھنک رہے ہین
پڑتا ہی مینہ جھڑا جھڑ طبلے کھڑک رہے ہین

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

ہین جنکے تن ملائم میدے کی جیسے لوئی
وہ اس ہوا مین خاصی اوڑھے پھرے ہین لوئی
اور جنکی مفلسی نے شرم و حیا ہی کھوئی
ہی اُنکے سر پہ سرکی یا بوریے کی کھوئی

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کتنے پھرے ہین اوڑھے پانی مین سُرخ ٹپو
جو دیکھ سُرخ بدلی ہوتی ہی اُنپہ لٹو
کتنونکی گاڑی رتھ ہین کتنونکے گھوڑے ٹٹو
جس پاس کچھ نہین ہی وہ ہم سا ہی نکھٹو

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

جو اس ہوا مین یارو دولت مین کچھ بڑے ہین
ہی انکے سر پہ چھتری ہاتھی اوپر چڑھے ہین
ہمسے غریب غربا کیچڑ مین گر پڑے ہین
ہاتھونمین جوتیان ہین اور پائینچے چڑھے ہین

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

ہی جن کنے مہیا پکا پکایا کھانا
اُنکو پلنگ پہ بیٹھے جھڑیونکا حظ اُٹھانا
ہی جنکو اپنے گھر کا یا نون تیل لانا
ہی سر پہ اُنکے پنکھا یا چھاج ہی پرانا

سبزہ ونپہ بیر بہوٹی ٹیلیوں اوپر دھتورے
پسو سے مچھڑون سے روئے کوئی بسورے
بچھو کسی کو کاٹے کیڑا کسی کو گھورے
آنگن میں کنسلائی کونون مین کھنکھجورے

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

پھنسی کسی کے تن مین سر پر کسی کے پھوڑے
چھاتی پہ گرمی دانے اور پیٹھ مین ددوڑے
کھا پوریان کسی کو ہین لگ رہے مروڑے
آتے ہین دست جلیبے دوڑین عراقی گھوڑے

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

جس گلبدن کے تن مین پوشاک سوسنی ہی
سو وہ پری تو خاصی کالی گھٹا بنی ہی
اور جسپہ سرخ جوڑا یا اودی اوڑھنی ہی
اُسپر تو سب گھلاوٹ برسات کی چھنی ہی

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

پتلی جہان کسی نے دال اور کڑھی پکائی
مکھی نے وو ہین بولی آ اونٹ کی بلائی
کوئی پکارتا ہی کیون خیر تو ہی بھائی
ایسے جو کھانستے ہو کیا کالی مرچ کھائی

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

بدنون مین کھب رہے ہین خوبو نکے لال جوڑے
جھمکین دکھا رہے ہین پریون کے لال جوڑے
لہرین بتا رہے ہین لڑکو نکے لال جوڑے
آنکھون مین چبھ رہے ہین پیارو کے لال جوڑے

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

اور جس صنم کے تن مین جوڑا ہی زعفرانی
گلنار یا گلابی یا زرد سرخ دھانی
کچھ حسن کی چڑھائی اور کچھ نئی جوانی
جھولون مین جھولتے ہین اوپر پڑے ہین پانی

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کوئی تو جھولتے ہین جھولے کے ڈور چھوڑے
یا ساتھیون نے اپنے پائون سے پائون جوڑے

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

بیٹھے ہین کتنے خوش ہو اونچے چھوا کے بنگلے
پیتے ہین مے کے پیالے اور دیکھتے ہین جنگلے
کتنے پھرے ہین بلہر خوبان کو اپنے سنگ لے
سب شاد ہو رہے ہین عمدہ غریب کنگلے

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کتنون کو محلون اندر ہی عیش کا نظارہ
یا سائبان ستھرا یا بانس کا اُسارا
کرتا ہی سیر کوئی کوٹھی کا لے سہارا
مفلس بھی کر رہا ہی پولے تلے گذارا

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

چھت گرنے کا کسی جا غل شور ہو رہا ہی
دیوار کا بھی دھڑکا کچھ ہوش کھو رہا ہی
در در حویلی والا ہر آن رو رہا ہی
مفلس سو جھونپڑے مین دلشاد ہو رہا ہی

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

مدت سے ہو رہا ہی جنکا مکان پُرانا
اُٹھتے ہی اُنکو منہ مین ہر آن چھت پہ جانا
کوئی پکارتا ہی ٹک موری کھول آنا
کوئی کہے ہی چل بھی کیون ہو گیا دوانا

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کوئی پکارتا ہی لو یہ مکان ٹپکا
گرتی ہی چھت کی مٹی اور سائبان ٹپکا
چھلنی ہوئی اٹاری کوٹھا ندان ٹپکا
باقی تھا اک اُسارا سو وہ بھی آن ٹپکا

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

اونچا مکان جسکا ہی سچ پھنڈا سوایا
اوپر کا کھن ٹپک کر جب پانی نیچے آیا
اُسنے تو اپنے گھر مین ہی شور و غل مچایا
مفلس پکارتے ہین جانے ہمارا جایا

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

بدلی کی دیکھ صورت گھٹتی ہین باری باری
ہی ہی نہ لی پیا نے اب کی بھی سُدھ ہماری

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

جب کویل اپنی اُنکو آواز ہی سُناتی
سُنتے ہی غم کے مارے چھاتی ہی اُمڈی جاتی
پی پی کی دھن کو سُنکر بیکل ہین کہتی جاتی
مت بول اے پپیہے پھٹتی ہی میری چھاتی

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

ہی جنکی سیج سونی اور خالی چار پائی
رو رو اُنھون نے ہر دم یہ بات ہی سُنائی
پردیسی نے ہماری اب کی بھی سُدھ بھلائی
اب کی بھی چھاؤنی جا پردیس مین ہی چھائی

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کتنون نے اپنے غم سے اب ہی یہ گت بنائی
میلے کچیلے کپڑے آنکھین بھی ڈبڈبائی
نے گھر مین جھولا ڈالا نے اوڑھنی رنگائی
بھوٹا پڑا ہی چولھا ٹوٹی پڑی کڑھائی

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

گاتی ہی گیت کوئی جھولے پہ کر کے پھیرا
مارو جی آج کیجے یان رین کا بسیرا
ہی خوش کسی کو آکر ہی درد و غم نے گھیرا
منھ زرد بال بکھرے اور آنکھون مین اندھیرا

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

اور جنکو اب مہیا حسنونکی ڈھیریان ہین
سُرخ اور سُنہرے کپڑے عشرت کی گھیرکیان ہین
محبوب دلبرونکی زلفین بکھیریان ہین
جگنون چمک رہے ہین راتین اندھیریان ہین

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کتنے تو بھنگ پی پی کپڑے بھگو رہے ہین
باہین گلو مین ڈالے جھولو مین سو رہے ہین
کتنے برہ کے مارے سُدھ اپنی کھو رہے ہین
جھولے کی دیکھ صورت ہر آن رو رہے ہین

کوئل کی کوک مین بھی تیرا ہی نام ہیگا — اور مور کی زٹل مین تیرا پیام ہے
یہ رنگ سو بڑیکا جو صبح و شام ہیگا — یہ اور کا نہین ہے تیرا ہی کام ہے

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

پھولونکی سیج اوپر سوتے ہین کتنے بن بن — سو ہین گلابی جوڑے پھولونکے ہار ابر
کتنونکے گھر ہے کھانا سونا لگے ہے آنگن — کونے مین پڑ رہی ہین سر منہ لپیٹ کر

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

بولین بئے بٹیرین قمری پکارے کو کو — پی پی کرے پپیہا بگلے پکارین تو تو
کیا ہد ہدونکی حق حق کیا فاختونکی ہو ہو — سب رٹ رہے ہین تجھکو کیا پنکھ کیا پکھیرو

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

جو مست ہون اُدھر کے کر شور ناچتے ہین — پیارے کا نام لیکر کیا زور ناچتے ہین
بادل ہوا سے گر گر گھنگھور ناچتے ہین — مینڈک اُچھل رہے ہین اور مور ناچتے ہین

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

جو خوش ہین وہ خوشی مین کاٹے ہین رات ساری — جو غم مین ہین اُنھوں پر گذرے ہے رات بھاری
سینون سے لگ رہی ہین جو ہین پیا کی پیاری — چھاتی پھٹے ہے اُنکی جو ہین برہ کی ماری

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

جو وصل مین ہین اُنکے جوڑے مہک رہے ہین — جھولونمین جھولتے ہین گہنے جھلک رہے ہین
جو دکھ مین ہین سو اُنکے سینے پھڑک رہے ہین — آہین نکل رہی ہین آنسو ٹپک رہے ہین

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

اب برہنونکے اوپر ہے سخت بیقراری — ہر بوند مارتی ہے سینے اوپر کٹاری

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

ارے ہیں موج ڈابر دریا اُمنڈ رہے ہیں — مور و پپیہے کوئل کیا کیا اُمنڈ رہے ہیں
جھڑ کر رہی ہیں چھڑیاں نالے اُمنڈ رہے ہیں — برسے ہے مینہ جھڑا جھڑ بادل گھمنڈ رہے ہیں

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

جنگل سب اپنے تن پر ہریالی سج رہے ہیں — گل پھول جھاڑ بوٹے کر اپنی دھج رہے ہیں
بجلی چمک رہی ہے بادل گرج رہے ہیں — اللہ کے نقارے نوبت کے بج رہے ہیں

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

بادل لگا ٹکوریں نوبت کی گت لگاویں — جھینگر جھنگار اپنے سرتابیاں نہ جاویں
کر شور مور بگلے جھڑیوں کا منہ بلاویں — پی پی کریں پپیہے مینڈک ملاریں گاویں

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

ہر جا بچھا رہا ہے سبزا ہرے بچھونے — قدرت کے بچھ رہے ہیں ہر جا ہرے بچھونے
جنگلوں میں ہو رہے ہیں پیدا ہرے بچھونے — بچھوا دیے ہیں حق نے کیا کیا ہرے بچھونے

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

سبزوں کی لہلہاہٹ کچھ ابر کی سیاہی — اور چھا رہی گھٹائیں سرخ اور سفید کاہی
سب بھیگتے ہیں گھر گھر لے ماہ تا بماہی — یہ رنگ کون رنگے تیرے سوا الٰہی

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کیا کیا رکھے ہے یارب ساماں تیری قدرت — بدلے ہے رنگ کیا کیا ہر آن تیری قدرت
سب مست ہو رہے ہیں پہچان تیری قدرت — تیتر پکارتے ہیں سبحان تیری قدرت

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

پھر پر مین کسی کے نہ رہا توت دیارا

پرانکے ہوئے پر جو ہین دوری کی پڑی بس
روئے کہ رفاقت کی کرین کیونکہ قدمبو
تھک تھک کے لگے گرنے تو کرنے لگے افسوس
کوئی تین کوئی چار کوئی پانچ اڑا کو
کوئی آٹھ کوئی نو کوئی دس کوس مین ہارا

کچھ بن نہ سکے اُنسے رفیقی کے جو دان کار
اور اتنے اُڑے ساتھ کہ کچھ ہوئے نہ اظہ
جب دیکھی وہ مشکل تو پھر آخر کے تئین ہار
کوئی یان رہا کوئی وان رہا کوئی ہوگیا
کوئی اور اُڑا آگے جو تھا سب مین کرارا

تھی اُسکی محبت کی جو ہر ایک نے پی مے
سمجھے تھے بہت ملین وہ اُلفت کو ڑ
جب ہوگئے بے بس تو پھر آخر یہ ہوئی رے
چلین رہین کوے گرے اور باز بھی تھک
اُس پہلی ہی منزل مین کیا سب نے کنارا

دنیا کی جو اُلفت ہے تو اُسکی ہے یہ کچھ راہ
جب شکل یہ ہوئے تو بھلا کیونکہ ہو نر
ناچاری ہو جسجا مین تو وان سمجھیے کیا چاہ
سب رہگئے جو ساتھ کے ساتھی تھے نظ
آخر کے تئین ہنس اکیلا ہی سدھارا

برسات کی بہار مین تضمین

ہین اس ہوا مین کیا کیا برسات کی بہارین
سبزونکی لہلہاہٹ باغات کی بہارین
بوندونکی جھمجھاوٹ قطرات کی بہارین
ہر بات کے تماشے ہر گھات کی بہار
کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

بادل ہوا کے اوپر ہو مست چھا رہے ہین
جھڑیونکی مستیون سے دھومین مچا رہے ہ
پڑتے ہین پانی ہر جا جل تھل بنا رہے ہین
گلزار بھیگتے ہین سبزے نہا رہے ہین

ہر آن جتانے لگے چاہت کے قرینے ‏ اُس ہنس کو جب ہو گئے دو چار مہینے
اک روز وہ یاروں کی طرف دیکھ پکارا

یاران لطف و کرم تمنے کیے ہمپہ ہیں جو جو ‏ تم سب کی یہ خوبی ہے کہاں ہمسے بیاں ہو
تقصیر کوئی ہمسے ہوئی ہو وے تو بخشو ‏ لو یارو ہم اب جاوینگے کل اپنے وطن کو
اب تمکو مبارک رہے یہ پیڑ تمھارا

اب تک تو بہت ہم رہے فرصت سے ہم آغوش ‏ اب یاد وطن دلکی ہمارے ہوئی ہمدوش
جب حرف جدائی کا پرندوں نے کیا گوش ‏ اس بات کے سنتے ہی جو ہر اک کے اُڑے ہوش
سب بولے یہ فرقت تو نہیں ہمکو گوارا

بن دیکھے تمھارے ہمیں کب چین پڑینگے ‏ اک آن نہ دیکھینگے تو دل غم سے بھرینگے
گر تمنے یہ ٹھہرائی تو کیا سکھ سے رہینگے ‏ ہم جتنے ہیں سب ساتھ تمھارے ہی چلینگے
یہ درد تو اب ہمسے نہ جاویگا سہارا

پھر ہنس نے یہ بات کہی ان سے کئی بار ‏ کچھ بس نہیں اب چلنے کی ساعت سے ہیں ناچار
آنکھیں ہوئیں اشکوں سے پرندوں کی گہربار ‏ اسمیں جو شب کوچ کی ہوئی صبح نمودار
پر اپنا ہوا پر وہیں اُس ہنس نے مارا

وہ ہنس جب اُس پیڑ سے واں کو چلا ناگاہ ‏ منہ پھیر کے ادھر سے وطن کی جو ہیں لی راہ
دیکھا جو اُسے جاتے ہوے واں سے تو کر آہ ‏ سب ساتھ چلے اُسکے وہ ہمراہ ہوا خواہ
ہر ایک نے اُڑنے کے لیے پنکھ پسارا

اور ہنس کی ان سب کو رفاقت ہوئی غالب ‏ جب واں سے چلا وہ تو ہوئی بیکلی غالب
کلفت تھی جو فرقت کی وہ سب پر ہوئی غالب ‏ دو کوس اُڑے رہے تھے جو ہوئی ماندگی غالب

بلبل نے کیا اُسکی محبت مین خوش آہنگ — اور کوئلے کوئل نے بھی اُلفت کو لیا سنگ
کھنجن مین کلنگو نمین بھی چاہت کی مچی جنگ — دیکھا جو طیور ون نے اُسے حسن مین خوش رنگ
وہ ہنس لگا سب کی نگا ہونمین پیارا

سیمرغ بھی سو دل سے ہوے ملنے کے شائق — گڑھ ہنکچہ بھی پنکھو نکے ہوے ہلنے کے لائق
سارس بھی جو اصل بھی ہوے اُسکے موافق — باز و لگڑ و جرۂ و شاہین ہوے عاشق
شکرون نے بھی شکر سے کیا اُسکا مدارا

کچھ سبز ک پڑنکے و کچھ ٹنٹن و بیرے — پنڈرخی سے لگا بوٹڑ و قمری دہریوے
غوغائی بکھیری و لٹورے و پپیہے — کچھ لال چیڑے پور نے بدری ہی غش
پڈری بھی سمجھتی تھی اُسے آنکھ کا تارا

چاہت کے گرفتار بٹیرین لوین تیتر — ٹکلون کے تدرو دن کے بھی چاہت مین بھرے
ہر ہد بھی ہوے ہٹ کے بدھیا ادھر اودھر — زاغ و زغن و طوطی و طاؤس و کبوتر
سب کرنے لگے اُسکی محبت کا اشارا

شکل اُسکی وہین جی مین کھپی شاہ چیڑے کے — دری جاہ جتا پھر اُسے چہاپونے بھی محبت
ہریل بھی ہوے اُسکے بڑے چاہنے والے — جتنے غرض اُس پیڑ پہ رہتے تھے پرندے
اُس ہنس پر اُن سبنے دل و جان کو وارا

خواہش یہ ہوئی سب کی کہ ہر دم اُسے دیکھین — اور اُسکی محبت سے ذرا مُنھ کو نہ پھیرین
دن رات اُسے خوش رکھین نت سکھ اُسے دیوین — صحبت جو ہوئی ہنس کی اُن جانور وغیرہ
یک چند رہا خوب محبت کا گذارا

سب ہو کے خوش اُسکی سے اُلفت لگے پینے — اور ریت سے ہر ایک نے وہان بھر لیے سینے

تیری جدائی میں اے ستمگر یہ سختی مجھپر جو اب گذرتی
نہ گھر میں دلکو قرار آوے نہ میرا باہر کہیں لگے جی
نہیں جو آیا تو اس طرف کو یہ بات کیا ہے یہ دل میں ٹھہری
اُبلنے من کو جو چھیڑوں تھکیں سی بار کاٹن لگائی اتنی
پیا تیں آکر کھبر لو ہماں کی پلک کٹارا جو تہاں سنگھالا

وہ تیری صورت ہی جیسے دیکھی تو ہر دم آنکھیں ہیں رہتی حیران
جو کال آتی ہی یاد تیری تو دل ہی ہوتا بہت پریشان
ارے سجیلے ارے چھبیلے ارے ڈھبیلے کبھی تو آ تان
اگن برت ہے ہیا میں گورے برہ میں تیرا ہی ہی ہنوان
توری جو نیناں نے موہا مہکو یہ چھینو تنکو بہوا دکھالا

گیا ہی جیسے تو دلکو لیکر نہیں ہی مجھکو قرار اک جا
امید ملنے کی تیرے رکھکر ادھر ادھر ہو نہیں اُٹھا جاتا
ہوا ہی میرا یہ حال اب تو تری جدائی میں دل آرا
جگت سبھا مت بر ہمکے اٹک کہسو امن کرن کہا
دوانی کیتی تمن سر سخن نہ شدھ کی گہر پر نہ بدھ کی چھالا

جو دل پہ گذرے ہی کہ ستمگر تجھ بن بیان نہیں ہے کچھ اسکا آسان
یہی تمنا ہی جی میں رہتی کہ تو پھر آوے کوئی گھڑی یاں
جو مجھکو دیکھے تو ہو تسلی جو تجھسے ہووے تو دل ہو خوشحالان
کبھی تو ہنسکر شتاب آجا نظیر کی بھی طرف ٹک اک آن
بنا کے سیج دھیج پھر اکے دامن لگا کے ٹھوکر ہلا کے بالا

قصۂ ہنس

دنیا کی جو الفت کا ہوا اُس کو سہارا
اور اُسنے خوشی کو مری خاطر میں اُتارا
دیکھی جو یہ غفلت تو مرا دل یہ پکارا
آیا تھا کسی شہر سے اک ہنس بچارا
اک پیڑ پہ جنگل کے ہوا اُسکا گذارا

بنڈول اگن ابلقے چھپان سب ڈھیر
مینا وئے کلکلے بگلے بھی سمن سبز
طوطے بھی کسی طور کے ٹوئیان کوئی لہیر
رہتے تھے بہت جانور اُس پیڑ کے اوپر
اُسنے بھی کسی شاخ پہ گھر اپنا سنوارا

ادا و آن نے ادھر دبوچا پلک پلک نے ادھر اچھالا

جب اُس پری رو کے ہاتھوں آ کر یہ شکل اپنی ہوئی ہماری
ہوئی اذیت جو مجھ پہ اس دم وہ میں ہی جانوں کسے خبر تھی
رہا میں بس میں انہیں کے جو میرے اسو ملت جی گئے یہ رات
جو لے لیا دل کو میرے یارو تو اُس نے لی راہ اپنے گھر کی

پڑا تڑپتا میں رہ گیا واں زبان پہ آہ اور لبوں پہ نالا

جب اُس صنم کی ادا نے ایجاد دکھایا اپنا وہ مجھ کو جلوہ
ہوا میں بیکل برنگ بسمل جو ہوش تھا سب ہوا وہ یکسو
پھنسا میں زلفوں کے بل میں یارو رہی نہ عقل و خرد
بہت یہ میں نے تو چاہا پر چھوٹوں میں نام اُس کا لے دو گا

نہ مجھ سے بولا نہ کی اشارت نہ دی تسلی نہ مجھ کو سنبھالا

غرض وہ عیار میرے دل کو جو لے گیا چھل کے واں سے اُس دم
جو پہونچے واں تو یہ پہلے کہیو تو اس زبان سے بہ دیدۂ نم
صبا کے قاصد کو میں نے بھیجا اُسی زبان میں سکھلا کے
پری کا رخ من شکر لب من دے تو باز آ بہ پیش چشم

بیا دسر دتو بیقرارم نہال عشقت شدہ است بالا

گیا ہے جب سے تو منہ دکھا کر نہیں پڑا ہے مجھ کو اب تک
جھمک دکھا جا ٹک اپنے رخ کی کسی طرح سے تو پھر یکایک
کھلی ہیں آنکھیں برنگ نرگس ہا ہوں تیری ہی راہ کو تک
فدا ہو جھمک عشق تیرا فاموع شہرا ومن فرائک

کثیر حزنا مع الہموما ثقیل ہجرا و کالجبالا

ہوئی وہ تقصیر مجھ سے کیا اب تو جس کے باعث ہوا جدا ہے
کسی طرح سے تو جلد آ جا نکلتی منہ سے یہی صدا ہے
مرا تو جان و دل اے پری رو تجھی صنم پر فدا ہوا ہے
تسا دی ملنے نوں دل ہے بیکل ابھی وہ کہاں کہدا

سجن انہوں نا دی ہے اپنے گھر وچ نہیں تو اٹھے سا وی ما لا

تجھی میں رہتا ہے دھیان میرا نہ سکھ دیتیں نینا نیناں
کہیں سے آ مل تو مجھ سے پیارے جو میرے دل کو ٹک آوے چیناں
ترا ہی لیتا ہوں نام ہر دم جہیں ہیں ہم نہیں جیسے بیتیاں
تمہاری سا لگی ہے نس دن رہے درشن کو ترستیں نیناں

دلاری سُندر انوکھی برن ملی موہن انوکھی لالا

دیا دل اپنا اُسی کو ہنسکر جہان پریرو نے یون کہا لا | سحر جو نکلا مین اپنے گھر سے تو دیکھا اک شوخ حسن والا

جھلک وہ مکھڑے مین اُس صنم کے کہ جیسے سورج مین ہو اُجالا

ہوا نہایت مین جی مین خوشدل نظر پڑا وہ صنم جو مجکو | صفت کی اُسکے جمال کی وان کھڑے کھڑے مین لگا دین خوش ہو

جو دیکھی مین نے وہ اُسکی خوبی بھری زبان سے ہو گیا او دو | وہ زلفین اُسکی سیاہ پُر خم کہ اُنکے بل پر شکن کو یارو

نہ پہونچے سنبل نہ پہونچے ریحان نہ پہونچے ناگن نہ پہونچے کالا

بہار دیکھی جو اُس صنم کی تو وصف اُسکا کہون مین کیا کیا | پری بھی دیکھے تو شرمگین ہو وہ حسن و خوبی بھری سراپا

وہ چال چنچل وہ نظرین جادو وہ پیاری صورت وہ خوب نقشا | ادا وہ بانکی عجب طرح کی وہ ترچھی چتون بھی کچھ تماشا

بھوین وہ جیسے کھچی کمانین پلک سنان کش نگاہ بھالا

عجب سدوش کا وہ شوخ گلرو کہون مین کیا کیا کچھ اُسکی خوبی | ہوا فدا مین دل اور جان سے وہ طرز اُسکی جو مین نے دیکھی

کچھ ایسا مہوش کچھ ایسا دلبر کہون کہانتک صفت مین اُسکی | وہ آنکھین مست اور گلابی اُسکی کہ انکو دیکھے تو دیکھتے ہی

مے محبت کا اُسکے دل کو ہو گیا ہی گہرا نشہ دوبالا

وہ شوخ چنچل کچھ ایسے ڈھب کا کہ اُسکا مکھڑا جو کوئی دیکھے | پھرے دیوانہ سا ہر طرف وہ اُسی کی چاہت مین ہوش کھووے

لگاوٹین بھی کئی طرح کی فریب و فن بھی کئی نمط کے | لبون پہ سرخی وہ پان کی کچھ کہ لعل بھی منفعل ہو جس سے

وہ آن ہنسنے کی بھی پھر ایسی کہ جسکا عالم ہے کچھ نرالا

وہ طرفہ دلبر وہ خوش منظر وہ نسترن بر جو مین نے دیکھا | بجز اہا ہا کچھ اور ہرگز نہ حرف میری زبان سے نکلا

ہوا مین صورت کو دیکھتے ہی غلام اُسکی ہر اک ادا کا | وہ جامہ زیبی وہ دلفریبی وہ سج دھج اُسکی وہ قد رعنا

کہ دیکھ جسپر فدا ہون دل سے وہ جنکو کہتے ہین سرو بالا

خوش اپنے دل مین ہوا بہت ہی مین اُس پریرو کو دیکھنے سے | نثار اُسپر ہوا مین کیا کیا سبب اُسکی ہر ناز و نازکی کے

جو شوخیان مین نے اُسمین پائین کہانتک اُنکا بیان ہو مجھ سے | نگہ لڑائی جو اُس نے مجھسے تو ہنس کے لپٹا تو دیکھو میرے

نہ تنہا رشک سے قطرات شبنم دل میں روتے ہیں
فلک پر دیکھکر تارے بھی اپنا ہوش کھوتے ہیں

پہنکر جسگھڑی بیٹھے ہے وہ رشک قمر موتی

وہ زیور موتیوں کا ولہ اور کچھ تن وہ موتی سا
پھر اُسپر موتیا کے ہار بازو بند اور گجرا
سراپا زیب و زینت میں وہ عالم دیکھکر اُسکا
جو کہتا ہوں ارے ظالم ٹک اپنا نام تو بتلا

تو ہنسکر مجھسے یوں کہتی ہے وہ جادو نظر موتی

کڑے پازیب توڑے جسگھڑی اُسمیں لڑتے ہیں تنہا
تو ہر جھنکار میں کس کسطرح باہم جھگڑتے ہیں
کسی کے جی پہ پڑتے ہیں کسی دل سے بگڑتے ہیں
کڑے سونیکے کیا موتی بھی اُسکے پاؤں پڑتے ہیں

اگر باور نہو دیکھو ہیں اُسکی کفش پر موتی

خفا ہو اندنوں کچھ روٹھ بیٹھی ہے جو ہمسے وہ
تو اُسکے غم میں جو ہمپر گذرتا ہے سو مت پوچھ
چلے آتے ہیں آنسو دل پڑا ہے ہجر میں غش ہو
وہ دریا موتیوں کا ہمسے روٹھا ہو تو پھر یارو

بھلا کیونکر نہ برساوے ہماری چشم تر موتی

شفق میں اتفاقاً جیسے سورج ڈوبکر نکلے
دیا ابر گلابی میں کہیں بجلی چمک جاوے
بیان ہو کس طرح سے آہ اُس عالم کو کیا کہیے
تبسم کی جھلک میں یوں جھمکتے ہیں دانت اُس

کسی کے یک بیک جسطور جاتے ہیں بکھر موتی

ہیں کیونکر پر نیزاد دل سے بو سونگے نہوں کہنے
جڑاؤ موتیوں کے اس غزل پر وار دیے گہ
سخن کی کچھ جو اُسکے دل میں ہے اُلفت لگی رہنے
نظیر اس ریختہ کو سن وہ ہنسکر یوں لگی کہ

اگر ہوتے تو میں دیتی تجھے اک تھال بھر موتی

ولہ

ہمیشہ چاہت کی دھن ہے جسکو دل اُسکا ہے بو پیکاں
لگائے رکھتا ہے اُسکی چٹک جو حسن اُسنے یہ دیکھا

رونا مجھے رہ رہ کے یہی آتا ہی واللہ ۔ کوئی نہین کرتا جو کیا تو نے نظیر آہ
دل اُس کو دیا جسکے نہین نام سے واقف

ولہ

رہے ہین اب تو پاس اُس شوخ کی شام و سحر موتی ۔ جبین پر موتی اور سر مین ہین موتی تک پر موتی
ادھر کانون اُدھر کچھ بالیون مین جلوہ گر موتی ۔ بکھرے ہین اُس پر کمین اب تو یارو سر بسر موتی
گلے مین کانون نتھ مین جدھر دیکھو ادھر موتی

کوئی اُس چاند سے ماتھے کا ٹیکے مین جھلکتا ہی ۔ کوئی بندے نشے ملکر کانکے نرمو مین ہلتا ہے
لپٹ کر دھگدھگی ہین کوئی سینہ پہ مچلتا ہی ۔ کوئی جھمکو نمین جھولے ہی کوئی بالی مین ہلتا ہی
یہ کچھ لذت ہی جب اپنا چھدا تے ہین جگر موتی

کبھی وہ نازنین ہنسکر جو کچھ باتین بناتی ہی ۔ تو اک اک بات مین موتی کو باتمین بہاتی ہی
ادا او نازمین چنچل عجب عالم دکھاتی ہی ۔ وہ سمرن موتیونکی انگلیونمین جب پھراتی ہی
تو صدقے اُسکے ہوتے ہین پڑے ہر پور پر موتی

غلط ہی اُس لب رنگین کو برگ گل سے کیا نسبت ۔ کہ جنسے ہی عقیق اور نیے اور یاقوت کو حسرت
ادا ہٹ کچھ مسی کی اور اُسپر پانکی رنگت ۔ وہ ہنستے ہین تو کھلتا ہی جواہر خانۂ قدرت
ادھر لعل اور اُدھر نیلم ادھر مرجان اُدھر موتی

کبھی جو بال بال اپنے مین وہ موتی پروتی ہی ۔ نزاکت سے عرق کی بوند بھی مکھڑے کو دھوتی ہی
بدن بھی موتی اور سر پانو نسے پسینے بھی موتی ہی ۔ سراپا موتیونکا پھر تو اک گچھا وہ ہوتی ہی
کہ کچھ وہ خشک موتی کچھ پسینے کے وہ تر موتی

گلے مین اُسکے جسدم موتیا کے ہار ہوتے ہین ۔ چمن کے گل سب اُسکے وصف مین موتی پروتے ہین

ہو وے جو کوئی اُس بت خود کام سے واقف — پھر عمر نہو پھر کبھی اسلام سے واقف
دل اپنا تو ہی چشم گل اندام سے واقف — ساقی یہ پلا اُسکو جو ہو جام سے واقف
ہم آج تلک مے کے نہین نام سے واقف

ہم مست رہے میکدۂ عشق مین رہکے — سرشار نشون مین رہے پھرتے رہے بہکے
دیکھے نہ کبھی جور زمانے کی گرہ کے — مستی کے سوا دور مین اُس چشم سیہ کے
کافر ہو جو ہو گردشِ ایام سے واقف

اُس شوخ ستمگار کی حسد نسے ہوئی چاہ — دُکھ بھرتے ہی بھرتے غرض آخر ہوے ناگا
جا ملک عدم مین بھی تڑپتے رہے واللہ — مرکر بھی تہِ خاک نہ آسودہ ہوے آہ
اے عشق نہ تھے ہم ترے انجام سے واقف

پہلے تو پھنسایا ہمین اُس نور نظر نے — آخر کو لگا پھر ستم و ظلم وہ کرنے
اب آہ اسیری کے پڑے دکھ ہمین بھرنے — صیاد کی اُلفت سے پھنسے آن کے در
تھے کا ہیکو ہم اِس قفس و دام سے واقف

منت سے بھلا اب وہ بُلاتا ہی کسی کو — جھوٹا ہی دغاباز ہی عیار ہی بدخو
ہمنے تو بہت اسکی سمجھ رکھی ہی خو بو — ملنے کا پیام اُس سے کھو جا کے غرض
جو اسکے نہو وصل کے پیغام سے واقف

جا ہو کہ پھر اب ہیچ مین تو تم ہمین ہر آن — اب آہ یہ ہونا نہین اے خسرو خوبان
ناحق دلِ صد چاک کو کرتے ہو پریشان — اور یون سے قسم کھائیے اور ہم تو مری جان
مین خوب تمہارے قسم اقسام سے واقف

اے دل تو نہ کیجے کبھی خوبان کی میان چاہ — اور کیجے تو ہو جیے سب چیز سے آگاہ

حسن و جمال پاکر یا خوب رو کہایا — یا عشق مین کسی نے جی جان کو گھٹایا
آکر پڑا اسرون پر جسدم اجل کا سایا — دونون مین پھر کسیکو ڈھونڈھا کہین نہ پایا

عاشق ہوا تو پھر کیا دلبر ہوا تو پھر کیا

یا ہو کے پیرزادے کرنے لگے فقیری — کر کے مرید کتنے کی اُن کی دستگیری
جب پیرہن کی کفنی آکر اجل نے چیری — سب اُڑ گئی ہوا پر دم مین مریدی پیری

مرشد فقیر ہادی رہبر ہوا تو پھر کیا

یا سر منڈا کے بیٹھے آزاد ہو نوسیلے — یا خود منڈے کہا کر سوروپ رنگیلے
میلے کیے ہزارون مونڈے فقیر چیلے — جب آ قضا پکاری جا سو رہے اکیلے

تکیہ ہوا تو پھر کیا بستر ہوا تو پھر کیا

جوگی اتیت جنگم یا سیورا کہایا — یا کھول کر جٹا کو یا گھونٹ سر منڈایا
برسون سے قضا کا جب وقت سر پہ آیا — نے بالکے کو تھا مانے آپ کو بچایا

نانک کبیر پنتھی بھبھرتھر ہوا تو پھر کیا

یا نیک بنکے بیٹھے اچھے لگے کہانے — یا ہو کے بد ہر اک کے دل کو لگے ستانے
آکر بجے اجل کے جب سر پہ شادیانے — تھے نیک و بد جہانتک سب لگ گئے ٹھکانے

بہتر ہوا تو پھر کیا بدتر ہوا تو پھر کیا

کیا ہندو کیا مسلمان کیا رند و گبر و کافر — نقاش کیا مصور کیا خوشنویس شاعر
جتنے **نظیر** ہین یان اکدم کے ہین مسافر — رہنا نہین کسی کو چلنا ہے سب کو آخر

دو چار دن کی خاطر یان گھر ہوا تو پھر کیا

ولہ

خود و سلاح جلتہ بکتر ہوا تو پھر کیا

یا خانہ جنگی لڑ کر کھایا بدنمین ٹانکا
موچھون کو تاؤ دیکر سود دست دھات ہانکا
جب گھور کر قضا کے بانکے نے آکے جھانکا
ٹیڑھا رہا نہ ترچھا گنڈا رہا نہ بانکا

تیغا سپر قرابین جمدھر ہوا تو پھر کیا

یا ہو حکیم حاذق کرنے لگے طبابت
مردون کے تئین جلایا عیسے کی کر کرامت
کھوئے مرض ہزارون دھوئی ہر اک زحمت
جب آئی سر پر اپنے پھر کچھ چلی نہ حکمت

لقمان یا فلاطون اگر ہوا تو پھر کیا

یا ہو نجومی کامل تارون کو چھان ڈالا
سورج گہن بچارے چندر گہن نکالا
برج و ستارے باندھے احکام کو سنبھالا
جب وقت اپنا آیا اُسوقت کو نہ ٹالا

جوتش نجوم پنڈت پڑھکر ہوا تو پھر کیا

یا پڑھکے دو کتابین اور کرکے علم حاصل
یا بھوت جن اُتارے مشہور ہوکے عامل
جب دیو کا اجل کے سایہ ہوا مقابل
مُلّا رہا نہ سیانا عالم رہا نہ فاضل

تعویذ فال جادو منتر ہوا تو پھر کیا

ماتھے پہ کھینچ ٹیکا یا ہاتھ لے کے مالا
پوتھی بغل مین دابی زنّار کو سنبھالا
پوجا کتھا کہانی کیا کیا شبد نکالا
کچھ بن سکا نہ آیا جب جان لینے والا

وید و پُران پڑھکر مصّر ہوا تو پھر کیا

یا پی کے مے کسی نے کی عیش کامیابی
لوٹا نشے مین ہر جا کر دل سے بے حجابی
جسدم قضا نے اپنی جھمکائی اک گلابی
پھر مے رہی نہ مینا نہ مست نہ شرابی

اِکدم لبون پہ مے کا ساغر ہوا تو پھر کیا

جب عمر کی کچہری جا لگی قضا نے آکر — پھر آپ نہ قلمدان کاغذ رہا نہ دفتر

منشی وکیل دیوان مر مر ہوا تو پھر کیا

یا ے قضا کی خدمت ہو بیٹھے آپ قاضی — محضر قبالہ لکھے قضیئے چکائی شرعی
اعلام سنے قضا کا جب آننا پکاری — پھر محکمہ نہ جھگڑا قاضی رہا نہ مفتی

کوڑ البید درہ دریر ہوا تو پھر کیا

کتوال بن کے بیٹھا یا صدر ہو مقرر — فاسق ڈرین ہزارون اور چور کانپے تھر تھر
آیا قضا کا مردھا جس دم چھری اٹھا کر — کتوالی اور صدارت سب اڑ گئی ہوا پر

دو دن کا خوف و خطرہ اور ڈر رہا تو پھر کیا

کہتے تھے کتنے ہم تو ہین ذات مین کلان جی — ہم شیخ ہم مغل ہین ہم ہین پٹھان ہان جی
جس دم قضا پکاری اب اٹھ چلو میان جی — پھر شیخ جی نہ سید مرزا رہی نہ خان جی

ذات و حسب نسب کا جوہر ہوا تو پھر کیا

یا لے کے زر جہان مین کرنے لگے تجارت — یا سیٹھ بنکے بیٹھے خاصی بنا عمارت
ھولین قضا نے ہیان جب کر سکا اک شتاب — سب کوٹھی اور دکانین کر ڈالین دم مین غارت

مال و مکان جواہر اور زر رہا تو پھر کیا

یا ہو سپاہی بانکا ترچھا بڑا کہایا — بلدار باندھ چیرہ طرے کو جگمگایا
کھیت مین جاکے کو ذالا کھونکے تیغ چمکایا — جب منہ اجل کا دیکھا پھر کچھ بھی بن نہ آیا

یکتا شجاع بہادر صفدر رہا تو پھر کیا

گھوڑا اٹھا کے ڈھ با فوجون مین ہو دلاور — مارے طمنچے بھالے کھائی کٹار جمدھر
مارا قضا نے بھالا جس دم فنا کا آکر — پھر مردمی شجاعت سب ہو گئی برابر

کہتا تھا کوئی گھوڑا ہی نامدار خان کا — یہ پالکی یہ ہاتھی ہی ذوالفقار خان کا
آیا قدم اجل کے جب تیس مار خان کا — پھر بھی کہین نہ دیکھا پھر شہسوار خان کا

جھمپان میگ ڈنبر دھر پر ہوا تو پھر کیا

کہتا تھا کوئی ڈیوڑھی ہی خان مہربان کی — یہ باغ یہ حویلی ہی مخلدار خان کی
جب راج نے قضا کے کرنی بسولی ٹانکی — اک اینٹ بھی نہ پائی ہرگز کسی مکان کی

رنگین محل سنہرا گھر دھرا ہوا تو پھر کیا

کتنون نے بادشاہی کیا کیا خطاب پایا — مُہرین بڑی کُھدائین سکہ بڑا ا
جب آن کر فنا نے نام و نشان مٹایا — وہ نام اور وہ سکہ ڈھونڈھا کہین

زردون کا مُہر چھاپا دھر پر ہوا تو پھر کیا

جاگیر مین کسی نے زر ریز ملک پایا — کر بندوبست اپنا نظم و نسق بٹھا
لیکر سند اجل کا جب فوجدار آیا — اکدم مین حکم و حاصل سب ہو گیا پر

ہانسی حصار ٹھٹھا بھکر ہوا تو پھر کیا

کہتا تھا کوئی لشکر ہی طرہ باز خان کا — یہ خیمہ شامیانہ ہی شہنواز خان
آیا کٹک اجل کے جب یکہ باز خان کا — سر بھی کہین نہ پایا پھر سرفراز خان

سردار میر بخشی بڑھ کر ہوا تو پھر کیا

ہاتھی پہ چڑھ کے نکلے یا خاصے گھوڑے دیبا — یا ناتکی سنبھالی یا پالکی کی جھ
پائے صراحی حقہ دوڑے جلیب اندر — جب آ اجل پکاری صاحب رہا نہ

آقا ہوا تو پھر کیا نوکر ہوا تو پھر کیا

یا لیکے اک قلمدان اور رکھ قلم کو سر پہ — جوڑے حساب لاکھون پھر سے لکھے

ولہ

گر شاہ سر پہ رکھکر افسر ہوا تو پھر کیا — اور بحر سلطنت کا گوہر ہوا تو پھر کیا
اہی علم مراتب پُر زر رہا تو پھر کیا — نوبت نشان نقارہ در پر ہوا تو پھر کیا
سب مُلک سب جہان کا سرور ہوا تو پھر کیا

کیا رکھکے فوج لشکر کی سلطنت پناہی — پھیری دہائی اپنی لے ماہ تا بماہی
جب آنکر فنا کی سر پر پڑی تباہی — پھر سر رہا نہ لشکر نے تاج بادشاہی
دارا جم و سکندر اکبر ہوا تو پھر کیا

یا ذات مین کہائے نامی اصیل ذاتی — جمشید فر کے پوتے نوشیروان کے ناتی
تھے آپ مثل دولھا اور فوج تھی براتی — جب چل بسے تو کوئی پھر سنگ تھا نہ ساتھی
ملک و مکان خزانہ لشکر ہوا تو پھر کیا

یا راج بنتی ہوکر دنیا مین راج پایا — چتور گڑھ ستارا کالنجر ابنایا
جب توپ نے اجل کے آمورچا لگایا — سب اُڑ گئے ہوا پر کوئی نہ کام آیا
گڑھ کوٹ توپ گولہ لشکر ہوا تو پھر کیا

لتنے دنون یہ غل تھا نواب ہین یہ خان ہین — یہ ابن ہفت ہزاری یہ عالی خاندان ہین
با گیر و مال و منصب گو آج اُنکے یان ہین — دیکھا تو اک گھڑی مین نہ نام و نہ نشان ہین
دو دن کا شور چرچا گھر گھر ہوا تو پھر کیا

ہتا تھا کوئی دیکھو یہ ہین امیر خان جی — اور یہ ہین خان خانان اور یہ ہین میر خان جی
پھر اُٹھا قضا کا جب آئے شیر خان جی — پھر کب کے میر خان جی کیسے وزیر خان جی
عُمدہ غنی تو انگر بانزر ہوا تو پھر کیا

یہ عاشق و معشوق جو کرتے ہین ہم چاہ — آگے کبھی بہت عاشق و معشوق تھے واللہ
وہ شخص کہان جاتے رہے اے مرے اللہ — اس بات سے معلوم ہوا اب تو یہی آہ
نہ عشق نہ عاشق نہ دلارام رہے گا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

ٹک غور کرو اب ہین کہان مجنون و فرہاد — لیلی کہان شیرین کہان وہ نازوہ بیداد
جو سب پھول کھلے واہ وہ سب ہو گئے برباد — ہم تم بھی غنیمت ہین سُن او یار پریزاد
وان حُسن نہ یان عشق کا ہنگام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا

محبوب بنا جسنے تمھین حسن دیا ہے — اُسنے ہی ہمین عاشق جانباز کیا ہے
ملنا ہے تو مل لو یہی جینے کا مزا ہے — سب نازو نیاز آہ یہ اکدم کی ہوا ہے
پھر ہجر نہ کچھ وصل کا پیغام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

ملنے سے ہمارے جو تمھین آتا ہے الزام — آتے دو یہ تم ہمسے ملے جاؤ سحر شام
پھر حسن کہان اپنے رکھو کام سے تم کام — جھک مارتے ہین وہ جو تمھین کرتے ہین بدنام
طوفان نہ بہتان نہ الزام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

یہ شعر و غزل اب جو بناتے ہین زبانی — آگے بھی بہت چھوڑ گئے اپنی نشانی
دیوان بنایا کوئی قصہ کہ کہانی — کچھ باقی نظیر اب نہین سب چیز ہے فانی
خمسہ نہ غزل فرد نہ ایہام رہیگا — آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

مغرور نہ ہو شوکت و حشمت پہ وزیرو — اس دولت و اقبال پہ مت پھولو امیرو

نے ملک نہ دولت نہ سرانجام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

بیوپار جو کرتے ہیں ہر اک چیز کا زردار — آگے بھی دکانیں تھیں کئی اور کئی بازار
جس طور کا اب چاہیے کر لیجیے بیوپار — پھر جنس نہ دلال نہ مالک نہ خریدار

نے نقد نہ کچھ قرض نہ کچھ وام رہیگا
آخر وہی اللہ کا ایک نام رہیگا

اب جتنی کھڑی دیکھو ہو عالم میں عمارات — یا جھونپڑے دو کوڑی کے یا لاکھ کے محلات
کیا پست مکان کیا یہ ہوادار مکانات — اک اینٹ بھی ڈھونڈھے کہیں آنکی نہیں ہات

دالان نہ حجرہ نہ در و بام رہے گا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

یہ باغ و چمن اب جو ہر اک جا میں ہے پھول — یہ شاخ یہ غنچہ یہ ہرے پات یہ پھل پھول
آجاویگی جب باد خزاں انکے اُپر بھول — ہر خار کی ہر پھول کی اُڑ جاویگی سب دھول

نے زرد نہ سُرخ اور نہ سیہ فام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

میخوار بھی کتنے ہوے یاں مے کے ملاقی — ساقی بھی کئی ہو گئے محبوب زناتے
لا جام کوئی بھر کے جو ہو اور بھی باقی — فرصت ہے غنیمت کوئی دم کو ارے ساقی

نہ مے نہ صراحی نہ ترا جام رہے گا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

مستور نہ مشہور نہ گمنام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

مختار کہے خسروے جو کرتے ہین سدا کام　　یا جبر سے مجبوری کے رکھتے ہین کئی دام
جب آکے فنا ڈالے گی اک گردش ایام　　اک آن مین اٹھ جائیگا سب چیز کا الزام

مختار نہ مجبور نہ خود کام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

اب دل مین بُرے اپنے جو کہلاتے ہین اغیار　　سو مکر و دغا کرتے ہین اک آن مین تیار
جب آکے فنا ڈالیگی سر کے اوپر اک وار　　اک وار کے لگتے ہی یہ ہو جاوینگے سب پار

نے مکر نہ حیلہ نہ کوئی دام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا

کرتے ہین جو اب دل سے ریاضات و صلوات　　یا عمر کو کھوتے ہین بہ رندی و خرابات
جب آکے فنا چھوڑیگی شمشیر کا اک ہات　　پھر صاف ہے دونون کی گنہگاری و طاعات

نے رند نہ عابد نہ مے آشام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اِک نام رہیگا

جھگڑا انکرے ملت و مذہب کا کوئی یان　　جس راہ مین جو آن پڑے خوش رہے ہر آن
زنار گلے یا کہ بغل بیچ ہو قرآن　　عاشق تو قلندر رہین نہ ہندو نہ مسلمان

کافر نہ کوئی صاحب اسلام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

جو شاہ کہاتے ہین کوئی انسے یہ پوچھو　　دارا و سکندر وہ گئے آہ کدھر کو

عدو کا دم مین ہو جائے جگر چاک

رہون یان جب تلک رکھو میری عزت
مرون تو کچھ نہو مجھکو اذیت
پھر آوے جس گھڑی روز قیامت
نظیر اپنے کی وان بھی رکھیو عزت
خداوندا بحق پنجتن پاک

در فنائے جہان و بقائے رحمان

دنیا مین کوئی خاص نہ کوئی عام رہیگا
نہ صاحب مقدور نہ ناکام رہیگا
زردار نہ بے زر نہ بد انجام رہیگا
شادی نہ غم گردش ایام رہے گا
نہ عیش نہ دکھ درد نہ آرام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

یہ چرخ جو کھاتا ہے بڑا گنبد ازرق
یہ چاند یہ سورج یہ ستارے ہین معلق
لوح و قلم و عرش برین ثابت و مطلق
سب ٹھاٹھ یہ اک آن مین ہوجاویگا حق
آغاز کسی شے کا نہ انجام رہے گا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا

لے عالم ارواح سے تا عالم جنات
انسان پری حور و ملک جن و خبیثات
لیا ابر و ہوا جنگل و کوہ ارض و سموات
اک پھونک مین اڑجاوینگے جون نقش طلسمات
ہشیار نہ پختہ نہ کوئی خام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

گر علم و ہنر سے ہی کوئی خلق مین مشہور
یا کشف کرامات مین ہی صاحب مقدور
یا ایک کا ہی نام و نشان خلق مین مشہور
اک دم مین پلک مارتے ہوجاوینگے سب دور

علی کو لحمک لحمی کہا ہے | علی کو روحک روحی کہا ہے

یہ سب سمجھے وہ خدا دے جسکو ادراک

علی کو خاص نسبت ہے نبی سے | نبی کو راہ دل مین ہے علی سے
وہ دونون ایک تن اور ایک جی سے | کسی کو تاب کیا غیر از علی سے

جو پہنے مصطفےٰ کے تن کی پوشاک

علی کو جو کوئی پہچانتا ہے | برابر مصطفےٰ کے مانتا ہے
جو اُن مین کچھ تفاوت جانتا ہے | وہ اپنے خاک سر پہ چھانتا ہے

لگائی اُسنے دوزخ کی کمر تاک

علیؑ کی دوستی مین جو مرے گا | اُسی کو باغ جنت کا ملے گا
علیؑ کے بغض مین جو جان دیگا | وہ ملعون دوزخ اندر یون جلیگا

کہ جیسے آگ پر جلتا ہے خاشاک

جسے وصفِ علی کچھ سالتا ہے | اُسیکو دوزخ آخر ڈھالتا ہے
جو اُنکا بغض دل مین پالتا ہے | گویا بھر بھر کے ڈلیان ڈالتا ہے

وہ اپنے دین اور ایمان مین خاک

جو رکھے دشمنی حیدر سے یک مو | وہ بیشک ہے سیہ دل اور سیہ رو
جو لے سُبکی سے نام مرتضےٰ کو | نہ جاوے اُس شقی کے مُنھ سے بدبو

کرے گر شاخ سے طوبےٰ کی مسواک

پڑھون جسدم مناقب مین علیؑ کا | پھٹے سینہ مخالف خارجی کا
حواس اُڑ جاے ہر اک ناصبی کا | دھڑک جاوے کلیجہ مدعی کا

محمد اور علی یاقوت احمر | دُر بحر خدا خاتون اطہر
زمرد لعل ہین شبیر و شبر | جواہر خانۂ قدرت کے اندر
یہی پانچون گہر ہین پنجتن پاک

انھین کیواسطے خلد عدن ہے | انھین کیواسطے نہر لبن ہے
جنھین انکی محبت کا چلن ہے | بہشتی حلّہ اور اُن کا بدن ہے
سدا شیر بہشت اور سایۂ پاک

جسے انکی محبت پل بہ پل ہے | اُسی کو دین اور دنیا کا پھل ہے
جو کوئی اُن کی اُلفت مین دغل ہے | تو اُس مرتد کی یارو یہ مثل ہے
کہ جیسے لیوے طوبے بیچکر ڈھاک

علی جو شہسوار لافتا ہے | امیر المومنین شیر خدا ہے
فلک ہیبت سے اُسکی کانپتا ہے | علی جو صفدر روز وغا ہے
کہ جسکی شرق سے ہے غرب تک دھاک

علیؑ ہے قاتل کفار گمراہ | علیؑ کا حکم ہے ماہی سے تا ماہ
نبیؐ کا قوت بازو یداللہ | اُٹھا دے چرخ کی گردش تو واللہ
ابھی تھم جاوے دم مین چرخ کا چاک

علیؑ نے مہد مین چیرا ہے اژدر | علیؑ نے کاٹ ڈالے عمرو عنتر
اُکھاڑ ڈالا ہے اک حملہ سے خیبر | خواص اشیا کا پھیرے گر وہ سر
تو ہو تریاک زہر اور زہر تریاک

علیؑ کو مصطفےٰ نے جی کہا ہے | علیؑ کو جسمک جسمی کہا ہے

کام کیا کیا کچھ ہوے اِس سے خدا کی راہ کے
اُسنے کٹوایا تو ہاتھ اب اُنکے ماتم کے لیے
پھر خدانے بھی انھین یہ دست قدرت کے دیے
کیون نہ پھر تن سے ملاتے وہ تو منصف ہین اگر
سیکھ جاوے اُنسے نصفت آ کے ہر نصفت شعار

جب ہوے روضہ مین داخل وہ محبان علی
وان اُنھون نے کچھ مکان بنوانے کی تجویز کی
گر زیارت اور تصدق ہو کے دل سے ہر گھڑی
لڑکا بنواتا پھرے تھا ہاتھ مین لیکر چھڑی
کی عمارت آخرش رنگین منقش زر نگار

دین بھی اُسکو ملا دنیا بھی یارو دیکھیو
کیا محبت کے چمن کی ہو یہ خوشبو دیکھیو
اور محب پاک کہلایا تک اُسکو دیکھیو
کیا ہی طالع کیا ہی قسمت ہے محبو دیکھیو
اُنکی اُلفت کا نہال آخر یہ لایا برگ و بار

یا علی عباس غازی صاحب تاج و سریر
جان و دل سے اب تمھارے نام کا ہو کر فقیر
سب کے تم مشکلکشا ہو کیا غریب و کیا امیر
یہ غلام روسیہ اب جسکو کہتے ہین نظیر
آپ کے فضل و کرم کا یہ بھی ہو امید وار

منقبت درشان امیر المومنین حضرت علی ؑ

کرون کیا وصف مین اُن کا المتاک
پھرا جو عرش اور کُرسی پہ چالاک
اگہ جنکی شان مین آیا ہو لولاک
کہان وہ اور کہان میرا یہ ادراک
چہ نسبت خاک را با عالم پاک

محمد رحمۃ للعالمین سے
رسول پاک ختم المرسلین ہی
حبیب حق شفیع المذنبین ہی
کوئی ایسا خدائی مین نہین ہے
لگا تحت الثرلی سے تا بہ افلاک

لا فتا الا علی لا سیف الا ذو الفقار

صبح کو اس کوٹھری کا خود بخود در کھل گیا — باپ ماں دیکھیں تو اُسکا ہاتھ تن سے ہی ملا
پوچھا یہ کیا تھا جو کچھ دیکھا تھا اُسنے سب کہا — سنتے ہی دونون نے پھر تو صدق سے کلمہ پڑھا

ہاتھ مین تسبیح لی زنار کو ڈالا اُتارے

پھر ہوئی اِس معجزہ کی شہر کی خلقت مین دھوم — ہو گیا اِس طفل پر سب شہر کا آکر ہجوم
دیکھتا تھا جو کوئی لیتا تھا اُسکے ہاتھ چوم — اور لگا آنکھون سے یون کہتا تھا ہر دم جھوم جھوم

یہ اُنھین کی دوستی کے گل نے دکھلائی بہار

الغرض ماں باپ اُس پسر جان و دل سے ہو فدا — لے کے لڑکے کو چلے دلشاد سوے کربلا
راہ مین کرتے تھے لوگ اُسکی زیارت جابجا — جب وہ منزل پر اُترتے تھے تو وانکے لوگ آ

دمبدم کرتے تھے اپنا سیم و زر اُس پر نثار

کو بکو شہر نجف مین بھی یہ شور و غل پڑے — اک محب پاک دل آیا ہی ہندوستان سے
وانکے بھی لوگ آئے سب اُسکی زیارت کے لیے — اور لاکھون شخص آئے دور اور نزدیک کے

اسقدر یہ معجزہ سب مین ہوا وان آشکار

کربلا کے پاس پہونچا جسگھڑی وہ ماہتاب — اُن شریفون کو ہوا حکم شہ عالیجناب
اک ہمارا دوست آتا ہی چلا جون موج آب — کر کے استقبال تم جا کر اُسے لاؤ شتاب

اُسکی لازم ہے تمھین دلداری کرنی بیشمار

کربلا کے لوگ نکلے اُسکے استقبال کو — لے گئے اسپ و شتر آرایش و اجلال کو
کر زیارت چوم اُسکے دست خوش افعال کو — سو تجمل سے غرض اُس صاحب اقبال کو

شہر مین لائے بصد اکرام و عز و افتخار

کربلا کے دشت مین دولت شہادت کی ملی ۔۔۔ جو ہمین چاہیے ہمارا بھی اسے چاہیے ہی جی

جو ہمارا غم کرے ہم بھی ہین اُسکے غمگسار

سنتے ہی اس بات کے اکبار وہ لڑکا غریب ۔۔۔ ہوگیا شاد اور وہین سر رکھکے قدمونکے قریب

یون لگا کہنے بڑی قسمت بڑے میرے نصیب ۔۔۔ مین کہان عاجز کہان اللہ کے خاص حبیب

مین تصدق ہون تمہارا یا شہِ والاتبار

یہ کرم یہ لطف یہ بندہ نوازی کس سے ہو ۔۔۔ مجھ سے نالائق کی ایسی سرفرازی کس سے ہو

تمنے جو کچھ مجھ سے کی یہ چارہ سازی کس سے ہو ۔۔۔ یہ حمایت یہ مدد یا شاہ غازی کس سے ہو

اس عنایت اس کرم کا ہی تمھین پر کاروبار

مین جو اپنے ہاتھ سے کرتا تھا ماتم برملا ۔۔۔ اور رہ اُٹھاتا تھا علم بھی مین تمھارے جابجا

حق اگر پوچھو تو کسکا ہاتھ ہے کٹ کر ملا ۔۔۔ یہ تمھین سے ہو سکا جو پھر دیا تن سے لگا

ورنہ کس مین تھی بھلا یہ قدرت و یہ اقتدار

وہ بھی راغب تھا جو اپنے درد کے اظہار کا ۔۔۔ ایک پل مین پھر نہ دیکھا نقش ماتم دار کا

کیا دیا تن سے ملا ہاتھ اپنے ماتم دار کا ۔۔۔ معجزہ دیکھو یہ ابنِ حیدرِ کرّار کا

کس مین یہ قدرت ہی جز فرزندِ شیرِ کردگار

اب جو اُسکے ہاتھ پر کٹنے کی آئی تھی گرہ ۔۔۔ کچھ چھکیمون سے نہو تا گر وہ پھرتا دہ بہ دہ

اب اُنھون نے کردیا اک آن مین آتے ہی بہ ۔۔۔ یہ نہین دست اور کا دست یداللّٰہی ہی یہ

جز یداللہ ہو بھلا کس دست سے یہ دستکار

کیا حسین ابنِ علی نے جس لیا میدان مین ۔۔۔ اور ہین عباس علی کی بخششین ہر آن مین

جنکے بیٹونکی رہین دل خلق کے احسان مین ۔۔۔ کیون نہ پھر خالق کہے اُنکے پدر کی شان مین

تاب کسکی ہی جو اُس چہرے کے آگے تاب لائے ماہ کیا گر شمس بھی دیکھے تو اپنا سر جھکائے
ایسے طالع ایسی قسمت یہ نصیبا کوئی پائے ایسا شہزادہ مقدس جسکے گھر تشریف لائے
آدمی کیا ہی فرشتونکا نہین عزّ و وقار

وہ تو وہ نور تجلی دیکھ بیخود تھا پڑا اس عنایت اِس کرم کا کچھ بھی یارو تھا
آپ گھوڑے سے اُتر کے نور چشم لاانتہا اُس بریدہ دست کو اُسکے دیا تن سے ملا
اور کہا اُٹھ جلد اے آلِ نبی کے دوستدار

وہ جو آنکھین کھولکر دیکھے عجب انوار ہے روشنی سے جسکی روشن سب در و دیوار ہے
ہاتھ کو دیکھا تو خاصا ہاتھ بھی تیار ہے نہ تو اسمین درد ہی نہ خون کا آثار ہے
رہ گیا اکبارگی حیرت مین وہ مظلوم زار

پھر جو اُس لڑکے کو اُسمین ہوش سا کچھ آگیا ہو تصدق اور وہین پانوٗن کے اوپر گر پڑا
اور کہا وہ درد مرا تو ہاتھ تو تن سے تھا جدا یہ تمھین سے ہو سکا جو پھر دیا تن سے ملا
سچ بتاؤ کون ہو تم اے امیر نامدار

باپ نے تو میرے مجھ پر یہ ستم برپا کیا ہاتھ کاٹا قید کی اور سو تعدّی و جفا
مجھسے بیکس پر جو تمنے کی یہ کچھ لطف و عطا اب خدا کے واسطے جلد یہ اے بحر سخا
اپنا کچھ نام و نشان مجھ سے کہو تفصیل وار

جب کہا حضرت نے ہم بھی آدمی ہین اے عزیز بندۂ درگاہ رب العالمین ہین اے عزیز
خاکسار و عاجز و اندوہگین ہین اے عزیز کیا تو کرتا ہے ماتم وہ ہمین ہین اے عزیز
آفرین صد آفرین اے پاک مومن دیندار

یہ ہمارا ہی نشان اے پاک طینت متقی نام کو پوچھے تو ہیگا نام عباس علی

جسطرح عاشق کسی معشوق کا ہو بیقرار

جب تو سب نے تنگ ہو کر مصلحت ٹھانی بہم
جس سے کرتا ہے یہ ماتم اور اُٹھاتا ہے علم
کیون نہ اب اسمین وہی ہاتھ اسکا کر ڈالو قلم
کہہ کے یہ آخر کو سب نے سے قیامت ہے ستم
کاٹ ڈالا ہاتھ جلد اُس بے گنہ کا ایک بار

الغرض کر ہاتھ اُس مظلوم کا تن سے جدا
کوٹھری مین بند کر کے اور قفل اوپر جڑ
نے اُسے کھانا کھلایا نے اُسے پانی دیا
شام تک بھوکا پیاسا کوٹھری مین تھا پڑا
دیکھ اپنے ہاتھ کو روتا تھا ڈاڑھین مار مار

وہ اندھیری کوٹھری وہ بھوک پانی کی پیاس
ہاتھ سے لوہو کی بوندین بھی ٹپکتین آس پاس
کس مصیبت مین پڑا وہ گلبدن زرین لباس
ہاتھ زخمی خون جاری دل پریشان جی اداس
کس سے مانگے داد اور کس کو پکارے بار بار

وہ تو اپنی بیکسی کے درد مین روتا تھا وان
اسمین کیا ہے دیکھتا اُس کوٹھری کے درمیان
ہو گیا اِک بارگی نور تجلّی کا نشان
اِس تجلّی مین نظر آیا اسے اک نوجوان
کاندھے کے اوپر علم پہلو مین تیغ آبدار

دستانہ ہاتھ مین اور پشت کے اوپر سپر
تن مین اک سیمین زرہ اور خود زرین فرق پر
دائین کو تیر و کمان بائین کو شمشیر و تبر
جسطرح ابر سیہ مین برق ہو جلوہ گر
اسطرح اُس کوٹھری مین آگیا وہ شہسوار

اُسنے جب اس نوجوان کے نور کی دیکھی جھلک
تھا مجسم وہ تو حق کا نور سر سے پانون تک
دیکھتے ہی اُسکا ہیبت سے گیا سینہ دھڑک
مُند گئین آنکھین وہین اور رہ گئین پلکین جھپک
ہو گیا بیہوش وہ مجبور زخمی دل فگار

تعزیہ خانون مین جاتا چھپ کے وہ رعنا غزال — مرثیون مین سُنکے شاہِ کربلا کے غم کا حال

کوٹتا سینے کو اور ماتم سے روتا زار زار

تعزیہ کے سامنے ہو کے مُؤدب سر جُھکا — مور چھل رو رو ضریح پاک پر جھلتا کھڑا

جب علم اُٹھتے تو پھر لڑکون کے ساتھ آنسو بہا — یاحسین ابن علی کہکر علم لیتا اُٹھا

لوگ دیکھ اُسکی محبت ہوتے تھے حیران کار

شام سے آکر وہ قندیلین جلاتا دمبدم — قُمقُمے اور جھاڑ پر شمعین چڑھاتا دمبدم

عود سوز و نمین اگر لا کر گراتا دمبدم — اہل مجلس کے تئین شربت پلاتا دمبدم

سب وہ کرتا تھا غرض جتنا تھا وانکا کاروبار

لیکن اُسکے باپ کو ہرگز خبر اب تک نہ تھی — جب سُنا اُسنے تو بیٹے پر بہت تاکید کی

جھڑکا اور مارے طمانچے خوب سی تنبیہ کی — اور کہا اے بیحیا بد بخت موذی مدّعی

ذات سے کیا تو نکالیگا مجھے اے نابکار

اُسکے دل مین تو شہید کربلا کا جوش تھا — تعزیہ پر دھیان تھا اور مرثیہ پر گوش تھا

باپ تو کرتا نصیحت اور وہ خاموش تھا — نے طمانچون کا اُسے نے جھڑکیون کا ہوش تھا

اُٹھ گیا تھا اُسکے دل سے صاف سب کا ننگ و عار

باپ نے تو دنمین یہ اُس پر کیا رنج و عتاب — رات کو پھر تعزیہ خانونمین جا پہونچا شتاب

پھر پکڑ لایا اُسے جا کر بصد حالِ خراب — الغرض سو سو طرح اُس پر لیے رنج و عتاب

اُسنے پر جانا نچھوڑا اُس مکان کا زینہار

گو پتا بیگانہ اُسے جا کر بہت سمجھاتا تھا — پر کسیکا کب کہا خاطر مین اُسکی آتا تھا

رونا اور ماتم ہی کرنا اُسکے دل کو بھاتا تھا — تعزیہ خانیکی جانب یون وہ دوڑا جاتا تھا

صبح کے ڈر سے ہڑبڑا یار نے گھر کی راہ لی
ہم بھی دغا مین آ گئے مفت بہار لٹ گئی

کیا ہی نظیر رات کو عیش کے تھے مقابلے
جی یہ خوشی کے در کھلے رنج و تعب سبھو ٹلے
ناز و ادا کے چوچلے عیش و طرب کے غلغلے
اسمین رقیب دم نہ لے بولا ہے کر کے اشتلے

مے کے نشے اُبل چلے دیکھ فراغ جوت
شوخ کے ناز چلبلے بوسو نکے تھے معا
یار لپٹ رہا گلے دل مین خوشی کے ولو
باندھو کمر مسافرو کوچ کرین ہین قافلے

صبح کے ڈر سے ہڑبڑا یار نے گھر کی راہ لی
ہم بھی دغا مین آ گئے مفت بہار لٹ گئی

معجزہ حضرت عباس بن علی کرم اللہ وجہہ

جو محب ہین خاندانِ مصطفےٰ کے دوستدار
سب سنین دلشاد ہو یہ ماجرا تفصیل وار

اور علی مرتضیٰ پر جان و دل سے ہین نثار
ہین جو عباس علی کر ار غازی نامدار

اُنکا مین اک معجزہ لکھتا ہون باعز و وقار

آڑ کاٹ اک شہر ہے وان ایک ساہو کار تھا
مال و زر کا گھر مین اُسکے جا بجا انبار تھا

جتنے وان زر دار تھے اُن سب مین وہ سردار تھا
اُسکا اک بیٹا سعادتمند برخوردار تھا

گلبدن گل پیرہن گلرنگ گلرو نامدار

دوسرا اُسکے کوئی بیٹی نہ بیٹا تھا مگر
تھا پنھاتا اُسکو پوشاک اور جواہر سر بسر

ایک بیٹا تھا وہی سرور وان رشک قمر
بسکہ اکلوتا جو تھا اسواسطے اُس کے اُ

باپ بھی جی سے فدا اور ماں بھی تھی صدقے نثار

اُن دنوں مین تھا برس تیرہ کا اُسکا سن و سال
جب نظر آیا اُسے ماہِ محرم کا ہلال

مے کے نشونکے شور تھے کپڑے بھی شور بور تھے
بولا رقیب ون دیے دوڑیو یارو چور تھے

صبح کے ڈر سے ہڑبڑا یار نے گھر کی راہ لی
ہم بھی دغا مین آگئے مُفت بہار لٹ گئی

کیا ہی مزے تھے رات کو یارو مین تمسے کیا کہون
شوخ بغل مین فی فنون عیش و طرب فزون فزون
یار کے باز اور فسون اپنے بھی عشق اور جنون
اسمین رقیب بدشگون کچھ نہ بنا تو وہ زبون

صحن چمن ارم نمون ڈالیان جھومین سرنگون
مے کے بھی آ گئے جو شگون پھر نشون مین لالہ گون
جام پکارے منھ لگون عیش پکارے دم لگون
پچھلے ہی پہر بے سبب مُرغ بولا ہی آکے ککڑون کون

صبح کے ڈر سے ہڑبڑا یار نے گھر کی راہ لی
ہم بھی دغا مین آگئے مُفت بہار لٹ گئی

لوٹین ہین کیا ہی ہمنے واہ رات مزے بہار کے
کاکل مشکبار کے طرۂ آبدار کے
بانہین گلے مین یار کے بوس و کنار پیار کے
بھاگا رقیب یار کے ہاتھون پہ ہاتھ مار کے

انکھڑیون سرمہ دار کے لعل مسی نگار کے
مے کے نشون کے تار کے پھولون کے شاخسار کے
ہاتھون مین گجرے تار کے لچھے گلو مین ہار کے
کچھ نہ بنا تو دی اذان کوٹھے پہ جا پکار کے

صبح کے ڈر سے ہڑبڑا یار نے گھر کی راہ لی
ہم بھی دغا مین آگئے مُفت بہار لٹ گئی

رات ہوئی تھی واہ واہ کیا ہی تھے رسا رسا
شوخ بغل مین چاند سا دیتا تھا بوسے ہنس ہنسا
جامہ بدن مین جیب چبا پھول ہوا تھا بس بسا
اسمین رقیب گرگ سا کر کے سحر کا وسوسا

بیٹھے تھے مے بسا بسا پھولون مین ہم بسا بسا
زلفون مین اسکی دل پھنسا آن دا مین جی پھنسا
نیند و مین یار رمسالی تھی جمائی کسمسا
لا کے نقارہ یا دہل ٹھونون بجا اکسا

بیٹھے تھے مے مچل مچل لیتے تھے بوسے پل بہ پل
اسمین نظیر یک بیک آ کے یہ مچ گئے خلل

ابر کھلا ہوا گھٹی بوندین تھمین سحر ہوئی
پہلو سے یار اٹھ گیا سب وہ بہار بہ گئی

بیان عالم بہار

شب کو چمن مین واہ واہ کیا ہی بہار تھی مچی
بیلا چنبیلی رائے بیل موتیا جوہی سیوتی
حوض پڑے جھلکتے تھے نہر بلورین لیتی تھی
عیش و طرب کی لہر مین رات جب آدھی ڈھل گئی
پھول کھلے تھے پھول پھول غنچہ کھلے کلی کلی
باد صبا بھی چلتی تھی عطر و گلاب مین بسی
شوخ بغل مین غنچہ لب کے نشو کی تازگی
اسمین کہین سے ہو غضب نکلی جو کمر چاندنی

صبح کے ڈر سے ہڑ بڑا یار نے گھر کی راہ لی
ہم بھی دعا مین آ گئے مفت بہار لٹ گئی

رات تو کیا ہی عیش کی ٹھہری تھی آ کے انجمن
نرگس و نازو یاسمن سوسن و طرہ نسترن
یار بغل مین گلبدن سرخ گلے مین پیرہن
اسمین رقیب دل شکن آیا گجر کا کر کے فن
تارے کھلے تھے مہ و تن پھول کھلے چمن چمن
کبک و تدرو خندہ زن بلبل و قمری نعرہ زن
سینہ بسینہ تن بہ تن عیش و طرب کے سب برن
تھا لی کہین سے لا شتاب کی ہی بجا ٹھٹھن [illegible]

صبح کے ڈر سے ہڑ بڑا یار نے گھر کی راہ لی
ہم بھی دعا مین آ گئے مفت بہار لٹ گئی

باغ مین شب کو واہ واہ کیا ہی مزے نگے گھور تھے
شوخ پر اپنے زور تھے اسکے بھی ہمہ زور تھے
یار ہمارا چاند تھا چاند کے ہم چکور تھے
طوطی و بگلے مور تھے فاختو نکے بھی شور تھے
تو تڑی کر ٹی و بیر تھے چھلے بھی پور پور تھے
دونون چکٹی چکور تھے دونون پتنگ ڈور تھے

ابر کھلا ہوا گھٹی بوندین تھمین سحر ہوئی
پہلو سے یار اُٹھگیا سب وہ بہار ہوگئی

ابر و ہوا کے واہ واہ شب کو عجب ہی زور تھے
غوک و پپیہے مور تھے جھینگروں کے بھی شور تھے
باغ سے تا باغبان جتنے تھے شور بور تھے
بھیگ رہا تھا سب چمن مینہ کے جھڑاکے زور تھے
بادہ کشی کے دور تھے عیش و طرب کے جھور تھے
آ پڑے اسمین ناگہان یہ جو خوشی کے چور تھے

ابر کھلا ہوا گھٹی بوندین تھمین سحر ہوئی
پہلو سے یار اُٹھ گیا سب وہ بہار ہوگئی

چار طرف سے ابر کی واہ اٹھی تھی کیا گھٹا
برسے تھا مینھ بھی جھوم جھوم چھاجون اُمنڈ گھُمڑ پڑا
ہم بھی ہوا کی لہر مین پیتے تھے مے بڑھا بڑھا
بجلی کی جگمگاہٹ مین رعد رہا تھا گڑگڑا
جھونکے ہوا کے چل رہے یار بغل مین لوٹتا
دیکھ ہمین اس عیش مین سینہ فلک کا پھٹگیا

ابر کھلا ہوا گھٹی بوندین تھمین سحر ہوئی
پہلو سے یار اُٹھگیا سب وہ بہار ہوگئی

روز مزہ دن آگے سے رات کو برسے تھا مینھ جھمک جھمک
جام رہے چھلک چھلک شیشہ رہے بھبک بھبک
ہم بھی نشون مین خوب چھک لوٹتے تھے بہک بہک
بوندین پڑین ٹپک ٹپک پانی پڑے چھپک چھپک
یار بغل مین بانمک عیش و طرب تھے بیدھڑک
کیا ہی سمان تھا عیش کا اتنے مین آہ یک بیک

ابر کھلا ہوا گھٹی بوندین تھمین سحر ہوئی
پہلو سے یار اُٹھگیا سب وہ بہار ہوگئی

کیا ہی مزا تھا واہ واہ ابر و ہوا کا یار و کل
عیش و نشاط بر محل بارہ دریکا تھا محل
برسے تھا مینھ سنبھل سنبھل آگے رہی تھی شمع جل
شوخ سے بھر رہی بغل دل مین قرار جی مین کل

باغ تھا یا کہ خلد وہ یا کہ بہشت یا ارم
چاندنی تھی وہ چاندنی چاندکا رنگ جس سے کم
دونون نشون مین مست ہو سوئے پلنگ پہ جبکہ ہم
یار تھا یا کہ حور وہ یا کہ پری وہ یا صنم
پیتے تھے مے گھڑی گھڑی لیتے تھے بوسہ دمبدم
عیش مزا تھا وصل کا اسمین نظیر ہے ستم
صبح ہوئی گجر بجا پھول کھلے ہوا چلی
یار بغل سے اُٹھ گیا جی کی جی مین رہ گئی

موسم برسات کے بیان مین

رات لگی تھی واہ واہ کیا ہی بہار کی جھڑی
شمع و چراغ گلبدن بارہ دری تھی باغ کی
منہ کے مزے ہوا کئے نقل مے کے نشے گھڑی گھڑی
موسم خوش بہار تھا ابر و ہوا کی دھوم تھی
یار بغل مین غُنچہ لب رات اندھیری جھک رہی
ہمین کہین سے ہے ستم ایسی اک آ یون چلی
ابر کھلا ہوا گھٹی بوندین تھمین سحر ہوئی
پہلو سے یار اُٹھ گیا سب وہ بہار رہ گئی

شب کو ہوئین اہا ہا زور مزونکی مستیان
سبزو لونکی بستیان جنمین بسا خوشی کی بستیان
اسمین فلک نے یک بیک لوٹین دلونکی بستیان
بجلی کی شکلین بتیان بوندین پڑین برستیان
دھوم جھون مین بستیان جھلین نرالی گستیان
سارے نشے وہ لُٹ گئے کھوگئین مے پرستیان
ابر کھلا ہوا گھٹی بوندین تھمین سحر ہوئی
پہلو سے یار اُٹھ گیا سب وہ بہار رہ گئی

برسی تھین کیا ہی جھوم جھوم رات گھٹائین کالیان
بجلیون کی اُجالیان بارہ دری کی جالیان
جلتی تھین مے کی پیالیان منھ پہ نشونکی لالیان
کوکلین بولین کالیان بہ چلے نالی نالیان
عیش کی جھومین ڈالیان ہلتین گلونکی ڈالیان
اسمین فلک نے دوڑ کر سب وہ ہوائین کھالیان

چاندنی واہ چاندنی کرتی تھی کیا جھلک جھلک
جام کے لب سے ہر گھڑی نکلے تھی مے چھلک چھلک
عیش و طرب کی لذتیں ہونے لگیں جو یک بیک

چہک رہی تھیں بلبلیں باغ رہا تھا سب مہک
یار بغل میں غنچہ لب بوسوں کی ہو لپک جھپک
ایسے مزے میں عیش میں آہ کہیں سے غش دھنک

صبح ہوئی گجر بجا پھول کھلے ہوا چلی
یار بغل سے اُٹھ گیا جی ہی کی جی میں رہ گئی

ایک طرف تو نور میں ماہ رہا تھا جگمگا
دونوں دلوں میں لذتیں دونوں جنوں میں عیش تھا
ہونٹھوں سے ہونٹ لگ رہے سینے سے سینہ مل رہا

ایک طرف وہ رشک مہ میری بغل میں تھا پڑا
مے کی گلابی ہاتھ میں آنکھوں میں چھا رہا نشا
اتنے میں آہ یک بیک کیا ہی غضب یہ ہو گیا

صبح ہوئی گجر بجا پھول کھلے ہوا چلی
یار بغل سے اُٹھ گیا جی ہی کی جی میں رہ گئی

واہ وہ میں تھیں رات کیا چاندنی کی اُجالیاں
شوخ بغل میں ناز سے کھولے تھا زلفیں کالیاں
ہاتھ بھی نشہ میں مست تھے ساقی کی پیکے پیالیاں

جھوم رہی تھیں باغ میں سنبل و گل کی ڈالیاں
خوش ہو گلے لپٹ لپٹ دیتا تھا ہنسی گالیاں
جلکے فلک نے اس میں ہائے آفتیں الٹیں ڈالیاں

صبح ہوئی گجر بجا پھول کھلے ہوا چلی
یار بغل سے اُٹھ گیا جی ہی کی جی میں رہ گئی

کیا ہی چمن میں شب کو واہ برسی تھی نور کی جھڑی
غنچہ دہن تھا بے خبر پی تھی جو مے کڑی کڑی
چشم سے چشم لب سے لب چھاتی سے چھاتی جب لڑی

تار نشو نگے تھے بند سے ٹوٹے تھی چاندنی پڑی
دیتا تھا بوسے پیار سے سینہ سے لگ گھڑی گھڑی
کیا ہی گھڑی تھی عیش کی اس میں بلا یہ آ پڑی

صبح ہوئی گجر بجا پھول کھلے ہوا چلی
یار بغل سے اُٹھ گیا جی ہی کی جی میں رہ گئی

کیا دھوپ ہی کیا سایا اللہ ہی اللہ
کیا مہر ہی کیا مایا ہی اللہ ہی اللہ
کیا تھا ٹھہریہ ٹھہرایا ہی اللہ ہی اللہ
کیا بھید نظیر آیا ہی اللہ ہی اللہ

ہر آن مین ہر بات مین ہر ڈھنگ مین پہچان
عاشق ہی تو دلبر کو ہر اک رنگ مین پہچان

چاندنی رات کا بیان

صحن چمن مین واہ واہ زور کھلی تھی چاندنی
آیا تھا یار گلبدن پہن کے بادلا زری
بوس و کنار جام دے عیش و طرب ہنسی خوشی
چاند ہلور ین لیتا تھا اور کھلی تھی چاندنی
چمکے تھی تارے تارین مہ کی جھلک زری زری
اسمین کہین سے یک بیک مرغ سحر نے بانگ دی

صبح ہوئی گجر بجا پھول کھلے ہوا چلی
یار بغل سے اُٹھ گیا جی ہی کی جی مین رہ گئی

کیا ہی مزے سے عیش کی رات تھین مہتابیان
آگے چُنی تھین صف بصف مے کی بھری گلابیان
سینوں مین اضطرابیان آنکھوں مین بیحجابیان
چھوٹین تھین ماہتاب مین نہرون کی ہتابیان
ہمکو نشون کی مستیان یار کو نیم خوابیان
اسمین فلک نے رشک سے ڈالین یہ کچھ خرابیان

صبح ہوئی گجر بجا پھول کھلے ہوا چلی
یار بغل سے اُٹھ گیا جی ہی کی جی مین رہ گئی

شب کو دلون مین واہ واہ زور خوشی کے ہار تھے
دونون دلون پیار تھا دونون گلون مین ہار تھے
سینے مین آسمان کے تیر حسد کے پار تھے
ہمسے دو چار یار تھا یار سے ہم دو چار تھے
وصل سے بیقرار تھے عیش کے کاروبار تھے
ایک پلک مین ناگہان سب وہ مزے شرار تھے

صبح ہوئی گجر بجا پھول کھلے ہوا چلی
یار بغل سے اُٹھ گیا جی ہی کی جی مین رہ گئی

حورین کہین غلمان کہین پریان کہین جنات
سختی کہین راحت کہین گردش کہین سکنات
تارے کہین سورج کہین برج اور کہین دن رات
اوجڑ کہین بستی کہین جنگل کہین دیہات
شادی کہین ماتم کہین نور اور کہین ظلمات
جب غور سے دیکھا تو اُسی کے ہین طلسمات

ہر آن مین ہر بات مین ہر ڈھنگ مین پہچان
عاشق ہے تو دلبر کو ہر اک رنگ مین پہچان

بیچے ہے جو ہر کوئی زر و سیم و طلا رانگ
دیتا ہے کوئی ہاتھ سے لیتا ہے کوئی مانگ
ٹھہرا ہے کوئی چڑھ لگاتا ہے کوئی پھانگ
گھنٹا ہے کہین جھانجھ کہین سنکھ کہین بانگ
مارے ہے کوئی پارے کو بناوے کوئی مرگانگ
محتاج کوئی قوت کا رکھتا ہے کوئی دانگ
ملتا ہے کوئی پوست کو چھانے ہے کوئی بھانگ
جب غور سے دیکھا تو اُسی کے ہین یہ سب سوانگ

ہر آن مین ہر بات مین ہر ڈھنگ مین پہچان
عاشق ہے تو دلبر کو ہر اک رنگ مین پہچان

ناری کوئی بادی کوئی خاکی کوئی آبی
باتین کوئی بیٹھا ہوا کرتا ہے کتابی
مارے ہے زٹل کوئی کہین جیب ہے وا ہی
کالا کوئی گورا کوئی پیلا کوئی آبی
صوفی کوئی زاہد کوئی بدمست شرابی
پیتا ہے کوئی کیف کوئی مے کی گلابی
سچا کوئی جھوٹا ہے کوئی رند خرابی
ہین اُسکی ہی قدرت کے یہ سب لال گلابی

ہر آن مین ہر بات مین ہر ڈھنگ مین پہچان
عاشق ہے تو دلبر کو ہر اک رنگ مین پہچان

کیا حسن کہین پایا ہے اللہ ہی اللہ
کیا رنگ یہ رنگوایا ہے اللہ ہی اللہ
کیا عشق کہین چھایا ہے اللہ ہی اللہ
کیا نور یہ جھمکایا ہے اللہ ہی اللہ

گاتا ہی کوئی شوق مین کرتا ہی کوئی حال
ہنستا ہی کوئی شاد کسیکا ہی برا حال
ناچے ہی کوئی شوخ بجاتا ہی کوئی تال
کرتا ہی کوئی ناز دکھاتا ہی کوئی بال
چھانے ہی کوئی خاک اُڑاتا ہی کوئی مال
روتا ہی کوئی ہوکے غم و درد مین پامال
پہنے ہی کوئی چیتھڑے اوڑھے ہی کوئی شال
جب غور سے دیکھا تو اُسی کی ہی یہ سب چال

ہر آن مین ہر بات مین ہر ڈھنگ مین پہچان
عاشق ہی تو دلبر کو ہر اک رنگ مین پہچان

جاتا ہی حرم مین کوئی قرآن بغل مار
پہونچا ہی کوئی پار بھٹکتا ہی کوئی وار
عاجز کوئی بیکس کوئی ظالم کوئی لٹھ مار
زخمی کوئی ماندا کوئی اچھا کوئی بدکار
کہتا ہی کوئی دیر مین پوتھی کی سماچار
بیٹھا ہی کوئی عیش مین پھرتا ہی کوئی زار
مفلس کوئی ناچار توانگر کوئی زردار
جب غور سے دیکھا تو اُسی کے ہین سب اسرار

ہر آن مین ہر بات مین ہر ڈھنگ مین پہچان
عاشق ہی تو دلبر کو ہر اک رنگ مین پہچان

ہی کوئی دلی دوست کوئی جان کا دشمن
مالا کوئی جپتا ہی کوئی شوق مین سمرن
نکلے ہی جواہر کے کوئی پہن کے ابرن
جوگی کوئی بھوگی کوئی سوگی کوئی سوگن
بیٹھا ہی پہاڑون مین کوئی پھرتا ہی بن بن
چھوڑے ہی کوئی مال سمیٹے ہی کوئی دھن
لوٹے ہی کوئی خاک مین رو رو کے ملا تن
جب غور سے دیکھا تو اُسی کے ہین یہ سب فن

ہر آن مین ہر بات مین ہر ڈھنگ مین پہچان
عاشق ہی تو دلبر کو ہر اک رنگ مین پہچان

سردی کہین گرمی کہین جاڑا کہین برسات
دوزخ کہین بیکنٹھ کہین ارض و سموات

سبکے تو بسنتین ہین یہ یارون کا بسنتا

جب کھیت پہ سرسونکے دیا جاکے قدم گاڑ
مجوب رنگیلون کا بھی اک ساتھ لگی جھاڑ

سب کھیت اُٹھا سر کے اُوپر رکھ لیا جھجھاڑ
ہر جھاڑ سے سرسونکے یہ کہتی تھی اہی جھاڑ

سبکے تو بسنتین ہین یہ یارون کا بسنتا

خوش بیٹھے ہین سب شاہ و وزیر آج اہاہا
بلبل کی نکلتی ہی صفیر آج آہاہا

دل شاد ہین ادنے و فقیر آج اہاہا
کہتا ہی پھرتا ہی نظیر آج اہاہا

سبکے تو بسنتین ہین یہ یارون کا بسنتا

ولہ

تنہا نہ اُسے اپنے دل تنگ مین پہچان
ہر نکہت و ہر رنگ مین نیرنگ مین پہچان
نت روم مین اور ہند مین اور زنگ مین پہچان
ہر عزم ارادہ مین ہر آہنگ مین پہچان

ہر باغ مین ہر دشت مین ہر سنگ مین پہچان
منزل مین مقامات مین فرسنگ مین پہچان
ہر راہ مین ہر ساتھ مین ہر سنگ مین پہچان
ہر دھوم مین ہر صلح مین ہر جنگ مین پہچان

ہر آن مین ہر بات مین ہر ڈھنگ مین پہچان
عاشق ہی تو دلبر کو ہر اک رنگ مین پہچان

پھل پات کہین شاخ کہین پھول کہین بیل
آزاد کوئی سب سے کسی کا ہی کہین میل
کرتا ہی کوئی ظلم کو لیتا ہی کوئی جھیل
ادنیٰ کوئی اعلیٰ کوئی سوکھا کوئی ڈنڈ بیل

نرگس کہین سوسن کہین بیلا کہین رابیل
ملتا ہی کوئی راکھ جنبیلی کا کوئی تیل
باندھے کہین تلوار اُٹھاتا ہی کوئی سیل
جب غور سے دیکھا تو اُسی کے ہین یہ سب کھیل

ہر آن مین ہر بات مین ہر ڈھنگ مین پہچان
عاشق ہی تو دلبر کو ہر اک رنگ مین پہچان

یہ وہ سبزی ہی جسے پیتے ہین یہان آکر فقیر — طفل اور بوڑھے کو یا توتی جوان کے حق مین کھیر
گر تو چاہے اب سخن سر سبز ہو اور دلپذیر — تو کوئی دو چار من سبزی منگا کر اے نظیر
کونڈی سونٹے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل
چھوڑ سب کامون کو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل

ولہ

جب پھول کا سرسون کے ہوا آکے کھسنتا — اور عیش کی نظرون سے نگاہون کا لڑنتا
ہمنے بھی دل اپنے کے تئین کرکے بخستا — اور ہنس کے کہا یار سے اے لکڑ بھونتا
سبکے تو بسنتین ہین یہ یارون کا بسنتا

اک پھول کا گیندون کے ہنگا یار سے بجرا — دس من کا لیا ہار گندھا ہاتھو کا گجرا
جب آنکھ سے سورج کے ڈھلا رات کا لجرا — جا یار سے ملکر یہ کہا اے مرے رجبرا
سبکے تو بسنتین ہین یہ یارون کا بسنتا

تھے اپنے گلے مین تو کئی من کے پڑے ہار — اور یار کے گجری بھی تھے اک دھونکی مقدار
آنکھون مین نشہ مے کے اُبلتے تھے دھوان دھار — جو سامنے آتا تھا یہی کہتے تھے للکار
سبکے تو بسنتین ہین یہ یارون کا بسنتا

پگڑی مین ہمارے تھے جو گیندون کے کئی بیڑ — ہر جھونک مین لگتی تھی بسنتونکے تئین اٹیر
ساقی نے بھی ٹھگے سے دیا منھ کے تئین بھیڑ — ہر بات مین ہوتی تھی اسی بات کی چھیڑ
سبکے تو بسنتین ہین یہ یارون کا بسنتا

پھر راگ بسنتی کا ہوا آن کے کھٹکا — دھونسے کے برابر وہ لگا یا جنے مٹکا
دل کھیت مین سرسون کے ہر اک پھول کے اٹکا — ہر بات مین ہوتا تھا اسی بات کا لٹکا

پھر کہا مین اُنسے یون اے میرے ہادی رہنما
جی بھی رہتا ہی اُداس اور دل بھی رہتا ہی خفا
مین نے کچھ دیکھا نہین دنیا مین آنے کا مزا
سوچ سوچ آخر اُنھون نے پھر یہی مجھسے کہا

کونڈی سونٹے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل
چھوڑ سب کامونکو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل

مرشد و مولا سے پوچھا مین نے ای پیر زمن
ہنسکے بولے وہ بتاوین ہم تجھے اِسکا جتن
میری کچھ لگتی نہین اللہ سے دل کی لگن
جا شتاب اور جلد سبزی لے کے اِک دو چار من

کونڈی سونٹے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل
چھوڑ سب کامون کو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل

ز[illegible] ہے تیرے پاس تو سبزی کا تو بیوپار کر
[illegible]ٹ کے بورے سِلا کھتّے کھودا کوئین بھی بھر
کوٹھیان مٹکے گھڑے کوڑے صراحی بھر دھر
بیٹھ گھر مین چین سے دن رات اور شام و سحر

کونڈی سونٹے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل
چھوڑ سب کامون کو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل

اور تجھے کھیتی کی قدرت ہی تو سبزی کو بُوا
گھونٹ سبزی چھان سبزی اور سبز مین نہا
باغ مین گھر مین صحن مین پیڑ سبزی کے لگا
دیکھ بھی سبز کو اور سبزی ہی پی سبزی ہی کھا

کونڈی سونٹے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل
چھوڑ سب کامونکو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل

یہ سخن تو سب نشے بازون مین اب ہیگا مچا
جون سے سلطان بھنگڑے تو جو پوچھیگا بجا
یعنی سبزی کا نشہ اب سب نشونکا ہی چچا
وہ یہی تجھکو کہیگا اب تو شور و غل مچا

کونڈی سونٹے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل
چھوڑ سب کامونکو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل

کوٹمر کے اسطرف کو یا اُس طرف رہین گے
اب تو نظیر پیارے ہر دم یہی کہین گے

پی عاشقون مین آکر دو بنگ کے پیالے
جو ایک دم مین تیرا گھر گھومے چھپر ہالے

ولہ

کیون عبث بیٹھا ہے ڈالے کان مین غفلت کا تیل
خلق مین کیا کیا مچی ہے سبزیون کی ریل پیل
گھول زلفِ عیش کو اور ڈال بیلے کا پھلیل
پھر چڑھاوے آسمان عیش پر عشرت کی بیل

کونڈی سوٹے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل
چھوڑ سب کامونکو غافل بنگ پی اور ڈنڈ پیل

صدق سے لے نام پہلے لال اور شہباز کا
مانگ پھر چڑھنے کو گھوڑا باز ہاتھ اوپر اُٹھا
اور نشہ کی جھانجھ مین جو ہاتھ لگجاوے سو کھا
بھنگیان در باغ رفتہ بیر گٹھلی سب روا

کونڈی سوٹے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کا کھیل
چھوڑ سب کامونکو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل

جسنے اِس دنیا مین آکر ایک دن بھی پی نہ بھنگ
اُسنے سچ پوچھو تو کیا دیکھا جہان کا آب و رنگ
گر تجھے کچھ دیکھنے ہین زندگی کے رنگ ڈھنگ
تو منگا نیری کو اور سب دوستون کو لیکے سنگ

کونڈی سوٹے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل
چھوڑ سب کامونکو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل

کل مجھے دریا اُپر خواجہ خضر جو مل گئے
سبز پیراہن گلے مین ہاتھ مین اعصا لیے
کم خوراک اور ناتوانی کے گلے مین جب کیے
تب تو وہ منھ دیکھ میرا ہنسکے یون کہنے لگے

کونڈی سوٹے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل
چھوڑ سب کامونکو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل

پی عاشقون مین آکر دو بنگ کے پیالے
جو ایک دم مین تیرا گھر گھومے چھپر ہالے

تاڑی و سیندھی بوڑا ظالم اگر پیے گا　　　پھوڑے گا پیٹ تیرا یا بیٹھ قے کرے گا
پیکر شراب ناحق کیچڑ مین گر پڑے گا　　　اور یہ نشہ تو کوٹے چھجے پہ لے اڑے گا

پی عاشقون مین آکر دو بنگ کے پیالے
جو ایک دم مین تیرا گھر گھومے چھپر ہالے

گانجا پیے سے ہوگا تیرا شعور ہرا　　　اور چرس کے پیے سے تجھکو لگے کا گھرا
چاہے اگر اڑانا عشرت کا نازہ جرا　　　تو بہن ہار بدھی اور سر پہ رکھکے طرا

پی عاشقون مین آکر دو بنگ کے پیالے
جو ایک دم مین تیرا گھر گھومے چھپر ہالے

ہین اس نشہ مین ظالم سو رنگ کے دھڑاکے　　　کونڈی کی ڈگمگاہٹ سونٹے کے سو کھڑاکے
گر دیکھنے ہین تجھکو کچھ عیش کے جھڑاکے　　　تو جھاڑ اپنے نیچے اور سر کو چھڑ چھڑا کے

پی عاشقون مین آکر دو بنگ کے پیالے
جو ایکدم مین تیرا گھر گھومے چھپر ہالے

سبزے کا وہ نشہ ہے اڑ غم کی دھول جاوے　　　تیار تن بدن ہو اور دل بھی پھول جاوے
آنکھون کے آگے آکر سرسون سی پھول جاوے　　　عشرت کی لہرین آوین دکھ درد بھول جاوے

پی عاشقون مین آکر دو بنگ کے پیالے
جو ایک دم مین تیرا گھر گھومے چھپر ہالے

پیسا ہو پاس یارو یا مفلسی سہین گے　　　پر سبزیون کے یان تو دریاؤ ہی بہین گے

سب ہوش بدن کا دور ہوا جب گت پہ آ مردنگ بجی
تن بھنگ ہوا دل دنگ ہوا سب آن گئی بے آن سجی
یہ ناچ نظیر اب یان جسنے دیکھا تاچ اجی
جب بوندی چادریاؤ مین سن تان کا آخر نکلا جی

ہین رنگ انھین کے رنگ بھرے اور بھاؤ انھین کے سلچھے ہین
جو بگیت کے سر تال ہوئے بن تال یکھا وج ناچے ہین

ولہ

جتنے ہین اب جہان مین سبز کے عشق والے
پیتے ہین سبز طرے کھاتے ہین ترنوالے
دلشاد سرخ آنکھین سرسبز منہ اجالے
کیا دیکھتا ہی بیٹھا او یار حسن والے

پی عاشقون مین آکر دو بنگ کے پیالے
جو ایک دم مین تیرا گھر گھومے چھیر ہالے

غیرونکی تونے اکثر معجون تو ہی کھائی
گر دیکھنی ہی تجھکو کچھ عیش کی چڑھائی
سرخی ذرا بھی تیری آنکھون تلک نہ آئی
اچھلین دو وال پاکھے او بچھانہ بین چار پائی

پی عاشقون مین آکر دو بنگ کے پیالے
جو ایک دم مین تیرا گھر گھومے چھیر ہالے

گھوٹے ہی پوست تیرے خاطر رقیب بھڑوا
دیکھیگا جب تو لے گا تیرا اتار کھڑوا
اب پوستی کریگا تجھکو وہ چوردھڑ
گر سیر دیکھنی ہی تو کرکے دل کو کڑوا

پی عاشقون مین آکر دو بنگ کے پیالے
جو ایک دم مین تیرا گھر گھومے چھیر ہالے

کھا کر افیم ظالم مست ہو جیو افیمی
کیون بھنبھنا بنا ہی اے گلعذار سیمی
تن سوکھ کر بھی وے آواز ہو گی دھیمی
عاشق تو اب اسکے من مست ہین قدیمی

گل باجے بجکر ٹوٹ گئے آواز لگی جب بھرانے
اور چھم چھم گھنگرو بند ہوے تب گت کا انت لگا پانے
سنگیت نہیں یہ سنگت ہے ٹو بھی جس سے انت آنے
یہ ناچ کوئی کیا پہچانے اس ناچ کو ناچے سو جانے

ہیں راگ انھیں کے رنگ بھرے اور بھاؤ انھیں کے سانچے ہیں
جو بگت بے سُر تال ہوے بن تال پکھاوج ناچے ہیں

جب ہاتھ کو دھویا ہاتھوں سے جب ہاتھ لگے تھرکانے کو
اور پانوں کو کھینچا پانوں سے جب پانوں لگے گت پانے کو
جب آنکھ اُٹھائی ہنسنے سے جب نین لگے مٹکانے کو
سب کاچھ کچھے سب ناچ نچے اُس رسیا چھیل رجھانے کو

ہیں راگ انھیں کے رنگ بھرے اور بھاؤ انھیں کے سانچے ہیں
جو بگت بے سُر تال ہوے بن تال پکھاوج ناچے ہیں

جو آگ جگر میں بھڑکی ہو اُس شعلہ کی اُجیالی ہے
جو منہ پر حسن کی زردی ہے اُس زردی کی سب لالی ہے
جس گت پر اُنکا پانوں پڑا اُس گت کی چال نرالی ہے
جس مجلس میں وہ ناچے ہیں وہ مجلس سب سے خالی ہے

ہیں راگ انھیں کے رنگ بھرے اور بھاؤ انھیں کے سانچے ہیں
جو بگت بے سُر تال ہوے بن تال پکھاوج ناچے ہیں

سب گھٹنا بڑھنا پھینک ادھر اور دھیان ادھر دھر مرتے ہیں
بن تان ردن رلاتے ہیں جب شرت نرالا کرتے ہیں
بن گہنے جھمک دکھلاتے ہیں بن جوڑے من کو ہرتے ہیں
بن ہاتھوں بھاؤ بتاتے ہیں بن پانوں گھڑے گت بھرتے ہیں

ہیں راگ انھیں کے رنگ بھرے اور بھاؤ انھیں کے سانچے ہیں
جو بگت بے سُر تال ہوے بن تال پکھاوج ناچے ہیں

تھا جنکی خاطر ناچ کیا جب صورت اُنکی آئے گئی
کہیں آپ کہا کہیں ناچ کیا اور تان کہیں لہرائے گئی
جب چھیل چھبیلی سُندر کی چھب نین کے اندر چھائے گئی
اک مورت چھاگ سے آئے گئی اور جوت میں جوت سمائے گئی

ہیں راگ انھیں کے رنگ بھرے اور بھاؤ انھیں کے سانچے ہیں
جو بگت بے سُر تال ہوے بن تال پکھاوج ناچے ہیں

تندرستی کو نپٹ فضلِ الٰہی بوجھیے
آبرو سے جگ مین رہنا بادشاہی بوجھیے

دولتین جتنی ہین سب ان دولتوں سے ہین تلے — ابرو اللہ رکھے اور عمر حرمت سے کٹے
عزت و حرمت بڑی دولت ہے اللہ سب کو دے — ہر گھڑی ہر آن ہر دم خلق مین پیار سے رہے

تندرستی کو نپٹ فضلِ الٰہی بوجھیے
آبرو سے جگ مین رہنا بادشاہی بوجھیے

آبرو دنیا مین یارو موتی کی سی آب ہے — تندرستی اور بھی پھر عیش کا اسباب ہے
جس کنے ہے یہ اُسی کا سب ادب آداب ہے — نہ رہین یہ زندگی تو پھر خیال و خواب ہے

تندرستی کو نپٹ فضلِ الٰہی بوجھیے
آبرو سے جگ مین رہنا بادشاہی بوجھیے

ہین جہانتک خلق مین پیر و جوان خرد و کبیر — عالم و فاضل گداؤ بادشہ میر و وزیر
کیا تونگر کیا غنی کیا بینوا اور کیا فقیر — سب جہان مین ہین اسی نکتہ کے قائل اے نظیر

تندرستی کو نپٹ فضلِ الٰہی بوجھیے
آبرو سے جگ مین رہنا بادشاہی بوجھیے

ولہ

کیا علم اُنھون نے سیکھ لیا جو بن لکھے کو بانچے ہین — اور بات نہین منھ سے نکلے بن ہونٹ ہلائے جانچے ہین
دل اُنکے تار ستارونکے تن اُنکے طبل طمانچے ہین — منھ چنگ زبان دل سارنگی یا گھنگرو ہاتھ کمانچے ہین

ہین راگ اُنھین کے رنگ بھرے اور بھاؤ اُنھین کے سانچے ہین
جو بے گت بے سُر تال ہوے بن تال پکھاوج ناچے ہین

قدرت سے یہ جو تن کی بنی ہی ہر ایک کل
جب تک یہ کل بھی ہو جبھی تک پڑے ہی کل
گر ہو خدانخواستہ ایک کل بھی چل بہ چل
پھر نہ خوشی نہ عیش نہ کچھ زندگی کا پھل

جتنے سخن ہین سب مین یہی ہی سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

ادنی ہو یا غریب تونگر ہو یا فقیر
یا بادشاہ شہر کا یا ملک کا وزیر
ہی سب کو تندرستی وحرمت ہی دلپذیر
جو تو نے اب کہا سو یہی سچ ہی اے نظیر

جتنے سخن ہین سب مین یہی ہی سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

ولہ

دکھ کی دولت ہو تو اسکو بھی تباہی بوجھیے
سکھ سے رہنا خلق مین خوش دستگاہی بوجھیے
روشنی کو غم کے ہر جاگہ سیاہی بوجھیے
صحت وحرمت کو نت حشمت پناہی بوجھیے

تندرستی کو نپٹ فضلِ الٰہی بوجھیے
آبرو سے جگ مین رہنا بادشاہی بوجھیے

صحت وحرمت سے گر اللہ یان کر دے نباہ
اس برابر کونسا ہے پھر جہان مین عز وجاہ
اب جو ہم اسبات کے رتبے کو کرتے ہین نگاہ
کیا کسی عاقل نے یہ نکتہ کہا ہے واہ واہ

تندرستی کو نپٹ فضلِ الٰہی بوجھیے
آبرو سے جگ مین رہنا بادشاہی بوجھیے

اُسکے سب محتاج ہین اب شاہ سے تا گدا
جسکے تن سالم رہے اور پیٹ حرمت سے بھرا
آبرو اور تندرستی جسکو حق نے کی عطا
پھر جہان مین اُس سا یارو کونسا ہی بادشا

ہم تو اُسی کو شاہ کہین اور جہان پناہ | اب جسکا تن درست ہو حرمت سے ہو نباہ

جتنے سخن ہین سب مین یہی ہی سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

ہون گرچہ لاکھ دولتین بیمار کے گنے | اور نعمتون کے ڈھیر لگے ہون بنے ٹھنے
بہتر ہین مفلسی کے میان جانیے چنے | جو تندرست ہین وہی دولہا ہین اور بنے

جتنے سخن ہین سب مین یہی ہی سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

جب تندرستیونکی رہین دلمین بستیان | پھر سو طرح کے عیش ہین اور مے پرستیان
کھانے کو نعمتین ہون و یا فاقہ مستیان | سب عیش اور مزے ہین جو ہون تندرستیان

جتنے سخن ہین سب مین یہی ہی سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

چاہا جو دل نشہ کو تو وہین منگا لیا | محبوب دلبرونکو گلے سے لگا لیا
آیا جو عیش دل مین خوشی سے اُڑا لیا | جو ملگیا سو پی لیا چاہا سو کھا لیا

جتنے سخن ہین سب مین یہی ہی سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

آیا جو دل مین سیر چمن کو چلے گئے | بازار چوک سیر تماشے مین خوش ہوئے
بیٹھے اُٹھے خوشی مین ہر اک جا چلے پھرے | جا کے مزے مین رات کو یا خوش ہو سوئے

جتنے سخن ہین سب مین یہی ہی سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

جتنے سخن ہین سب مین یہی ہی سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

گر دولتون سے اُسکا بھرا ہی تمام گھر | بیمار ہی تو خاک سے بدتر ہی سب وہ زر
ہو تندرست گرچہ یہ مفلس ہی سر بسر | پھر نہ کسی کا خوف نہ ہرگز کسی کا ڈر

جتنے سخن ہین سب مین یہی ہی سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

عاجز ہو یا فقیر ہو پر تندرست ہو | بے زر ہو یا امیر ہو پر تندرست ہو
قیدی ہو یا اسیر ہو پر تندرست ہو | مفلس ہو یا فقیر ہو پر تندرست ہو

جتنے سخن ہین سب مین یہی ہی سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

اسمین تمام ختم ہین عالم کی خوبیان | ہو تندرستی اور ملے حرمت سے آب و نان
قسمت سے جب یہ دونون میسر ہون پھر تو وان | پھر ایسی اور کونسی دولت ہی میری جان

جتنے سخن ہین سب مین یہی ہی سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

پروا نہین اگرچہ لکھا یا پڑھا نہ ہو | محتاج حق سوا یہ کسی اور کا نہ ہو
حسن و جمال و علم و ہنر گو ملا نہو | اک تندرستی چاہیے کچھ ہو وے یا نہو

جتنے سخن ہین سب مین یہی ہی سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

بیمار گرچہ لاکھ طرح سے ہو بادشاہ | تو اُسکو جانیے یہ گدا سے بھی ہی تباہ

خیرادی اہو گئے ہمنے ٹٹو مکٹی بنائے
پھر ہو گئے سہ مہرہ دا سنسر مہ بہت لگائے
اُسمین بھی کتنے لڑکے خیر اوپر چڑھائے
رکھیوان تلک لڑائے بندر تلک نچائے
اک دم کو آگئے ہین منھ مت چھپائے ہمسے
ٹک ہنسکے اوپر یرو آنکھین لڑائے ہمسے

اب تو نظیر تیرا ہی میہمان پیارے
بوسہ کوئی دلاوے ہونٹونسے جان پیارے
آکر گلے لپٹ جا اے مہربان پیارے
تیرے ہی دیکھنے کا رکھ دلمین دھیان پیارے
اِک دم کو آگئے ہین منھ مت چھپائے ہمسے
ٹک ہنسکے اوپر یرو آنکھین لڑائے ہمسے

ولہ

ہین مرد اب وہی کہ جنھون کا ہی تن درست
رہتا نہین کسی کا سدا مال و تن درست
حرمت اُنھین کے واسطے جنکا چلن درست
دولت رہی کسیکی نہ باغ و چمن درست
جتنے سخن ہین سب مین یہی ہی سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

دنیا مین اب اُنھونکے تئین کہیئے بادشاہ
جس پاس تندرستی و حرمت کی ہو سپاہ
جنکے بدن درست ہین دن رات سال و ماہ
ایسی پھر اور کون سی دولت ہی واہ واہ
جتنے سخن ہین سب مین یہی ہی سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

جو گھر مین اپنے میری و حشمت پناہی ہی
یہ تندرستی یارو بڑی بادشاہی ہی
بن تندرستی سب وہ خرابی تباہی ہی
سچ پوچھیے تو عین یہ فضلِ الٰہی ہی

تصویرین بیچا بھی کتنے دنون بچارا ۔۔۔ اب دیکھنے کو تیرے ہو کر فقیر یارا

اِک دم کو آ گئے ہین منھ مت چھپالے ہمسے
ٹک ہنس کے او پریرو آنکھین لڑالے ہمسے

کُشتی مین کتنی مدت ہمنے بدن کو توڑا ۔۔۔ سو گلبدن کے تن کو من مانتا مڑوڑا
جو ڈھب تھا اُس ہنر کا کوئی نہ ہمنے چھوڑا ۔۔۔ اب خوبرو کا پیارے دنیا مین دیکھ توڑا

اکدم کو آ گئے ہین مُنھ مت چھپالے ہمسے
ٹک ہنسکے او پریرو آنکھین لڑالے ہمسے

جوڑے کبوتر دنکے کتنے دنون اُڑائے ۔۔۔ کنکوے چنگ گڈے کلین تپنگ بنائے
گھٹ والے بن ہزارون جھاپے تکل لگائے ۔۔۔ ہین دیدکے جو دل مین لاکھون مزے سمائے

اکدم کو آ گئے ہین مُنھ مت چھپالے ہمسے
ٹک ہنسکے او پریرو آنکھین لڑالے ہمسے

پھر لعل بھی لڑائے اور گلدمین بھی پالین ۔۔۔ خنگل مین گل لگائین اور بڈریان سنبھالین
ڈبو مین ڈال کھی مل بکریان بنالین ۔۔۔ کیا کیا نہ ہمنے پیارے پھر ہُدہُدیان نچالین

اِکدم کو آ گئے ہین منھ مت چھپالے ہمسے
ٹک ہنسکے او پریرو آنکھین لڑالے ہمسے

اس شہر میں ہزارون گو خوبرو بتان ہین ۔۔۔ لیکن بتاؤ کسکی یہ پیاری انکھڑیان ہین
کس مین یہ کھلکھلاہٹ کس مین یہ شوخیان ہین ۔۔۔ انداز کرکے دل مین تجھ مین جو خوبیان ہین

اِکدم کو آ گئے ہین منھ مت چھپالے ہمسے
ٹک ہنسکے او پریرو آنکھین لڑالے ہمسے

اک دم کو آ گئے ہین منہ مت چھپائے ہمسے
ٹک ہنسکے او پریرو آنکھین لڑائے ہمسے

اپنی تو عشق مین ہی گذری جوانی پیری
اے دل جلونکے دلبر ہو وقتِ دستگیری
یا کاکلون کے پھندے یا زلف کی اسیری
تیرے ہی دیکھنے کو اب ٹھان کے فقیری

اک دم کو آ گئے ہین منہ مت چھپائے ہمسے
ٹک ہنسکے او پریرو آنکھین لڑائے ہمسے

آگے بھی بھیس ہمنے بدلے ہین کتنی باری
جوگی بھی بن چکے ہین مندیل بھی سنواری
زنّار باندھی قشقہ کھینچا ہے ہو پجاری
آزاد بن کے اِسدم ہین دید کے بھکاری

اک دم کو آ گئے ہین منہ مت چھپائے ہمسے
ٹک ہنسکے او پریرو آنکھین لڑائے ہمسے

بانکے بھی ہو کے ہمنے اِس دید کو اُڑایا
بانک وپٹا وبلم گدکا و لٹھ بھرایا
شمشیر او سپر کو اِک عمر کھڑکھڑایا
جھمکا تمھارا اسدم ہمکو جو یاد آیا

اک دم کو آ گئے ہین منہ مت چھپائے ہمسے
ٹک ہنسکے او پریرو آنکھین لڑائے ہم سے

پھر کتنے روز ہمنے بچا بٹے کا پالا
بلبل اگلھری طوطا شکرا شکار والا
اس حال مین بھی کتنے خوبان کو دیکھ ڈالا
اب دیکھنے کو تیرے یہ سوانگ کرکے لالا

اک دم کو آ گئے ہین منہ مت چھپائے ہم سے
ٹک ہنسکے او پریرو آنکھین لڑائے ہم سے

شیشے مین مدتون تک ہمنے پلنگ اُتارا
کتنے پری رخون کو جا پیرنے مین مارا

جاتے ہین روز جتنی خوبان کی بستیان ہین
سوسو طرح کے حیلے جی مین اکستیان ہین
ہر آن دیدہ بازی اور بُت پرستیان ہین
کیا جوش بھر رہی ہین کیا جوش مستیان ہین
اب بھی ہمارے آگے یار و جوان کیا ہی

جو ہمکو جانے بوڑھا سو وہ ہی شیخ چلی
ہاتھی کو داب بیٹھین جیسے چوہے کو بلی
ہم چھیڑ ڈالین اب بھی خوبانکو کر کے کھلی
رستم سے اک گھڑی مین پچوادین توبہ تلی
اب بھی ہمارے آگے یار و جوان کیا ہی

دنیا مین طاقت اپنی مشہور اسقدر ہی
جنگل مین ہاتھی چیتا یا کوئی شیر نر ہی
گو چون مین اور مکان مین دیکھو جدہر ادہر ہی
ہر اک کے دل مین اپنا ہی خوف اور خطر ہی
اب بھی ہمارے آگے یار و جوان کیا ہی

کرتے ہین ہم جو یارو اب دھوم اور دھڑ کے
پیتے ہین مے کے پیالے چلتے ہین یارو تڑکے
دیکھے جوان تو اُسکے چھُٹ جائین دم مین چھکّے
کیا کیا نظیر ہم بھی کرتے ہین اب جھبکے
اب بھی ہمارے آگے یار و جوان کیا ہی

ولہ

کیا بات ہی جو گلرخ نظرین چھپائے ہمسے
ہم وہ میان ہین اللہ بالا نہ ڈالے ہمسے
کچھ ہو یہ دو نگاہین ہنسکر ملائے ہمسے
رہتے ہین ہاتھ باندھے اب حُسن والے ہمسے
اک دم کو آگئے ہین مُنہ مت چھپائے ہمسے
ٹک ہنسکے او پریرو آنکھین لڑائے ہمسے

اُس حسن کا پڑا ہی کانو مین جب سے جھنکا
دیدار کی طلب کو پیالا بنا مین کا
ہو کر فقیر ہمنے جامہ رنگا ہی تن کا
سیلی ہمن کے تاکا منکا پھر اکے منکا

اب بھی ہمارے آگے یارو جوان کیا ہے

ہر وقت دل ہمارا اکھڑ رہی بجانتا ہے
تیر اب تلک ہمارا تودے ہی چھانتا ہے
ہر شوخ گلبدن سے گھری ہی چھانتا ہے
اِس بات کو ہماری اللہ ہی جانتا ہے

اب بھی ہمارے آگے یارو جوان کیا ہے

چاہیں تو گھوڑ ڈالیں سو خوبرو کو دم میں
اور میلے چھان ماریں وہ زور ہے قدم میں
سینہ پھڑک رہا ہے خوبان کے درد و غم میں
پٹھوں میں وہ کہاں ہیں جو گرمیاں ہیں ہم میں

اب بھی ہمارے آگے یارو جوان کیا ہے

ڈبلے ہوے ہیں ہمتو خوبانکی درد و غم سے
اور جھریاں پڑی ہیں اُنکے غم و الم سے
مونچھیں سفید کی ہیں اس ہجر کے ستم سے
بوڑھا ہیں تجا نو اللہ کے کرم سے

اب بھی ہمارے آگے یارو جوان کیا ہے

کوئی بھی بال تن پر میرے نہیں ہے کالا
خوبان کے درد و غم کا ان پر پڑا ہے پالا
اگر جوان مقابل ہووے کوئی ہمارا
خالق سے ہے یقین یہ دکھلاے وہ بھی پچھاڑا

اب بھی ہمارے آگے یارو جوان کیا ہے

اے یار سو برس کی ہوئی اپنی عمر آخر
دکھلاے جس گھڑی میں میدان میں زور آکر
اور جھریاں پڑی ہیں سارے بدن کے اوپر
رستم کو بھی سمجھتے اپنے نہیں برابر

اب بھی ہمارے آگے یارو جوان کیا ہے

ہم اور جوان ملکر دل کے تئیں لگاویں
اور اپنے اپنے گل سے ملنے کی دل میں لا دیں
جا کر اُنھوں کے گھر پر جب زور آزماویں
وہ گرد دیوار کو دیں ہم کوٹھا پھاند جاویں

اب بھی ہمارے آگے یارو جوان کیا ہے

معمول ہے جب چاند کا چھپتا ہی اُجالا
محبوب پری شکل صراحی و پیالا لا
ہوتا ہی عجب کھیل پریرو سے دوبالا
نہ روکنے والا نہ کوئی ٹوکنے والا
اِس لوٹ کی کرتی ہی مدارات اندھیری
کام آتی ہی عاشق کے بہت رات اندھیری

جس کوچے مین جا ہا وہین کرنے لگے پھیری
اور اسمین کہین ملگئی گر حسن کی ڈھیری
بیٹھے کہین اُٹھے کہین جلدی کہین دیری
پھر جب تو نہ کہ میری نہ مین کچھ کہون تیری
کام عیش کے لاتی ہی لگا سات اندھیری
کام آتی ہی عاشق کے بہت رات اندھیری

تھا شوخ سے کل رات عجب سیر کا کھٹکا
آیا جو چغلخور تو بندہ وہین سٹکا
بوسونکی مدارات کا سینونکے لپٹ کا
وہ ٹکرین کھاتا ہوا پھرتا رہا بھٹکا
روکرتی ہی سب سر کی بلیات اندھیری
کام آتی ہی عاشق کے بہت رات اندھیری

تھی شب کو اندھیری تو عجب ڈھب کی نظیر آہ
نکلے تھے ہمین ڈھونڈھنے اُسدم کئی بدخواہ
سو عیش و طرب سے تھے ہم اس یار کے ہمراہ
مِل مِل ہی گئے تو بھی نہ دیکھا ہمین واللہ
کیا عیش کی رکھتی ہی طلسمات اندھیری
کام آتی ہی عاشق کے بہت رات اندھیری

ولہ

جو نوجوان ہین اُنکے دل مین گمان کیا ہی
بوڑھا ادھیڑ امکا ڈھمکا فلان کیا ہی
جو ہم مین کس ہی اُن مین تاب و توان کیا ہی
ہمسے جو ہو مقابل ٹھے مین جان کیا ہی

جسوقت ہوئی رات اندھیری ہے دھوان دھار
گر اسمین کہین شور و یا غل ہوا اک بار
معشوق ملا شوق سے جا بھڑ گئے للکار
ادھر سے ادھر ہو گئے دو چار قدم پار

پر لاتی ہو اِس ڈھب کی مہمات اندھیری
کام آتی ہو عاشق کے بہت رات اندھیری

جب یار چلا اوڑھ کے کالا سا دُشالا
کمبل کو ادھر ہمنے بھی کاندھے پہ سنبھالا
جا مل گئے اور دل کا بھی ارمان نکالا
منھ اُسکے رقیبون کا کیا خوب سا کالا

کیا وصل کی رکھتی ہی کرامات اندھیری
کام آتی ہو عاشق کے بہت رات اندھیری

بوسہ لیا منھ موڑ الگ ہو رہے چپکے
چھاتی سے لگا چھوڑ الگ ہو رہے چپکے
سینے کا وہ پھل توڑ الگ ہو رہے چپکے
اغیار کا سر پھوڑ الگ ہو رہے چپکے

اِس ڈھب کی تو رکھتی ہو عجب گھات اندھیری
کام آتی ہو عاشق کے بہت رات اندھیری

کل یار نے اور ہمنے جو پی نے کے گلابی
اور عیش لگے کرنے جو ہو ہو کے شرابی
اتنے مین رقیب آگیا بو سونگھ شتابی
گر چاندنی ہوتی تو بڑی ہوتی خرابی

ٹالے ہو سب آئی ہوئی آفات اندھیری
کام آتی ہو عاشق کے بہت رات اندھیری

سوتے تھے جو ہم اسمین سُنے غیر کے کھٹکے
چھپ چھپ گئے اُٹھ دونون وہین نیچے پلنگ کے
ہم ہنستے رہے اُسنے ڈھپک ڈھوے جو مارے
کتنا ہی ٹٹولا جو اُجالا ہو تو پاوے

چوری کی بھی رکھتی ہو کیا بات اندھیری
کام آتی ہو عاشق کے بہت رات اندھیری

اب زرد یہ چیرا جو ترے سر پہ جما ہی
اور اُسپہ یہ طرّہ جو زریکا بھی دھرا ہی

نیمہ بھی ترا رنگ سے کیسر کے بھرا ہے
پوشاک پہ تیری گل صد برگ فدا ہی

نرگس تری آنکھوں پہ ہی قربان ادھر دیکھ

ہولی کی طرب ہی جو ہر اک جا ہین نمودار
سنتے ہین کہین راگ کہین مے سے ہین ہشیار

ہی دل مین ہمین تو تری نظروں سے سروکار
پچکاری ہمارے تو لگا یا نہ لگا یار

ہمکو تو فقط ہی یہی ارمان ادھر دیکھ

ہی دھوم سے ہولی کے کہین شور کہین غل
ہوتا نہین کچھ رنگ چھڑکنے مین تامل

دف بجتے ہین سب ہنستے ہین اور دھوم ہی بالکل
ہولی کی خوشی مین تو نکر ہم سے تغافل

اے جان ہمارا ابھی کہا مان ادھر دیکھ

ہی دید کی ہر آن طلب دلکو ہمارے
جیتے ہین فقط تیری نگاہونکے سہارے

ہین یان جو کھڑے آنکے اُس شوخکے مارے
ہم ایک نگہ کے ترے مشتاق ہین پیارے

ٹک پیار کی نظروں سے مری جان ادھر دیکھ

ہر چار طرف ہولی کی دھومین ہین اہاہا
دیکھو جدھر آتا ہی نظر زرد تماشا

ہر آن جھمکتا ہی عجب عیش کا چرچا
ہولی کو نظیر اب تو کھڑا دیکھے ہی یان کیا

محبوب یہ آیا ارے نادان اِدھر دیکھ

اندھیری رات کا بیان

لاتی ہی جب اپنا یہ شروعات اندھیری
کرتی ہی اُجالے کے تئین مات اندھیری

دیتی ہی غریبون کو مکافات اندھیری
دکھلاتی ہی خوبان کی ملاقات اندھیری

ہر عیش کی کرتی ہی عنایات اندھیری
کام آتی ہی عاشق کے بہت رات اندھیری

کہا جب اُسنے یہ پھر تو حواس اپنے مجھے بھولے
دکھائی عاجزی منت بھی کی دو ہاتھ بھی جوڑے
ٹھٹک کر رہ گیا اُس جا نہ ہرگز چل سکا آگے
ادب سے یون کہا اب تو ہوئی تقصیر یہ مجھسے
لگے قطرے پسینے کے مرے مُنھ سے وہین ڈھلنے

نہ آیا رحم کچھ اُس کو بہت مین نے سماجت کی
کمندِ زلفِ پُر خم نے بھی گردن لگی پھر جکڑی
نگہ نے سامنے آتے ہی سینے مین سنان جڑ دی
لگے غمزے لگلنے تیر ادھر دکھلا کے سو پھرتی
اُدھر سے تیغ ابرو کی بھی پھر کیا کیا لگی چلنے

ادھر آن و ادا الٹی کرشمون نے اُدھر گھیرا
ادھر انداز نے دھج کی کیا دیوانہ و شیدا
اُدھر پلکو نکی نوکون نے چبھویا دل مین نشتر سا
ادھر آنکھون کے جادو نے بنایا باؤلا کیسا
اُدھر کین پھرتیان کیا کیا نگاہون کی بھی چھلبلانے

کرے کیا وان کوئی جس جا یہ صورت آنکر ٹھہرے
کرون کیا اسگھڑی کچھ بن نہ آیا دوستو مجھ سے
بچا وے دلکو پھر کیونکر کرے کیا اور کیسے رد کے
دکھا کر مجھکو اپنی وان زبردستی کے یہ نقشے
وہین دل لے لیا جھٹ پٹ نظیر اُس شوخ چنچل نے

ولہ

ملنے کا ترے رکھتے ہین ہم دھیان اِدھر دیکھ
ہم چاہنے والے ہین ترے جان اِدھر دیکھ
بھاتی ہی بہت ہمکو تری آن اِدھر دیکھ
ہولی ہی صنم ہنسکے تو اِک آن ادھر دیکھ
ای رنگ بھرے نو گل خندان ادھر دیکھ

ہم دیکھنے تیرا یہ جمال اِسگھڑی ایجان
آئے ہین یہی کر کے خیال اسگھڑی ایجان
تو دل مین نہ رکھ ہمسے ملال اسگھڑی ایجان
مکھڑے پہ ترے دیکھ گلال اسگھڑی ایجان
ہولی بھی یہی کہتی ہی ایجان اِدھر دیکھ

بنایا پان نے رنگ اور سنبھالا سحر کاجل نے

وہ مکھڑے کی جھلک آئینہ جسکو دیکھ ہو حیرانِ — وہ کاکل کی کھلت جسپر فدا ہو سنبل و ریحان
مسی اور پان سے بھی منفعل ہو سنبل و ریحان — مرا دل دیکھتے ہی اُس صنم کو ہو گیا شادان

نگاہیں دمبدم سو عیش و عشرت سے لگیں ملنے

کئی بار اُسکی جانب مین نے جب بھر کر نظر دیکھا — وہ عالم حسن کا اُسکے بہت مجھکو پسند آیا
وہ آنکھیں پیاری پیاری اور بھولا سا وہ رخ اُسکا — کبھی خوش ہو کے ہو ہو کی کبھی بولا اہاہاہا

عجب لوٹے مزے اُسوقت نظاروں کی اٹکل نے

ہوئی دلکو مرے اُس آن حاصل کیا ہی خوشوقتی — اُسے بھولا سمجھکر مین نے دیکھی ہر ادا اُسکی
کبھی رخ پر کبھی زلفون کی جانب ٹکٹکی باندھی — نہ بولا منھ سے ہرگز دیکھکر وہ خوشدلی میری

مگر کچھ کچھ تبسم کی شکر لب سے لگا ملنے

وہ جسدم مسکرایا پھر تو مین خوش ہو کے گل کھلا — ہوا دل کو یقین میرے کہ یہ محبوب ہے بھولا
نہ یان کچھ خوف تیوری کا نہ یان خطرہ ہے جھگڑے کا — مجھے کر چل سے غافل بھولی صورت کا بنا نقشہ

کیا اکبار منھ غصہ مین سرخ عیارہ اچپل نے

مرے ہوش اُڑ گئے یارو جب اُسکی شکل یہ دیکھی — وہین گھبرا گیا اور رسٹ پٹایا عقل سب بھولی
کہا دل مین کرون اب کیا سمجھ تو ہو گئی اُلٹی — اب اس ظالم کے ہاتھون سے بچاؤن کیونکر اپنا جی

اُٹھا کر جھٹ قدم وان سے لگا گھر کی طرف چلنے

جب اُس عیار نے دیکھا کہ اب مین یانسے چل نکلا — کہا ہنسکر ارے پُر فن کہان تو جانے پاویگا
یہ سنکر اور بھی گھبرا گیا مین خوف سے اُس جا — چلا ڈرتا جو آگے کو تو وہ پھر ہنس کے یون بولا

اڑا کر مفت نظارے بچا اب تم لگے ٹلنے

خوش آیا اب ہمیں نقش و نگار ہولی کا

تمھارے دیکھ کے منھ پر گلال کی لالی
دکھانے دی ہے گلرنگ کی بھری پیالی
ہمارے دل کو ہوئی ہر طرح کی خوشحالی
جو ہنسکے دو ہمیں پیارے تم اَنگھڑی گالی
تو ہم بھی جانیں کہ ایسا ہی پیار ہولی کا

جو کی ہے تمنے یہ ہولی کی طرفہ تیاری
تمھاری آن بہت ہمکو لگتی ہے پیاری
تو ہنسکے دیکھو ادھر کو بھی جان یکباری
لگا دو ہاتھ سے اپنے جو ایک پچکاری
تو ہم بھی دیکھیں بدن پر سنگار ہولی کا

تمھارے ملنے کا رکھکر ہم اپنے دل میں دھیان
یہ خوشدلی کا جو ٹھہرا ہے آنکر سامان
کھڑے ہیں آس لگا کر کہ دیکھ لیں اک آن
گلے میں ڈالکے باہیں خوشی سے تم ہی جان
بتاؤ ہمکو بھی اِک دم یہ بار ہولی کا

اُدھر سے رنگ لیے آؤ تم ادھر سے ہم
خوشی سے بولیں ہنسیں ہولی کھیلکر باہم
گلال عبیر ملیں منھ پہ ہو کے خوش ہر دم
بہت دنوں سے ہمیں تو تمھارے سر کی قسم
اِسی امید میں تھا انتظار ہولی کا

بتوں کی گالیاں ہنس ہنس کے کوئی سہتا ہے
لگا کے تاک کوئی منھ کو دیکھ رہتا ہے
گلال پڑتا ہے کپڑوں سے رنگ بہتا ہے
نظیر یار سے اپنے کھڑا یہ کہتا ہے
مزا دکھا دے ہمیں کچھ بھی یار ہولی کا

ولہ

چلا جب گھر سے اِک دلبر دلوں کو حسن سے چھلنے
لکھے تسخیر کے سو نقش اور تعویذ ہیکل نے
عرق کو رخ کے پلکوں کی جھپک پنکھا لگی جھلنے
لگایا دام زلفوں کے شکن نے پیچ نے بل نے

پلکوں کی جھپک دکھلا دل چھل لیا اِک پل مین

رکھتے تھے بہت ہمتو ہر آن کی ہشیاری — خوبانسے نہ ملتے تھے تا ہو نہ گرفتاری
آج اُس بُت پرفن نے آکر بہ طرحداری — جُل دیکے ہمین لپ جھپ کر کرکے فسونکاری

پلکوں کی جھپک دکھلا دل چھل لیا اک پل مین

سمجھے تھے اسے ہمتو محبوب یہ بھولا ہی — جو مکر ہی اور فن ہی ہرگز نہین آتا ہی
یہ بات نہ سمجھے تھے جو سحر کا نقشا ہی — کیا کہیے نظیر آگے یہ رور تماشا ہی

پلکوں کی جھپک دکھلا دل چھل لیا اک پل مین

ولہ

ہوا جو آکے نشان آشکار ہولی کا — بجا رباب سے ملکر ستار ہولی کا
سرِ درقص ہوا بے شمار ہولی کا — ہنسی خوشی مین بڑھا کاروبار ہولی کا

زبان پہ نام ہوا بار بار ہولی کا

خوشی کی دھوم سے ہر گھر مین رنگ بنوائے — گلال عبیر کے بھر بھر کے تھال رکھوائے
نشوں کے جوش ہوئے راگ رنگ ٹھہرائے — جھمکتے روپ کے بن بن کے سوانگ دکھلائے

ہوا ہجوم عجب ہر کنار ہولی کا

گلی مین کوچے مین غل شور ہو رہے اکثر — چھڑکنے رنگ لگے یار ہر گھڑی بھر بھر
بدن مین بھیگے ہین کپڑے گلال چہرونپر — مچی یہ دھوم تو اپنے گھرونسے خوش ہوکر

تماشا دیکھنے نکلے نگار ہولی کا

بہار چھڑکوان کپڑون کی جب نظر آئی — ہر عشق باز نے دل کی مراد بھر پائی
نگہ لڑاکے پکارا ہر ایک شیدائی — میان یہ تمنے جو پوشاک اپنی دکھلائی

ٹک دیکھ لیا دلشاد کیا خوشوقت ہوے اور چل نکلے

ہے حسن جو اُسکا ناز بھرا اور آن ادا بھی بانکی ہے
جب گھر سے وہ دلبر نکلے ہے دل دیکھنے کا شیدائی ہے
سر پانؤن سے اس چنچل میں زینت عذر یائی ہے
ہمکو تو نظیر اس اُلفت میں طرز یہی بن آئی ہے
ٹک دیکھ لیا دلشاد کیا خوشوقت ہوے اور چل نکلے

ولہ

ہے دام بچھا اِسکی زلفون کی ہر اک پل مین
سر پانؤن سے شوخی ہے اُس چُلبلے چنچل مین
جادو ہے نگاہون مین اور سحر ہے کاجل مین
چتون کی لگاوٹ نے اک آن کی چھل بل مین
پلکون نے جھپک دکھلا دل چھل لیا اِک پل مین

کر نیسے خبرداری ہرگز نہ ہوا الا ہا
اِس شوخ ستمگر نے غمزہ سے جو ٹھینچ لیا ہا
اور ایک کے سینہ کو عیار کی لے راہا
کی یارو یہ کچھ پھرتی کیا کہیے اہا ہا ہا
پلکونکی جھپک دکھلا دل چھل لیا اک پل مین

کیا پیش چلے اُس سے یون ناز بھرا ہو جو
یہ گھات یہ چنچل پن کب یلو پری کو ہو
کس طور سرک جانا ہو ناہو جو کچھ ہو سو
اِس ڈھب کے تئین یارو دیکھو تو اہو ہو ہو
پلکونکی جھپک دکھلا دل چھل لیا اک پل مین

ہنس ہنس کے لگا جسدم وہ ناز و ادا کرنے
ہر آن لگی اُسکی سو مکر کے دم بھرنے
جی اُسکی لگاوٹ سے ہر لحظہ لگا ڈرنے
کیا کام کیا یارو اُس شوخ ستمگر نے
پلکونکی جھپک دکھلا دل چھل لیا اک پل مین

ڈرتے تھے بہت ہم تو اُس شوخ لڑاکے سے
آیا جو ادھر کو تھا عیار لپا کے سے
اور خوف مین تھے اُسکے ڈھب آن ادا کے سے
نظرونکے ملاتے ہی چنچل نے چھپا کے سے

ہر آن نظیرؔ اس فرحت کا سامان کھایا ہولی نے

ولہ

ہی دید فقط منظور جنھین وہ ہوکر جب بیکل نکلے ۔ آ پہونچے اُسکے کوچے مین جو لیکر دل چنچل نکلے
کیا کام اُنھین جو ہنس بولے یا شوخی مین چنچل نکلے ۔ ہی مقصد جنکے دیکھے سے وہ گھر سے جب اک پل نکلے

ٹک دیکھ لیا دل شاد کیا خوشوقت ہوے اور چل نکلے

نی پوچھا اُنسے کون ہو تم نہ اپنے جی کی بات کہی ۔ نکرنا کچھ انکار پڑنہ کہنا ٹھہرا یون ہی سہی
جب چھوڑ ہی خواہش بوسہ کی پھر کاہیکو دم تسنا ہی ۔ جب سنگھ ہو گئے چنچل سے تو سب چھوڑ ہوتی بات سہی

ٹک دیکھ لیا دل شاد کیا خوشوقت ہوے اور چل نکلے

بیچین ہوا دل سینہ مین گر دیکھنے مین کچھ دیر ہوئی ۔ گھبرا کے نکلے بے بس ہو اور شوق کی گھیرا گھیر ہوئی
بازار گلی اور کوچہ مین ہر ساعت ہیر پھیر ہوئی ۔ تھی چاہ نظر بھر دیکھنے کی جس جاگہ پر مٹ بھیر ہوئی

ٹک دیکھ لیا دلشاد کیا خوشوقت ہوے اور چل نکلے

نہ خواہش پاس بٹھانیکی نہ حاجت زلف کھلانے کی ۔ نہ غرض ہنسی کے ملنے کی نہ حجت پان چبانے کی
جی مین چاہ بھری ایسی جو شمع سے ہو پروانے کی ۔ جسجا گہ پر مٹ بھیر ہوئی ہے طرز یہی بلجانیکی

ٹک دیکھ لیا دلشاد کیا خوشوقت ہوے اور چل نکلے

بیتابی دل کے بیچ رکھی در خاطر رنج آفات رکھی ۔ ناکام رکھا مل بیٹھنے سے نہ اور مطلب کی گھات رکھی
ک حرف نہ لائے ہونٹو نپر دھن دیکھنے کی دن رات رکھی ۔ جب سامنے آگے دلبر کے منظور یہی اک بات رکھی

ٹک دیکھ لیا دلشاد کیا خوشوقت ہوے اور چل نکلے

ک آن نہین کل پڑتی ہی ہر آن کی جھنک لانے مین ۔ نہ داخل جھمڑ کی کھانے مین نہ شاد ناز اٹھانے مین
نہ ایما نہ تصریح رہی کچھ دل کا حال جتانے مین ۔ بس ایک غرض ہم رکھتے ہین اُس تک آنے جانے مین

کچھ تار طنبوروں کے جھنکے کچھ ڈھمڑھی اور مرچنگ بجی — کچھ گھنگھرو چھم چھم بجے کچھ گت گت پر آہنگ بجی

ہے ہر دم ناچنے گانے کا یہ تار بندھایا ہولی نے

ہر جاگہ تھال گلالوں سے خوش رنگت کی گلکاری ہے — اور ڈھیر عبیروں کے لاگے سو عشرت کی تیاری ہے

ہیں راگ بہاریں دکھلاتے اور رنگ بھری پچکاری ہے — منہ سرخی سے گلنار ہوئے تن کیسر کی سی کیاری ہے

یہ روپ جھمکتا دکھلایا یہ رنگ دکھایا ہولی نے

پوشاکیں چھڑکیں رنگوں کی اور ہر دم رنگ افشانی ہے — ہر وقت خوشی کی جھمکیں ہیں چمکا زیوروں کی رخشانی ہے

کہیں ہوتی ہے دھینگا مستی کہیں ٹھمری کھینچا تانی ہے — کہیں لٹیاں چھمکیں رنگ بھری کہیں چھوتا کیچڑ پانی ہے

ہر چار طرف خوشحالی کا یہ برتن بڑھایا ہولی نے

ہر آن خوشی میں آپس میں سب ہنس ہنس رنگ چھڑکتے ہیں — رخسار گلالوں سے گلگوں کپڑوں سے رنگ ٹپکتے ہیں

کچھ راگ اور رنگ جھمکتے ہیں کچھ مے کے جام چھلکتے ہیں — کچھ کودے ہیں کچھ اچھلے ہیں کچھ ہنستے ہیں کچھ بکتے ہیں

یہ طور یہ نقشا عشرت کا ہر آن بنایا ہولی نے

محبوب پری رو پیاروں کی ہر جانب نوکا جھوکی ہے — کچھ آن رنگیلی چلتی ہے کچھ بان ادھر سے رد کی ہے

کچھ نینن ترچھی سحر بھری کچھ گھات لگاوٹ خو کی ہے — کچھ شور آہا ہا کا کچھ دھوم آہو ہو ہو کی ہے

یہ عیش یہ حظ یہ کام یہ ڈھب ہر آن جتایا ہولی نے

معجونوں سے رنگ لال ہوئے کہیں چلتی مے کی پیالی ہے — کہیں ساز طرب کے بجتے ہیں دلشادان منہ پہ لالی ہے

سو کثرت عیش مسرت کی خوش وقتی اور خوشحالی ہے — کچھ بولی ٹھولی پیار بھری کچھ گالی ہے کچھ تالی ہے

ان چہر چوبکا ان جھلونکا یہ تار لگایا ہولی نے

ہیں کیا کیا میر رنگ سے بھر اور سوانگ بھی کیا کیا لاتے ہیں — کر باتیں ہر دم چہل بھری خوش ہنستے اور ہنساتے ہیں

کچھ جوگی چیلے بیٹھے ہیں کچھ کا بینو نکے گاتے ہیں — کچھ اور طرح کے سوانگ بنیں کچھ ناچتے ہیں کچھ گاتے ہیں

پھر ایک نظر اپنے مکھڑے کو دکھا دیجے

دل ہجر محبت مین ہر آن جو بہتا ہے ۔ اک آن تمھین دیکھین ارمان یہ رہتا ہے
جی ہوکے بہت بے بس دکھ دوری کے سہتا ہے ۔ بیکل ہو نظیر اب تو اے جان یہی کہتا ہے
پھر ایک نظر اپنے مکھڑے کو دکھا دیجے

ہولی

بتونکے زرد پیراہن مین عطر حنیہ جب مہکا ۔ ہوا نقشہ عیان ہولی کی کیا کیا رسم اور رہ کا
گلال آلودہ گلچہرونکے وصف رخ مین نکلے ہے ۔ مزا کیا کیا صریر کلک سے بلبل کی چہچہہ کا
گلابی انکھڑیون کے ہر نگہ سے جام مل پیکر ۔ کوئی سرخوش کوئی بیخود کوئی لوٹا کوئی بہکا
چھڑکنا رنگ خوبان پر عجب شوخی دکھاتا ہے ۔ کبھی کچھ تازگی وہ وہ کبھی انداز رہ رہ کا
بھگویا دلبرون نے جب نظیر اپنے کو ہولی میں
تو کیا کیا تالیونکا غل ہوا اور شور قہ قہ کا

ہولی

آ جھمکی عیش و طرب کیا کیا جب حسن دکھایا ہولی نے ۔ ہر آن خوشی کی دھوم ہوئی یون لطف جتایا ہولی نے
ہر خاطر کو خرسند کیا ہر دل کو لبھایا ہولی نے ۔ دف رنگین نقش سنہری کا جس وقت بجایا ہولی نے
بازار گلی اور کوچون مین غل شور مچایا ہولی نے

یا سوانگ کہون یا رنگ کہون یا حسن بتاؤن ہولی کا ۔ سب ابرن تن پر جھمک رہا اور کیسر کا ماتھے ٹیکا
ہنس دینا ہر دم ناز بھرا دکھلانا سج دھج شوخی کا ۔ ہر گالی مصری قند بھری ہر ایک قدم اٹکھیلی کا
دل شاد کیا اور موہ لیا یہ جوبن پایا ہولی نے

کچھ طبلے کھٹکے تال بجی کچھ ڈھولک اور مرچنگ بجی ۔ کچھ چھیڑین بین رباب کی کچھ سارنگی اور چنگ بجی

کیا کیجے ہوئی اب تو یاں دل کی گرفتاری

ولہ

دکھلا کے جھمک جسکو ٹک چاہ لگا دیجے
سو ناز اگر کیجے اُلفت بھی جتا دیجے
پھر اُسکو بہت ایجان بالا نہ بتا دیجے
منظر کے دڑا درکو آگے سے ہٹا دیجے

پھر ایک نظر اپنے مُکھڑے کو دکھا دیجے

دیکھی سے ہے تمھاری جو چہرہ کی جھمک ایجان
ہے ہمکو بہت مشکل اور تمکو بہت آسان
دل سینے مین تڑپے ہے جو دیکھے ہے پھر کر آن
ہے عرض یہی اب تو اے بادشہِ خوبان

پھر ایک نظر اپنے مُکھڑے کو دکھا دیجے

چھپتے ہو عیان ہو کر ہو تم اگر اِس ڈھب سے
دیدار کی خواہش مین ہم یان ہین کھڑے کب سے
عاشق بھی تو شیدا ہین چاہت کے ہین مطلب کے
جس ڈھب سے دکھایا تھا ویسی ہی طرح اب کے

پھر ایک نظر اپنے مُکھڑے کو دکھا دیجے

آنکھین بھی ترستی ہین اور دل بھی بہت حیران
گر حُسن دکھا ہمکو بیتاب کیا ہے یان
کل پڑتی نہین اکدم بن دیکھے ہوے ایجان
تو مہر سے ٹک ہنسکر اے رشک مہ تابان

پھر ایک نظر اپنے مُکھڑے کو دکھا دیجے

آئی ہے نظر ہمکو جب سے وہ طرحداری
ٹک لیتے تمھین ہم تو جو ہوتی نہ لاچاری
ٹھہری ہے اُسی دن سے خاطر مین طلبگاری
گر ہمکو جلاتا ہے تو کر کے نمودا ری

پھر ایک نظر اپنے مُکھڑے کو دکھا دیجے

چھپنے کی اگر تمنے یان آن سواری ہے
بن دیکھے ہوے ہمکو ہر سانس کٹاری ہے
تو بس نہین کچھ اپنا مرضی یہ تمھاری ہے
کچھ اور نہین خواہش یہ عرض ہماری ہے

ہردم کے ستم اُسکے مین کھینچتا رہتا ہون — جو ظلم وہ کرتا ہے ناچار مین سہتا ہون

کیا کیجے ہوئی اب تو یان دل کی گرفتاری

صورت جو کبھی اُسکی ٹک دیکھنے جاتا ہون — وہ گالیان دیتا ہے مین سر کو جھکاتا ہون
جھڑکے ہے خفا ہو کر جب حال دکھاتا ہون — تیوری وہ چڑھاتا ہے مین خوش [illegible]

کیا کیجے ہوئی اب تو یان دل کی گرفتاری

دل دیکے مجھے یار و دکھ درد ہوا لا ہا — پلکون نے ستمگری کی اب دلکو مرے [illegible]
روتا ہون تو کہتا ہے کیون تو نے مجھے چاہا — جتنا وہ ستاتا ہے کہتا ہون اہا ہا ہا

کیا کیجے ہوئی اب تو یان دل کی گرفتاری

کیجے گا رونا تو ہتھیلی کو بھر ونگا مین — جو چیز منگاؤ گے لا آگے دھرونگا مین
راتون کو نگہبانی کرتے نہ ڈرونگا مین — جیتی کو جو کہئیے گا جیتی بھی کرون گا مین

کیا کیجے ہوئی اب تو یان دلکی گرفتاری

بیٹھوگے تو ہر ساعت رومال جھلونگا مین — گرمی مین جو کہیے گا تو پٹھیہ ملون گا مین
خدمت کی جو باتین ہین اُنسے نٹلونگا مین — جاؤ گے کہین جسدم تو ساتھ چلونگا مین

کیا کیجے ہوئی اب تو یان دلکی گرفتاری

در پر جو بٹھاؤ گے دربان کہاؤن گا — فراش بناؤ گے تو فرش بچھاؤن گا
تو سن کے بھی ملنے سے منھ کو نہ پھراؤن گا — گر گھاس منگاؤ گے تو گھاس بھی لاؤنگا

کیا کیجے ہوئی اب تو یان دلکی گرفتاری

تقصیر نہووے گی کچھ خدمتِ سامی مین — ہوگا وہی آویگا جو رائے گرامی مین
آویگی نہین ہرگز خاطر مری خامی مین — حاضر ہے نظیر ایجان اسوقت غلامی مین

در صنعت واسع الشفتین

آیا نہیں جو کر کے اقرار ہنستے ہنستے
جُل دے گیا ہے شاید عیار ہنستے ہنستے

اتنا نہ ہنس دل اُس سے ایسا نہو کہ چنچل
لڑنے کو تجھسے ہووے تیار ہنستے ہنستے

لیکر صریح دلکو وہ گلعذار یارو
ظاہر کرے ہے کیا کیا انکار ہنستے ہنستے

ہنس ہنسکے چھیڑ اُسکو زنہار تو نہ اے دل
ہو گا گلے کا تیرے یہ ہار ہنستے ہنستے

ہنسنے کی آن دکھلا لیتا ہے دل کو گلرو
کرتا ہے شوخ یار دیکار ہنستے ہنستے

جھنجھلا کے حال دل کا کہنا نہیں روا ہے
لائق یہان تو کرنا انکار ہنستے ہنستے

دستار سرخ کجکر طرہ زری کا رکھکر
آیا جو دل کو لینے دلدار ہنستے ہنستے

آنکھیں ہنسا لڑا کے اُسنے ہنسکر نگہ کی ایسی
جو لیگیا دل آخر خونخوار ہنستے ہنستے

آیا ہے دیکھنے کو تیرے نظیر اے گل
دکھلا دے ٹک تو اُسکو دیدار ہنستے ہنستے

مخمسات و مسدسات وغیرہ

جسدن سے ادا مجھکو اُس بت کی لگی پیاری
اور کھپ گئی آنکھوں میں چنچل کی طرحداری

دل پھنسگیا زلفوں میں اُس شوخ کے یکباری
دیوانگی آپہونچی جاتی رہی ہشیاری

کیا کیجے ہوئی اب تو یان دل کی گرفتاری

[illegible] ہون جو ٹک جا کر تو مجھسے وہ اڑتا ہے
کچھ بات جو کہتا ہون جھنجھل کے جھگڑتا ہے

[illegible] میری سر کو بھی رگڑتا ہے
جو جو وہ دکھاتا ہے سب دیکھنا پڑتا ہے

کیا کیجے ہوئی اب تو یان دل کی گرفتاری

اِک جا ہمکے دریا میں دن رات میں بہتا ہون
غوطہ بھی جو کھاتا ہون تو کچھ نہیں کہتا ہون

چند صبح آیم واز خاک درت شام روم
بسر راه تو آئم نشوے رام روم
دور دور از تو من تیره سرانجام روم

از سر راه تو چون خاک بنا کام روم
صد دعا گویم و آزرده بدشنام روم
بنوز بهره که همراه تو یک گام روم

کس چرا اینهمه سنگین دل و بدخو باشد
جانمن این روشے نیست که نیکو باشد

از چه با من نشوی یار چه می پرهیزے
حرف زن اے بت خونخوار چه مے پرهیزے
نه حدیثے کنی اظهار چه مے پرهیزے

یار شو با من بیمار چه مے پرهیزے
کیست مانع ز من زار چه مے پرهیزے
بکشا لعل شکر بار چه مے پرهیزے

که ترا گفت که با من ز وفا حرف مزن
چین برابرو زن و یکبار رجا حرف مزن

درد من کشتهٔ شمشیر بلا مے داند
پاک بازم همه کس طور مرا مے داند
میکنم ساکن صحرائے فنا مے داند

سوز من سوختهٔ داغ جفا میداند
عاشقے همچو منت نیست خدا مے داند
همه کس حال من بے سر و پا مے داند

چارهٔ من کن و مگذار که بے چاره شوم
سر خود گیرم و از کوے تو آواره شوم

از سر کوے تو با دیدهٔ تر خواهم رفت
تا نظر مے کنی از پیش نظر خواهم رفت
گر نه رفتم تر درت شام و سحر خواهم رفت

چهره آلوده بخوناب جگر خواهم رفت
نه که این بار چو هر بار دگر خواهم رفت
ره وی باز آمدنم نیست اگر خواهم رفت

از جفاے تو من زار بر فتم رفتم

لطف کن لطف که این بار بر فتم رفتم

مدتے ہست کہ من دانم و تدبیری نیست ہمچو زلفِ تو پریشانم و تدبیرے نیست
از غمت سر بگریبانم و تدبیرے نیست چون دلِ رفتہ ز دامانم و تدبیرے نیست
از برای تو پریشانم و تدبیرے نیست چہ توان کرد کہ حیرانم و تدبیرے نیست
شرح درماندگی خود بکہ تقریر کنم
عاجزم چارۂ من نیست چہ تدبیر کنم

گلِ نوخیز گلستانِ جہان بسیار است گل این باغ و چمن سروِ روان بسیار است
با لب ہمچو شکر تنگ دہان بسیار است طوق زرین کمرو کے مو میان بسیار است
جان من ہمچو تو غارتگر جان بسیار است طوق زرین کمرو کے مو میان بسیار است
دیگرے این ہمہ آزار بہ عاشق نکند
قصد آزردنِ یاران موافق نکند

مدتے شد کہ در آزارم و میدانے تو بکمندِ تو گرفتارم و میدانے تو
از غمِ عشق تو بیمارم و میدانی تو خون دل از مژہ می بارم و میدانی تو
از برای تو چنین زارم و میدانی تو چہ توان کرد در آزارم و میدانی تو
تا بکے از ستم و جورِ تو دل خون باشم
از مژہ خونِ جگر ریزم و محزون باشم

مکن آن طور کہ شرمندہ شوم از خوبیت نکنم بار دگر یادِ قدِ دل جوئیت
دیدہ بپوشم ز تماشاے رخِ نیکویت غنچہ گویم و شرمندہ شوم از رویت
دست بر دل نہم و پاے کشم از کویت گوشۂ گیرم و من بعد نیایم سویت
بشنو و پند مکن قصد دل آزردۂ خویش
ورنہ بسیار پشیمان شوی از کردۂ خویش

آن زمان با دگران دست وگریبان باشی
زان میندیش کہ از کردہ پشیمان باشی
جمع با جمع نباشند پریشان باشی
یا دحیرانیٔ ما آرے وحیران باشے

ما نباشیم کہ باشد کہ جفاے توکشد
بجفا سازد وصد جور براے توکشد

شب بکاشانۂ اغیار نمے باید بود
ہمرۂ غیر بہ گلزار نمے باید بود
تشنۂ خون منِ زار نمے باید بود
ہمہ جا با ہمہ کس یار نمے باید بود
غیر را شمع شبِ تار نمے باید بود
تا باین مرتبہ خونخوار نمے باید بود

من اگر کشتہ شوم باعثِ بدنامی تست
موجب شہرتِ بیباکی وخود کامے تست

دگیرے جز تو مرا این ہمہ آزار نکرد
انچہ کردی تو بمن ہیچ ستمگار نکرد
ہیچکس این ہمہ آزار منِ زار نکرد
چون توکس درنظرِ خلق مرا خوار نکرد
این ستمہا دگرے با منِ بیمار نکرد
ہیچ سنگین دلِ این کار بمن کار نکرد

گر ترا آرزوے ہست غرض مردن من
مردم آزار مکش از پے آزردن من

جانِ من سنگدلی دل بتو دادن غلط است
بسر راہ تو چون خاک فتادن غلط است
رفتن اولی است زکوے تو ستادن غلط است
چشم امید بروے تو کشادن غلط است
روی تر کردہ برے تو نہادن غلط است
جان شیرین بہ تمناے تو دادن غلط است

چون ندانی کہ غم عاشق زارت باشد
چون شود خاک بران خاک گذارت باشد

بار این طائفہ خانہ بر انداز مباش
از تو حیف ست باین طائفہ دمساز مباش

میشوی شہرہ باین فرقہ ہم آواز مباش
غافل از لعب حریفانِ دغا باز مباش

بہ کہ مشغول باین شغل نسازی خود را
این نہ کاریست مبادا کہ ببازی خود را

در کمینِ تو بسے عیب شماران ہستند
سینہ پر کینہ ز تو سینہ فگاران ہستند

داغ بر سینہ ز تو کینہ گذاران ہستند
غرض انیست کہ در قصد تو یاران ہستند

باش مردانہ کہ ناگاہ قفاے نہ خورے
واقفِ میکشی خود باش کہ پائے نخوری

گرچہ از خاطر وحشی ہوسِ رو تیو رفت
از دلش آرزوِ قامتِ دلجوے تو رفت

دلِ آزردہ و آزردہ دل از کو تیو رفت
بادلِ پر گلہ از ناخوشی خوے تو رفت

حاشبہ قند کہ وفاے تو فراموش کند
سخنِ مصلحت آمیز کسان گوش کند

ولہ

ایگلِ تازہ کہ بوے ز وفا نیست ترا
خبر از سرزنشِ خار جفا نیست ترا

التفاتے باسیرانِ بلا نیست ترا
ما اسیرِ تو و اصلا غمِ ما نیست ترا

رحم بر بلبل بے برگ و نوا نیست ترا
بر اسیرِ غمِ خود رحم چرا نیست ترا

فارغ از عاشقِ غمناک نے باید بود
جان من این ہمہ بے باک نباید بود

ہمچو گل چند بروے ہمہ خندان باشی
ہمرہ غیر بہ گلگشت گلستان با

چون چنین ست پے کار دگر باشم به
چند روزے پے دلدار دگر باشم به
مرغ خوش نغمۂ گلزار دگر باشم به
عندلیب گل رخسار دگر باشم به
تو گلے گو که شوم بلبل دستان سازش
سازم از تازه جوانان چمن ممتازش

آنکه در جانم از و دمبدم آزارے هست
میتوان یافت که از من بدلش بارے هست
از من و بندگی من اگرش عارے هست
به فروشد که بهر گوشه خریدارے هست
به وفاداری من نیست درین شهر کسے
بندۂ همچو مرا هست خریدار بسے

مدتے در رهِ عشق تو دویدیم بس ست
راه صد بادیه بیداد بدیدیم بس ست
قدم از راهِ طلب باز کشیدیم بس است
اول و آخر این مرحله دیدیم بس ست
بعد ازین ماه سر کوے دل آراے دگر
به غزالی و غزل خوانی و غوغاے دگر

اے پسر چند بکام دگرانت بینم
سر خوش و مست ز جام دگرانت بینم
مائۂ عیش مدام دگرانت بینم
ساقی مجلس عام دگرانت بینم
تو چه دانی که شدی یار به بے باکی چند
چه هوسها که ندارم به هوسناکے چند

تو مپندار که مهر از دلِ پر خون نرود
آتش عشق بجان افتد و بیرون نرود
این محبت بصد افسانه و افسون نرود
چه گمان غلط ست این نرود چون نرود
چند کس از تو و یاران تو آزرده بود
دوزخ از سردی این طائفه افسرده بود

عقل و دین باختهٔ دیوانهٔ روے بودیم
بستهٔ سلسلهٔ سلسلهٔ موے بودیم

کس دران سلسله غیر از من دلبند نبود
یک گرفتار ازین جمله که هستند نبود

این همه مشتری و گرمی بازار نداشت
یوسفی بود ولے هیچ خریدار نداشت
نرگس غمزه زنش این همه بیمار نداشت
سنبل پرشکنش هیچ گرفتار نداشت

اول آنکس که خریدار شدش من بودم
باعث گرمیِ بازار شدش من بودم

عشقِ من شد سببِ خوبیِ رعنائیِ او
وادِ رسوائیِ من شهرهٔ زیبائیِ او
بسکه کردم همه جا شرح دل افزائیِ او
شهر پر گشت ز غوغاے تماشائیِ او

این زمان عاشق سرگشته فراوان دارد
کے سر و برگ منِ بے سر و سامان دارد

چارهٔ نیست برآرم به ازین رائے دگر
که دهم جائے دگر دل بدل آرائے دگر
چشم خود فرش کنم زیر کف پاے دگر
بر کف پاے دگر بوسه زنم جائے دگر

بعد ازان رائے من اینست همین خواهد بود
من برین هستم و البته چنین خواهد بود

پیش تو یار نو و یار کهن هر دو یکیست
حرمتِ مدعی و حرمتِ من هر دو یکیست
قولِ زاغ و غزلِ مرغ چمن هر دو یکیست
نالهٔ بلبل و فریاد زغن هر دو یکیست

تو ندانسته که قدرِ همه یکسان نبود
زاغ را مرتبهٔ مرغ خوش الحان نبود

زاہد در روضۂ رضوان سے کہو عشق اللہ | عاشقو کوچۂ جانان سے کہو عشق اللہ
جسکی آنکھون نے کیا بزم دو عالم کو خراب | کوئی اُس فتنۂ دوران سے کہو عشق اللہ
یارو دیکھو جو کہین اُس گل خندان کا جمال | تو مرے دیدۂ گریان سے کہو عشق اللہ
ہین جو وہ کشتۂ شمشیر نگاہِ قاتل | جا کے اُن گنج شہیدان سے کہو عشق اللہ
آہ کے ساتھ مرے سینے سے نکلے ہی دھوان | ای بتان مجھ دل بریانسے کہو عشق اللہ

یاد مین اُسکے رخ و زلف کی ہر آن نظیر
روز و شب سنبل و ریحان سے کہو عشق اللہ

ای شوخ ہر گھڑی نہ ہوس آشنا کو چھیڑ | ایسا ہی چھیڑتا ہی تو اہل وفا کو چھیڑ
چھیڑیگا جب تو پیش نہ جاویگا کچھ فسون | ای دل نہ اُسکے افعی زلف دوتا کو چھیڑ
چھیڑے ہین تو یار مجھکو بھی ہنسکے بہت وے | دلکی خوشی یہی ہی کہ اُس دلربا کو چھیڑ
رک رک کے اشک چشم کے لایا ہی عنقریب | ای غنچہ لب تو اب نہ دلِ مبتلا کو چھیڑ

اِک حرف چھیڑ کا تو صریحا نہ کہہ نظیر
چھیڑے اگر تو پردے مین اُس پُرجفا کو چھیڑ

واسوخت

دوستان شرح پریشانی من گوش کنید | قصۂ بے سروسامانی من گوش کنید
گفتگوی من و حیرانی من گوش کنید | داستان غم پنہانی من گوش کنید

شرح این آتش جانسوز نگفتن تا کے
سوختم سوختم این سوز نہفتن تا کے

روزگاری من و دل ساکن کوے بودیم | تابع خوی بت عربدہ جوے بودیم

جب اُس نہین کے کہنے سے مانے ہی وہ بُرا
آپ ہی پھر اُسکو کہتا ہون ہنسکر نہین نہین

اتنا تو چھیڑتا ہون کہ کہتا ہی جب وہ شوخ
بندہ تو میرا مول خریدا نہین نہین

ساقی تجھے قسم ہے دیے جا مجھے تو جام
یان دم مین دم ہی ہوتی نہین جب نہین نہین

پوچھے ہے اُس سے جب کوئی قتل نظیر کو
کہتا ہے ہمنے مارا ہی ہان ہان نہین نہین

رُخ پری چشم پری زلف پری آن پری
کیون نہ اب نامِ خدا ہو ترے قربان پری

جھمکی جھمکی وہ ثریا کی کرن پھول وہ پھول
بُندے بالے پری موتی پری لو و کان پری

رشک خورشید جبین ابر سیہ سے ٹیکے
لہر چوٹی کی غضب زلف پریشان پری

حُسن گلزار قمر شکل صراحی گردن
مہ جبین سیب ذقن چاہ زنخدان پری

ناز و غمزہ کی بلا تیر نگہ دست سنان
تیغ ابرو کی ستم نرگس مژگان پری

مُسکرانے کی ادا جیسے چمک بجلی کی
آن ہنسنے کی قیامت لب و دندان پری

آنکھ مستی کی بھری شوخ نگاہین چنچل
قہر کاجل کی کھجاوٹ مسی و پان پری

بینی اور نتھ کا یہ عالم کہ چھدے دل جس سے
حور جنی کی جھلک گوہر غلطان پری

دھکدھکی چاند سی جگنون بھی ستارونکی مثال
عطر دان طرفہ وہ توڑے بھی درخشان پری

چاک سینے کا غضب صاف بدن موتی سا
انگیا تصویر سی کُرتی کا گریبان پری

پشت گلبرگ شکم سیم کمر تار نگاہ
شان بلور گلاوٹ مین ہر اک ران پری

گھیر اُس پشواز کا وہ جسکے کنارے قربان
چال آفت کی نشان جنبش دامان پری

کیا کہون اُسکے سراپا کی مین تعریف نظیر
قد پری وضع پری عالم پری اور شان پری

تفاوت کچھ نہین گلچین مین اور بیدرد خوبان مین
ہزارون گالیان دین پھر ذرا ہنسکر ادھر دیکھا
مچلتے ہو مجھے تم مین یہ مانگون ہون دعاون مین
زبانی کر کے مقراض اور بنا دشنام کا کاغذ
یہ کہتے ہین کہ عاشق چھوٹ جاتا ہی اذیت سے

جو اُسکے ہاتھ گل ٹوٹے تو انکے ہاتھ دل ٹوٹے
بھلا اتنی تسلی سے پھپھولے دلکے کب پھوٹے
کوئی دلبر مرے آگے تمھین بھی خوب سا کوٹے
ہمارے حق مین کیا کیا آپنے کترے ہین گل بوٹے
جب اُسکی عمر کو لشکر اجل کا آنکر لوٹے

ہماری روح تو پھرتی ہی معشوقون کی گلیون مین
نظیر اب ہم تو مر کر بھی نہ اس جنجال سے چھوٹے

درج غم مین چشم نے گوہر اُگل کر بھر دیے
جلوہ گر محفل مین رات اُس حسن کے شعلے کو دیکھ
گل جو ٹک رویا کسی کو یاد کر وہ گلبدن
جام کم بھرنے مین ساقی کو ذرا چھیڑا جو مین
ذبح کرتا تھا وہ قاتل مجھ تپش آلودہ نے
زخم شانے کے تری زلفون نے ای وعدہ خلاف
کہتے ہین آ باغبان جتنے کہ خالی تھے چمن

اشک نے جنگل کی جنگل دم مین دھل کر بھر دیے
شمعدان شمعون نے اپنے سب پگھل کر بھر دیے
اشک تھے آنکھون مین یا موتی مچلکر بھر دیے
اُسنے اک دو چار ساغر مجھکو جلکر بھر دیے
خون مین سب دامن کے پاٹ اُسکے اچھلکر بھر دیے
آخرش لیت و لعل سے آجکل کر بھر دیے
جوش گل نے ابکی وہ سب پھول پھل کر بھر دیے

اب ترے رونیکا عالم حد سے گذرا ہی نظیر
اشک نے تیرے تو سب جل تھل نکلکر بھر دیے

کہتے ہین یان کہ مجھسا کوئی مہ جبین نہین
تجھسا تو کوئی حسن مین یان نازنین نہین
ساقی کو جام دیتے ہین اُس خوش نگہ کو آہ

پیارے جو ہمسے پوچھو تو یان کیا کہین نہین
یون نازنین بہت ہین پہ ناز آفرین نہین
ہر دم اشارتین ہین کہ اُسکے تئین نہین

سبھونکو بوسہ دیے ہنسکے اور ہمین گالی
ہزار شکر بھلا اس قدر تو پیار ہوا
ہمارے مرنے کو ہان تم تو جھوٹ سمجھے تھے
کہا رقیب نے لو اب تو اعتبار ہوا
قرار کر کے نہ آیا وہ سنگدل کافر
پڑین قرار پہ پتھر یہ کچھ قرار ہوا
گلے کا ہار جو اس گلبدن کا ٹوٹ پڑا
تو ڈر نظیر کا وہین اُسکو ایک بار ہوا

کسی سے اور تو کچھ بس چلا نہ اُس کا نظیر
ندان میرے ہی آکر گلے کا ھار ہوا

کب مثل شیشہ اُنکا کسی سے برائے دل
تھم جنہین خدا نے دیا ہو بجائے دل
جب لے چلا وہ دل مرے پہلو سے کھینچکر
دل سے مرے صدا یہی نکلی کہ ہائے دل
آوے اگر بتان کے تئین رسم دلبری
تو تو جہان مین پھر کہین ڈھونڈھا نپائے دل
اتنو تری جفا سے یہ مانگون ہون مین دعا
ظالم خدا کرے کہ کہین تو لگائے دل
اور جسپہ تو ندا ہو وہ ظالم ہو اسقدر
جو مطلقاً ترا وہ نہ خاطر مین لائے دل
تجھپر بھی چند روز تو یہ کشمکش رہے
دُر دُر اُدھر کرے اور اِدھر کو ستائے دل
ناچار جیسے تجھ سے چھڑاتا ہون دل کو مین
ایسا ہی تو بھی اُس سے لگا کر چھڑائے دل
شیدا ہون مین تو لیلی و مجنون کی چاہ پر
خالق نے کیا ہی خوب ہی اُن کے بنائے دل
تھے اُسکے پا کے آبلے چھاتی پہ اُسکی آہ
کیا اتحاد جسم تھا اور کیا صفائے دل

ہین یہان پڑے جو اہل دل اکثر یہ کہتے ہین
چھوٹا سا اک نظیر بھی ہی خاکپائے دل

ہنسے روے پھرے رسوا ہوے جاگی بندھے چھوٹے
غرض ہمنے بھی کیا کیا کچھ محبت کے مزے لوٹے
کلیجے مین پھپھولے دل مین داغ اور گل مین ہاتھو نپر
نکلے ہین دیکھیے ہم مین بھی یہ اُلفت کے گل بوٹے

دیکھو کہنا مانو مت خالی سلائی سے رکھو
ورنہ کوسے گی ہمین یہ سرمہ دانی آپ کی

چھلّے غیرون پاس تو وہ خاتم رہا نگار
ہی ہمارے پاس بھی اب تلک نشانی آپ کی

وقت تو جاتا رہا پر بات باقی رہگئی
ہی یہ جھوٹی دوستی اب ہمنے جانی آپ کی

ہمنے بھیجا تمکو تم کہتے ہو یان پہونچا نہین
کھا گئی شاید وہ کٹنی میرے جانی آپ کی

ایک شب ایجان جان گھر مین مرے رہجایئے
حال پر بندے کے ہوگی مہربانی آپ کی

کیا عجب صورت رقیبِ روسیہ کی دیکھکر
خوف سے حالت ہوئی ہو پانی پانی آپ کی

ایک عالم کو ہکن کیطرح سر پھوڑیگا اب
اگر اسی صورت رہی شیرین زبانی آپ کی

کیا ہمین لگتی ہی پیاری جب وہ کہتی ہی نظیر
ہی میان کچھ اِن دنون نامہربانی آپ کی

دیکھ عقد ثریا ہمین انگور کی سوجھی
کیون بادہ کشو ہمکو بھی کیا دور کی سوجھی

موسیٰ کے تئین گو شجر طور کی سوجھی
پر ختم رسالت کو بہت دور کی سوجھی

ہمنے تو اُسے دیکھ کے جانا کہ پری ہی
پریون نے جو دیکھا تو اُنھین حور کی سوجھی

غش کھا کے گرا پہلے ہی شعلے کی جھلک سے
موسیٰ کو بھلا کہیئے تو کیا دور کی سوجھی

دیکھا جو نہاتے مین وہ گورا بدن اُس کا
بلور کی جو کی یہ جھلک نور کی سوجھی

سر پانؤن سے جب پھنس گئے اُس زلف سیہ مین
تب ہمکو سیاہی شبِ دیجور کی سوجھی

جنت کے لیے شیخ جو کرتا ہی عبادت
کی غور جو ظاہر مین تو مزدور کی سوجھی

مصنوع مین صانع نظر آوے تو نظیر آہ
نزدیک ہی کیا ہے کہ جہان دور کی سوجھی

وہ مجھکو دیکھ کچھ اس ڈھب سے شرمسار ہوا
گرہ مین حیا ہی یہ اُسکی فقط نثار ہوا

کہا جو تمنے کہ منکا ڈھلا تو آؤنگا
ہی بات کچھ نہ کچھ اسمین بھی مکر و فن کی ہی

و گر نہ سچ ہی تو ای جان اتنی مدت مین
یہی بس ایک کہی تمنے میرے من کی ہی

وہ دیکھ شیخ کو لاحول پڑھکے کہتا ہی
یہ آئے دیکھیئے داڑھی لگا کے ٹن کی ہی

کہان تو اور کہان اُس پری کا وصل نظیر
میان تو چھوڑ یہ باتین دیوانے پن کی سی

ولہ

وہ رشک چمن گل جو زیب چمن تھا
چمن جنبش شاخ سے سینہ زن تھا

گیا مین جو اُس بن چمن مین تو ہر گل
مجھے اُس گھڑی اخگر پیرہن تھا

یہ غنچہ جو بے درد گلچین نے توڑا
خدا جانے کسکا یہ تن [illegible]ن تھا

تن مردہ کو کیا تکلف سے رکھتا
گیا وہ تو جبس سے مزین یہ تن تھا

کئی بار ہمنے یہ دیکھا کہ جن کا
مشین بدن تھا معطر کفن تھا

جو قبر کہن اُنکی اُکھڑی تو دیکھا
نہ عضو بدن تھا نہ تار کفن تھا

نظیر آگے ہمکو ہوس تھی کفن کی
جو سوچا تو ناحق کا دیوانہ پن تھا

دیکھکر کرتی گلیمین سبز دھانی آپ کی
دھان کے بھی کھیت نے آب ان مانی آپ کی

کیا تعجب ہی اگر دیکھے تو مردہ جی اُٹھے
چین نیفے کی ڈھلک پڑو یہ آنی آپ کی

ہمتو کیا ہین دل فرشتے کا بھی کافر چھین لے
ٹک جھمک دکھلا کے پھر انگیا چھپانی آپ کی

آپڑے دو سو برس کے مردہ بیجان مین جان
جسکے اوپر دو گھڑی ہو مہربانی آپ کی

اک لپٹ کشتی کی ہمسے بھی تو کر دیکھو ذرا
ہان بھلا ہم بھی تو جانین پہلوانی آپ کی

اور دن سے جو کہتے ہو کہ ہم ان سے ہین ناخوش
اُسکو تو فقط کرنا ہی اظہار ہمین سے
گلگشت چمن کرتے ہو جب ہمرہ یاران
وان بھی غرض آتی ہی تمھین عار ہمین سے
اقرار ملاقات ہی ہر اک سے بصد مہر
کی غور تو ہیگا تمھین انکار ہمین سے
سمجھے گا جو رہتے کو نظیر اہل وفا کے
تو ملنے لگے گا وہ طرحدار ہمین سے

نہ سُرخی غنچۂ گل مین ترے دہن کی سی
نہ یاسمن مین صفائی ترے بدن کی سی
مین کیون نہ پھولون کہ اُس گلبدن کے آنیسے
بہار آج مرے گھر مین ہی چمن کی سی
یہ برق ابر مین دیکھے سے یاد آتی ہے
جھلک کسی کے ڈوپٹہ مین نورتن کی سی
گلو تک [illegible] کو کیا دیکھتے ہو انکو بان
یہ رنگتین ہین تمھارے ہی پیرہن کی سی
جو دل تھا وصل مین آباد تیرے ہجر مین آہ
ہُئی ہی شکل اب اُسکی اجاڑ بن کی سی
تو اپنے تن کو ندے نسترن سے اب تشبیہ
بھلا تو دیکھ یہ نرمی ہی تیرے تن کی سی
ترا جو پانوُن کا تلوا ہی نرم مخمل سا
صفائی اسمین ہی کہیے تو نسترن کی سی
نظیر ایک غزل اس زمین مین اور بھی لکھ
کہ اب تو کم ہی روائی ترے سخن کی سی

نہین ہوا مین یہ بو نافۂ ختن کی سی
لپٹ ہی یہ تو کسی زلف پُرشکن کی سی
مین ہنسکے اسلیے مُنھ چومتا ہون غنچہ کا
کہ کچھ لطافت ہے اسمین ترے دہن کی سی
خدا کیواسطے گل کو نہ میرے ہاتھ سے لو
مجھے بو آتی ہی اسمین کسی بدن کی سی
ہزار تن کے چلین بانکے خوب رو لیکن
کسی مین آن نہین تیرے بانکپن کی سی
مجھے تو اُسپہ نہایت ہی رشک آتا ہی
کہ جسکے ہاتھ نے پوشاک تیرے تن کی سی

وہ کف پا ہمنے سہلائی ہے نازک نرم نرم
کیا جتاتی ہے تو اپنی نرمی اے مخمل ہمین
اس پریرو کی گلی مین یا نہان یا آشکار
جسطرح سے ہو سکے اے ہمنشین لے چل ہمین
ہم تو ہون کیفی ترے پر کیا کرین اے چشم یار
ہوش مین آنے نہین دیتا ترا کاجل ہمین
دل خم ابرو کو دیتے ہین تو کس کس پیچ سے
دام مین لیتا ہے اُس کاکل کا اِک اک بل ہمین

ہمتو اُسکے چاہنے والے ہین مدت سے نظیر
اور نیا گنتا ہے ابتک وہ صنم چنچل ہمین

ہوکیدن نہ ترے کام مین حیران تماشا
یا رب تری قدرت میں ہے ہر آن تماشا
لے عرش سے تا فرش نئے رنگ نئے ڈھنگ
ہر شکل عجائب ہے ہر اک شان تماشا
افلاک پہ تارونکی جھمکتی ہے طلسمات
اور روے زمین پر گل و ریحان تماشا
جنات پری دیو ملک حور بھی نادر
انسان عجوبہ ہین تو حیوان تماشا
جب حسن کے جاتی ہے مرقع پہ نظر آہ
کیا کیا نظر آتا ہے ہر اک آن تماشا
چوٹی کی گندھاوٹ کہین دکھلاتی ہے لہرین
رکھتی ہے کہین زلف پریشان تماشا
گر عشق کے کوچے مین گذر کیجے تو وان بھی
ہر وقت نئی سیر ہے ہر آن تماشا
مُنھ زرد بدن خشک جگر چاک الم ناک
غل شور تپش نالۂ و افغان تماشا

ہم پست نگاہونکی نظر مین تو نظیر آہ
سب ارض و سما کی ہے گلستان تماشا

تھے آگے بہت جیسے کہ خوش یار ہمین سے
ایسے ہی تم اب رہتے ہو بیزار ہمین سے
ہین سب سے تو اے ماہ اشارات دلیکن
رہتی ہی بھری ابرو پہ خمدار ہمین سے
محفل مین جو دیکھا تو ادھر تم ہو خفا اور
ساقی کو بھی ہے حجت و تکرار ہمین سے

جس جس روش کے اوپر جاکر ہوا نمایان
کیا کیا بیان ہو جیسے پکی چمن چمن مین
صد برگ نے صفت کی نرگس نے دی تامل
پھر صحن مین چمن کے آیا بحسن و خوبی
اُس انجمن مین مبٹھا جب ناز و تمکنت سے
کی مطربون نے خوش ہو آغاز نغمہ سازی

کس کس روش سے اپنی آن واداد کھائی
وہ زرد پوشی اُسکی وہ طرز دلربائی
لکھنے کو وصف اُسکا اپنی قلم اُٹھائی
اور طرفہ تر بسنتی اک انجمن بنائی
گلدستہ اُسکے آگے ہنس ہنس بسنت لائی
ساقی نے جام زرین بھر بھر کے مے پلائی

دیکھو اُسکو اور محفل اُسکی نظیر ہر دم
کیا کیا بسنت اگر اُسوقت جگمگائی

ولہ

جوش نشاط و عیش ہے ہر جا بسنت کا
باغون مین لطف نشو ونما کی ہین کثرتین
پھرتے ہین کر لباس بسنتی وہ دلبران
جادر پہ یار کے یہ کہا ہمنے صبح دم
تشریف تم نلائے جو کر کر بسنتی پوشش
سُنتے ہی اِس بہار سے نکلا کہ جسکے تئین

ہے طرفہ روز گار طرب زا بسنت کا
بزمون مین نغمہ خوشدلی افزا بسنت کا
ہی جیسے زرنگار سراپا بسنت کا
ای جان ہی اب تو ہر کہین چرچا بسنت کا
کہیے گناہ ہمنے کیا کیا بسنت کا
دل دیکھتے ہی ہو گیا شیدا بسنت کا

اپنا وہ خوش لباس بسنتی دکھا نظیر
چمکا یا حُسن یار نے کیا کیا بسنت کا

کر گئی ہے اُسکی مژگان کی جھپک بیکل ہمیں
کچھ تو جاتا دل سے خار بیقراری کا خلش

کل اگر جا ہے تو ہدم اُسگھڑی کچھ بل ہمین
کاش وہ نوک مژہ دیتی قرار اک پل ہمیں

پوچھا اگر اس صنم نے ہم حسن مین ہین کیسے   تو بے شعوری اپنی ہنس کر گواہ کرنا

کیا کیا نظیر تجھ مین مکر و فریب ہین جو
اِس رمز آشنا سے اِس ڈھب کی چاہ کرنا

نکلے ہو گس بہار سے تم زرد پوش ہو   جسکی نوید پہونچی ہی رنگ بسنت کو
دی بر مین اب لباس بسنتی کو جیسے جا   ایسے ہی تم ہمارے بھی سینے سے آلگو
گر ہم نشہ مین بوسہ کہین دو تو لطف سے   تم پاس منھ کو لا کے یہ ہنسکر کہو کہ لو
بیٹھو چمن مین نرگس و صد برگ کی طرف   نظارہ کر کے عیش و مسرت کی داد دو
سنکر بسنت مطرب زرین لباس سے   بھر بھر کے جام پھر مئے گل رنگ کے پیو
کچھ قمریون کے نغمہ کو دو سائین راہ تم   کچھ بلبلون کا زمزمہ دل کشا سنو

مطلب ہی یہ نظیر کا یون دیکھکر بسنت
ہو تم بھی شاد دل کو ہمارے بھی خوش کرو

ملکر صنم سے اپنے ہنگام دل کشائی   ہنس کر کہا یہ ہمنے اے جان بسنت آئی
سنتے ہی اس پری نے گل گل شگفتہ ہو کر   پوشاک زرفشانی اپنی وہین رنگائی
جب رنگ آئی اسکی پوشاک پر تراکت   سرسون کی شاخ پر گل پھر جلد اک منگائی
اک پنکھڑی اٹھا کر نازک سی انگلیون مین   رنگت کو اسکی اپنی پوشاک سے ملائی
جس دم کیا مقابل کسوت سے اپنے اسکو   دیکھا تو اسکی رنگت اسپر ہوئی سوائی
پھر تو بصد مسرت اور سو نزاکتون سے   نازک بدن پر اپنے پوشاک وہ کھپائی
چمپے کا عطر ملکر موقع سے پھر خوشی ہو   سیمین کلائیون مین ڈالے کڑے طلائی
بن ٹھن کے اسطرح سے پھر راہ لی چمن کی   دیکھی بہار گلشن پھر طرب فزائی

دوستو کیا کیا دیوالی مین نشاط و عیش ہی
سب مہیا ہی جو اس ہنگام کے شایان ہی

اسطرح ہین کوچہ و بازار پر نقش و نگار
ہو عیان حسن نگارستانکی جسمین خوب رے

گرم جوشی اپنے باجام چراغان لطف سے
کیا ہی روشن کر رہی ہی ہر طرف روغن کی مَی

مائل سیر چراغان خلق ہر جا دمبدم
حاصل نظارہ حسن شمعرویان پے بہ پے

عاشقان کہتے ہین معشوقون سے باعجز و نیاز
ہی اگر منظور کچھ لینا تو حاضر ہین روپے

گر مکرر عرض کرتے ہین تو کہتے ہین وہ شوخ
ہمسے لیتے ہو میان تکرار حجت تا بکے

کہتے ہین اہل قمار آپسمین گرم اختلاط
ہم تو ڈب مین سو روپے رکھتے ہین تم رکھتے ہو کے

جیت کا پڑتا ہے جسکا دانون وہ کہتا ہی یون
سوئے دست راست ہی میرے کوئی فرخندہ پے

ہی دسہرہ مین بھی یون گر فرحت و زینت نظیر
پر دیوالی بھی عجب پاکیزہ تر تیوہار ہی

ولہ

فرشتے دون پہ نہین مہر ماہتاب مین ہی
جلو مین جانے والے قمر رکاب مین ہی

لیا ہی ہمسے جو دل ہو دین بھی ہو طلب کرتے
دل اس تقاضے سے اپنا تو پیچ و تاب مین ہی

کہا کہ دفتر حُسنِ پری خون کی نظیر
تمھین خبر نہین یہ بھی اسی حساب مین ہی

ولہ

شور افگن جنون ہے جسجا نگاہ کرنا
رکھتا ہے کام ہمدم وان ضبط آہ کرنا

جانا بھی آگے اُسکے اکثر پئے نظارہ
باعث بھی بہر اخفا پھر روبراہ کرنا

ملنا بھی اس روش سے جسمین گمان الفت
گر کچھ بھی ہو تو دو ہین دور اشتباہ کرنا

دستِ صیاد سے چھوٹے تو اُچھل سے پے در پے ‏　　ورنہ کیا فائدے اے آہوے دل جستون سے

پیش جاتی نہین ہرگز کوئی تدبیر **نظیر**
کام جب آنکے پڑتا ہی زبر دستون سے

وله

ہمدم چھپاوے وان کوئی کیا دل کی چاہ کو ‏　　شاہد جہان سمجھتے ہین پہلی نگاہ کو
دکھلا حنائی دست لیا چھین دین و دل ‏　　کیا دست رس ہی دیکھیے اِس دستگاہ کو
بیٹھا جو چاندنی مین تو رُخ کی جھلک دکھا ‏　　خجلت تھی کون سی کہ ندی روی ماہ کو
ناصح تو راست کہتا ہی لیکن وہ کیا کرے ‏　　دے بیٹھے اپنا دل جو کسی کج کلاہ کو
جھڑکی سے اُسنے ہمکو خفا دیکھکر کہا ‏　　کیا ناپسند گنتے ہو اس رسم و راہ کو
جاتی ہین جھڑکیون نہین ہماری وہ لذتین ‏　　جو چاہ مین سمجھتے ہین بہتر نگاہ کو
گر عار ہے کچھ اسمین تمھین تو کچھ اے میان ‏　　لیجاؤ اپنے اِس دل عزت پناہ کو

کہا جو ہمنے ہمین در سے کیون اُٹھاتے ہو ‏　　کہا کہ اس لیے تم یان جو غل مچاتے ہو
کہا لڑاتے ہو کیون ہمسے غیر کو ہمدم ‏　　کہا کہ تم بھی تو ہمسے نگہ لڑاتے ہو
کہا جو حالِ دل اپنا تو اُس نے ہنس ہنس کر ‏　　کہا غلط ہی یہ باتین جو تم بناتے ہو
کہا جتاتے ہو کیون ہمکو روز ناز و ادا ‏　　کہا کہ تم بھی تو چاہت ہمین جتاتے ہو
کہا کہ عرض کرین ہمپہ جو گذرتا ہے ‏　　کہا خبر ہی ہمین کیون زبان پہ لاتے ہو
کہا کہ روٹھے ہو کیون ہمسے کیا سبب اسکا ‏　　کہا سبب ہے یہی تم جو دل چھپاتے ہو

کہا کہ ہم نہین آنیکے یان تو اُسنے **نظیر**
کہا کہ سوچ تو کیا آپ سے تم آتے ہو

استنے سخن مین رکھتا تھا کب طبع کو رسا
کچھ بیٹھے بیٹھے یہ بھی مرے جی مین آگیا

سچ پوچھو تو زمانے کا ہے اعتبار کیا
ہے راحت بہار سے رنجِ خزان لگا

لیلیٰ جو اُٹھ گئی وہین مجنون بھی چل بسا
آگے نظیر اُس کا بیان اب کرون مین کیا

کاغذ مین نام اُن کا بارقام رہ گیا
آخر کو دونون جاتے رہے نام رہ گیا

ختم

آغاز دیوان نظیر مرحوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سحر اِس جھمک سے آیا نظر اک نگار رعنا
کہ خور اُسکے حسن رخ کو لگا تکنے وزہ آسا

خد و خال خوبی اگگین لب لعل پان سے رنگین
نظر آفتِ دل و دین فرہ صد مضرت افزا

کھلی رخ پہ زلفِ پُر خم مسی و شکِ رنگِ نیلم
غرض اسطرح کا عالم کہ پری کہے اہا ہا

کہا ہمنے اے سمن بر پری چہرہ مہر پیکر
جو چلی ہو یون جھمک کر کہو عزم ہے کدھر کا

ہے جو قصد سیرِ بستان چلین ہم بھی ساتھ اے جان
کہا اُسنے یہ ارے میان کوئی تم بھی ہو تماشا

نہ کچھ آشنائی اگلی نہ شناخت اک دو دن کی
جو یہ ہے اُسی کی مرضی تو ہے سوچ پھر یہ کیسا

کہا جب نظیر ہنے یہی دلمین ہم تو کہتے
تو کہا جو نیکی ہو دے تو پھر اِس کا پوچھنا کیا

ہو نہ ہنس ہنس کے تم اغیار کے گلدستون سے
اتنی ضد بھی نہ رکھو اپنے جگر خستون سے

فندقین نرم ہین دیکھ اُسکے سر انگشتون سے
رشتۂ ربط نے لی راہ کفِ دستون سے

روبرو ہو کے جو چشمانِ بتان سے اے دل
ڈرتے رہنا ہی مناسب ہے سیہ مستون سے

اِس حد پہ چاہ پہونچی تھی دونونکی داستان
گر اُسکے ایک پھانس لگی تن کے درمیان
ہوتی تھی اُسکی چشم اُدھر جب گہر فشان
جو اِسکی شکل یان تھی وہی اُسکی شکل وان

جو اُسپہ گذرا حال وہ اِسپر ہوا عیان
اُسکے جگر سے اُٹھنے لگا نالہ و فغان
آنکھون سے اشک اِسکے بھی ہوتے تھے تب روان
اُلفت کا اُنکی آہ مین کیا کیا کرون بیان

چاہت سے کُل کچھ اُسی طرح جی مین کُھل گئے
جو دل بھی اُنکے مل گئے اور تن بھی مل گئے

سچ پوچھیے تو رکھتی ہی چاہت بھی کیا مزا
یکرنگ دوستی مین رہے دونون برملا
جو اُسکے پامین پھرتے ہوے آبلہ پڑا
مجنون کے رُوئین رُوئین مین لیلی گئی سما

جب فرق کی نہ عاشق و معشوق مین ہوا
جو اُسپہ ہوگیا وہی اُسپر گذر گیا
گھر بیٹھے اُس کے پانون مین کانٹا وہین چبھا
لیلی کے بند بند مین مجنون ہی بھر گیا

چاہت سے اُنسے کام بہت نیک ہوگئے
دونون مین کچھ دوئی نہ رہی ایک ہوگئے

اِسکی مثل مین کرتا ہون یارو جواب یان
یہ رمز عشق ہی اِسے جانے ہین عاشقان
لیلی نے ایک دن کُھلائی تھی فصد وان
حیرت ہوئی ہر ایک کو جب یہ ہوا عیان

پنہان نہین غرض ہی یہ مشہور در جہان
عشاق کے یہ دل پہ نہین مطلقاً نہان
وان وہین ہوگیا رگ مجنون سے خون روان
حیرت نہین یہ چاہ کی ہین پختہ کاریان

جب یکدگی مین چاہ کا ہوتا کمال ہی
وان ہوتا پھر تو دوستو ایسا ہی حال ہی

قصہ تو لیلی مجنون کا ہی دوستو بڑا
تھوڑا سا اُس کتاب سے مین نے بھی یہ لکھا

یہ ڈھنگ قیس کے جو نمودار ہو گئے
جتنے گئے تھے ساتھ وہ ناچار ہو گئے

مان باپ کے تھی دلکو ادھر لگ رہی خوشی
اتنے مین آئے پھر کے اُدھر سے جو وہ بھی
اور یون کہا بہت ہمین شرمندگی ہوئی
خاطر مین پھر تو قیس کے دیوانگی بڑھی

یعنی پسند ہو گئی اُنھین طرز قیس کی
جو واردات گذری تھی اگر وہ سب کہی
اِس سے تو ہم نہ جاتے تو بہتر وہ بات تھی
شرم و حیا و صبر نے جب دل سے راہ لی

پھر تو ہمیشہ کوچۂ لیلیٰ مین جاتا تھا
بیتابیان جتاتا تھا اور غل مچاتا تھا

آخر یہ قیس کی ہوئی حالت پھر آشکار
گھر کو بھی اپنے چھوڑ دیا ہو گئے بیقرار
وان سے بھی جب اُٹھا دیا اُسکو بحال زار
لڑکو نکا تھا ہجوم لگا ساتھ بے شمار

کر ڈالا اپنے غم سے گریبان تار تار
لیلیٰ کے در پہ آپڑا اِس ہو کے بیقرار
گلیو نمین جب تو پھرنے لگا ہو کے دلفگار
آنکھین بھی سُرخ تھا لونکے غل شور بار بار

کثرت مین عشق تھا جو بُت گلعذار کا
اِک جوش تھا جنون کے چمن کی بہار کا

لیلیٰ بھی اُسکی چاہ مین بے اختیار تھی
ملنے کو اُسکی آتی تھین جب لڑکیان کبھی
ہٹ کر ہین وہ اُنکو سُناتی تھی ہر گھڑی
آنکھون مین اشک آہ بلب و اُداس جی

منھہ کو لپیٹے رہتی تھی مسند پہ وہ پڑی
وہ غمزدہ کسی سے بھی ہرگز نہ بولتی
زنہار میرے پاس نہ آیا کرو کبھی
صحبت مجھے کسی کی نہین لگتی ہے بھلی

مجنون کے دیکھنے کی تمنا مدام تھی
لیتی سحر سے شام تلک اُسکا نام تھی

رومال اک زری کا بھی ہاتھوں پہ لا دیا | بوڑھے بڑوں کے ساتھ اُسے وان بھجا دیا

جتنے بزرگ تھے اُسے سب لیکے وان گئے
ملکر جو بیٹھے یہ بھی خوش اور وہ بھی خوش ہوے

کہتے ہین قیس لڑکوں مین صاحب جمال تھا | پوشاک جب وہ پہنی تو حسن اور بھی بڑھا
وان جسنے دیکھا اُسکو بہت جی کو خوش لگا | تھین بیبیان بھی دیکھتین غرفوں سے جا بجا
کہتی تھین یہ تو لڑکا نہایت ہی خوش ادا | دیوانگی کا اُسکے عبث شور تھا مچا
بیٹھے تھے اُنکے پاس جو لیلی کے اقربا | لڑکے کا حسن سب کی نگاہوں مین تھا کھبا

سب دلمین اپنے تخم محبت کو بوتے تھے
اُلفت کی باتین کرتے تھے اور شاد ہوتے تھے

کہتے ہین ایک سگ کہین لیلی نے پالا تھا | ناگاہ جب وہ قیس کو اُس جا نظر پڑا
مجنون نے سر کو پانون پہ اُس سگ کے رکھدیا | کر پیار اُسکو اپنے گلے سے لگا لیا
رومال وہ زری کا اُسی کو اُڑھا دیا | گودی مین اپنی پیار سے جلدی بٹھا لیا
ہاتھ اپنا اُسکے سر پہ کبھی پیٹھ پر رکھا | بے اختیار ہوکے اُسے جب تو یہ کہا

تو جسکے پاس ہے مجھے اُس سے جدائی ہے
مدت مین تیری شکل نظر مجھکو آئی ہے

اُس سگ کو دیکھ قیس کا جب ہوگیا یہ حال | جو ہاتھ پیار سے دیے گردن مین اُسکی ڈال
سبکے تئین یہ دیکھ کے حیرت ہوئی کمال | تھے جیسے خوش وہ دیکھکے وان قیس کا جمال
ایسا ہی اُنکے دل کو ہوا رنج اور ملال | آپسمین جب تو کرنے لگے سب یہ قیل و قال
جو ہوش مین ہو اُس سے تو یہ بات ہے محال | ہوتی مگر ہے ایسی دیوانوں کی چال ڈھال

سر کی خبر نہ اپنی اُسے تھی نہ ہوش پا
رہتا تھا رات دن غم فرقت مین دل پھنسا
لیلیٰ ہی لیلیٰ اُسکی زبان پر تھی جا بجا
تن کا بیان مین یارو کہون اُسکے اور کیا
غالب جو اُسکے جی پہ وہ دیوانہ پن ہوا
لیلیٰ کی جو کمر تھی وہ اُس کا بدن ہوا

کہتا تھا دمبدم مری دلدار لیلیٰ ہے
محفل مین دلبرونکی نمودار لیلیٰ ہے
ناز و ادا کی گرمی بازار لیلیٰ ہے
محبوب گلرخونکی وفادار لیلیٰ ہے
اس خستہ دلکی مونس و غمخوار لیلیٰ ہے
خوبی و دلبری مین چمن زار لیلیٰ ہے
خوبان نازنین مین فسونکار لیلیٰ ہے
مجنون کی عاشقی کی سزاوار لیلیٰ ہے
لیلیٰ ہی کی ادا پہ مرا دل نثار ہے
لیلیٰ ہی کی نگہ مرے سینے سے پار ہے

مان باپ نے جب اُسکی یہ کچھ دیکھی بیکلی
مادر پدر نے لیلیٰ کے بات اُس سے یہ کہی
سنتے ہین وہ تو رہتا ہے وحشی سا ہر گھڑی
اُنسے کہا تو یان سے یہ کہ بھیجا ہر گھڑی
مشاطہ ایک خانۂ لیلیٰ مین بھیجدی
لڑکے کی اُنکی تو ہے جنون سے لگن لگی
مشاطہ جب یہ سُنکے اِدھر سے اُدھر پھری
سب جھوٹ ہے جو کہتے ہین اُسکی دیوانگی
کچھ خوف مت کرو اُسے ہر دم پرکھ لو
باور نہو تو اپنی تم آنکھون سے دیکھ لو

کہکر یہ قیس کو وہ ادا او جتا دیا
زلفین سنوار آنکھون مین سرمہ لگا دیا
پٹکا سنہرا اُسکی کمر مین بندھا دیا
زرین لباس اُسکے بدن مین پہنا دیا
دستار زر فشان کو بسر جگمگا دیا
اُبر دمین کو دوش کے اوپر اڑھا دیا

ناچار اُسکے پانوں مین زنجیر ڈالدی
زنجیر کی صدا سے بھی دیوانگی بڑھی
تدبیر اور جنون کی جو ہوتی ہو وہ بھی کی
آخر گھر اپنا چھوڑ کے صحرا کی راہ لی
کہتا تھا باپ جاکے جو اُس سے کبھی کبھی
بیٹا مین تیرا باپ ہون مل مجھسے اِک گھڑی

کہتا تھا رو کے مین تو تجھے جانتا نہین
لیلیٰ سوا کسی کو مین پہچانتا نہین

آتا تھا دیکھنے کو جو لیلیٰ کو وہ کبھی
تھا چومتا بہانےسے چوکھٹ جو گھر کی تھی
کھڑکی کو دیکھتا تھا کہ ہو بند یا کھلی
کرتا نگاہ تھا کبھی جالی پہ ہر گھڑی
لیلیٰ کو اُسکے آنیسے ہوتی تھی آگہی
پھرتی اِدھر اُدھر تھی وہ حیلے کو ڈھونڈتی
مادر پدر کے خوف سے تھی گرچہ بےبسی
تو بھی ہر ایک طرحسے وہ صورت دکھاتی تھی

کچھ کہنے پاتے کیونکہ حذر ہوش کھوتا تھا
باتونکے بدلے وان اسے رو دیا ہوتا تھا

جاتی تھی سیر باغ کو جسدم وہ دلربا
مجنونکے دیکھنے کا وہ رکھتی تھی مدعا
دیدار کے لیے وہ بہانہ تھا باغ کا
لڑکے جب آکے مجنون کو دیتے تھے یہ سنا
سنتے ہی دوڑتا تھا خوشی سے وہ مبتلا
لیلیٰ بھی اُسکے سُنتی تھی جب شور کی صدا
محمل کے پردکو وہین دیتی تھی پھر اُٹھا
جلدی سے اُسکو دیتی تھی مُنھ اک نظر دکھا

دونون طرف سے شوق جو نشتر چبھوتا تھا
وان دیکھنا دکھانا اسی ڈھب سے ہوتا تھا

مجنون کا مدتون تلک ایسا ہی حال تھا
آیا کبھی تو ٹھہرنے اُسکو نہ وان دیا
گر ملگیا بہانہ تو اک مُنھ کو تک لیا
ورنہ وہ وانسے پھر اُسی وادی مین جا پڑا

جبتک یہ خردسال تھی چاہت نہان رہی
لوگونمین چرچے ہونے لگے اُسکے ہر گھڑی
جانا کسی کسی نے ملامت کسی نے کی
کچھ بن سکا نہ جب تو ہوئی اُنکو بےبسی

سیانی ہوئی تو تاڑنیوالون پہ کچھ کھلی
چاہت کے گل کی بو نہ رہی آخرش چھپی
پھر تو نہ بات پھیلی ایسی کہ ہو مچی گلی گلی
چھٹپن کی تھی جو چاہ تو ہرگز نہ چھٹ سکی

آسان نہین ہو رشتۂ اُلفت کو توڑنا
مشکل ہو بالے پن کی محبت کا چھوڑنا

پہونچی یہ بات خانۂ لیلی مین جسگھڑی
لیلی جب اُنکے روبرو آکر ہوئی کھڑی
کچھ جھڑکیان دین باپ نے کچھ مان ہوئی کڑی
تدبیر اور اُسکے سوا کچھ نہ بن پڑی

مان باپ کے دلون مین پڑی غم کی کاچھڑی
دونونکی طرح کثرتِ تنبیہ پر اڑی
ہیبت دکھائی اور تقید بھی کی بڑی
مکتب سے اُسکو منع کیا مار کر چھڑی

مجبور کر دیا وہین فرقت کے ساتھ سے
تختی کتاب چھین لی لیلیٰ کے ہاتھ سے

بےبس ہو گھر مین بیٹھ رہی جب تو وہ صنم
مجنون کی یاد صفحۂ دل پر جو تھی رقم
لیلی کی یاد مجنون پہ کرتی تھی یان ستم
لیلی کی شکل پھرتی تھی آنکھونمین ہر قسم

ہوش و حواس گر گئے خاطر سے اُسکی رم
مجنون ہی مجنون کہتی تھی دلمین بدرد و غم
تختی کہین پڑی تھی پڑے تھے کہین قلم
وان ایک پل قرار نہ یان چین ایکدم

دونونکی صحن دل مین جو بیتابی ہوتی تھی
وان مجنون مجنون ہوتا تھا یان لیلی لیلی تھی

لاتا تھا باپ کھینچ کے اُسکو گھڑی گھڑی
چین اُسکے دلکو گھر مین نہوتا تھا اک ذری

دل سختی فراق سے جون غنچہ تنگ تھا
گھر مین تو وہ طرح تھی چمن مین یہ رنگ تھا

چھٹی جو ملتی اور تو سب لڑکے لڑکیان
لیلی کے آنسو ہوتے تھے رخسار پر روان
تو جاکے دیکھون مجنون کو مکتب کے درمیان
جاتا تھا دیکھنے اُسے رہ رہ کے درمیان

ہنستے اُچھلتے کودتے کر کر کے بازیان
کہتی تھی ہو جو رات کی جلدی سحر عیان
مجنون بھی ہر بہانے سے تا شام اُسکے ہان
جب ہوتی رات گھر مین پھر آتا تھا نیم جان

لیلی کی یاد دل کو جو ہر دم ستاتی تھی
آنکھون مین نیند اُسکے سحر تک نہ آتی تھی

ہوتی تھی جب سحر تو وہ مکتب مین آتا تھا
اُس غنچہ لب کے منہ سے جو منہ کو ملاتا تھا
ملنے کا اشتیاق ہر اک دم ستاتا تھا
جب حرف شوق لیلی کے لب پر آتا تھا

لیلی کو پہلے آنسے اپنے وہ پاتا تھا
گل کیطرح سے دلمین نہ پھولا سماتا تھا
دلکی طلب کو اپنی نگہ سے جتاتا تھا
اُس نازنین کی چاہ پہ قربان جاتا تھا

کہتا تھا مین غلام ترا بے تمیز ہون
کہتی تھی ہنسکے وہ بھی مین تیری کنیز ہون

پھر گھر مین اپنے جاتی جو محبوب دلربا
دیتی وہ کچھ تو مجنون سے کہتی تھی تو بھی لا
چومتی تھی اُس نشانی کو سب سے چھپا چھپا
رہتے تمام رات اسی دھن مین مبتلا

مجنون جو کچھ صنم سے نشانی تھا مانگتا
مجنون بھی دیتا اسکو تڑپ کر وہ مہ لقا
مجنون بھی ہر گھڑی اُسے آنکھون پہ رکھتا تھا
آخر کو صبح جب اُنھین دیتی تھی منہ دکھا

مکتب مین پھر تو آنے کی تشبیہ ہوتی تھی
دونون کو وہ سحر سحر عید ہوتی تھی

جتنی کہ اُسکو ملنے کی دشواریان ہوئین
اُتنی ہی اس صنم کو بھی ناچاریان ہوئین

جیسا کہ اُسکے دل کے تئین رنج و تاب تھا
ویسا ہی نازنین کے تئین اضطراب تھا

کتنے دنون تو قیس رہا دل سبنھالتا
جو فکر وصل ہوتی ہے چاہت مین جابجا
لیلیٰ کا جب گذر نہ ادھر مطلقاً ہوا
مان باپ سے بھی رہنے لگا ہر گھڑی خفا
ہر لحظہ رنج و درد سہا انتظار کا
اُس بیقرار نے بھی کیا سب وہ ٹھک ٹھکا
پھر تو گھر اپنا بھی اُسے لگنے لگا بُرا
سمجھاتے تھے جو اُسکے تئین خویش و اقربا

آنکھو سے آنسو بہتے تھے اور لب خموش تھا
ہرگز کسی کی بات پہ رکھتا نہ گوش تھا

گھبرا کے تھا کبھی یہ سر بام بیٹھتا
کہیو مری طرف سے کہ ای شوخ دلربا
کیون مجھسے روٹھ بیٹھی ہے خاطر سین ہو خفا
لازم ہی ایک بار تو میرے کنے پھر آ
کہتا ہوا سے اسگھڑی لیلی کے پاس جا
تیغ نگہ سے تو نے جو بسمل مجھے کیا
اے نازنین بتا ہوئی تقصیر مجھسے کیا
آکر کسی بہانے سے پھر منہ مجھے دکھا

پہرون تلک یہ حال ہوا کو سُناتا تھا
باتین یہ اُس سے کہتا تھا اور روتا جاتا تھا

جاتا کبھی چمن مین تو ہوتا وہان یہ حال
مل بیٹھنے کا لیلی کے تھا باندھتا خیال
نرگس سے چشم لیلی کو دیتا کبھی مثال
ہر سرو کو سمجھ قد لیلائے خوش جمال
بلبل کو وصل گل مین جو تھا دیکھنا محال
رو رو کے آنکھین کرتا تھا گل کی طرح سے لال
سنبل سے یاد آتے تھے لیلی کے اسکو بال
ہر دم گلے لگاتا تھا بیتاب ہو کمال

نے افترا ہوا نہ در انداز یان ہوئین — شوق درون کی آئینہ پردازیان ہوئین
چھپ چھپ کے ہر گھڑی کی نظر بازیان ہوئین — یکتا دلی مین طبع کی انبازیان ہوئین

مکتب کے بیچ گل کی طرح سے کھلے رہے
ناز و نیاز کیا ہی کھلے اور ملے رہے

اُس گلبدن کے دل مین چبھا ہجر کا جو خار — مکتب مین جاتی وہ جو کچھ ہوتا تھا اختیار
مجنون کو تھا جو لیلی کے آنیکا انتظار — کہتا تھا آتی ہو گی وہ محبوب گلعذار
اب کوئی دم مین دیکھینگے پھر وصل کی بہار — پھرتا کبھی یہ کہتا وہ گھبرا کے بیشمار
آگے تو اتنی دیر نہ لگتی تھی زینہار — ہرگز نہ جی کو چین نہ خاطر کو تھا قرار

کثرت سے طبع پر جو چڑھی دلگی چاہ تھی
در کی طرف نگاہ تھی اور آہ آہ تھی

جب شام تک نہ آئی وہ مجنون کی مہ جبین — چھپ چھپ کے سب سے روتی رہی گھر مین نازنین
بیم پدر کبھی کبھی مادر سے سہمگین — بیتابی جب یہ تو ایسی ہوئی قیس کے تئین
بیکل تمام رات رہا خستہ و حزین — اشکو نسے آنکھین اُسکی بھرین صبح تک مین
جو ہجر نے دکھائین جفائین وہ سب سہین — کہتا ہا یہ دل سے کہ ای دل یہ ہے یقین

لیلی کا میرے پاس جو آنا نہ ہووے گا
تو میری زندگی کا ٹھکانا نہ ہووے گا

مجنون کے دل پہ جب یہ ستمگاریان ہوئین — فرقت کے درد و غم کی گرفتاریان ہوئین
ہر آن بیبسی کی مددگاریان ہوئین — ہر دم ادھر ادھر کی دل آزاریان ہوئین
اُٹھنے کی ننگ و نام کی تیاریان ہوئین — ہجران کی لحظہ لحظہ جفاکاریان ہوئین

نگہ نگہ سے نہ ہرگز لڑاتی تھی — پر نیچی نیچی نظرون سے کچھ مسکراتی تھی
ظاہر مین تو ہر اک سے وہ حیا سے چھپاتی تھی — لیکن وہ دل ہی دل مین محبت بڑھاتی تھی
مکتب سے جب وہ نازنین ٹک گھر کو جاتی تھی — مجنون کے دل پہ تب تو قیامت ہی آتی تھی

ہوتا ہجوم جی مین جو تھا اضطراب کا
اک اک ورق بکھرتا تھا دل کی کتاب کا

تختی کو لے کے جب وہ قلم کو اُٹھاتا تھا — مشق الف مین آہ کی تزئین دکھاتا تھا
بے کی کشش مین طول طپش کو بڑھاتا تھا — نقطے کی جائے قطرۂ آنسو بہاتا تھا
لکھنے مین میم کے جو قلم کو ہلاتا تھا — نقش دہن صنم کا اُسے یاد آتا تھا
جس وقت عین لکھنے مین دلکو لگاتا تھا — دیکھ اُسکو چشم یار تصور مین لاتا تھا

تختی وہ کیا تھی دفتر رنج و ملال تھا
لکھنے کی بات پوچھو تو اُسکا یہ حال تھا

جاتی تھی جب وہ گھر مین تو اسکا یہی خیال — مکتب مین جلد جاؤنگا تھا دمبدم خیال
ہوتی تھین چپکے رونے سے آنکھین جب اسکی لال — جو پوچھتا تھا اُس سے کوئی موجب ملال
کہتی تھی آنکھ مین جو پلک کا گیا ہے بال — ہوتا ہے اس سبب سے اشکونکا اتصال
مجنون سے ملنے کا جو اُسے شوق تھا کمال — اکثر سکے وہ دور رہنے مین ہوتا تھا جی نڈھال

جاتی تھی جلد پھر اُسی عنوان آتی تھی
مجنون کے تن مین دیکھکے پھر جان آتی تھی

کتنے دنون تو دونو ہی ہمراز یان ہوئین — اُلفت کی تازہ تازہ ترانہ زبان ہوئین
چاہت کی ہر کسی سے نہان سازبان ہوئین — پھر گنبد نہ اشاعم نہ خاتہ زبان ہوئین

استاد ایسے ڈھونڈے کہ پوجیں وہ عشق کو
روئے سخن میں اُنکے ہے عاشقی کی بو
جو کچھ پڑھے تو یون کہیں غم کے گھر پڑو
تختی لکھے تو بولیں اِسے آنسوؤں سے دھو
معنی جو پوچھے تو کہیں صبر و قرار کھو
تقریر پوچھے تو یہ کہیں اُسکے روبرو
دل دیکے خوبرو کی محبت میں خوبرو
باعث جو عشق ہونے کے تھے وہ حاضر تھے دوستو

چاہت کی پاکبازی کا ہردم رواج تھا
لڑکا بھی ابتدا ہی سے عاشق مزاج تھا

اُسکے سوا سے اور پیچار و بہار اکنار
لڑکی جو اُسمیں ٹھی سوا ایسی وہ گلعذار
صورت کو جسکی دیکھ کے بلبل ہو بیقرار
اندر تو قاتلوں کا وہ مجمع ستم شعار
باہر پڑے تڑپتے تھے مشتاق دلفگار
اُسکے سوا یہ اور قیامت تھی آشکار
جو اُنمیں لڑکیاں بھی کئی تھیں حیا نگار
جادو یہ جادو جب یہ ہوا آنکہ دو چار

دیوانگی کے بڑھنے کا دیوان ہوگیا
مکتب وہ اُسکے حق میں پرستان ہوگیا

حُسن و ادا کا ناز کا دیکھا جو التزام
اُن لڑکیوں میں ایک جو لڑکی تھی خوشخرام
تھی شرمگین وہ نازنین لیلیٰ تھا اُسکا نام
زلف اُسکی چشم کی ہوگئی مجنوں کے دل کی دام
بن دام اُسنے کرلیا مجنون کے تئیں غلام
اُسنے بھی دل میں اُلفتِ مجنوں کا ازدحام
ایسا ہوا کہ کڑھنے لگا جی میں صبح و شام
چاہت کی مے کے پی لئے آپس میں بھر کے جام

تقدیر سے جو جادو کا روشن قلم ہوا
دونوں دلوں پہ حرفِ محبت رقم ہوا

یہ چاہتا تھا اُسکو اُسے یہ نبھاتی تھی
چاہت جو یہ جتاتا تھا وہ بھی جتاتی تھی

لیکن وہ ماں کی گود میں آکر نہ سوتا تھا
ہر وقت شور کرتا تھا ہر لحظہ روتا تھا

مادر تھپک تھپک کے سُلاتی تھی کرکے پیار
تعویذ ڈالتا تھا گلے بیچ بے شمار
رہتا تھا اک فقیر کوئی واں بزرگوار
سُنتے ہی اُسنے آہ کی اور ہو کے اشکبار
پھرتا تھا باپ غل دکھاتا بہ چشم زار
لیکن اُسے قرار نہ آتا تھا زینہار
جسدم وہ حال اُسپہ کیا جاکے آشکار
مجنون کے باپ سے یہ کہا اُسگھڑی پکار

دُکھ پانے والے لڑکے جو دنیا میں آتے ہیں
لچھن سب اُنکے پہلے ہی پہچانے جاتے ہیں

لڑکا ترا یہ عاشقِ سرشار ہوویگا
زلفوں نازنین کے گرفتار ہوویگا
ناز و ادا کا دل سے خریدار ہوویگا
رمزون سے عاشقی کے خبردار ہوویگا
محفل میں عاشقون کی نمودار ہوویگا
چشمِ کرشمہ ساز کا بیمار ہوویگا
دیدار خوبرو کا طلبگار ہووے گا
رسوائے شہر کوچۂ و بازار ہوویگا

تدبیر یہ نہ رونے کی اسکے کیا کرو
تم گلرخون کی گود میں اسکو دیا کرو

مجنون کا باپ سنتے ہی گھر کی طرف پھرا
جب اُن پریرخون نے اُسے پیار تک کیا
ماں باپ کا دل اُسکے تئین دیکھ خوش ہوا
مکتب میں اُسکے باپ نے لاکر بٹھا دیا
آیا تو گلرخون کی اُسے گود میں دیا
تھا وہ جو رونا دھونا سو موقوف ہو گیا
بارے اسیطرح سے ہوا جب وہ کچھ بڑا
اک قاعدہ بھی سامنے اُس طفل کے رکھا

مکتب کو دیکھ قیس نے ہوش اپنا کھو دیا
دیکھا جو قاعدے کو بھی پارہ تو رو دیا

قصہ لیلیٰ و مجنوں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پہلے تو حمد خالقِ ارض و سما لکھون
گر عمر بھر مین اِسکو لکھون تو بھی کیا لکھون
لازم ہی اسمین طبع کو عجز انتما لکھون
کچھ ناز نہ کچھ نیاز بہ فکر رسا لکھون

بعد اسکے پھر مین نعت شہِ انبیا لکھون
بے انتہا ہی وہ تو غرض تا کجا لکھون
کچھ وصف حُسن کا لکھون کچھ عشق کا لکھون
ہی جی مین لیلیٰ مجنون کا کچھ ماجرا لکھون

سچ پوچھیے تو دونون عجب کام کر گئے
معشوقی عاشقی مین غرض نام کر گئے

پیدا ہوا تھا قیس جب اپنے پدر کے گھر
کُنبے کے لوگ بیٹھے تھے باہم سب آنکر
چومے تھا باپ قیس کے ہر لحظہ چشم و سر
ان بھی لیے پھرے تھی اُسے اپنے دوش پر

مان باپ کو ہوئی تھی خوشی سب سے بیشتر
اک دھوم مچ رہی تھی خوشی کی دھر اُدھر
رکھتے تھے ہاتھون چھاؤن اُسے گرچہ بے خطر
فرزند کی خوشی مین لٹاتی تھی سیم و زر

بعون صانع مکین و مکان فضل خلاق زمین و زمان نسخہ
کلیات نظیر اکبرآبادی
در مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مرتبہ طبع شد
باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست کلّیات نظیر

التماس

اِس مطبع مین ہر علم وفن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے
فہرست مطول ہر شایق کو چھاپہ خانہ سے ملسکتی ہے جسکے معائنہ وملاحظہ سے شائق
اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اِس کتاب
ٹیٹل پیج کے تین صفحہ سادہ مین کلیات ودواوین اُردو وکلیات ودواوین فا
درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجو
کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہووے

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	
کلیات ودواوین		زبان ریختہ -	
انتخاب کلیات ظفر -	۸/	قطعۂ منتخب -	
کلیات مومن -	۱۲/	کلیات صنعت -	
دیوان ناسخ -	عہ	دیوان شاہ تراب معارفانہ کلام	
کلیات آتش -	۱۲/	لاجواب -	
کلیات نعتیہ مجید -	عہ/ ۴/	زندگانی بے نظیر یعنی سوانح عمری	
کلیات امیر اللہ تسلیم -	عہ/	میان نظیر -	
کلیات میر تقی - میر -	عہ/ ۱۰/	دیوان وقار -	
کلیات سودا -	عہ/ ۱۰/	بہارستان اشعار -	
کلیات انشاء اللہ خان	عہ/ ۴/	کلیات نظیر اکبرآبادی کلان از	
شاہد عشرت -	وپائی	عبدالغفور شہباز -	
سخن شعرا -	عہ/ ۲/	کلیات صفدر -	

بعون صانع مکین و مکان بفضل خلاق زمین و زمان نسخه

کلیات نظیر اکبرآبادی

در مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ زیور الطبع شد

باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ ... ۱۹۲۲